سات آیات قرآن، چالیس احادیث نبویہ، بائیس اقوال مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
اجماع صحابہ و اہل بیت اور اجماع اہل سنّت کی روشنی میں
افضلیۃ الصدیق رضی اللہ عنہ
مصنف
مفسر قرآن شارح سنن ابو داؤد و ابن ماجہ
قاری محمد طیب نقشبندی
مہتمم جامعہ رسولیہ اسلامک سنٹر مانچسٹر انگلینڈ
مکتبہ برہان القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ
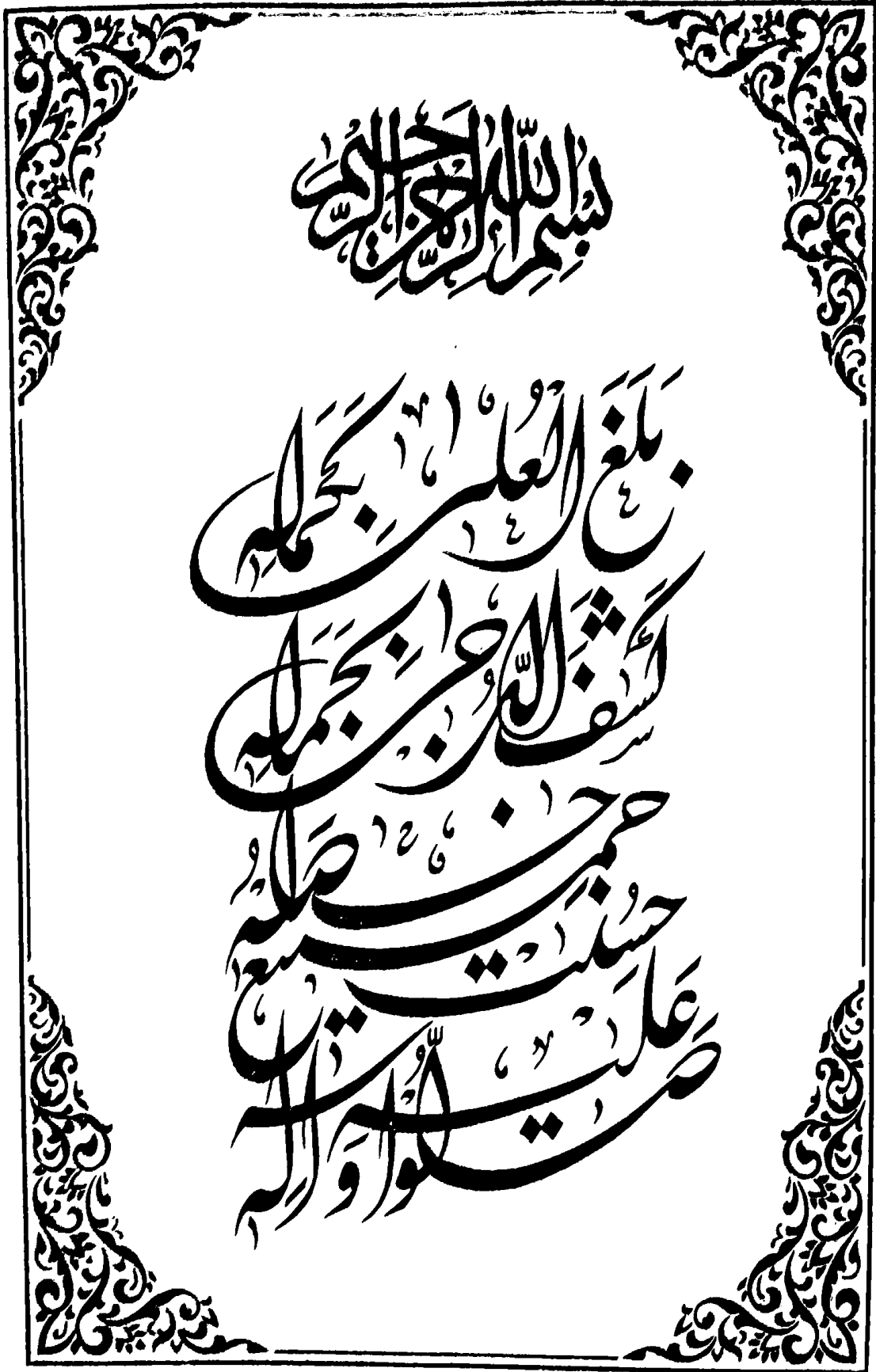
استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرمادیں کیونکہ بشری تقاضے کے مطابق کسی بھی مرحلے میں غلطی کا رہ جانا ممکن ہے۔

ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کیلئے ادارہ بے حد شکر گزار ہوگا۔

ادارہ برہان القرآن

فہرست

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات — صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات صفحہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

باب یازدھم: افضلیتِ شیخین پر تفضیلی فرقہ کے شبہات اور ان کا ازالہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات	صفحہ

عنوانات | صفحہ

عنوانات	صفحہ

☆☆☆☆☆

تقریظ

حجۃ الاسلام گنج عرفان، پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی موسوی صاحب اطال اللہ عمرہ (ناظم اعلیٰ، مرکزی جماعت اہل سنت، پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُمتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام و رُسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد اُمتوں میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذاتِ شریفہ ہے، اسلاف علماء کبار سے لے کر عصر حاضر تک سب نے اس مسئلہ کو قرآن وسنت، اجماعِ اُمت کے دلائل صریحہ سے واضح اور مبرہن کیا ہے مگر اس دور میں کچھ متعصب اور نفس پرست لوگوں نے دجل و تلبیس کی چادر اوڑھ کر روافض کی وکالت کی ٹھانی ہوئی ہے، ان کے بلیغ ردّ میں علماء اہل سنت کی مساعیٔ جمیلہ لائق صد تحسین ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب اسی موضوع پر مفسر قرآن علامہ قاری محمد طیب نقشبندی مدظلہ کی خوبصورت، دلچسپ اور جامع تحریر ہے جس میں انہوں نے کئی شیخی خوروں کے ہوائی قلعوں کو بیت عنکبوت ثابت کر دیا ہے:

وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۔(سورۃ العنکبوت، آیت:۴۱)

آپ ان خوبیوں کو کتاب کے مطالعہ میں پائیں گے، اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قاری صاحب کی سعی کو مقبول فرمائے اور ان کی کتاب کو ذریعۂ ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین!

راقم:

السید محمد عرفان المشہدی الموسوی

بریڈفورڈ، دائرہ سید عالم شاہ

2 جون 2018ء/ 17 رمضان المبارک، یوم بدر شریف

☆☆☆☆☆

تقریظ
شمشیرِ بے نیام قاطعِ رفض وخوارج
ابواحمد سید مظفر حسین شاہ قادری صاحب مدظلہ العالی
بانی: جامعہ حبیبیہ للبنات (کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ برگزیدہ ہستیاں جنہوں نے اپنے ماتھے کی آنکھ سے اللہ عزوجل کے محبوب اعظم، نائب مطلق جناب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرنے کا شرف حالتِ ایمان میں پایا اور انبیاء کرام اور رُسل ملائکہ کے بعد تمام خلقِ خدا تعالیٰ پر افضلیتِ تام رکھتے ہیں۔ شرف بلائے شرف یہ کہ پورا دین وشریعت انہی سے مروی ہے، پورا قرآن حکیم اور فرامین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ احکامِ فروعیہ و اصلیہ انہی عظیم ہستیوں کی وساطت سے اُمت کو حاصل ہوا۔ دینِ کامل کی مکمل روایت کے راوی یہی حضرات ہیں۔ دینِ کامل کا اتمام اور صداقت حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صداقت و امانت کا روشن اور واضح ثبوت ہے۔ بقول امام قرطبی رحمہ اللہ کے:

اذا کان الصحابة کذا بین فالشریعة باطلة والفرائض والاحکام فی الصیام والصّلوٰة والطلاق والنکاح والحدود کلها مردودة غیر مقبول۔

''مفہوم یہ کہ اگر حضرات صحابہ کو کوئی نا قابلِ اعتبار قرار دیتا ہے تو پھر تمام فرائض اور احکامِ الٰہی، روزہ، نماز، طلاق، نکاح اور حدود سب کے سب نا قابلِ اعتبار اور غیر مقبول ہو جاتے ہیں، اس بندے کے نزدیک''۔

مراد یہ ہے کہ جملہ شریعت کا اعتبار دلیل ہے، جماعت صحابہ کرام کے اعتبار اور تقاریر اور پھر جماعتِ صحابہ کرام کے سرخیل وسردار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، جن کی اوّلیت وافضلیت کا اعلان بر سر منبر آپ کا امام خطبہ جمعہ میں اجتماعِ مسلمین میں بعد شہادت توحید ورسالت کرتا ہے کہ ''**افضل البشر بعد الانبیاء ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنه**''۔

اللہ جل جلالہ وعز اسمہ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معیارِ افضلیت جس شان کو قرار دیا وہ صفتِ خاص کے کامل مظہر اللہ کے فضل آپ ہی قرار پائے۔

جماعتِ صحابہ اور خصوصاً اسد الغالب شیر خدا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ کی اقتداء میں آنا اور آپ کے دستِ مراد پر بیعت کرنا آپ کی عظیم شان کا روشن باب ہے۔ آپ کا ''اَعلَم' اَتقٰی' اشجع'' اور وہ تمام اُمور جو عند اللہ افضل واعلیٰ مناصب کے غماز ہیں' جماعتِ صحابہ بشمول شیر خدا رضی اللہ عنہم آپ ہی کو گردانتی ہے۔

اس مسئلہ پر دلیل کا اس قدر وسیع ذخیرہ ہے کہ اس کا احاطہ اس تحریر میں ممکن نہیں مگر ایک حوالہ اس شخصیت کا پیش خدمت کر دوں جو جملہ آئمہ کلام اور اکابر اہل سنت کا معتمد نظریہ ایک سطر میں لکھ دے گا' میری مراد اسلامی معلومات' انسائیکلوپیڈیا مسمّٰی بہ بہارِ شریعت میں صدر الشریعہ بدر الطریقہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

''بعد انبیاء ومرسلین' تمام مخلوقاتِ الٰہی انس وجن ومَلک سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں' پھر حضرت عمر فاروق' پھر حضرت عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنہم''۔

(بہارِ شریعت' حصہ اول' امامت کا بیان)

کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کو صدیق یا فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے' گمراہ وبد مذہب ہے''۔

افضلیت کا مفہوم سمجھاتے ہوئے فیصلہ کی بات لکھتے ہیں کہ:

''ان کی خلافت بر ترتیب فضیلت ہے' یعنی جو عند اللہ افضل واعلیٰ واکرم تھا' وہی پہلے خلافت پاتا گیا' نہ کہ افضلیت بر ترتیب خلافت' یعنی یہ کہ ملک داری وملک گیری میں زیادہ سلیقہ' جیسا کہ آج کل سنّی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں''۔ (بہارِ شریعت' حصہ اول' باب: امامت)

شیخ الحدیث حضرت علامہ قاری طیب صاحب اطال اللہ بقاءہٗ نے احقر سے رابطہ فرمایا اور حکم ارشاد فرمایا کہ آپ کے اس عظیم تحقیقی کام پر کچھ لکھ دوں' شیخ الحدیث قاری طیب صاحب کا اتنا بڑا یہ علمی کام جو کسر شان وافضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام اہل سنت کے لیے ایک عظیم علمی تحفہ ہے' اس سے قبل

بھی جناب کی کئی شروحاتِ حدیث اور کئی مختلف موضوعات پر تحقیقی کتب موجود ہیں۔ آپ کے والد گرامی شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی رحمہ اللہ عقائدِ اہل سنت کے یہاں میں ایک اونچا درجہ رکھتے ہیں۔ تحفۂ جعفریہ، عقائدِ جعفریہ، فقہ جعفریہ، شرح مؤطا امام محمد جیسے عظیم تحقیقی علمی کارناموں کو خواص وعوام کے نظریہ کے تحفظ کیلئے عطا فرمایا۔

احقر شیخ الحدیث قاری محمد طیب مدظلہ العالی کا مشکور ہے کہ اس معتبر و مستند کام کیلئے احقر کو یاد رکھا۔ احقر اپنی جانب سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ وہ اس تصنیف منیف کو شہرۂ آفاق بنائے اور دنیائے اہل سنت اس سے مستفیض ہوں اور حضرت کو درازیٔ عمر و کامل اجر سے نوازے۔

آمین!

احقر الوریٰ:

ابو حنفی سیّد مظفر شاہ قادری

نزد یل کراچی

☆☆☆☆☆

تقریظ

یادگارِ اسلاف عالم باعمل پیر طریقت
ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی

بانی و مہتمم: جامعہ فریدیہ (سیالکوٹ)

آج مؤرخہ 3 اپریل 2018ء کو انگلینڈ کے تبلیغی دورہ پر مانچسٹر میں لاہور کے ایک علمی خانوادہ کے چشم و چراغ، فاضل جلیل عزیز محترم مولانا قاری محمد طیب صاحب، مہتمم جامعہ رسولیہ مانچسٹر سے ملاقات ہوئی، آپ نے اپنی تالیف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شانِ افضلیت کا مسودہ دکھایا، میں نے اس علمی کتاب کے مختلف مقامات پڑھے۔ فاضل عزیز نے جس پیار و محبت اور فاضلانہ انداز میں اس عظیم اہم عنوان کو سمیٹا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور انہیں کا حصہ ہے۔ اس عظیم عنوان کے خلاف نظریہ رکھنے والے کو چاہیے کہ وہ اس تحریر کو محنت، دیانت اور خلوص کے ساتھ پڑھے، اگر اُس نے ایسا کیا تو اُمید ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے اس عنوان کو حق و صداقت کا عظیم معیار تسلیم کر لے گا اور عزیزم قاری محمد طیب صاحب کے علم و فضل میں برکت کی دعا کیے بغیر نہیں رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمدٍ و آلہٖ و صحبہٖ وسلم!

ابوالنصر منظور احمد شاہ

جامعہ فریدیہ، سیالکوٹ

☆☆☆☆☆

تقریظ
استاذ المدرسین جامع المعقول والمنقول مفتی گل احمد خان عتیقی صاحب
(شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ رضویہ لاہور)

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ حامدًا مُصَلّیًا ومسلمًا

اذ یقول لصاحبہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ افضل البشر بعد از انبیاء علیہم السلام، امام المشاہدین اصدق الصادقین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات ہے، چنانچہ اہل سنت کے دو عظیم المرتبت اور جلیل القدر اماموں: امام اماماں امام جہاں مقتداء سنیاں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ اور امام دارالہجرت حضرت امام مالک رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد ہے کہ اہل سنت کی تین نشانیاں: تفضیل الشیخین (کہ شیخین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو باقی تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضل ماننا)۔ "حُب الختنین" کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں دامادوں سے محبت کرنا ہے۔ "مسح علی الخفین" اور دونوں موزوں پر مسح کرنا۔ آپ کی کنیت ابوبکر، نام نامی اسم گرامی عبداللہ اور صدیق وعتیق آپ کے لقب ہیں۔

اوران چاروں سے آپ کی عظمتِ شان کا اظہار ہوتا ہے، تفصیل کی گنجائش نہیں۔ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں مجموعی طور پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے جو فضائل ثابت ہوتے ہیں وہ تمام کے تمام فضائل بھی امام المشاہدین کیلئے ثابت ہیں، علاوہ ازیں بھی انفرادی طور پر متعدد آیات اور احادیث سے بھی آپ کی عظمتِ شان کا اظہار ہوتا ہے، سورۂ توبہ کی صرف آیت نمبر 60 سے آپ کے آٹھ فضائل ثابت ہیں، اسی طرح بکثرت احادیث مبارکہ سے آپ کے انفرادی فضائل ثابت ہوتے ہیں اور ان میں سے صرف دو احادیث پر اکتفاء کیا جاتا ہے: سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

ان اللّٰہ یکرہ علی السماء ان یخطأ ابو بکر۔

"کہ آسمانوں کی بلندیوں پر بھی اللہ تعالیٰ کو یہ گوارہ نہیں کہ ابوبکر سے خطاء سرزد ہو"۔

اور دوسرا ارشاد یہ ہے:

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یطلع علیکم رجل لم یخلقِ اللّٰہ احدًا ھو خیر منہ ولا افضل ولہ شفاعة النبیین فما برحنا حتی طلع ابو بکر فقام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقبلہ و التزمة (فتاویٰ رضویہ بحوالہ طبرانی)

''کہ ایک دن ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا کہ ابھی ایک شخص آئے گا کہ میرے بعد اس سے بہتر شخص اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا' اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی طرح ہوگی' حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے''۔

دار قطنی وغیرہ کتب میں مولائے کائنات خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

لا اجد احدًا فضلنی علٰی ابی بکر و عمر الا جلدتہ جلد المفتری ۔

''میں نے جس ایسے آدمی کو پایا جو مجھے ابوبکر وعمر پر فضیلت دیتا ہو' میں اسے مفتری جیسے کوڑے لگاؤں گا''۔

حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں پڑھا:

ثانی اثنین فی الغار المنیف وقد طاف العدویہ اذ صعد الجبلا

''اور وہ مبارک غار میں دو میں سے دوسرے ہیں اور جب وہ پہاڑ پر چڑھے تو دشمن نے ان کو گھیر لیا''

کان حب رسول اللّٰہ قد علموا من البریة لم یعدل بہ رجلا احدًا

''اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں' سب لوگ جانتے ہیں کہ پوری دنیا میں ان کے برابر کوئی آدمی نہیں''۔

تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے یہ سن کر تبسم فرماتے ہوئے فرمایا کہ واقعی صدیق ایسے ہی ہے جیسے تم نے فرمایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے صرف ان دو بزرگوں کے ارشاد پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

سلطان العارفین' قدوۃ السالکین' زبدۃ العاشقین' حجۃ الکاملین' سندالواصلین حضرت داتا گنج بخش

رضی اللہ عنہ کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد ہے' امیر المؤمنین' امام المشاہدین' افضل الاولیاء الحمد یہ پھر حضرت داتا گنج بخش' حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ مجاہد کی مشاہد کے ساتھ وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر کے ساتھ ہے اور آپ نے یہ حدیث مبارک بھی نقل فرمائی کہ ''**هَلْ أَنْتَ الاحسنة من حسنات ابی بکر رضی اللّٰه عنه**'' کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صرف ایک نیکی کے برابر ہے۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد:

وفوق آن صدیقیت مقامے نیست الا النبوۃ علی اھلھا الصلوٰت والتسلیمات ونشاید کہ میان صدیقیت و نبوت مقامے بودہ باشد بلکہ محالست و این حکم بمحالیت بکشف صریح معلوم گشتہ۔ (مکتوبات حصہ اوّل دفتر اوّل مکتوب بجدم)

''کہ صدیقیت کے اوپر صرف مقامِ نبوت صاحبِ نبوت پر صلوات اور تسلیمات اور یہ ممکن ہی نہیں کہ صدیقیت اور نبوت کے درمیان کوئی اور مرتبہ ہو بلکہ صدیقیت اور نبوت کے درمیان کسی مرتبہ کا ہونا محال ہے اور محال ہونے کا حکم کشف صریح سے معلوم ہوا ہے''۔

آپ کے اس ارشاد سے آپ کے بعد پیدا ہونے والے فتنوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی تردید فرمائی ہے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا ارشاد ہے:

صدیق اول کسے است کہ مجد بنا کرد و اعلام اسلام نمود۔

''کہ اسلام میں سب سے پہلے مسجد بنائی اور اسلام کا برسرِ عام اعلان کیا' وہ ابوبکر صدیق ہیں''۔

آفتاب گولڑہ شہنشاہ چشت' فخر السادات' حضرت پیر سید نصیر الدین شاہ گولڑوی کا ارشاد ہے:

''میرے عقیدہ کے مطابق اگر میزان عقیدہ کے ایک پلڑے میں رسالت مآب ﷺ کے اظہارِ نبوت کے بالکل ابتدائی لمحات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دو لفظی تصدیق رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں اس کے بعد سے قیامت تک اہلِ ایمان جن میں صحابہ' اہلِ بیت' تابعین' اغواث و اقطاب' علماء و فقہاء' شہداء شامل ہیں' کے سرمایۂ ایمان کو رکھ دیا جائے تو بخدا میرے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پلڑا بھاری ہوگا''۔

بقول شاعر

حسن ماہ وا با تو سنجیدم بہ میزان قیاس　　　پلہ ماہ برفلک رفت وتو ماندی برزمین

"کہ اے محبوب! میں نے عقل کے ترازو کے ساتھ تیرے حسن کو چاند کے حسن کے ساتھ تولا تو چاند کا پلڑا کم حسن کی وجہ سے آسمان پر پہنچ گیا اور تیرے عظیم حسن کی وجہ سے تیرے حسن کا پلڑا زمین پر جما رہا"۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہیں کہ خداداد صلاحیت، فہم و فراست کی وجہ سے دورِ جاہلیت میں بھی قصاص و دیت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) تھے، دورِ جاہلیت میں اگر کسی سے قتل ہو جاتا تو قاتل سے دیت اور قصاص کا معاملہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہوتا تو اگر آپ قاتل کی طرف سے ضامن بن جاتے تو کسی اور کی ضمانت کی ضرورت نہ پڑتی۔

الغرض! اگر آپ قرآنِ پاک اور احادیث کی روشنی میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل، محاسن اور کمالات معلوم کرنا چاہتے ہیں، یا آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کے ٹھوس دلائل معلوم کرنا چاہتے ہیں، یا آپ کے مختصر دورِ خلافت کے عظیم کارنامے معلوم کرنا چاہتے ہیں، تو آپ محقق ابن محقق، مفسر ابن مفسر علامہ مولانا قاری محمد طیب مہتمم جامعہ رسولیہ، انگلینڈ کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں، آپ کی تحریر آسان، عام فہم اور مدلل ہوتی ہے، آپ مفسّر قرآن بھی ہیں اور اپنے وقت کے عظیم محدث بھی ہیں، چنانچہ آپ کی تفسیر برہان القرآن اور عربی حاشیہ ابن ماجہ آپ کی جلالتِ علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علمِ درس و تدریس، تحقیق و تصنیف میں برکتیں عطا فرمائے، آپ اپنے اس دور کے عظیم مصنف اور محقق ہیں، اللہ تعالیٰ بوسیلہ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی تصانیف کو عوام الناس کیلئے راہنما بنائے اور آخرت میں ان کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

حررہ: مفتی محمد گل احمد خان عتیقی خادم التدریس، جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، لاہور

28 مئی 2018ء/ 18 رمضان المبارک 1439ھ بعد از نمازِ ظہر

تقریظ

پاسبانِ فکر رضا، مجاہد اہل سنت

علامہ مفتی محمد انصر القادری صاحب (بریڈ فورڈ، انگلینڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم ۔

امابعد!

عقیدۂ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اہل السنۃ والجماعۃ کے ان عقائد میں سے ہے جن پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے۔

سبع سنابل شریف میں میر عبدالواحد بلگرامی لکھتے ہیں:

اجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابوبکر صدیق ست و بعد از وے عمر فاروق ست و بعد از وے عثمان ذی النورین ست و بعد از وے علی مرتضٰی ست رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

(سبع سنابل صفحہ ۵۷، ناشر مکتبہ قادریہ لاہور)

(ترجمہ:) ''اس پر اجماع ہے کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں میں افضل ابوبکر صدیق اور ان کے بعد عمر فاروق اور ان کے بعد عثمان ذوالنورین اور ان کے بعد علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں''۔

یہ اجماع کس کا ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

اجماع اصحاب وتابعین وتبع تابعین وسائر علمائے اُمت ہمبرین عقیدہ واقع شدہ است۔

(سبع سنابل صفحہ ۱۰، ناشر مکتبہ قادریہ لاہور)

(ترجمہ:) ''صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علمائے اُمت کا اجماع اسی عقیدہ پر واقع ہوا ہے''۔

جبکہ عقائد اہل السنۃ کی مشہور درسی کتاب ''شرح العقائد النسفیہ'' میں ہے:

افضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین

ثم علی المرتضٰی (رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم اجمعین) -

(ترجمہ:)''نبی اکرم ﷺ کے بعد اس اُمت میں تمام انسانوں میں سے افضل حضرت ابوبکر صدیق' پھر عمر فاروق' پھر عثمان ذوالنورین' پھر علی المرتضٰی رضی اللہ عنہم ہیں''۔

یہی فرمان علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم ہے:

خیر الناس بعد رسول اللّٰہ ﷺ ابو بکر و خیر الناس بعد ابی بکر عمر عنھما ۔(سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۱' قدیمی کتب خانہ' آرام باغ' کراچی)

(ترجمہ:)''اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے بعد لوگوں میں افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد لوگوں میں افضل حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں' یعنی اس اُمتِ مسلمہ میں''۔

اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کی عمدگی کا حال ملاحظہ فرمایئے' لکھتے ہیں:

فضیلتِ ختنین از فضیلت شیخین کمتر سبّ بے نقصان وقصور۔(سبع سنابل صفحہ ۱۰' مکتبہ قادریہ' لاہور)

(ترجمہ:)''ختنین کی فضیلت شیخین کی فضیلت سے کم ہے مگر بغیر کسی خامی اور نقصان کے''۔

مراد یہ کہ یہ افضلیت دوسرے افراد کی کسی کمی نقصان اور کسی خامی کو مستلزم نہیں ہے' یعنی افضل شیخین ہیں مگر کمی ختنین میں بھی نہیں۔

زیرِ نظر تحریر فضیلۃ الشیخ استاذ العلماء والفضلاء جامع معقول ومنقول حضرت مولانا علامہ قاری محمد طیب نقشبندی دام ظلہ کی ہے جو اس مضمون پر ایک لاجواب' بے مثال اور جامع ومانع کتاب ہے جس میں تحقیق و تدقیق کا حق ادا کر دیا گیا ہے اور مخالفین ومعترضین کی طرف سے وارد کیے جانے والے اعتراضات کا ردّ بلیغ کیا گیا ہے۔ کتاب کو ابواب میں تقسیم کر کے عنوانِ مذکورہ کے تمام گوشوں اور پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کر کے نظریہ حق کو واضح کرنے میں دلائل و براہین کے انبار لگائے گئے ہیں' نقلی استدلال کے ساتھ ساتھ عقلی استدلال سے مزین ہونے کی وجہ سے تحریر کی دلکشی اور حسن میں مزید نکھار پیدا ہو گیا ہے۔ صغریٰ بنانا' کبریٰ بنانا' حداوسط گرانا اور نتیجہ اخذ کرنا' پھر یہ کہ پڑھنے والے کو اکتاہٹ کا شکار نہ ہونے دینا' سلاست اور روانگی کو مشکل پیرائے کے باوجود مسلسل برقرار رکھنا' سادگی کے باوجود دلکشی اور مناظرانہ انداز کے ہوتے ہوئے تہذیب کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہ دینا' عربی زبان کے مشکل ترین قواعد کو انتہائی آسان انداز اور سہل و شیریں لہجہ میں قاری کے دل میں اُتار دینا اس تحریر کی اہم ترین خوبی ہے۔

یہ تحریر اپنے عنوان کی جامعیت اور افادیت کے ساتھ ساتھ لکھنے والے کی شخصیت کا مکمل تعارف اور علمی بلندی کا منہ بولتا ہوا ثبوت بھی ہے' مذکورہ عنوان پر اس دور میں لکھی جانے والی جو تحریریں اس فقیر حقیر پُرتقصیر کے مطالعہ سے گزری ہیں' ان سب میں پُر اثر اور مضمون کی جامعیت کے اعتبار سے سرفہرست ہے۔

عربی زبان کا ایک مشہور شعر ہے:

یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ

اشفق علی الرأس ولا تشفق علی الجبل

(ترجمہ:) ''اے بلند پہاڑ سے سر ٹکرانے والے! تا کہ تُو اس کو پھوڑ دے' پہاڑ کی فکر کرنے کی بجائے اپنے سر کے پھٹ جانے سے ڈر''۔

جو بھی اس کتاب کو انصاف کی نظر سے پڑھے گا اس کے ذہن میں اس شعر کے مفہوم سے ملتا جلتا خیال ضرور آئے گا۔

خود مؤلف کتاب ہذا موصوف مذکور اپنی ذات میں انجمن کی حیثیت رکھتے ہیں' بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔

حافظ' قاری' عالم' خطیب' مدرس' استاذ' محقق' مدقق' ادیب' شاعر' نقاد' منطقی' فلسفی' فقیہہ' محدث' مفسر' مناظر' شارح' ہر فن میں ماہر' ہر رُخ سے اونچے۔ وہ جو کسی نے کہا ہے۔

لیس علی اللہ بمُستنکر ان یجمع العالم فی واحد

شاید اُردو زبان کے کسی ماہر نے اس کو یوں ادا کیا ہے:

خدا سے اس کا اچنبھا نہ جان کہ جمع ہوں ایک شخص میں سب جہان

ان کی ذات خوبیوں کا مجموعہ اور کمالات کا مرقع ہے' مذکورہ اشعار اور ان کا مفہوم حضرت موصوف پہ صادق آتا ہے' خدا کرے کہ یہ تحریر جادۂ حق کے مسافروں کیلئے مشعل راہ بنے اور مؤلف موصوف کی سعی جمیلہ عوام و خواص کیلئے نفع بخش ہو' اور موصوف کا فیض جاری و ساری رہے۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین الرؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

العبد الفقیر محمد النصر القادری غفرلہ' بریڈفورڈ' انگلینڈ

☆☆☆☆☆

تقریظ

استاذ العلماء مفتی محمد ابو بکر صدیق شاذلی دامت برکاتہم العالیہ

(کراچی، پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ

سیّد الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔

جامع المعقول والمنقول، حامی سنت، ماحی بدعت، محقق دوراں، محدث عصر، مفسر قرآن، شیخ الحدیث، فقیہ بے باک، حضرت علامہ مفتی طیب صاحب دام ظلہ العالی کی کتاب مستطاب بنام ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مصنف ممدوح دام ظلہ العالی نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر لکھ کر اُمت مسلمہ پر احسانِ عظیم فرمایا۔ مذکورہ کتاب خوبیوں کی جامع اور اپنے موضوع کا پورے طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

الحمد للہ! مذکورہ کتاب میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر قرآن مجید، احادیثِ طیبہ کی کثیر نصوص کے ساتھ ساتھ نہ صرف بزرگانِ دین کے اقوال سے استدلال کیا گیا ہے بلکہ منکروں رافضیوں کی کتب کے حوالہ جات بھی رقم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح دورِ حاضر میں اہل سنت میں انتشار و افتراق کا سبب بننے والی کتاب ''زبدۃ التحقیق'' کا نہ صرف تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے بلکہ اس میں وارد کردہ شکوک وشبہات کے مسکت جوابات بھی دیئے گئے ہیں۔

مجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب بہت سے گمراہ اذہان کی ہدایت کا باعث ہوگی۔ اللہ عزوجل سے دعا گو ہوں کہ ربِ کریم مصنف ممدوح کی اس سعی کامل کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

دعا گو:

محمد ابو بکر صدیق قادری شاذلی عفی عنہ

☆☆☆☆☆

تقریظ

فاضل جلیل، عالم نبیل علامہ محمد اسلم بندیالوی

(سرپرست اعلیٰ جامعہ اسلامیہ رضویہ، بریڈفورڈ، انگلینڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

زیرنظر کتاب ''افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کو چند مقامات سے دیکھنے کا اتفاق ہوا، الحمدللہ اس اعتقادی (افضلیت) مسئلہ کو خوب دلائل اور براہین سے مبرھن کیا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء علامہ الحاج الحافظ القاری محمد طیب نقشبندی صاحب دامت برکاتہم نے وقت کی ضرورت کے پیش نظر اس موضوع پر مستقل قلم اُٹھایا، ماشاء اللہ یہ کتب کثیرہ کے مصنف ہیں خصوصاً تفسیر القرآن، شروح وحواشی، حدیث عربی اُردو میں طبع ہو کر عام وخاص تک پہنچ چکے ہیں تو فتنہ تفضیلیت پاکستان میں بالعموم اور برطانیہ ویورپ میں بالخصوص تیزی سے پھیل رہا ہے، دراصل اہل سنت کے اندر کچھ مضبوط گروہ جو عوام میں اثر رکھتے ہیں وہ اس فتنہ تفضیلیت میں مبتلا ہیں اور بظاہر سنّی بن کر اس کو پروان چڑھا رہے ہیں جو اہل سنت کو شدید نقصان پہنچا رہے ہیں، اس کا ردِ بلیغ ضروری ہے، یہ گمراہ فرقہ ہے جس کا عقیدہ ہے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اس عقیدہ کے حاصل گروہ کو تفضیلیہ کہا جاتا ہے، ہمارے اکابرین نے ہر دور میں اس کا ردّ کیا ہے، یہ گمراہ بدعتی فرقہ ہے جو شیعہ کی برانچہ ہے اور اکابرین نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ یہ فرقہ رافضی ہے اور شیعہ کا چھوٹا بھائی اہل سنت سے خارج ہے اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک افضل البشر اور بعد الانبیاء المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، یہی حق عقیدہ ہے اس کے خلاف باطل عقیدہ ہے اور باطل عقیدہ والا شخص اہل سنت و جماعت سے خارج ہے، دلائل کتاب کے اندر موجود ہیں صرف اس عقیدہ حقہ پر ایک منطقی قیاس قارئین کی نظر کیے دیتا ہوں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل الامہ ہیں، دلیل کا صغریٰ کبریٰ یوں بنے گا ابوبکر صدیق اتقی الامہ ہیں، کل من ھو اتقی الامہ افضل الامہ حد اوسط اتقی الامہ گر گئی تو نتیجہ آئے گا ابوبکر صدیق افضل الامہ ہیں۔ ہم صغریٰ پر سند قرآن سے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتقی الامہ فرمایا ہے' مفسرین اہل سنت کا اتفاق و اجماع ہے کہ ''وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الآیۃ'' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور کبریٰ پر سند قرآنِ حکیم سے یوں پیش کرتے ہیں: ''اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ'' جس کا مطلب یہ ہے کہ اُمت میں جو سب سے بڑا پرہیز گار ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی اکرم (افضل) ہے۔ ہم نے جو قیاس پیش کیا ہے یہ شکل اوّل ہے جو بدیہہ الانتاج ہے۔ اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا مگر معاند اور ضدی شخص۔ قیاس کا نتیجہ جو اہلِ حق کا عقیدہ ہے اس پر ایک حدیث پیش کیے دیتا ہوں۔ یہ حدیث چار کتب معتبرہ (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ ۳۲۵/۳' واحمد فی فضائل الصحابۃ ۱۳۵' والخطیب فی تاریخ بغداد ۴۳۸/۱۲' والدیلمی فی الفردوس ۸۴۰۱) میں موجود ہے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى اَحَدٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِىْ بَكْرٍ ۔

(ترجمہ:) ''مطلب یہ ہے کہ انبیاء و مرسلین کے بعد سورج نہ طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا کسی ایسے شخص پر جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو''۔

اس حدیث شریف کو عقائد اہل سنت کی معتبر درسی کتاب خیالی حاشیہ شرح العقائد النسفیہ میں امام علامہ شمس الدین خیالی نے عقیدۂ اہل سنت (افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) پر بطور دلیل نقل فرمایا ہے اور اس پر علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ نے بڑی خوب کلام فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ افضلیت مطلقہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے غبار ہے۔ اور افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علی الاطلاق بعد الانبیاء اس پر اہل سنت مع صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور ان کی افضلیت میں کوئی قید نہیں' یعنی مطلقاً افضل ہیں' ان کی افضیت تمام صحابہ کرام اور اہل بیت پر ہے باقیوں کی افضلیت میں قیود ہیں جنہیں جزی فضیلت کہا جاتا ہے۔ اس مسئلہ میں تفضیلیہ گروہ اہل سنت کو مغالطہ دیتے ہوئے الاستیعاب للحافظ ابن عبدالبر سے ایک روایت شاذہ ذکر کرتا ہے کہ فلاں فلاں صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے تھے تو اس کے جوابات اکابرین دیتے ہیں' صرف دو ذکر کیے دیتا ہوں' اوّل جزی فضیلت کی بات ہے' دوم حافظ علامہ ابن عبدالبر کی عبارت الاستیعاب میں موجود ہے:

فَاِنَّهُمْ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ عَلِيًّا اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الثَّلَاثَةِ ۔

کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحابِ ثلاثہ کے بعد تمام خلق سے افضل ہیں اور جو صحابہ والی روایت کا یہی مطلب ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین خلفاءِ ثلاثہ کے بعد افضل الخلق مانتے تھے' یہی مطلب امام ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقہ میں اور شیخ امام عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان میں ذکر فرمایا ہے' شیخ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' صحابہ کرام' تابعین اور اہل سنت کا اجماع ہے' لہٰذا حافظ ابن عبدالبر کی روایت شاذہ جس کو تفضیلیہ (شیعہ) پیش کرتے ہیں' اجماع کے مقابلہ میں درجہ اعتبار سے ساقط ہے' خیال رہے خود حافظ ابن عبدالبر کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ خلفاءِ ثلاثہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل الخلق ہیں' لہٰذا اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ فضیلت کی ترتیب پر خلافتیں واقع ہوئی ہیں' اسی ترتیب پر عنداللہ مراتب ہیں' یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت' کرامت' فضیلت درجہ مرتبہ کی بلندی اور زیادتی اسی ترتیب پر ہیں نفس الامر میں' لہٰذا قربِ الٰہی میں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت اور فضیلت سب سے زیادہ مرتبہ و مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اُمت میں سب سے زیادہ محبت اختیاری جو عندالشرع مطلوب ہے' اس کے مستحق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں' اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا قطعاً اہل سنت نہیں' اہل سنت سے خارج ہے' ہمارے اکابرین متکلمین (علماء عقائد) فقہائے کرام' علماء ربانیین اور صوفیائے کرام نے تصریح فرمائی ہے جن میں سے چند ایک اسماء گرامی ذکر کیے دیتے ہیں: امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ امام ابن ہمام' امام ابن عابدین شامی' امام ربانی مجدد الف ثانی' اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمہم اللہ تعالیٰ سرفہرست ہیں' آخر میں قارئین سے گزارش ہے کہ حضرت مفسرِ قرآن علامہ قاری محمد طیب نقشبندی صاحب مدظلہ العالی کی کتاب ضرور مطالعہ میں رکھیں' یہ حضرت کی نہایت عظیم الشان تحقیق کا خلاصہ ہے' اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نافع عام فرمائے اور حضرت علامہ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

حررہ: العبد المسکین ابوالحسن محمد اسلم نقشبندی قادری بندیالوی

خادم جامعہ اسلامیہ رضویہ (بریڈفورڈ) و جامعہ اسلامیہ سلطانیہ (پیر شہاب' جہلم پاکستان)

☆☆☆☆☆

تقریظ

ترجمان مسلک اہل سنت و جماعت علامہ مفتی محمد رفیق حسنی صاحب

(مہتمم جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، کراچی)

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ۔

حضرت العلام، الفاضل النبیل، الحافظ الجمیل، ذوی المجد والکرم، اخی المکرّم، حضرت علامہ مولانا قاری محمد طیب صاحب زید مجدہ کی تحریر کردہ کتاب ''افضلیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ'' بعض مقامات سے مجھے پڑھنے کا موقع ملا، نصوصِ قرآن وحدیث سے نہایت مدلل اور مخالفین کے سوالات کے جوابات نہایت معقول اور مفصل تحریر فرما کر حضرت نے اہل سنت و جماعت پر احسان کیا۔ امید ہے مخالفین کتاب کو پڑھنے کے بعد تحریر شدہ شبہات سے رجوع کرلیں گے اور اہلِ سنت و جماعت کے انتشار کا باعث نہیں بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ حضرت علامہ قاری محمد طیب زیدہ مجدہٗ کو اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

محمد رفیق حسنی عفی عنہ

مہتمم جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، کراچی

☆☆☆☆☆

ابتدائی کلمات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء

وامام المرسلین وعلیٰ آلہٖ الطیبین وصحابتہ الاکرمین ۔

امابعد!

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام اُمتِ محمدیہ میں سے افضل ہونا وہ عقیدہ ہے جس پر قرآن وسنت کی تصریحات انبار در انبار موجود ہیں' اس عقیدہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہے۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی پُر جلال اور تہدید آمیز تنبیہات وتصریحات کا ذخیرہ موجود ہے۔ چاروں ائمہ امام اعظم ابوحنیفہ' امام مالک' امام احمد بن حنبل اور امام شافعی علیہم الرحمہ کا اس پر اجماع ہے۔ ہر زمانہ میں ائمۂ دین محدثین ومفسرین اس عقیدہ کو اجماعی قرار دیتے رہے اور بتاتے رہے ہیں کہ اس عقیدہ کا منکر اہلِ سنت میں غیر شامل اور شیعوں میں داخل ہے۔ فقہاء کے نزدیک ایسا شخص گمراہ اور بدعتی ہے' اس کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ یہی سارے حقائق میں نے اس کتاب میں جمع کیے ہیں اور منکرین کے شبہات کا ازالہ کیا ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کی طرف میری طبیعت اچانک مائل ہوئی' وہ ایسے کہ جب میں شرح سنن ابوداؤد سے فارغ ہوا تو اس میں کچھ مقامات پر بعض اضافات کی ضرورت محسوس ہوئی' یہ اضافات کرتے ہوئے جب میں باب التفضیل تک پہنچا جہاں امام ابوداؤد نے افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دال احادیث روایت فرمائی ہیں تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کی شرح میں پانچ چھ صفحات کا اضافہ کیا جائے اور افضلیتِ صدیق پر چند آیات بھی لکھ دی جائیں' ان کی بہت مختصر تفسیر کر دی جائے' کچھ مزید احادیث لکھی جائیں اور اہل سنت کے اجماعی مؤقف پر کچھ حوالہ جات جمع کر دیئے جائیں' مگر جب یہ لکھنا شروع کیا تو مضمون پھیلنے لگا اور جو بات میں پانچ چھ صفحات میں لکھنا چاہتا تھا وہ کئی سو صفحات پر پھیل گئی' پھر بھی میں نے اختصار سے کام لیا ہے' میں نے صرف سات آیات سے استدلال کیا ہے' حالانکہ دیگر آیات بھی ہیں۔

میں نے صرف چالیس احادیث لکھی ہیں جبکہ الصواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک سودس یا اس سے زائد احادیث جمع کی ہیں۔

جب بات شروع ہوگئی تو ضروری ہوا کہ تفضیلی لوگ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے خلاف جو اُلٹے سیدھے سوالات وشبہات پیش کرتے ہیں' اُن کا جواب بھی لکھا جائے تو اس موضوع پر ان کی طرف سے جو باقاعدہ تحریری مواد سامنے آیا ہے وہ لندن میں مقیم ایک عالم عبدالقادر شاہ صاحب کی کتاب ''زبدۃ التحقیق'' ہے۔ تو میں نے اس میں مذکور اکثر سوالات کا جواب دے دیا ہے۔ بالاستیعاب ایک ایک سوال کا جواب دینا ضروری نہیں' نہ ہی ان کی پوری کتاب کا ردّ لکھنا مقصود ہے' الحمدللہ! ایسی جامع ابحاث آ گئی ہیں جن سے ان کے تمام شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کو ہم نے تیرہ ابواب پر مشتمل کیا ہے' جن کی تفصیل یہ ہے:

باب اوّل: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر آیاتِ قرآن۔

باب دوم: افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر چالیس احادیث کا مجموعہ۔

باب سوم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع صحابہ اور اجماعِ صحابہ کی اہمیت۔

باب چہارم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اقوالِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ایک عدد قول سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔

باب پنجم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر 22 اقوال مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ یہ باب خصوصاً پڑھنے کے لائق ہے۔

باب ششم: افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر دیگر صحابہ کرام اور اجلہ تابعین کے اقوال۔

باب ہفتم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اقوال اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم۔

باب ہشتم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ائمہ اربعہ کا اجماع' اور اس اجماع کی حیثیت واہمیت کہ اجماع ائمہ اربعہ کا منحرف گمراہ وبددین ہے۔

باب نہم: افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع اہل سنت' اجلہ ائمہ محدثین کے اقوال کی روشنی میں۔

باب دہم: افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر' اہل سنت سے خارج اور شیعہ ہے۔ اس باب میں دو فصلیں ہیں' فصل اوّل میں ائمہ محدثین کے اقوال' فصل دوم میں فقہاء اسلام کے فتویٰ جات کہ ایسا شخص

بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

باب یازدہم: تفضیلی فرقہ کی طرف سے وارد کیے جانے والے شبہات کا ازالہ۔ اس باب میں بھی دو فصلیں ہیں، فصل اوّل میں بعض احادیث سے کیے جانے والے غلط استدلال کا جواب ہے، فصل دوم میں بعض عباراتِ ائمہ سے غلط استدلال کی تردید ہے۔

باب دوازدہم: اس باب میں سات علمی ابحاث ہیں، جن کا پڑھنا بہت ضروری ہے۔

باب سیزدہم: اس میں مناقبِ اہل بیت کرام بیان کیے گئے ہیں اور مصنف کا اس موضوع پر منظوم کلام بھی شامل ہے۔

باب چہاردہم: اس میں افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کتب شیعہ سے دلائل نقل کیے گئے ہیں۔

پُرلطف بات یہ ہے کہ یہ تحقیقی کتاب صرف دو ماہ اور چند دن میں لکھی گئی ہے۔ میں نے جمادی الاخریٰ 1438ھ کے درمیان میں اس کی تحریر شروع کی اور آج 22 شعبان 1438ھ کو کتاب سے فارغ ہو کر یہ کلمات لکھ رہا ہوں۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذلك!

اس جگہ میں اپنے برادرِ مکرم محققِ برطانیہ حضرت علامہ مولانا ظفر محمود فراشوی مجددی دامت برکاتہم کا خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بعض کتب میرے پاس نہیں تھیں، وہ اکثر مجھے ان کے وسیع کتب خانہ سے مل گئیں، انہوں نے کمال مہربانی سے مجھے ان سب کتب کی عبارات فوٹوسٹیٹ کر کے مہیا فرمائیں۔ اللہ رب العزت انہیں جزائے خیر عطا فرمائے!

الغرض! اس کتاب کا اصل موضوع یہ ثابت کرنا ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا ہے اور اس پر اہل سنت کا اجماع ہے اور جو اس کا منکر ہے وہ اہل سنت سے نہیں، اہلِ بدعت وضلالت سے ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب نے اپنی کتاب میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ افضلیتِ صدیق اکبر کا منکر بھی اہل سنت میں سے ہے۔ مگر میں نے ثابت کیا ہے کہ نہیں، تفضیلی فرقہ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل کہتا ہے، وہ ائمہ محدثین، مفسرین، متکلمین، اولیاءِ کاملین اور فقہاءِ دین کے اَن گنت ارشادات کی روشنی میں اہل سنت و جماعت سے نہیں، اہل بدعت وضلالت میں سے ہے۔

اور آج سے میں قراءاتِ سبعہ پر اپنی کتاب ''شرح شاطبیہ'' کی تصحیح و تنقیح کا کام شروع کر رہا ہوں،

یہ میں نے آج سے پچیس برس پہلے لکھی تھی مگر اس کی طرف دوبارہ توجہ نہیں ہو سکی' اس دوران اس کا کچھ حصہ گم بھی ہو گیا ہے' اسے دوبارہ لکھنا پڑے گا' یہ کام تین چار ماہ میں مکمل ہو جائے گا' اس کے بعد اپنی لکھی تفسیر ''برہان القرآن'' کا خلاصہ حاشیۂ قرآن کی صورت میں لکھنا چاہتا ہوں جو قریباً سال بھر کا کام ہے۔ اس کے بعد ''شرح ترمذی شریف'' کا ارادہ ہے بشرطِ صحت و زندگی۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

صحت ناساز ہے' دونوں گھٹنوں کا آپریشن ہوا ہے' نماز کرسی پر بیٹھ کر پڑھ سکتا ہوں' چلنا پھرنا بہت محدود ہو گیا ہے' مگر الحمد للہ جس قدر قدم رُکا ہے' قلم تیز ہو گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دمِ آخر تک مجھ گناہگار سے دین کا کام لیتا رہے اور قلم چلتا رہے اور یہ محنت قبول ہو جائے اور بخشش و مغفرت کا سبب بن جائے۔

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ میرے لیے صحت کی زندگی اور ایمان کی موت اور حُسنِ عاقبت کی دعا فرمائیں' میں آپ سب کیلئے سعادتِ دارین کی دعا کرتا ہوں۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضاہ وصلی اللہ علٰی رسولہٖ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد النبی الامّی وعلٰی آلہٖ الطیبین واصحابہٖ الاکرمین ومن تبعھم باحسان الٰی یوم الدین ۔ آمین یا رب العالمین ۔

محمد طیب غفرلہ

جمعۃ المبارک بعد نماز فجر 22 شعبان المعظم 1438ھ

موافق 19 مئی 2017ء

☆☆☆☆☆

باب اوّل:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از آیاتِ قرآن کریم

پہلی آیت برافضلیتِ صدیق اکبر

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى O الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى O وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى O اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى O وَلَسَوْفَ يَرْضٰى O (سورۃ اللیل:21-17)

(ترجمہ:) ''اور اس شخص کو دوزخ سے دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑھ کر متقی ہے' جو اپنا مال (راہِ خدا میں) دیتا ہے تا کہ اس کا مال اور نفس ستھرا ہو جائے اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ اس کی جزاء دی جائے' سوا اس کے کہ وہ اپنے رب کی رضا چاہتا ہے اور عنقریب اس کا رب اس سے راضی ہوگا''۔

شانِ نزول

یہ آیت خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی' اس میں لفظ ''الاتقٰی'' کا اشارہ انہی کی طرف ہے۔ انہیں اسم تفضیل ''الاتـقٰـی'' کے ساتھ موصوف قرار دیا گیا۔ گویا وہ اُمت میں سب سے بڑے متقی ہیں' بلکہ سورۃ اللیل مکمل طور پر شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی میں نازل ہوئی ہے' جب انہوں نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ جیسے عظیم انسان کو خرید کر آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس عظیم نیکی کو سراہتے ہوئے ان کے حق میں یہ ساری سورت اُتاری۔ یہ روایت دیکھیں:

عن ابن مسعود ان ابا بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اشتری بلالًا من امیة بن خلف ببردة وعشرًا واق فاعتقه للّٰه فانزل اللّٰه واللیل اذا یغشٰی الٰی قوله ان سعیکم لشتّٰی ۔ وعن عروة ان ابا بکر الصدیق اعتق سبعة کلھم یعذب فی اللّٰه بلال وعامر بن فھیرة والنھدیة وزنیرة وام عیسٰی وامةُ بنی المؤمل وفیه نزلت

وسیجنبها الاتقٰی الٰی آخر السورة .

(تفسیر ابن ابی حاتم' جلد 10 صفحہ 3440' حدیث: 19359,19377' مطبوعہ مکتبہ الباز' مکہ مکرمہ)

(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اُمیہ بن خلف سے ایک چادر اور دس اوقیہ سونے کے ساتھ خریدا' پھر انہیں رضاءِ الٰہی کیلئے آزاد کر دیا' تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت "واللیل اذا یغشٰی" نازل فرمائی۔ اور عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات غلام آزاد کیے جنہیں اللہ رب العزت پر ایمان لانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا: بلال حبشی' عامر بن فہیرہ' نہدیہ' اس کی بیٹی' زُنیرہ' اُم عیسیٰ اور بنی مؤمل کی لونڈی۔ تو ان کے حق میں یہ نازل ہوا: "وسیجنبها الاتقٰی"۔

امام طبری نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے تھے' جن میں بوڑھے اور عورتیں بھی ہوتیں' ان کے والد ابوقحافہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے ابوبکر! تم طاقتور غلاموں کو آزاد کیا کرو تا کہ وہ کبھی تمہارے مددگار بن سکیں۔ انہوں نے جواب دیا: میں انہیں صرف اللہ کی رضا کیلئے آزاد کرتا ہوں' تب اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں سورۃ اللیل نازل فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر طبری' جلد 12 صفحہ 614' حدیث: 37457)

امام ابن اسحاق نے ہشام کے ذریعے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا' یہ ان کا ساتواں نمبر تھا' اس سے قبل انہوں نے چھ بردے باندیاں آزاد کیے تھے' وہ چھ یہ ہیں: عامر بن فہیرہ' اُم عیسیٰ' زنیرہ' نہدیہ کی بیٹی اور بنی مؤمل کی لونڈی۔ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ان کے والد ابوقحافہ (جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے) کہنے لگے: ابوبکر! تم کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو' اگر تمہیں کچھ کرنا بھی ہے تو طاقتور غلاموں کو خرید کر آزاد کیا کرو تا کہ وہ تمہارے مددگار ثابت ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ابا جان! میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ کی رضا کیلئے کرتا ہوں۔ تب یہ آیات اُتریں: "وسیجنبها الاتقٰی الٰی آخر السورة"۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ 146' مطبوعہ دار ابن حزم' بیروت)

مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت شانِ صدیق ہی میں اُتری ہے

یہی شانِ نزول امام خازن' امام قرطبی' قاضی ثناء اللہ پانی پتی' امام فخر الدین رازی' علامہ محمود آلوسی'

امام بغوی اور دیگر تمام اجلّہ مفسرین نے اس آیت ''وسیجنبھا الاتقٰی'' کے تحت لکھا ہے:

محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 516ھ ''وسیجنبھا الاتقٰی'' کے تحت فرماتے ہیں:

یعنی ابا بکر الصدیق فی قول الجمیع ۔

(ترجمہ:) ''یعنی تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں''۔

(تفسیر معالم التنزیل للامام البغوی جلد 4 صفحہ 255 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

امام علاء الدین بغدادی المعروف بہ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ متوفی 725ھ فرماتے ہیں:

وھو ابو بکر الصدیق فی قول جمیع المفسرین ۔

(ترجمہ:) ''یعنی تمام مفسرین کے نزدیک وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(تفسیر معالم التنزیل جلد 4 صفحہ 256 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَجۡمَعَ المفسرونَ مِنّا علٰی اَنَّ المرادَ منہ ابو بکر ۔

(تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 187 'مطبوعہ دار الحدیث' ملتان)

(ترجمہ:) ''یعنی ہم (اہل سنت) میں سے تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے (یعنی ''الاتقٰی'' سے) مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں''۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ فرماتے ہیں:

واجماع المفسرین علٰی ان المراد بالاتقٰی ابو بکر لا کل تقی ۔

(الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق مندرجہ الحاوی للفتاوٰی جلد اوّل صفحہ 319 'مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''یعنی اس باب پر مفسرین کا اجماع ہے کہ ''الاتقٰی'' سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں نہ کہ ہر متقی''۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرآن مجید میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہی ''الاتقٰی'' یعنی سب سے بڑا پرہیزگار قرار دیا ہے تو دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ (سورۃ الحجرات:13)

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ کے ہاں تم میں سب سے معزز وہ ہے جو تم میں سب سے بڑا

پرہیزگار ہے"۔

تو گویا یہ علم منطق کے مطابق استدلال کی شکل اوّل ہے جو استدلال کی سب سے قوی شکل ہے گویا منطقی زبان میں یوں کہنا چاہیے: "ان ابا بکر اتقٰی الناس بعد الانبیاء" یہ صغریٰ ہے "والاتقٰی ھو الاکرم عند اللّٰہ" یہ کبریٰ ہے۔ تو حدِ اوسط کے گرانے سے یہ نتیجہ نکلا: "ابو بکر ھو الاکرم عند اللّٰہ بعد الانبیاء"۔

امام ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ فرماتے ہیں:

قال ابن الجوزی اجمعوا انھا نزلت فی ابی بکر ففیھا التصریح بانہ اتقٰی من سائر الامۃ والاتقٰی ھو الاکرم عند اللّٰہ لقولہ تعالٰی: ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم والاکرم عند اللّٰہ ھو الافضل فنتج انہ افضل بقیۃ الامۃ ۔

(الصواعق المحرقہ فصل ثانی فی فضائل ابی بکر صفحہ 92، مطبوعہ مکتبہ الحقیقت، استنبول)

(ترجمہ:) "امام ابن جوزی نے کہا: اس پر مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں اُتری ہے۔ تو اس میں تصریح ہے کہ آپ ساری اُمت سے زیادہ متقی ہیں اور "الاتقٰی" ہی اللہ کے ہاں الاکرم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم میں اللہ کے ہاں معزز تر ہے وہ جو زیادہ متقی ہے۔ اور اکرم کا معنیٰ افضل ہی ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی ساری اُمت سے افضل ہیں"۔

یہی گفتگو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "ازالۃ الخفاء" میں فرمائی ہے اور امام ابن کثیر نے "البدایہ" میں لکھی ہے اور اسی کو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الحاوی للفتاویٰ" میں تفصیل سے بیان کیا ہے، اس کے علاوہ بھی ائمہ ہیں جنہوں نے اس استدلال کو ذکر فرمایا ہے، لہٰذا منکر کیلئے کوئی جائے فرار نہیں ہے۔

ایک شبہ: آیاتِ اپنے شانِ نزول سے خاص نہیں ہوتیں

یہاں عبدالقادر شاہ صاحب نے "زبدۃ التحقیق" میں سوال اُٹھایا ہے کہ ٹھیک ہے مان لیا کہ یہ آیت "وسیجنبھا الاتقٰی" حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں اُتری ہے مگر آیات اپنے شانِ نزول سے خاص نہیں ہوتیں، ان میں عموم ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں جو لوگ ایمان لائے اور مہاجر

ہوئے اور انہوں نے جہاد کیا' ان کے حق میں آیاتِ قرآن اُتریں:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۔(البقرہ:218)

یونہی اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۔(الانفال:74)

اسی طرح ارشادِ ربانی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ O (التوبہ:20)

تو کیا یہ آیات صرف دورِ نبوی کے مؤمنین' مہاجرین اور مجاہدین کے ساتھ خاص ہیں' بعد والی اُمت کا ان آیات سے کوئی تعلق نہیں ہے؟ یقیناً ایسا کہنا غلط ہے' اس لیے مفسرین کے ہاں یہ ضابطہ ہے: ''السببُ خاصٌ والحکم عامٌ'' یعنی آیات کا سببِ نزول خاص ہوتا ہے اور ان کا حکم ہمیشہ کیلئے عام رہتا ہے' کیونکہ قرآن تا قیامت ساری نسلِ انسانی کی ہدایت کیلئے اُترا ہے۔ اسی طرح ''وسیجنبها الاتقٰی '' کا ارشاد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہوا' مگر مراد اس سے یہ ہے کہ ہر متقی کو دوزخ سے دور رکھا جائے گا' گویا ''الاتقٰی'' کا معنی ''کُلُّ تقی '' ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں اس شُبہ کو بڑے شد و مد سے پیش کیا ہے' دیکھئے صفحہ 355 تا 397۔

تفضیلیہ کے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ہاں! بجا ہے کہ آیات اپنے شانِ نزول کے ساتھ خاص نہیں ہیں مگر یہ اس وقت ہوتا ہے جب عموم کے صیغے بولے گئے ہوں' جیسے ان آیات میں ''الذین آمنوا والذین هاجروا وجاهدوا '' کے الفاظ ہیں' ان میں عموم ہے' یہ اپنے محلِ نزول سے خاص نہیں ہیں' ان کا حکم عام ہے' ایسے الفاظ اگر کسی شخص کے حق میں اُتریں' تب بھی ان کا حکم عام ہی رہتا ہے' جیسے:

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ O (سورۃ الانفال:64)

اس آیت میں ''ومن اتبعك من المؤمنین '' کے الفاظ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں اُترے مگر اللہ رب العزت کے حکم میں تمام متبعینِ رسول شامل ہیں' لیکن لفظ ''الاتقٰی '' میں عموم نہیں ہے'

یہ اسم تفضیل ہے جو کسی خاص شخص کے حق میں بولا گیا ہے اور پیچھے آپ پڑھ چکے کہ اس لفظ کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں اُترنے پر تمام مفسرین کا اجماع ہے۔ اس کو "کل تقیٍّ" کے معنی میں کرنا مجاز ہے اور مجازی معنی تب جائز ہے جب حقیقی معنی پر عمل متعذر ہو، تو حیرت ہے اس کو بلا ضرورت اور بلا تعذر حقیقی معنی سے ہٹانے پر آخر تفضیلی لوگ کیوں تُلے ہوئے ہیں۔

ممکن تھا تفضیلی لوگ "الاتقٰی" سے یوں عموم نکالتے کہ جو اس پر الف لام ہے اسے "الذی" کے معنی میں کر لیتے، مگر یہ بھی غلط ہے کیونکہ ایسا صرف اسم فاعل اور اسم مفعول میں ہوتا ہے، جیسے "جاء نی الضارب ابوہ" میرے پاس وہ آیا جس کا باپ مارنے والا ہے۔ یا "جاء نی المضروب ابنہ" میرے پاس وہ شخص آیا جس کا بیٹا مضروب ہے۔ ان دونوں مثالوں کا معنی یہ ہے: "جاء نی الذی یَضْرِبُ ابوہ" اور "جاء نی الذی یُضرَبُ ابنہ" تو اسم فاعل ومفعول پر الف لام کا معنی موصول ہونا عموم کا فائدہ دیتا ہے اور حدیث میں اس کی مثال یہ ہے کہ فرمایا: میری اُمت پر ایسا زمانہ آئے گا۔

"القاتل والمتقول فیہ کلاھما فی النار" جس میں قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ (بخاری و مسلم) یہاں اس کا معنی "الذی قَتَلَ والذی قُتِلَ" ہے، یا جیسے فرمایا: "الراشی والمرتشی کلاھما فی النار" اس کا معنی بھی "الذی تَشٰی والّذی ارتشٰی" ہے اور قرآن میں اس کی مثال یہ ہے:

اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ﴿سورۃ النور، آیت: 2﴾

مگر یہ سب اسم فاعل واسم مفعول میں ہے، اسم تفضیل میں الف لام بمعنی "الذی" نہیں آتا، اس میں عموم بنایا جا سکے، اگر کسی نحوی نے ایسا کہا ہے تو بتایئے کس کتاب میں ہے۔ اس لیے "الاتقٰی" میں عموم نہیں، یہ اپنے محل نزول یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی خاص ہے۔

اس جگہ اگر "الاتقٰی" کا معنی "کل تقی" کیا جائے تو اس سے یہ بھی خرابی لازم آتی ہے کہ کہا جائے: کوئی مؤمن جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ تقویٰ کا ابتدائی درجہ کفر و شرک سے بچنا ہے، دوسرا درجہ سب گناہوں سے بچنا ہے، آخری درجہ ہر خیال غیر سے بچنا ہے۔ لہٰذا ہر مؤمن میں تقویٰ کا ادنیٰ درجہ موجود ہے اور ہر مؤمن تقی ہے۔ اگر "وسیجنبھا الاتقٰی" کا معنی "کل تقی" ہو تو لازم آئے گا کہ کفر و شرک سے بچنے والا کوئی شخص یعنی کوئی مؤمن دوزخ میں نہ جائے گا حالانکہ یہ غلط ہے، کئی مؤمنین کچھ عرصہ کیلئے

دوزخ میں جائیں گے' بے نمازیوں کیلئے جہنم کی وعید ہے۔

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّاO (مریم:59)

زکوٰۃ نہ دینے والوں کیلئے وعید ہے:

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ .(التوبہ:35)

لہٰذا ضروری ہے کہ "الاتقی" میں عموم رکھنے کی بجائے اسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص جانا جائے' یہی مطابقِ قواعد ہے' مطابقِ اصول ہے اور یہی مرادِ قرآن ہے۔

دوسرا شبہ: "الاتقیٰ" کا "الاشقیٰ" پر غلط قیاس

تفضیلی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ "وسیجنبھا الاتقیٰ" سے قبل قرآن میں یہ ہے:

فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰىO لَا يَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَىO (سورۃ اللیل:14-15)

تفضیلی لوگ کہتے ہیں: اس آیت میں "الاشقیٰ" بمعنیٰ "کل شقی" ہے۔ یعنی ہر بدبخت جہنم میں جائے گا' تو جیسے "الاشقیٰ" بمعنیٰ "کل شقی" ہے' یونہی "الاتقیٰ" بھی "کل تقی" ہے' یہ کسی خاص فرد سے مختص نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تفضیلیوں نے یہ شبہ وارد کر کے ہمارا مؤقف آسان کر دیا ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ سورۃ اللیل اُمیہ بن خلف کی مذمت اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدحت میں نازل ہوئی ہے۔ امیہ کو "الاشقیٰ" کہا گیا ہو اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو "الاتقیٰ"۔ امیہ' حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ظلم کے پہاڑ توڑتا تھا' وہ ظلم کی انتہاء کرتا تھا۔ جنابِ صدیق اکبر نے ان پر کرم کی انتہاء کر دی' انہیں خریدا اور اپنا غلام رکھنے کی بجائے ساتھ ہی رضائے خدا و خوشنودیٔ مصطفیٰ کیلئے آزاد بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے امیہ لعین کو مژدۂ جہنم سنایا: "لا یصلٰھا الا الاشقیٰ"۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آزادیٔ جہنم و دخولِ جنت کا پروانہ دیتے ہوئے فرمایا: "وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى O الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰىO وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓىO اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰىO وَلَسَوْفَ يَرْضٰىO" (اللیل:17-21)۔

اللہ تعالیٰ نے امیہ لعین کو مرنے سے قبل ہی نامۂ جہنم دے دیا اور معلوم ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لائے گا' کفر پہ مرے گا۔ تو ایسے ہی ہوا' وہ جنگ اُحد میں خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار سے جہنم رسید ہوا۔ یہی ایک شخص ہے جو امام الانبیاء محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں جہنم میں گرا تو اللہ رب العزت نے "لا یصلٰھا الا

الاشقٰی ’’ کہہ کر بتایا کہ وہ اتنا بد بخت ہے جیسے جہنم اس کیلئے بنائی گئی ہے۔اور جنابِ صدیق اکبر کیلئے ’’الاتقٰی ‘‘ کہہ کر بتایا کہ وہ اس قدر خوش بخت اور اتقٰی ہیں جیسے جنت انہی کیلئے بنائی گئی ہے۔اس کا یہ معنی نہیں کہ اُمیہ کے سوا کوئی دوزخ میں اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی جنت میں نہ جائے گا' مرادِ قرآن کے سمجھنے کی ضرورت ہے' اگر صلاحیت ہو۔

میں اس کی مثال قرآن مجید سے یوں دیتا ہوں کہ فرمایا گیا:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (البقرہ:۱۷۳)

(ترجمہ:)’’اللہ نے تو تم پر بس مردار' خون' خنزیر کا گوشت اور غیر خدا کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور ہی حرام کیا ہے‘‘۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (سورۃ الانعام:145)

(ترجمہ:)’’آپ فرمادیں مجھ پر جو وحی کی گئی' میں اس میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا' سوا اس کے کہ مردار ہو' بہتا خون ہو' خنزیر کا گوشت ہو جو سراپا نجس ہے یا وہ سراپا گناہ ذبیحہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا‘‘۔

تو کیا ان آیات کا معنی یہ ہے کہ اسلام میں ان چار چیزوں کے سوا کچھ حرام نہیں ہے؟ نہیں! معنی یہ ہے کہ کفارِ عرب ان چیزوں کو حلال جانتے تھے' وہ مردار کھاتے تھے' جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس کا خون برتن میں جمع کر کے بعد میں پکا لیتے تھے' خنزیر کھاتے تھے اور بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانوروں کو شوق سے کھاتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ چیزیں تو ایسی حرام ہیں کہ گویا حرمت انہی پہ جچتی ہے نہ کہ ان چیزوں پہ جنہیں اے مشرکو! تم نے از خود حرام بنا لیا ہے' جیسے بتوں کے نام پر چھوٹے ہوئے جانور جن کو وہ بحیرہ' سائبہ' وصیلہ اور حام کا نام دیتے تھے۔(سورۃ المائدہ:103)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا:’’لا یصلها الا الاشقٰی ‘‘مطلب یہ ہے کہ امیہ بن خلف وہ عظیم تر بد بخت ہے کہ گویا جہنم اسی کے لائق ہے۔یونہی’’وسیجنبها الاتقی ‘‘میں اللہ رب العزت نے فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ ’’ذُروۃُ سنامِ التقویٰ ‘‘ہیں کہ گویا جنت انہی کیلئے بنائی گئی ہے۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ نے زمخشری کے حوالہ سے لکھا ہے:

الآیۃ واردۃ فی الموازفۃ بین حالتی عظیم من المشرکین وعظیم من المؤمنین فاریداان یبالغ فی صفتیھما المتناقضتین' فقیل: الاشقٰی وجعل مختصًّا بالصلی کأن النار لم تُخلق الالہٗ وقیل الاتقٰی وجُعل مختصًّا بالجنۃ کان الجنۃ لم تخلق الالہٗ۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی جلد 20 صفحہ 89' سورۃ اللیل' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''یہ آیت مشرکوں میں سے ایک بڑے شخص اور مؤمنین میں سے ایک بڑے شخص کی دو حالتوں میں موازنہ کیلئے وارد ہوئی ہے' تو مقصد یہ ہے کہ دونوں کی دو متضاد صفتوں میں مبالغہ بیان ہو' لہٰذا ''الاشقٰی'' کہہ کر اسے جہنم میں جانے سے مختص کیا گیا' گویا جہنم اسی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور ''الاتقٰی'' کہا گیا اور اسے جنت سے مختص کیا گیا' گویا جنت اسی کیلئے بنائی گئی ہے''۔

زمخشری نے وہی بات اختصاراً کہی ہے جو ہم ابھی مفصل اور مدلل شکل میں بیان کر چکے ہیں۔ اس لیے تفضیلیوں کی بات میں کچھ وزن نہیں ہے اور ان کا قیاس محض بیکار ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ''الاتقٰی'' صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے نازل ہے' اس میں کوئی عموم نہیں۔

تیسرا شبہ: عبدالقادر شاہ صاحب کا ''الاتقٰی'' میں حکم کو مادۂ اشتقاق پر دائر کرنا

شاہ صاحب ''زبدۃ التحقیق'' میں ''وسیجنبھا الاتقٰی'' میں ''الاتقٰی'' پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جیسا کہ اُصولیوں کا قاعدہ ہے کہ جب حکم مشتق پر لگے تو مادۂ اشتقاق علتِ حکم ہوتا ہے' چونکہ حکم مشتق پر لگایا گیا ہے' لہٰذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے حکم مختص نہیں' بلکہ ہر وہ شخص جو ان صفات سے موصوف ہو' وہ اس حکم کا محکوم علیہ ہوگا۔ تطبیقِ عملی یہ ہے کہ ''وسیجنبھا الاتقٰی'' فرمایا گیا' جس کا معنی ہے کہ اس نارِ جہنم سے ''الاتقٰی'' کو بچایا جائے گا' جہنم سے بچائے جانے کا حکم ''الاتقٰی'' پر لگایا گیا ہے جو مشتق ہے' یعنی اسم تفضیل کا صیغہ ہے اور اس کا مادۂ اشتقاق تقویٰ ہوگا جو علتِ حکم ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ جس میں تقویٰ پایا جائے گا' اس کو جہنم کی آگ سے بچایا جائے گا چونکہ تقویٰ ہر مسلمان کیلئے عام ہے' لہٰذا یہ حکم ہر مسلمان کیلئے

عام ہے' کوئی وجہ' خصوصیت نہیں''۔(زبدۃ التحقیق صفحہ 363)

اس سے چند صفحات پہلے شاہ صاحب نے یہ بھی لکھا:

''اسی طرح ''الاتقی'' سے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہوں گے کیونکہ وہ سارے ان ہی اوصاف سے متصف تھے' سو اس بحث سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے' افضلیت ثابت نہیں ہوتی''۔(زبدۃ التحقیق صفحہ 356)

یعنی عبدالقادر شاہ صاحب ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے کوئی خاص فضیلت نہیں ہے' جو ہے وہ سب کیلئے ہے' حالانکہ تمام مفسرین اس آیت سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت اور افضلیت ثابت کرتے ہیں کیونکہ یہ آیت انہی کے حق میں اُتری' جب اُنہوں نے امیہ بن خلف ملعون سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ساری سورۃ اللیل ان کی شان میں اُتاری اور انہیں ''الاتقی'' فرمایا' جو اسم تفضیل کا صیغہ ہے جو ان کی افضلیت ثابت کرتا ہے۔

جواب اوّل: مادۂ اشتقاق پر ادارۃِ حکم کا ضابطہ

جہاں تک شاہ صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ''الاتقی'' اسم مشتق ہے اور جب مشتق پر حکم لگے تو علتِ حکم اس کا مادۂ اشتقاق ہوتا ہے تو یاد رہے کہ یہ قاعدہ دیگر اسماءِ مشتقہ کیلئے ہے' اسم تفضیل کے قواعد ۔۔ ہیں' ور ہم ابھی بتاتے ہیں۔ اسم فاعل و اسم مفعول و صفتِ مشبہ میں ایسا ہوتا ہے کہ مادۂ اشتقاق پر حکم دائر ہو جاتا ہے' جیسے ''الکاسب حبیب اللہ'' اس میں حکمِ محبت' کسب پر دائر ہے۔ ''اَفْطَرَ الْحَاجِمُ والمحجومُ'' اس میں حکمِ افطار' حجامت پر دائر ہے۔ ''اقتلوا الفاعل والمفعول'' اس میں حکمِ قتل' فعلِ لواطت پر دائر ہے' وغیرہ۔ شاہ صاحب نے قاعدہ بیان کیا ہے مگر کوئی مثال نہیں پیش کر سکے۔ مثالیں ہم دے رہے ہیں تاکہ ان کا کام آسان ہو۔

لیکن جہاں تک اسم تفضیل کا تعلق ہے تو یاد رکھو! اگر اس کے مادۂ اشتقاق پر حکم لگے تو وہ حکم بھی اسم تفضیل کی صورت میں ہوتا ہے کیونکہ جب کسی کی تفضیل ہی علتِ حکم ہے تو حکم بھی تفضیل والا ہونا چاہیے' جیسے ''ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم'' یعنی تقویٰ میں تفضیل علت ٹھہری تو حکم بھی کرامت میں تفضیل ٹھہرا۔ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا:

اِنَّ اَسْرَعَکُمْ بِیْ لُحُوْقًا اَطْوَلُکُنَّ یَدًا ۔ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)
یعنی جب طولِ ید میں تفضیل پر حکم دائر ہوا تو وہ سرعتِ لحوق میں تفضیل ٹھہرا۔

اسی طرح حدیث میں ہے:
اَحَقُّھُمْ بِالْاِمَامَۃِ اَقْرَأُھُمْ لِلْقُرْآن ۔ (مسلم، کتاب المساجد)
اس میں بھی "اقرأ" پر "احق" کا حکم لگایا گیا ہے، یا اس کا عکس بھی کہا جاتا ہے۔

مگر آیتِ زیرِ بحث میں "الاتقٰی" کے مادۂ اشتقاق پر حکم ہی نہیں لگایا گیا جیسا کہ عبدالقادر شاہ صاحب نے غلطی سے سمجھا، اگر ایسا ہوتا تو اس کی صورت وہی ہوتی جو ہم نے بیان کر دی، بلکہ "الاتقٰی" کو یہاں ایک خاص شخص یعنی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے بطورِ لقب استعمال کیا گیا ہے، لہٰذا یہ انہی پر منصر رہے گا کسی اور کی طرف نہیں بڑھے گا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے "زید الافضل" کہہ دیا جائے۔ اس میں "الافضل" زید کیلئے بطورِ لقب ہے، یہ کسی اور کی طرف نہیں بڑھے گا۔

جوابِ دوم: اسم تفضیل کے استعمال میں تین طرق

یہ تو سبھی طلباءِ نحو جانتے ہیں کہ اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے، اضافت کے ساتھ جیسے "زَیْدٌ اَفْضَلُ القومِ"، "من" کے ساتھ، جیسے "زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو" یا الف لام کے ساتھ جیسے "زید الافضل"۔

امام عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس میں وضاحت فرماتے ہیں کہ اسم تفضیل کا مفضّل علیہ کون ہوتا ہے، یعنی اسے کس پر تفضیل دی جاتی ہے تو فرماتے ہیں:

وَضْعُہٗ لِتَفْضِیْلِ الشَّیْءِ علٰی غیرِہٖ فَلَا بُدَّ فیہ من ذکر الغیر الذی ھو المفضل علیہ وذکرُہٗ مع من والاِضافۃِ ظاھرٌ واما مع اللّامِ فھو فی حکم المذکورِ ظاھرًا لانہٗ یُشارُ باللام الٰی مُعیّنٍ بتَعْیِیْنِ الْمُفَضَّلِ علیہ مذکورٍ قبلُ لفظًا او حکمًا، کما اذا طَلَبَ شخصٌ اَفْضَلَ من زیدٍ قلت عمرونِ الافضلُ، ای الشخص الذی قلنا انہ افضل من زید، فعلٰی ھذا لا تکون اللام فی افعل التفضیل الا لِلْعَھْدِ ۔(شرح جامی علی الکافیہ، صفحہ 289، ذکر افعل التفضیل، مطبوعہ مکتبہ کریمی، بمبئی)

(ترجمہ:) "اسم تفضیل کی وضع (بناوٹ) اس لیے ہے کہ کسی چیز کو دوسری پر فضیلت دی

جائے، تو ضروری ہے کہ اس دوسری چیز کا ذکر کیا جائے جس پر فضیلت دی گئی ہے اور جب اس کا استعمال "مــن" اور اضافت کے ساتھ ہو تب تو مفضل علیہ چیز کا ذکر ظاہر ہے (لفظی ہوتا ہے جیسے "زیدٌ افضل من عمرو" یا "زیدٌ افضل الناس") جبکہ لام کے ساتھ استعمال میں مفضل علیہ ظاہراً حکم مذکور میں ہوتا ہے کیونکہ لام کے ساتھ کسی خاص معین شخص کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے جس کا ذکر پہلے لفظاً یا حکماً ہوتا ہے، اور یہ تعیین مفضل علیہ کی تعیین کی وجہ سے ہوتی ہے، جیسے جب کوئی شخص مطالبہ کرے (پوچھے) کہ زید سے افضل کون ہے؟ تو تم کہو گے: "عـمرو الافضل" عمرو (زید سے) افضل ہے۔ تو اس قاعدہ پر افعل التفضیل میں لام سوا عہد کے کسی اور مقصد کیلئے نہیں ہوتا (استغراق یا جنس کیلئے نہیں ہوتا)"۔

حضرت ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کلام میں عبدالقادر شاہ صاحب کی اس ساری گفتگو کو ہوا میں اُڑا دیا ہے، جو وہ "الاتـقـٰی" میں لام کو استغراق کیلئے ثابت کرتے ہیں اور اس پر اُنہوں نے "زبدۃ التحقیق" کے کئی صفحات سیاہ کیے ہیں، دیکھئے: "زبدۃ التحقیق" صفحہ 377 تا 382۔

جب ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ نص فرما رہے ہیں اور مثال سے سمجھا رہے ہیں کہ افعل التفضیل معرف باللام میں لام عہدی ہی ہوتا ہے، لام استغراقی یا جنسی نہیں ہوتا تو اسی طرح "الاتـقـٰی" بھی افعل التفضیل معرف باللام ہے اور اس میں ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق شخص معین کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لہٰذا "الاتـقـٰی" میں کسی طرح کا عموم نہیں ہے، اس لیے عبدالقادر شاہ صاحب کا کہنا کہ "الاتـقـٰی" میں تمام صحابہ مراد ہیں، محض بے بنیاد دعویٰ ہے بلکہ قواعد نحویہ سے ان کی بے خبری کی دلیل ہے۔ شاہ صاحب اپنے خطابات میں صرف ونحو اور علومِ درسیہ پر اپنی دسترس کا بہت اظہار کرتے ہیں مگر یہاں تو ان کی ساری دسترس سامنے آ گئی ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا   جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

چوتھا شبہ: بعض مفسرین نے "الاتقیٰ" کا معنیٰ "التقی" لکھا ہے

عبدالقادر شاہ صاحب نے معالم التنزیل لباب التاویل اور دیگر تفاسیر کا حوالہ دیا ہے کہ ان میں اس جگہ "الاتـقـٰی" کا معنیٰ "التـقـی" کیا گیا ہے، ثابت ہوا کہ اس لفظ سے خصوصاً صدیق اکبر مراد نہیں ہیں بلکہ ہر متقی شخص اس میں شامل ہے۔ دیکھئے: "زبدۃ التحقیق" صفحہ 369۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بعض مفسرین کا تسامح ہے' ضروری نہیں کہ جو کچھ تفاسیر میں آ گیا ہے' اسے بلا چون و چرا قبول کر لیا جائے اور جہاں بات مقصد کے خلاف ہو' وہاں مفسرین کا اجماع بھی رد کر دیا جائے۔ امام رازی' امام سیوطی' امام نخعی' امام خازن اور قاضی ثناء اللہ و دیگر فرما رہے ہیں کہ ''وسیجنبھا الاتقٰی'' کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں اُترنا اجماعی ہے' اس پر مفسرین کا اجماع ہے' اسے عبدالقادر شاہ صاحب گول کر جاتے ہیں اور ''الاتقٰی'' کے معنی میں جہاں ''التقی'' دیکھتے ہیں' وہیں اُچھل پڑتے ہیں حالانکہ اس جگہ ''الاتقٰی'' کو ''التقی'' کے معنی میں لینا کچھ مفسرین کا تسامح ہے۔ امام سیوطی' قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور دیگر مفسرین نے یہ تسامح پکڑا ہے' جیسا کہ ہم آگے بتا رہے ہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ''الاتقٰی'' کی صفات آگے یوں لائی گئی ہیں: ''الذی یؤتی مالہٗ یتزکّٰی وما لاحدٍ عندہٗ من نعمۃ تجزٰی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلٰی'' اگر ''الاتقٰی'' کو ''التقی'' کے معنی میں کیا جائے تو معنی یہ بنے گا: ہر اس متقی کو جہنم سے بچایا جائے گا جو اپنا مال راہِ خدا میں دیتا ہے تاکہ وہ پاک ہو جائے اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے' سوا اس کے کہ وہ اپنے ربِ اعلٰی کی رضا چاہتا ہے۔ تو یوں جو متقی فقیر ہو' اس کیلئے جہنم سے بچنے کا مژدہ نہ ہوا کیونکہ وہ مال نہیں دے سکتا اور غنی متقی کیلئے بھی یہ مژدہ تب ہے جب وہ ''وما لاحدٍ عندہ من نعمۃٍ تجزٰی'' کی صفت رکھتا ہے ورنہ نہیں' حالانکہ احسان کا بدلہ احسان کے ساتھ دینا بھی عمل خیر ہے جس کی جزا حسنِ مآل ہے اور یہ ساری خرابیاں اس لیے لازم آئیں کہ ''الاتقٰی'' کو ''التقی'' کے معنی میں کر دیا گیا۔ اگر ''الاتقٰی'' کو صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مختص رکھا جائے جیسا کہ شانِ نزول اور دیگر قواعدِ مذکورہ اس کے متقاضی ہیں تو یہ خرابیاں پیدا ہی نہیں ہوں گی۔

اسی طرح ''الاتقٰی'' کو ''التقی'' کے معنی میں لینے سے یہ خرابی بھی لازم ہے کہ ''التقی'' وہ مؤمن بھی جو مرتکب کبائر ہے مگر شرک و کفر سے بچتا ہے کیونکہ شرک و کفر سے بچنا تقویٰ کا پہلا درجہ ہے' یہ چیز ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں' تو کیا کسی مرتکب کبائر کو جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا؟

یونہی ''الاشقٰی'' کو اُمیہ بن خلف سے مختص رکھنے کی بجائے اس کو ''الشقی'' کے معنی میں لیا جانا بھی غلط ہے کیونکہ آگے اس کی صفت ''الذی کذّب وتولّٰی'' ہے' اس طرح ''لا یصلھا الا الاشقٰی الذی کذب وتولّٰی'' کا معنی یہ ہوگا کہ جہنم میں صرف وہی شقی جائے گا جس نے تکذیب کی اور منہ

پھیرا' حالانکہ کئی وہ کفار ہیں جنہوں نے عملاً رسالتِ محمدیہ اور قرآن کی تکذیب نہیں کی' مگر تصدیق کے بغیر مر گئے' اس لیے جہنم میں گئے جیسے بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کے مطابق ابو طالب کا دخول فی النار مذکور ہے۔ ابو طالب کی تکذیب ثابت نہیں مگر چونکہ تصدیق بھی عمل میں نہیں آئی' اس لیے نجات نہ مل سکی۔ گویا ابو طالب کا ایمان نہ لانا اور نجات نہ پانا قدرت کی طرف سے اس لیے تھا تا کہ یہ عقیدہ سامنے آئے کہ جو شخص تصدیق نہ کرے اور تکذیب کرے یا نہ تصدیق کرے نہ تکذیب تو اس کیلئے نجات نہیں۔ نجات صرف اس کیلئے ہے جو تصدیق کرے' تکذیب سے بچے کیونکہ ''الایمانُ اقرارٌ باللسانِ وتصدیقٌ بالقلب'' جب اقرارِ لسانی نہیں تو وہ ایمان شرعاً غیر معتبر ہے' مگر ''الاشقٰی'' کو ''الشقی'' کے معنی میں لینا' ان تمام قواعد کو ردّ کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ''الاشقٰی'' اور ''الاتقٰی'' کو اپنے شانِ نزول یعنی اُمیہ بن خلف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص رکھا جائے اور جن مفسرین نے اس میں عموم بتایا ہے' ان سے تسامح ہوا ہے' بلکہ ''الاشقٰی'' کو ''الشقی'' کے معنی میں لینے سے یہ خرابی بھی لازم آتی ہے کہ صرف تکذیبِ دین کرنے والا ہی جہنم میں جائے گا کوئی اور نہیں' حالانکہ بہت سے اہلِ اسلام بھی اپنے گناہوں کے باعث جہنم میں جائیں گے' اس لیے ضروری ہے کہ ''الاشقٰی'' کو صرف اُمیہ بن خلف پر منحصر رکھا جائے اور ''الاتقٰی'' کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر۔

''الاتقٰی'' یہاں صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے' اقوالِ مفسرین سے

نعمةٌ مِن نعمِ الله امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابن الخازن فی تفسیرہٖ الاتقٰی ھنا ابو بکر الصدیق فی قول الجمیع المفسرین وقال الامام فخر الدین الرازی فی تفسیرہٖ اجمع المفسرون ھنا علی ان المراد بالاتقٰی ابو بکر وقال البغوی فی معالم التنزیل یرید بالاتقٰی ابا بکر الصدیق فی قول الجمیع وذھبت الشیعة الٰی ان المراد بہ علیؓ فانظر الٰی نقل ھٰؤلاء الائمة الثلاثة اجماع المفسرین علی ان المراد بالاتقٰی ابو بکر لا کل تقی۔

(الحاوی للفتاوی' الحبل الوثیق فی نصرۃ الصدیق جلد اوّل صفحہ 314' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''امام ابن خازن نے اپنی تفسیر میں فرمایا: تمام مفسرین کے قول میں یہاں

''الاتقی'' سے ابوبکر صدیق مراد ہیں۔ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر میں فرمایا: مفسرین کرام نے یہاں اجماع کیا ہے کہ ''الاتقی'' سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور امام بغوی نے معالم التنزیل میں کہا: تمام مفسرین کے قول میں ''الاتقی'' سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ جبکہ شیعہ کہتے ہیں کہ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ تو دیکھو یہ تین ائمہ کرام کہہ رہے ہیں کہ ''الاتقی'' سے صرف صدیق اکبر مراد ہیں نہ کہ ہر تقی''۔

دراصل امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الحبل الوثیق'' کے نام سے مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اس جگہ ''الاتقی'' سے صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہیں نہ کہ ہر متقی۔ آپ اس رسالہ کا آغاز ہی ان الفاظ سے کرتے ہیں:

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی وبعد فقد رُفع الیَّ سوالٌ فی قولہٖ تعالٰی لا یصلٰھا الاشقٰی الذی کذب وتولٰی وسیجنبھا الاتقٰی الذی یؤتی مالہ یتزکٰی الٰی آخر السورۃ ھل نزل ذلك فی رجلین معیّنین وما سبب نزولہٖ وھل المراد بالاتقٰی ابو بکر الصدیق او الآیۃ عامّۃٌ فیہ وفی غیرہٖ؟

(الحبل الوثیق مندرجہ الحاوی للفتاویٰ جلد اوّل صفحہ 314)

(ترجمہ:) ''الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد میرے پاس یہ سوال اُٹھایا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''لا یصلھا الا الاشقٰی الذی کذب وتولٰی وسیجنبھا الاتقٰی الذی یوتی مالہ یتزکٰی الخ'' دو معین مردوں کے بارے میں نازل ہوا ہے؟ اور اس کا سبب نزول کیا ہے؟ اور کیا ''الاتقٰی'' سے مراد صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، یا یہ لفظ عام ہے جس میں حضرت صدیق کے سوا دوسرے لوگ بھی شامل ہیں؟''

تو امام جلال الدین سیوطی نے اس سوال کے جواب میں دلائل قاہرہ سے ثابت کیا ہے کہ ''الاتقی'' صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے اور شیعہ لوگ اس سے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں اور تفضیلی فرقہ اس کو سب متقین کیلئے عام رکھتا ہے اور وہ دونوں غلط ہیں۔ اور اہل سنت کے نزدیک اس سے مراد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور وہی حق پر ہیں کیونکہ اس پر مفسرین کا اجماع ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

المفهوم المخالف عندنا غير معتبر فلا تدل تلك الآية على دخول تقى فى النار وكذا عند الشافعى اذ الكلام خارجٌ مخرج الجواب عن حادثة لاتفاق المسلمين علٰى ان الآيةِ نزلت فى ابى بكر الصديق فالغرض منه توصيف الصديق بكونه اتقٰى الناس اجمعين غير الأنبياء . وليس المقصود منه الاحتراز والحكم بدخول التقى دون اتقٰى فى النار ولو سلمنا المفهوم فالمراد بالتقى الذى جاز دخوله فى النار التقى عن الشرك فقط دون المعاصى ۔(تفسیر مظہری جلد 10 صفحہ 279' سورۃ اللیل' مطبوعہ دہلی)

(ترجمہ:) ''ہمارے نزدیک مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے' لہٰذا یہ آیت اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ تقی دوزخ میں جاسکتا ہے' ایسا ہی امام شافعی کے نزدیک ہے (جو مفہومِ مخالف کو معتبر جانتے ہیں) کیونکہ یہ کلام (آیت) ایک حادثہ کے جواب میں اُتری ہے اور تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے نازل ہوئی ہے۔ تو اس سے غرض صدیق اکبر کی توصیف ہے کہ وہ انبیاء کے سوا تمام لوگوں سے اتقیٰ ہیں' یہ مقصود نہیں ہے کہ اتقیٰ تو دوزخ میں نہیں جائے گا مگر تقی جا سکتا ہے اور اگر ہم مان لیں کہ مفہوم مخالف معتبر ہے تو مراد یہ ہے کہ جس تقی کا جہنم میں جانا جائز ہے' وہ شرک سے بچنے والا تقی ہے نہ کہ معاصی سے بچنے والا''۔

اس آیت میں تفضیلیوں کی اس بات کا بھی خوب ردّ ہے' جو وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے خلیفۃ الرسول بن کر اسلام کو سہارا دیا اور غلبۂ اسلام کی راہیں کھولیں ورنہ اللہ و رسول کے ہاں جو مقام مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا ہے وہ کسی کا نہیں' مگر یہ آیت بتا رہی ہے کہ خلافت تو بہت بعد میں آئی۔ صدیقِ اکبر کو افضلیت تب مل گئی تھی جب اسلام کا آغاز ہوا اور اُنہوں نے اپنا مال لٹا کر مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا' اللہ تعالیٰ نے ''الاتقیٰ'' کہہ کر اس وقت ہی ان کی افضلیت پر مہر لگا دی تھی۔

اس آیت کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا شیریں کلام

امام رازی نے اس آیت کے تحت عقلی و استدلالی انداز میں اپنی شان کے مطابق بہت عمدہ و شیریں کلام فرمایا ہے۔ ہم اُردو میں اس کا خلاصہ پوری دیانت کے ساتھ لکھتے ہیں:

"جان لو کہ تمام شیعہ سمجھتے ہیں کہ یہ آیت (وَسَيُجَنَّبُهَا الاتقٰى) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں اُتری ہے اور وہ دلیل کیلئے یہ آیت پڑھتے ہیں: "وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ" (المائدہ:55) تو "الاتقٰى الذى يؤتى ماله يتزكّٰى" میں اسی "يؤتون الزكوٰة" کی طرف اشارہ ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں: ایک شیعہ نے میرے سامنے یہی استدلال کیا تو میں نے کہا: میں دلالتِ عقلی قائم کرتا ہوں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔ اس کی تقریر یہ ہے کہ "الاتقٰى" سے مراد افضل الخلق ہے (کیونکہ یہ اسم تفضیل ہے، مراد ہے سب خلق سے "اتقٰى" سوا انبیاء کے) جب بات ایسے ہے تو ابوبکر ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس جگہ دو مقدمات ہیں، جب وہ درست ٹھہرے تو مقصد حاصل ہے۔ ہم نے کہا کہ "اتقٰى" سے مراد افضل الخلق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان اكرمكم عند الله اتقاكم" (الحجرات:13) اور جو اکرم ہے وہی افضل ہے۔ معلوم ہوا کہ "اتقٰى" کا افضل ہونا مسلم ہے اور وہ صرف ابوبکر صدیق ہیں، کیونکہ اُمت کا اجماع ہے کہ افضل الخلق بعد الرسل یا ابوبکر ہیں یا علی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اس آیت کا اطلاق ممکن نہیں، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی پر اطلاق متعین ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اطلاق اس لیے ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "الاتقٰى" کی صفت یہ بیان کی ہے: "وما لاحدٍ عنده من نعمة تجزٰى" یہ صفت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر صادق نہیں آتی کیونکہ وہ تربیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے، آپ نے ان کو ان کے باپ سے بچپن میں لے لیا تھا، آپ ہی انہیں کھلاتے، پلاتے، پہناتے اور تربیت فرماتے تھے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر وہ نعمت فرماتے تھے جس کی جزاء واجب ہے، جبکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خرچ کرتے تھے، ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جو احسان تھا یا نعمت تھی وہ ہدایت اور دین کی طرف ارشاد کی تھی مگر اس کی جزاء نہیں مانگی جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ" (سورۃ الشعراء آیت:109) اور یہاں جو نعمت مذکور ہے وہ مطلق نہیں، بلکہ وہ نعمت ہے جس کی جزاء دی جائے، تو ہم جان گئے کہ یہ آیت حضرت مولیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر صادق نہیں آتی۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس آیت سے وہ شخص مراد ہے جو افضل الخلق بعد الرسل ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اس اُمت میں سب سے افضل یا ابوبکر ہیں یا حضرت علی۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر صادق نہیں آتی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی پر اس کا صادق آنا متعین ہو گیا اور اس آیت نے ثابت کر دیا کہ وہ ابوبکر صدیق ہی افضل الامۃ ہیں"۔

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 206 'سورۃ اللیل' مطبوعہ مکتبہ دار الحدیث' ملتان)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت راز کی باتیں فرمائی ہیں' آپ کی گفتگو سے یہ باتیں کھل کر سامنے آئیں:

(1) یہ آیت "وسیجنبھا الاتقیٰ" میں عموم نہیں ہے کہ ہر متقی شخص کی اس میں تعریف کی گئی ہو جیسا کہ عبدالقادر شاہ صاحب کہہ رہے ہیں' بلکہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہی خاص ہے۔

(2) "الاتقیٰ" کا معنیٰ "التقی" نہیں ہے بلکہ اسم تفضیل اپنے حقیقی معنیٰ پر قائم ہے اور اس میں لام تعریف برائے عہد ہے نہ کہ لام استغراق' جیسا کہ عبدالقادر شاہ صاحب کہتے ہیں۔

(3) یہ آیت افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہے' یہی مقصودِ آیت ہے اور اسی پر ساری اُمت کا اجماع ہے۔ امام رازی نے افضلیتِ صدیق پر اجماع بھی کھول کر بتا دیا۔ تو کہاں امام رازی' کہاں عبدالقادر شاہ صاحب۔

دوسری آیت بر افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ (سورۃ الحدید' آیت 10)

(ترجمہ:) "تم میں سے وہ لوگ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور لڑائی کی' وہ (پچھلوں کے) برابر نہیں' ان کا درجہ ان سے بہت بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد راہِ حق میں مال خرچ کیا اور جنگ کی اور سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے"۔

اس آیت میں فتح مکہ سے پہلے ایمان لا کر راہِ حق میں مالی و جانی جہاد کرنے والوں کو بعد والوں سے عظیم تر درجہ عطا فرمایا گیا ہے' کیونکہ فتح مکہ کے بعد مالی و جانی جہاد بہت آسان ہو گیا تھا' کیونکہ اسلام کو غلبہ و دبدبہ مل گیا تھا' تو درجہ ان کا زیادہ ہے جو مشکل وقت میں اسلام کے دور ابتداء میں جانی و مالی

قربانیاں دینے والے ہیں، جب قرآن میں یہی معیارِ افضلیت ٹھہرا تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ احادیث کے مطابق اسلام میں سب سے پہلے مال خرچ کرنے اور نصرتِ رسول ﷺ میں لڑائی کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مسئلہ میں ان کے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس وقت نو دس برس کے بچے تھے، ظہورِ اسلام کے وقت سب سے پہلے راہِ حق میں مال بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرچ کیا اور نبی اکرم ﷺ کو بچاتے ہوئے کفار سے مار بھی انہوں نے کھائی۔

اسلام کیلئے سب سے پہلی مالی و جانی قربانی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی

چنانچہ امام ابوعمر یوسف بن عمر المعروف بہ ابن عبدالبر متوفی 363ھ اپنی سند کے ساتھ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

اسلم ابوبکر وله اربعون الفًا انفقها كلها على رسول الله ﷺ فی سبيل الله وقال رسول الله ﷺ ما نفعنی مال ما نفعنی مال ابی بکر ۔

(الاستیعاب، جلد دوم، حرف العین، صفحہ 246، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

(ترجمہ:) "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے، وہ انہوں نے تمام تر اللہ کی راہ میں رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں خرچ کر دیئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کسی مال نے وہ نفع نہ دیا جو مالِ ابوبکر صدیق نے نفع دیا"۔

یہی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما نفعنی مالُ احدٍ قط ما نفعنی مال ابی بکر فبکٰی ابو بکر وقال هل انا ومالی الا لك يا رسول الله ۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب السنہ، باب فضائل اصحاب الرسول ﷺ، حدیث:94)

(مسند احمد بن حنبل، جلد دوم صفحہ 253، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

"یعنی مجھے کسی کے مال نے ہرگز وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر صدیق کے مال نے دیا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ (ﷺ)! میری جان اور میرا مال آپ ہی کیلئے تو ہے"۔

اس کے علاوہ یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ، فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل اور کتاب السنہ لابن

ابی عاصم میں بھی مروی ہے۔

یاد رہے کہ اگرچہ حضرت سیدنا عثمان غنی' عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مال نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کے دین کی نصرت کی مگر یہ سب لوگ بعد میں شامل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہر کسی سے پہلے مال خرچ کیا۔ اور گزشتہ آیت کے تحت ہم لکھ چکے ہیں کہ ابتداءِ اسلام میں جن غلاموں کو اسلام لانے کی وجہ سے ستایا جا رہا تھا' ایسے سات غلاموں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا۔ اس لیے وہ قرآن کریم کے ارشاد ''اولئك اعظم درجةٍ من الذین انفقوا من بعد'' کے مصداق اوّل اور مصادق اکبر ہیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے انفاق وقتال میں اوّلیت کو معیارِ افضلیت بتایا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس میدان میں سب سے اوّل و اسبق ہیں' لٰہذا وہ سب سے افضل ہیں۔

اس آیت کے تحت اجلہ مفسرین کے ارشادات

اسی لیے اس آیت کے تحت امام بغوی اپنی تفسیر ''معالم التنزیل'' میں فرماتے ہیں:

روی محمد بن فضیل عن الکلبی ان هذه الآیةَ نَزَلَتْ فی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فَاِنَّهٗ منه اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ وَاَوَّلُ مَنْ اَنْفَقَ مَالَهٗ وَقَالَ عبد اللّٰه بن مسعود اوّل من اظهر اسلامه بسیفه النبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابو بکر۔

(تفسیر معالم التنزیل' جلد چہارم صفحہ 32' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''محمد بن فضیل نے کلبی سے روایت کیا کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق ہی میں نازل ہوئی کیونکہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے اور انہی نے سب سے پہلے مال خرچ کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تلوار کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کرنے والے سب سے اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ''۔

قریباً یہی مضمون اس آیت کے تحت امام علاء الدین علی بن محمد بغدادی المعروف بہ خازن علیہ الرحمہ متوفی 725ھ نے اپنی تفسیر ''لباب التأویل'' جلد چہارم صفحہ 32 میں بیان فرمایا ہے۔

امام حافظ ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ولا شك عندَ اهلِ الایمانِ اَنّ ابا بکر الصدیقَ رضی اللہ عنہ لهُ الحظّ الا وفرُ من هذه

الآیة فَاِنہُ سَیِّدُ مَنْ عَمِلَ بھا من سائرِ اُمَمِ الانبیاءِ فانہُ انفقَ مالہُ کلّہُ ابتغاءَ وجہِ اللہ عزوجل ولم یکن لاحد عندہُ نعمۃٌ یجزیہ بھا ۔

(تفسیر القرآن العظیم' جلد چہارم صفحہ 329' مطبوعہ دارالمعرفۃ' بیروت)

(ترجمہ:)''اس میں اہل ایمان کے ہاں کوئی شک نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس آیت کا وافر ترین حصہ ملا ہے' کیونکہ وہ اس پر عمل کرنے والوں میں سے تمام اُمم انبیاء کے سردار ہیں کیونکہ رضاءِ الٰہی کے حصول میں اپنا سارا مال خرچ کر دیا اور ان پر کسی کا احسان نہ تھا کہ اس کا وہ یوں بدلہ دیں''۔

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری المعروف بہ امام قرطبی متوفی 671ھ اپنی تفسیر ''الجامع لاحکام القرآن'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وقال الکلبی نزلت فی ابی بکر رضی اللہ عنہ ففیہ دلیل واضح علٰی تفضیل ابی بکر رضی اللہ عنہ لانہ اول من اسلم وعن ابن مسعود اول من اظھر الاسلام بسیفہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابو بکر ولانہ اول من انفق علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن' جلد 17 صفحہ 240' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:)''امام کلبی نے فرمایا: یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تو اس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر واضح دلیل ہے کیونکہ وہی سب سے پہلے اسلام لائے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تلوار کے ساتھ سب سے پہلے ایمان کا اظہار کرنے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اس لیے بھی نصرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مال خرچ کرنے والے پہلے آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں''۔

اس آیت کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے' فرماتے ہیں:

قلت ھذہ الآیة غبطوقھا تدل علٰی افضلیة السابقین الاوّلین من المھاجرین والانصار علٰی من آمن بعد الفتح وانفق حینئذٍ وبمفھومہ وسیاقہ یدل علٰی افضلیة الصدیق علٰی سائر الصحابة وافضلیة الصحابة علی سائر الناس فان

مدار الفضل علٰی السبقةُ فی الاسلام والانفاقُ والجهادُ کما یدل علیه قوله ﷺ من سن فی الاسلام سنة حسنة فله ابرها واجر من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم شیء وقد اجمع العلماء علٰی ان ابا بکر اوّل من اسلم واظهر اسلامه واسلم علٰی یده اشرافُ قریشٍ واوّل من انفق الاموال العظامَ فی سبیل اللّٰه واولُ من احتمل الشدائد من الکفار ومن ثم قال رسول اللّٰه ﷺ: ما لاحدٍ عندنا یدٌ الا وقد کافیناه ما خلا ابا بکر فان له عندنا یدًا لکا فیه اللّٰه بها یوم القیامة وما نفعنی مالُ احدٍ قط ما نفعنی مالُ ابی بکر رواه الترمذی من حدیث ابی هریرة ۔

(تفسیر مظہری جلد 9 صفحہ 190' سورۃ الحدید' مطبوعہ ندوۃ المصنفین' دہلی)

(ترجمہ:)''یہ آیت اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ دلالت کر رہی ہے کہ مہاجرین وانصار جو السابقون الاوّلون ہیں' وہ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور راہِ حق میں مال خرچ کرنے والوں سے افضل ہیں۔ اور یہ آیت اپنے مفہوم اور سیاق کے ساتھ اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور تمام صحابہ تمام لوگوں سے (تمام اُمت سے) افضل ہیں کیونکہ فضیلت کا مدار اسلام لانے اور مال لٹانے اور جہاد میں سابقیت ہے۔ جیسا کہ اس پر یہ قولِ نبوی دلالت کرتا ہے کہ جس نے اسلام میں اچھی سنت شروع کی اُس کیلئے اپنا اجر بھی ہے اور اس سنت پر عمل کرنے والوں کا اجر بھی ہے' بغیر اس کے کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی کی جائے۔ اور علماء نے اس پر اجماع کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر کے اسلام کا اظہار کیا اور ان کے ہاتھ پر قریش کے بڑے بڑے لوگ اسلام لائے' آپ ہی وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں بڑے اموال لٹائے اور آپ ہی سب سے پہلے راہِ حق میں کفار کی طرف سے شدید مصائب اُٹھانے والے ہیں' اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہم پر جس نے بھی احسان کیا' ہم نے اس کے احسان کا بدلہ دے دیا سوا ابوبکر کے' اس کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ اُسے روزِ قیامت اللہ ہی دے گا اور مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہیں دیا جو ابوبکر کے مال نے دیا''۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے اور راہِ خدا میں سب سے پہلے مالی و جانی قربانیاں دینے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس پر حدیث مذکور بھی دلالت کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث اور اجماع کی روشنی میں افضلیتِ صدیقِ اکبر ظاہر و باھر ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نزلت هذه الآية فی فصل ابی بکر رضی اللہ عنہ لانه کان اوّل من انفق المال علٰی رسول اللّٰه فی سبیل اللّٰه ۔ (تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 452 ' سورۃ الحدید ' مطبوعہ دار الحدیث ' ملتان)

(ترجمہ:) ''یہ آیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں اُتری ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصرت کیلئے راہِ خدا میں سب سے پہلے مال خرچ کیا''۔

اس آیت سے بھی تفضیلیوں کی اس بات کا ردّ ہو گیا جو وہ کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بس یہ فضیلت ہے کہ انہوں نے خلافت کا نظام بہتر چلایا اور غلبۂ اسلام کی راہ ہموار کی' ورنہ اللہ کے ہاں مقام و مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہی زیادہ ہے۔ مگر یہ آیت کھل کر بتا رہی ہے کہ خلافت تو بہت بعد میں قائم ہوئی' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جو افضلیت ملی وہ ابتداءِ اسلام میں ان کی مالی و جانی قربانیوں کی وجہ سے ہے۔

<u>یہاں منطقی استدلال یوں بنتا ہے</u>

صغریٰ: **اِنَّ اَعْظَمِ النَّاسِ درجةً عندَ اللّٰه اَوَّلُهم انفاقًا وقتالًا فی سبیل اللّٰه ۔**

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ کے ہاں لوگوں میں سے بڑا درجہ اس کا ہے جو اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مال خرچ کرنے اور قتال کرنے والا ہے''۔

کبریٰ: **اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ انفاقًا وقتالًا فی سبیل اللّٰه هو الصدیق الاکبر ۔**

(ترجمہ:) ''بے شک جس نے (اُمت میں) سب سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا' وہ ابوبکر صدیق ہیں''۔

نتیجہ: **اِنَّ اعظم الناسِ درجةً عند اللّٰه (فی الامة) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۔**

(ترجمہ:) ''بے شک اُمت میں اللہ کے ہاں سب سے بڑے درجہ والے ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"۔

تیسری آیت بہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۔ (سورۃ النساء، آیت:69)

(ترجمہ:) "جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا، یعنی انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین"۔

اور اللہ رب العزت نے سورۂ فاتحہ میں ہمیں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اللہ سے یوں مانگو:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ (سورۃ الفاتحہ، آیت:6-5)

(ترجمہ:) "اے اللہ! ہمیں سیدھے راستہ پر چلا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام فرمایا ہے"۔

اب اللہ رب العزت کے انعام یافتہ بندے کون ہیں جن کے راستہ پر چلنے کی ہر نماز میں دعا کی جاتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء کی اس آیت میں ان کی وضاحت فرمادی ہے۔

حضرت صدیق اکبر امام الصدیقین ہیں، اقوالِ مفسرین سے

امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی متوفی 516ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

(والصديقين) وهم افاضل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والصديق المبالغ فی الصدق (والشهداء) قيل هم الذين استشهدوا فی سبيل الله وقال عكرمة النبيون هٰهنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والصديق ابو بكر والشهداء عمر وعثمان وعلی رضی الله عنهم (والصالحين) سائر الصحابة رضی الله عنهم ۔

(تفسیر معالم التنزیل، جلد اوّل صفحہ 557، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(ترجمہ:) "صدیقین سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے افضل تر لوگ ہیں اور صدیق وہ ہے جو صدق میں بہت آگے جانے والا ہو اور شہداء کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے شہداءِ اُحد مراد ہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں شہادت پانے والے سب لوگ مراد ہیں۔ اور حضرت عکرمہ (تابعی) فرماتے ہیں: "النبیون" سے یہاں صرف نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں، صدیقین کا اشارہ صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ہے، شہداء سے مراد حضرت عمر فاروق، عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم ہیں اور صالحین سے مراد تمام دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں''۔

حضرت عکرمہ جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، فرماتے ہیں کہ اس قول کا مفہوم یہ ہے کہ اس آیت میں ''النّبیّین'' سے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں کیونکہ اُمتِ محمدیہ سے کہا جارہا ہے کہ ان میں سے اللہ و رسول کی اطاعت کرنے والے لوگ جنت میں انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ ہوں گے، تو اس اُمت کے لوگ اپنے ہی نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے اور آپ کو ''النّبیّین'' سے اس پر تعبیر کیا گیا کہ آپ جامع کمالاتِ انبیاء ہیں اور نبوت کے سب سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہیں، اسی طرح الصدیقین سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہیں کیونکہ وہ جامع کمالاتِ صدیقین ہیں اور مقامِ صدیقیت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں، الشہداء سے عمر فاروق، عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم مراد ہیں کیونکہ ان تینوں خلفاء نے راہِ حق میں شہادت پائی ہے اور وہ شہداء کے امام ہیں، یعنی شہادت کے سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہیں، اور صالحین کا اشارہ تمام دیگر اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے کیونکہ تمام صحابہ، صالحیت کے اعلیٰ ترین مرتبہ کے مالک ہیں، جو صالحیت اور صفاءِ باطن، صحبت و تربیتِ رسول کی برکت سے ان میں پیدا ہوئی، وہ بعد والے لوگوں میں نہیں آسکتی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے ''النبیین'' کے مرتبہ تک صدیقین و شہداء و صالحین سب نہیں پہنچ سکتے، یونہی الصدیقین کے مرتبہ تک شہداء و صالحین کی رسائی نہیں ہے۔

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی المعروف بہ خازن متوفی 725ھ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

والصدیقون ھُم اتباعُ الرسل الذین اتبعوھم علیٰ مفاھجھم بعدھم حتی الحقوا بھم وقیل الصدیق ھو الذی صدق بکُلِّ الدینِ حتّٰی لم یخالطه فیه شکٌّ والمرادُ بالصدیقین فی ھذه الآیة افاضلُ اصحابِ الرسولِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کابی بکر فانه ھو الذی سُمِیّ بالصدیق من ھذه الامة وھو افضلُ اتباعِ الرسل ۔

(تفسیر لباب التأویل، جلد اوّل صفحہ 557، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(ترجمہ:) ''صدیقین سے مراد رسولوں کے وہ متبعین ہیں' جنہوں نے انبیاء کے بعد ان کے طریقوں پر چلتے ہوئے ان کی مکمل اتباع کی حتیٰ کہ ان تک جا پہنچے (ان کا قرب پالیا) اور کہا گیا ہے کہ صدیق وہ ہے جو مکمل دین کی یوں تصدیق کرے کہ اس میں شک کی کچھ آمیزش نہ ہو اور اس آیت میں صدیقین سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے افضل ترین لوگ ہیں' جیسے ابوبکر صدیق کہ اس اُمت میں وہی ہیں جن کا نام ہی صدیق رکھا گیا ہے اور وہ تمام رسولوں کے متبعین میں سب سے افضل ہیں''۔

جو شخص کسی وصف میں ممتاز تر ہو تو وہی اس کا نام بن جاتا ہے

یعنی اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے افضل ترین لوگوں کو الصدیقین کہا گیا ہے اور ان میں سب سے افضل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں' حتیٰ کہ ان کا نام ہی صدیق ہے' یعنی جو شخص کسی وصف میں سب سے ممتاز ہوتا ہے تو وہ وصف ہی اس کا نام بن جاتا ہے' جیسے جماعتِ مرسلین میں جنابِ محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے افضل رسول ہیں' اس لیے ان کا لقب ہی رسول اللہ ٹھہرا' کوئی خلیل اللہ ٹھہرا' کوئی کلیم اللہ' کوئی روح اللہ' کوئی ذبیح اللہ' مگر محمد رسول اللہ آپ ہی کو کہا گیا۔ یونہی لفظ کتاب دنیا کی ہر کتاب پر صادق آتا ہے مگر قرآن وہ افضل ترین کتاب ہے کہ اس کا نام ہی الکتاب ہے' بہت سے مقامات پر اسے قرآن کی بجائے الکتاب سے یاد کیا گیا' جیسے ''وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ'' (النحل:89) ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ'' (البقرہ:129) ''نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ'' (آل عمران:3) ''اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ'' (النساء:105) وغیرہ۔

اسی طرح لفظ مدینہ کا معنی شہر ہے' ہر شہر کو مدینہ کہا جا سکتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے:

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى ۔(سورۃ یٰسین' آیت:20)

(ترجمہ:) ''شہر کے آخری کنارہ سے ایک آدمی دوڑتا آیا''۔

مگر مدینہ طیبہ کا نام ہی المدینۃ رکھا گیا' گویا کہا گیا کہ شہر ہے تو مدینہ ہے۔

یونہی الصدیقین میں جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں' اس قدر کہ ان کا لقب ہی صدیق رکھ دیا گیا۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اُحد پہاڑ پر نبی اکرم ﷺ' ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم چڑھے' اُحد میں کپکپی آئی (خوشی سے جھوما) نبی اکرم ﷺ نے اسے ٹھوکر

لگائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ صِدِّيْقٌ اَوْ شَهِيْدَانِ ۔

(بخاری شریف' کتاب فضائل اصحاب النبی' باب مناقب عمر بن خطاب' حدیث: 3686)

(ترجمہ:)''اے اُحد! ٹھم جا! تجھ پر نہیں ہے مگر ایک نبی یا ایک صدیق' یا دو شہید''۔

یہ حدیث گویا اس آیت ''انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین'' کی بہترین تفسیر ہے' تو جیسے رسولوں میں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل' کتابوں میں قرآن سب سے افضل' شہروں میں مدینہ طیبہ سب سے افضل' یونہی صدیقین میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔

نبوت وصدیقیت کے درمیان کوئی تیسرا مقام نہیں

عمدۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت کیا ایمان افروز ارشاد فرمایا' فرماتے ہیں:

وليس بين النبوةِ والصديقيةِ مقامٌ كما قال حجةُ الاسلام وغيرُهٗ فمن تخطى رقابَ الصديقينَ وقع فى النبوةِ وهو بابٌ مغلقٌ واثبت الشيخُ الاكبر قُدس سرُّهٗ مقامًا بينهما سماه مقام القربة وهو السرُّ الذى وقد فى قلب ابى بكر رضی اللہ عنہ المشارُ اليه فى الحديث فليس بين النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابى بكر رضی اللہ عنہ رجلٌ اصلًا لانهٗ ليس بين الصديقية والنبوة مقامٌ ۔

(روح المعانی جلد 10 صفحہ 69' سورۃ النساء' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:)''نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی اور مقام نہیں جیسا کہ حجۃ الاسلام (امام غزالی) و دیگر نے فرمایا ہے' تو جو شخص صدیقین کی گردنیں پھلانگے (خود کو صدیقین سے افضل کہے) وہ مدعیٔ نبوت ہے' حالانکہ بابِ نبوت بند ہے۔ البتہ شیخ اکبر قدس سرہ نے نبوت وصدیقیت کے درمیان ایک مقام ثابت کیا ہے جسے وہ مقامِ قرب کہتے ہیں اور اس سے مراد وہ راز ہے جو قلبِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جاگزیں تھا جیسا کہ حدیث میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (یعنی مقامِ قرب بھی ایک درجۂ صدیقیت ہی ہے جو دوسرے سب صدیقین

سے بہت بلند اور نبوت کے عین نیچے ہے اور وہ صرف صدیق اکبر کیلئے ہے) لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان میں کوئی آدمی نہیں ہے کیونکہ نبوت اور صدیقیت کے درمیان کوئی مرتبہ ہی نہیں"۔

دراصل علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں امام محی الدین ابن عربی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت کی طرف اشارہ کیا ہے، ہم نے وہ عبارت ان کی کتاب "الفتوحات المکیہ" سے ڈھونڈ نکالی ہے۔ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے ان مقاماتِ معرفت سے پردہ اُٹھایا ہے جو انہی کا حصہ ہے کیونکہ وہ سیاح راہِ سلوک ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

وقف المقام الذی اثبتناه بین الصدیقیة ونبوة التشریع الذی هو مقام القربة وهو للافراد هو دون نبوة التشریع فی المنزلة عند اللّٰه وفوق الصدیقیة فی المنزلة عند اللّٰه وهو المشار الیه بالسر الذی وقر فی صدر ابی بکر مفضل به الصدیقین اذ حصل له ما لیس من شرط الصدیقیة ولا من لوازمها فلیس بین ابی بکر ورسول اللّٰه رجلٌ لانهٗ صاحب صدیقیة وصاحب سر ۔

(الفتوحات المکیہ، باب: 73، جلد 3 صفحہ 39، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "یہ مقام جو ہم نے صدیقیت اور نبوتِ تشریع کے درمیان ثابت کیا ہے، یہی مقامِ قربت ہے، یہ ان افراد کیلئے ہے جو اللہ کے ہاں نبوتِ تشریع سے نیچے اور صدیقیت سے اوپر ہیں، اس مقام کی طرف حدیث میں اس راز کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل میں جاگزیں تھا تو وہ اس مقام کے ساتھ تمام صدیقین سے فضیلت لے گئے، کیونکہ انہیں وہ چیز مل گئی جو شرطِ صدیقیت سے نہیں ہے نہ اس کے لوازم سے ہے (بلکہ اس سے بلند ہے) تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی اور شخص نہیں ہے کیونکہ وہ صاحبِ صدیقیت بھی ہیں اور صاحبِ سر بھی"۔

ہم تو صرف ناقل ہیں جبکہ امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ مقاماتِ قرب کا مشاہدہ کرنے والے ہیں، ان کا بیان شاہدِ عینی کا بیان ہے۔

حضرت شیخ اکبر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مذکورہ میں ان لوگوں کا ردّ شدید ہے، جو کہتے ہیں کہ خلافت میں صدیق اکبر افضل ہیں اور ولایت میں حضرت علی۔ شیخ اکبر فرما رہے ہیں کہ مقامِ قربت وہ ہے

جو صدیقیت میں سے مخصوص تر ہے وہاں دوسرے صدیقین میں سے کوئی نہیں جا سکا' وہاں صرف ابوبکر صدیق ہی گئے ہیں' لہٰذا ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی اور آدمی نہیں ہے۔ تو تفضیلی لوگ کس مقامِ ولایت کی بات کرتے ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل نہیں؟

اس آیت کے تحت امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وذلك ان اللّٰه تعالٰى لما ذكر مراتب اولياءه فى كتابه بدأ بالاعلٰى منهم وهم النبيون ثم ثنّٰى بالصديقين ولم يجعل بينهما واسطةً واجمع المسلمون على التسمية ابى بكر الصديق رضی اللہ عنہ صديقًا كما اجمعوا على تسمية محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولًا واذا ثبت هذا وصح انه الصديق وانه ثانى رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم يجز ان يتقدم بعدهٗ احدٌ۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی' جلد 5 صفحہ 273' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''اس لیے ہے کہ جب اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے دوستوں کے مراتب بیان کیے تو ان میں سے اعلیٰ ترین کا سب سے پہلے ذکر کیا جو انبیاء ہیں' پھر دوسرے نمبر پہ صدیقین کو لایا اور ان کے درمیان کوئی درجہ نہیں رکھا اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کہتے ہیں' جیسے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول کہنے پر اجماع رکھتے ہیں۔ جب ثابت ہو گیا کہ وہ صدیق ہیں اور ثانی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو کسی کا (فضیلت و خلافت میں) ان سے بڑھنا جائز نہیں ہے''۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی اس آیت کے تحت اپنی تفسیر میں مشائخ نقشبندیہ میں سے عظیم شیخ علامہ خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی مرشد ہیں' کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

''کاملین کے چار مراتب ہیں: اوّل نبوت ہے اس کے قطب کا مدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں' دوم صدیقیت ہے اس کے قطب کا مدار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' سوم شہادت ہے اس کے قطب کا مدار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' چہارم صالحیت ہے اور یہی ولایت ہے اور اس کے قطب کا مدار مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حاضرین نے ان سے پوچھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے فرمایا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدیقیت' شہادت اور

صالحیت تینوں سے حصہ پایا ہے"۔ (روح المعانی جلد 5 صفحہ 76' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

تین صدیقین کا تذکرہ

یہ بھی یاد رکھا جائے کہ "النبیین" کہہ کر اس کے بعد "الصدیقین" فرمایا گیا' یہ اس لیے کہ اس کا اشارہ انبیاء کے ان ساتھیوں کی طرف ہے جنہوں نے سب سے بڑھ کر انبیاء کی تصدیق کی اور ان کے دفاع میں مالی و جانی قربانیاں پیش کیں' جیسے سورۂ یٰسین کے دوسرے رکوع میں ہے کہ ایک شہر میں تین انبیاء بھیجے گئے' قوم نے انہیں جھٹلایا بلکہ ان کے رجم کا ارادہ کیا' تب پورے شہر میں سے ایک شخص نے ان کے حق میں آواز بلند کی اور قوم کو مرسلین کی اطاعت کی دعوت دی' قوم نے اس شخص کو شہید کر دیا' جب وہ جنت میں آیا تو اس نے کہا:

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ O بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ O

(سورۂ یٰس' آیت: 27-26)

(ترجمہ:) "کاش میری قوم کو معلوم ہو کہ اللہ نے مجھے یہاں کیا اکرام عطا فرمایا ہے"۔

اس کا نام حبیب تھا' یہ اپنی قوم کا صدیق تھا' اسے صاحب سورۃ یاسین کہتے ہیں۔

پھر فرعون اور اس کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا منصوبہ بنایا تو قومِ فرعون میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر آپ کے حق میں آوازِ نصرت بلند کی' وہ پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا مگر جب اس نے قتلِ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں سنا تو وہ چپ نہ رہ سکا اور پوری قوم کے خلاف اکیلا کھڑا ہو گیا' اس کو مؤمنِ آلِ فرعون کہتے ہیں۔ سورۂ مؤمن' پارہ: 24 میں اس کا پورا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ ۔(سورۃ مؤمن: 28)

وہ اپنی قوم میں سے صدیق تھا۔

پھر یہی کردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کفارِ مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے سخت معاملہ کب کیا؟ اُنہوں نے کہا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تھے' اس نے آپ کے گلے

میں اپنی چادر ڈال کر شدید طریقہ سے آپ کا گلہ گھونٹا' اتنے میں حضرت ابوبکر آ گئے' اُنہوں نے کفار سے مقابلہ کر کے انہیں آپ سے ہٹایا اور یہ کہا:

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ ۔ (سورۃ مؤمن:28)

(ترجمہ:) ''کیا تم اس شخص کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو) قتل کرنے لگے ہو' جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس کھلی نشانیاں لایا ہے''۔

(یہی الفاظ مؤمن آلِ فرعون نے دربارِ فرعون میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہے تھے۔)

(بخاری شریف' کتاب فضائل اصحاب النبی' حدیث:3677)

اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی صدیق کہا گیا کیونکہ ان کا کردار بھی گزشتہ اُمتوں کے صدیقین کی طرح تھا' اسی لیے امام قرطبی حدیث نقل کرتے ہیں:

عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہ قال: الصِّدِّیقُوْنَ حَبِیْبُ النجارُ مؤمنُ آلِ یٰسٓ وَمؤمِنُ آلِ فرعونَ الَّذی قال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا ان یقول رَبِّیَ اللّٰہ والثَّالثُ ابو بکر نِ الصِّدِّیْقُ وَهُوَ اَفْضَلُهم ۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد 15 صفحہ 306' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: صدیقین یہ ہیں: اوّل: حبیب نجار جو سورۂ یٰس والی قوم کا مؤمن تھا' دوم: قومِ فرعون کا مؤمن جس نے کہا تھا: کیا تم اس شخص کو قتل کرنے والے ہو' جو کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے۔ سوم: ابوبکر صدیق اور وہ ان میں سے افضل ہے''۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خصوصی نصرت کرنے والے ساتھیوں کو صدیقین کہا گیا ہے اور ابوبکر صدیق ان میں سب سے افضل ہیں اور جب انبیاء کے بعد صدیقین ہیں تو بلا شبہ وہ انبیاء کے بعد سب مخلوق سے افضل ہیں۔

اس جگہ بھی منطقی استدلال یوں بنتا ہے

صغریٰ: اَبُوْ بکر نِ الصِّدِّیقُ هُوَ اَفْضَلُ الصِّدِّیقینَ ۔

(ترجمہ:) ''ابوبکر صدیق تمام صدیقین سے افضل ہیں''۔

کبریٰ: وَالصِّدِّیقُوْنَ هُم اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ ۔

(ترجمہ:) ''صدیقین انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں''۔

نتیجہ: اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ ۔

(ترجمہ:) ''ابوبکر صدیق انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں''۔

چوتھی آیت برافضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔(سورۃ التوبہ' آیت:40)

(ترجمہ:) ''اگر تم رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ نے اس وقت ان کی مدد فرمائی جب کافروں نے آپ کو (مکہ مکرمہ سے) نکلنے پر مجبور کیا' اس حال میں کہ آپ دو میں سے دوسرے تھے' جب وہ دونوں غار میں تھے' جب وہ اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق) سے کہہ رہے تھے: غم نہ کرو' بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

اس آیت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی چار وجوہ ہیں:

اوّل: اس آیت میں ''الا تنصروہ'' میں تمام اُمت کو بشمول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب فرمایا گیا اور ان سے کہا گیا: اگر تم رسول اللہ ﷺ کی' یعنی آپ کے دین کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ کو پرواہ نہیں' اللہ نے اپنے رسول کی مدد کیلئے ابوبکر صدیق کے ذریعے اس وقت کی' جب رسول اللہ ﷺ دو میں سے دوسرے تھے' یعنی غار میں جانے کے لحاظ سے کہ ابوبکر غار میں پہلے گئے اور اسے صاف کر کے اس میں آقائے کریم ﷺ کو بلایا۔ اس آیت میں ساری اُمت کے سامنے کردارِ صدیق اکبر رکھا گیا ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ اگر تم میرے دین کی مدد نہیں کرو گے تو اس کیلئے ابوبکر صدیق ہی بحکمِ الٰہی کافی ہیں' کیونکہ جو بھی دین کی مدد کرتا ہے وہ حقیقت میں رسول کی مدد کرتا ہے۔ گویا ساری اُمت کا درجہ جھکایا گیا اور صدیق اکبر کا اُٹھایا گیا۔ ساری اُمت کو تہدید کی گئی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تائید کی گئی۔

اس آیت سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا استدلال

چنانچہ اس آیت کے تحت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کی روایت سے نقل کیا ہے:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طالبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ ذَمَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَمَدَحَ اَبَا بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقَالَ اِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی

اَلْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۔

(تفسیر در منثور، جلد 4 صفحہ 199، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک اللہ نے تمام لوگوں کو تہدید فرمائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح فرمائی تو فرمایا: اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ نے آپ کی مدد فرمائی جب کفار نے انہیں (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کیا، اس وقت آپ دو میں سے دوسرے تھے، جب دونوں غار میں تھے، جب آپ اپنے ساتھی (ابو بکر صدیق) سے فرما رہے تھے: غم نہ رکھو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

یعنی اس آیت سے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام اُمت پر افضلیت ثابت کر رہے ہیں، تو حیرت ہے تفضیلی فرقہ پر کہ وہ خود مولا علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ماننے کو تیار نہیں ہیں۔

غارِ ثور اور ہجرت کی رفاقت، ساری اُمت کے اعمال سے بھاری ہے

''ثانی اثنین اذ ھما فی الغار'' کہہ کر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ قربت خاصہ بیان کی ہے جو انہی کو دی گئی، کسی اور کے حصہ میں نہ آئی۔ تین دن اور تین راتیں مسلسل خدمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی گزاریں کہ اس میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہ تھا۔ پھر قرآن نے اس قربتِ خاصہ پر نص فرما دی۔ ہر صحابی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معیت و خدمت، عظیم انعامِ ربی ہے مگر وہ منصوص نہیں ہے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت و رفاقت منصوص من اللہ ہے، یہ رفاقتِ منصوصہ انہیں تمام صحابہ کرام سے اور تمام اُمت سے بالا و برتر بنا دیتی ہے۔ اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: کاش! میری زندگی کے تمام اعمال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن کے برابر ہو جائیں۔ رات سے مراد وہ رات ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے کر غار میں اُترے اور عرض کیا: پہلے میں غار میں جاتا ہوں، اگر کوئی موذی چیز ہوئی تو وہ مجھے پہنچے گی، آپ کو نہیں۔ پھر اُنہوں نے غار میں اپنی قبا پھاڑ کر سب سوراخ بند کر دیئے اور ایک سوراخ رہ گیا، اس پر اُنہوں نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور ان کی گود میں سر انور رکھ کر سو گئے۔ اُدھر سوراخ میں سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ڈسا گیا۔ ''وَلَمْ یَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ یَنْتَبِہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' مگر وہ حرکت نہیں کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند میں خلل نہ آ جائے۔

فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال مالك يا ابا بكر؟ قال لُدِغتُ فِداكَ اَبِى واُمّى فتفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَهَبَ ما يجدُ فانتقض عليه و كان سببَ موته ۔

(مشکوٰۃ شریف، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی بکر، فصل ثالث، جلد 2 صفحہ 465، مطبوعہ مکتبہ بشریٰ، کراچی)

(ترجمہ:) ''تو ان کے آنسو چہرۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گرے، آپ نے فرمایا: ابوبکر! تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا: مجھے ڈس لیا گیا ہے، آپ پر میرے ماں باپ قربان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لعابِ دہن مبارک لگایا تو ان کی درد ختم ہوگئی، پھر وہ زہر ان پہ واپس لوٹا اور وہی ان کے وصال کا سبب بنا''۔

یعنی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہی رفاقتِ غار انہیں اتنی بلندی پر لے گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر بھر کی نیکیاں اس کے آگے ہیچ ہیں اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی نہیں، ساری اُمت کی نیکیاں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں، کسی کی کوئی نیکی قرآن میں منصوص نہیں مگر صدیقِ اکبر کی یہ نیکی قرآن مجید نے کھول کھول کر بیان کی ہے۔

''ثانی ثانین اذ هما فی الغار'' ان الفاظ میں صدیق اکبر کے جذبۂ فداکاری اور رسولِ خدا پر جانثاری کا بیان ہے کیونکہ ''ثانی اثنین ما قبل اذا خرجهٗ'' میں ضمیر مفعول سے حال ہے، یہ ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو میں سے دوسرا کہا گیا ہے، حالانکہ آپ تو ہر میدان میں اوّل ہیں، پھر ثانی کیوں کہا گیا؟ تو اس کا جواب ''اذ هما فی الغار'' میں دیا گیا ہے، یعنی یوں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوّل اثنین ہیں، مگر غار میں جانے کے لحاظ سے ثانی اثنین ہیں، کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا:

واللّٰه لا تَدْخُلُ حتّٰى ادخل قبلك فان كان فيه شيءٌ اَصَابَنِيْ دُوْنَكَ ۔

(مشکوٰۃ، حدیث:6033)

(ترجمہ:) ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! آپ پہلے داخل نہ ہوں، میں پہلے جاتا ہوں، اگر کوئی جان لیوا چیز اس میں ہوگی تو مجھے مارے گی، آپ کو نہیں''۔

گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صریح نص فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار میں جانے والے دوسرے

تھے‘ ابوبکر پہلے جانے والے تھے‘ بتایئے! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کون ہے جس کی جانثاری و فداکاری پہ یوں قرآن نے نصِ صریح فرمائی ہو‘ گویا اس آیت کا ایک ایک لفظ ان کی افضلیت بیان کر رہا ہے۔

اس آیت کی روشنی میں افضلیت وخلافتِ صدیق پر صحابہ کا اجماع ہوا

اسی لیے امام قرطبی علیہ الرحمہ نے اس آیت کے تحت حدیث روایت کی ہے:

خرج الترمذی من حدیث نبیط بن شریط عن سالم بن عبید‘ له صحبة قال اعمی علی رسول اللّٰه ﷺ‘ الحدیث وفیه واجتمع المهاجرون یتشاو دون فقالوا: انطلقوا بنا الیٰ اخواننا من الانصار نُدخلهم معنا فی هذا الامر فقالت الانصارُ منّا امیرٌ ومنکم امیرٌ فقال عمر رضی اللہ عنہ من له مثل هذه الثلاث ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللّٰه معنا من هما؟ قال: ثم بسط یده فبایعه وبایعه الناس بیعةً حسنةً جمیلةً۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن‘ جلد 8 صفحہ 147‘ سورۃ التوبہ)

(ترجمہ:) ”ترمذی نے نبیط بن شریط سے اور اس نے سالم بن عبید سے جو صحابی ہیں‘ روایت کیا‘ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پر غشی طاری ہوئی‘ الحدیث۔ اس میں یہ بھی ہے کہ مہاجرین جمع ہوئے کہ مشورہ کریں‘ کہنے لگے: آئیں! اپنے انصار بھائیوں کے پاس چلیں‘ انہیں بھی اس مشورہ میں شامل کریں۔ انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا‘ ایک تم میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تین فضائل کس کیلئے ہیں؟ ”**ثانی اثنین اذ هما فی الغار اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان اللّٰه معنا**“ وہ دوکون ہیں؟ یہ کہہ کر انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور سب لوگوں نے بھی بہت خوبصورت عمدہ طریقہ سے ان کی بیعت کر لی“۔

یعنی سقیفہ بنی ساعدہ میں تمام صحابہ کے سامنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے افضلیتِ صدیق اکبر کے جو دلائل دیئے‘ ان میں اس آیت کو بھی پیش کیا‘ تب تمام صحابہ مہاجرین وانصار متفق ہو گئے اور سب نے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے انہیں خلیفہ مان لیا‘ یعنی ان کی خلافت کی بنیاد ان کی افضلیت تھی

جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے ثابت کی۔

اسی لیے چند سطور کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں:

والذی یُقطعُ به من الکتابِ والسنة واقوالِ علماءِ الائمةِ ویحبُ ان تُؤمنَ به القلوبُ والافئدةُ فضلُ الصدیق علیٰ جمیع الصحابة ۔

(تفسیر الجامع لاحکام القرآن' جلد 8 صفحہ 148)

(ترجمہ:) ''کتاب وسنت اور اقوالِ علماءِ ائمہ سے جو بات قطعی معلوم ہوتی ہے اور واجب ہے کہ اس پر ہمارے قلوب ایمان لائیں' وہ تمام صحابہ پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت ہے''۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں وصالِ نبوی کے بعد جب مہاجرین و انصار جمع ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پہلے افضلیت صدیق اکبر بیان کی' جب یہ بات سب نے سمجھ لی اور مان لی تو تب ان کی بیعت کی گئی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے پہلے افضلیتِ صدیق اکبر پر اجماع کیا' بعد میں خلافت پر۔

سالم بن عبید سے مروی حدیثِ مذکور کنز العمال میں بیہقی کی روایت سے یوں بیان کی گئی ہے' کہتے ہیں: مہاجرین صحابہ کرام (وصالِ نبوی کے بعد) اکٹھے ہوئے تا کہ باہم مشورہ کریں۔ اسی دوران وہ کہنے لگے: چلو! اپنے انصار بھائیوں کے پاس چلتے ہیں' ان کا بھی اس معاملہ میں حصہ ہے۔ وہ انصار کے پاس گئے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک امیر تم میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک نیام میں دو تلواریں تو مناسب نہیں ہیں' اگلے الفاظ اس طرح ہیں:

فَاَخَذَ بِیَدِ اَبِی بکرٍ فَقَالَ مَنْ هٰذا الَّذِیْ لَهُ هٰذِهِ الثلاثُ' اِذْ هُمَا فِی الغَارِ مَنْ هُمَا؟ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ مَنْ صَاحِبُهٗ؟ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا مَعَ مَنْ هُوَ فَبَسَطَ عُمَرُ یَدًا ابی بکرٍ فَقَالَ بَایِعُوْهُ فبایَعَ الناسُ اَحْسَنَ بَیْعَةٍ وَاَجْمَلَهَا ۔ (ق)

(کنز العمال جلد 5 صفحہ 648' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ کون ہے جس کی یہ تین صفات ہیں۔ ''اذ هما فی الغار'' جب وہ دونوں غار میں تھے وہ دو کون تھے؟ ''اذ یقول لصاحبه'' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحب سے کہہ رہے تھے تو وہ صاحب

کون ہے؟ ''لا تحزن ان اللہ معنا'' ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے' تو اللہ کس کے ساتھ تھا؟ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام کر کہا: ان کی بیعت کرلو۔ تو سب صحابہ نے ان کی بیعت کرلی جو سب سے اچھی اور سب سے پیاری بیعت تھی'' (اسے بیہقی نے روایت کیا ہے)۔

اسی طرح یہ روایت بھی ملاحظہ کریں:

عن حمران قال قال عثمان بن عفان اِنَّ اَبَا بَکْرُ نِالصِّدیقُ اَحَقُّ النَّاسِ بِھا یعنی الخلافۃَ اِنَّہُ لَصِدِّیقٌ وَثَانِی اثْنَیْنِ وَصَاحِبُ رَسولُ اللّٰہِ (خیثمۃ بن سلیمان الاطرابلسی فی فضائل الصحابۃ)۔

(کنزالعمال جلد 5 صفحہ 653' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حمران سے مروی ہے' کہتے ہیں: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے کہا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ وہ صدیق ہیں' وہ ثانی اثنین ہیں اور وہ صاحبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (جن کو اللہ نے صاحبِ رسول فرمایا ہے) (اسے خیثمہ بن سلیمان طرابلسی نے فضائل الصحابہ میں روایت کیا ہے)''۔

معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما جیسے اجلہ صحابہ نے جو خلفاءِ راشدین ہیں' اس آیت ''**ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا**'' کو افضلیت صدیق اکبر کی دلیل بنایا اور اسی بنیاد پر ان کی خلافت بھی قائم ہوئی تو اجماعِ خلافت اصل میں اجماعِ افضلیت ہے اور جو نہیں مانتا' اس میں فتورِ نیت ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں اس بات پر سارا زور لگایا ہے کہ خلافتِ صدیقِ اکبر پر تو اجماع ہے مگر افضلیت صدیق پر کوئی اجماع نہیں۔ اب قارئین خود فیصلہ کریں کہ کیا حق ہے' کیا نہیں۔ ہم عبدالقادر شاہ صاحب کی مانیں یا سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی اور آگے ہم اقوالِ صحابہ کا مفصل بیان لا رہے ہیں کہ افضلیت صدیقِ اکبر کی بنیاد پر خلافتِ صدیقِ اکبر کا قیام عمل میں آیا۔

صحابیتِ صدیقِ اکبر کا منکر کافر ہے

حضرت امام ابوالحسن بن مسعود الفراء البغوی متوفی 516ھ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قال الحسن بن الفضل: مَنْ قَالَ اِنّ ابا بكرٍ لم يكن صَاحِبَ رسولِ الله ﷺ فَهُوَ كَافِرٌ لِاِنْكَارِهٖ نصَّ القرآنِ ۔ (تفسیر معالم التنزیل جلد 2 صفحہ 94)

(ترجمہ:) ''یعنی امام حسن بن فضل نے فرمایا: جس نے کہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کے صحابی نہیں تھے' وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نصِ قرآن سے انکار کیا ہے''۔

بعینہٖ یہی ارشاد ہے امام خازن کا اپنی تفسیر میں۔ (لباب التاویل فی معانی التنزیل جلد 2 صفحہ 94)

اسی طرح ملاعلی رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

اجمع المفسرون علٰی ان المراد لصاحبہٖ فی الآیۃ ھو ابو بکر وقد قالوا من انکر صحبۃ ابی بکر کفر لانہٗ انکر النص الجلی بخلاف غیرہٖ ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 11 صفحہ 286' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:) ''تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں ''صاحبہٖ'' سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور اُنہوں نے کہا ہے کہ ابوبکر صدیق کی صحابیت کا منکر' کافر ہے کیونکہ اس نے نصِ جلی سے انکار کیا ہے جبکہ دوسروں کا یہ معاملہ نہیں ہے''۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

قال اللّٰہ تعالٰی اذ یقول لصاحبہٖ' قال بعضُ العلماءِ من انکر ان یکون عمر و عثمان او احدٌ من الصحابۃ صاحب رسول اللّٰہ ﷺ فھو کذّابٌ مبتدعٌ ومن انکر ان یکون ابو بکر رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللّٰہ ﷺ فھو کافرٌ لانہ ردّ نص القرآن ۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن جلد 8 صفحہ 133' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

(ترجمہ:) ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اذ یقول لصاحبہٖ'' بعض علماء نے فرمایا: جو شخص حضرت عمر فاروق' عثمان غنی اور دیگر کسی صحابی کے صحابی ہونے سے انکار کرے' وہ کذاب ہے' گمراہ ہے اور جو شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحابیِ رسول ہونے سے انکار کرے' وہ کافر ہے کیونکہ اس نے نصِ قرآن کو ردّ کیا ہے''۔

تو بشمول خلفاءِ راشدین وعشرہ مبشرہ کسی صحابی کی صحابیت سے انکار' کفر نہیں مگر صحابیتِ صدیقِ اکبر سے انکار کفر ہے' اس حیثیت سے بھی وہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ تاہم ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ جو

خلفاءِ راشدین، عشرہ مبشرہ اور ازواجِ مطہرات کو معاذ اللہ کافرین کہے وہ خود کافر ہے۔ "کما ذکرہ الامام احمد رضا رحمه الله فی فتاواہ"۔

یوں کہہ سکتے ہیں کہ جیسے منصوص کو غیر منصوص پہ فضیلت ہے، یونہی ابوبکر صدیق کو صحابیت کے لحاظ سے تمام صحابہ پر فضیلت ہے۔

پانچویں آیت برافضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۗ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ النور، آیت:22)

(ترجمہ:) "اور تم میں سے فضیلت اور وسعت والے یہ قسم نہ اُٹھائیں کہ وہ تم میں سے قرابت داروں، مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (اپنے مال میں سے کچھ) نہیں دیں گے، وہ معاف کریں اور درگزر سے کام لیں، کیا وہ پسند نہیں رکھتے کہ اللہ انہیں بخشے اور اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے"۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت مسطح رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قرابت دار اور یتیم تھے، انہیں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے پالا پوسا تھا، پھر وہ اپنی والدہ کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے، ابوبکر صدیق ہی ان کی کفالت کرتے تھے، یعنی وہ قرابت دار بھی تھے، مسکین بھی اور مہاجر بھی۔ جب منافقین نے اُم المؤمنین سیدہ طیبہ طاہرہ عفیفہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان رکھا تو حضرت مسطح کی زبان سے منافقین کے حق میں کچھ تائید نکل گئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اُٹھالی کہ وہ آئندہ ان کی کفالت نہیں کریں گے، جب حضرت مسطح کی توبہ قبول ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاردی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں یہ آیت سنائی اور فرمایا: کیا تم چاہتے نہیں کہ اللہ تمہیں بخشے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: واللہ! میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے اور میں اس سے قبل مسطح کو جو کچھ دیتا تھا، وہ برابر دیتا رہوں گا۔ پھر حضرت صدیق نے اپنی قسم کا کفارہ دے دیا۔

(بخاری، کتاب الشہادات، حدیث:2661)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو صاحبِ فضل قرار دیا ہے، گویا ان کو فضیلتِ مطلقہ عطا

فرمائی گئی ہے، جس سے ان کی تمام صحابہ پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

اس آیت سے مفسرین کا افضلیت صدیق اکبر پر استدلال

اسی لیے اس آیت کے تحت امام المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَجمعَ المُفَسِّرونَ علیٰ انَّ المرادَ من قولہٖ اولوا الفضل ابو بکر وھٰذہِ الآیۃ تَدُلُّ علیٰ انہ رضی اللہ عنہ افضلُ النَّاسِ بعد الرسولِ ۔

(تفسیر کبیر، سورۃ النور، جلد 8 صفحہ 349، مطبوعہ دار الحدیث، ملتان)

(ترجمہ:) ''یعنی تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس آیت میں اولوا الفضل سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ہیں''۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس جگہ اولوا الفضل جیسے صیغۂ جمع کے ساتھ یاد فرمایا ہے تاکہ سب پر ان کی علوشان ظاہر کی جائے، پھر ان کو اللہ تعالیٰ نے مطلقاً فضل والا کہا ہے، اس میں یہ قید نہیں کہ وہ کس پر فضیلت رکھتے ہیں، کس پر نہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ مطلقاً ساری اُمت پر فضیلت رکھتے ہیں۔ امام رازی کی یہ راز کی باتیں آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

اسی طرح اس آیت کے تحت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَثَبَتَ اَنَّـہٗ اَفْضَلُ الْخَلْقِ بَعْدَ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(تفسیر روح البیان جلد 6 صفحہ 133، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

(ترجمہ:) ''یعنی اس سے ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب خلق (مرادِ اُمت ہے) سے افضل ہیں''۔

اس آیت کے تحت عبد القادر شاہ صاحب کی پریشانیاں

''زبدۃ التحقیق'' میں شاہ صاحب نے اس پر زور لگایا ہے کہ یہاں اولوا الفضل میں فضل سے کوئی روحانی یا ایمانی درجہ مراد نہیں بلکہ اس کا معنی مالِ دنیا اور دولت ہے، یعنی فرمایا گیا کہ دولت والے لوگ اپنے غریب رشتہ داروں پر خرچ نہ کرنے کی قسم نہ اُٹھائیں، لہٰذا اس سے حضرت صدیق کی کوئی دینی

فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ شاہ صاحب کہتے ہیں:

''مزید برآں اولوا الفضل میں جو لفظ فضل آیا ہے' اس سے تفسیر جلالین نے ''اولوا الفضل ای اصحاب الغِنیٰ '' کہہ کر تفسیر کی' یعنی اس کا معنی صاحبِ فضیلت نہیں بلکہ صاحبِ دولت ہے جس سے کوئی علمی یا روحانی برتری نہیں مراد لی جائے گی بلکہ دولتِ دنیا مراد لی گئی ہے' کیونکہ روحانی فضیلت کا موقع نہیں بلکہ دنیاوی ثروت براہِ راست دخیل ہے' کسی کی مالی مدد کرنے میں براہِ راست مال کو دخل ہوتا ہے' الخ''۔ (زبدۃ التحقیق' صفحہ 399)

یہ عبدالقادر شاہ صاحب کی تحقیق ہے' وہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روحانی و دینی فضیلت سے آیت کا رُخ موڑنے کی کوشش کر رہے ہیں اور فضل سے مراد مال و دولت لینے پر مُصر ہیں' اپنے نانا جان کے سب سے وفادار ساتھی کے ساتھ ان کا یہ ''حُسنِ سلوک'' ہے۔ اگر تفسیر جلالین اور تفسیر بغوی میں یہاں فضل کا معنی غنٰی آ ہی گیا ہے تو یہ بھی دیکھ لیا ہوتا کہ اس بارے میں عقل و نقل کیا کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ''اولوا الفضل منکم والسعة'' فرمایا' یعنی فضل اور وسعت والے' دونوں میں واؤ حرفِ عطف ہے جو مغائرت کا متقاضی ہے' تو معنی یہ بنتا ہے کہ دین میں فضیلت والے اور مال میں وسعت والے' مگر عبدالقادر شاہ صاحب کی آنکھیں اور کان اس طرف سے بند ہیں' وہ اس مغائرت کو سمجھنا نہیں چاہتے۔ جلالین کے محشی عارفِ کامل امام شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ فضل کا معنی غنٰی کرنے پر جلال الدین محلی کا ردّ لکھا' وہ فرماتے ہیں:

فی تفسیر الفضل بالغنی نوع تکرار مع قولہٖ والسعة وحینئذٍ فالمناسب تفسیر الفضل بالعلم ولادین والاحسان وکفٰی بہ دلیلًا علٰی فضل الصدیق ۔

(حاشیۃ الصاوی علی الجلالین' جلد 3 صفحہ 133' سورۃ النور' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''فضل کا معنی دولت مندی کرنے میں لفظ ''والسعة'' کے ساتھ تکرار لازم آتا ہے' لہٰذا مناسب یہ ہے کہ فضل کی تفسیر علم' دین اور احسان کے ساتھ کی جائے اور اس میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت (دینی) پر بہت بڑی دلیل ہے''۔

اگر عبدالقادر شاہ صاحب مطالعہ میں کچھ وسعت پیدا کرتے تو فضل کا معنی یہاں دولت و مال لینے پر اصرار نہ کرتے۔

اسی طرح صاحبِ روح البیان امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ جو جامع شریعت وطریقت ہیں، یہاں فضل کا معنی مال ودولت کرنے کا ردِ بلیغ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اولوا الفضل فی الدین والسعة فی المال۔

(ترجمہ:) "یعنی دین میں فضیلت والے اور مال میں وسعت والے"۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

ان العلماء استدلوا بها علٰی افضل الصدیق رضی اللہ عنہ وشرفه من حیث نهاه مغایبةً ونص علٰی فضله وذکره بلفظ الجمع للتعظیم کما یقال لرئیس القوم لا یفعلوا کیت وکیت۔

(ترجمہ:) "علماء نے اس آیت سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت وشرافت پر استدلال کیا ہے اس لیے کہ اللہ نے ان کو غائبانہ نہی فرمائی، ان کی فضیلت پر نص کی اور برائے تعظیم ان کو لفظ جمع (اولوا الفضل یؤتوا، ولیعفوا ولیصفحوا وغیرہ) کے ساتھ یاد فرمایا، جیسے کسی قوم کے رئیس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایسا ویسا کام نہ کریں"۔

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام بہت ہی ایمان افروز اور عارفانہ ہے، عبدالقادر شاہ صاحب کو اس میں غور کرنا چاہیے۔ شاید ان کے دماغ سے تفضیلی خیالات اور شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو گھٹانے کے جذبات نکلیں۔

آپ فضل کا معنی مال ودولت کرنے والے تفضیلیوں کا مزید ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

والمنکرون یحملون الفضل علٰی فضل المال لکن لا یخفٰی انه یستفاد من قوله السعة، فلیزم التکریر فثبت کونه افضل الخلق بعد رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(تفسیر روح البیان، جلد 6 صفحہ 143، سورۃ النور، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(ترجمہ:) "منکرین یہاں "الفضل" کو وسعتِ مال پر محمول کرتے ہیں مگر مخفی نہیں ہے کہ وسعتِ مال تو لفظ "السعة" سے معلوم ہو رہی ہے تو یوں تکرار لازم آتا ہے، اس لیے اس آیت سے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل الخلق ہونا ثابت ہوتا ہے"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لفظ ''ذو الفضل'' سے یاد کرنا

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے (آگے باب احادیث میں آ رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بائیں پہلو میں بٹھاتے تھے اور ان کی جگہ پر کوئی نہیں بیٹھتا تھا' یہ ان کی افضلیت کی طرف اشارہ تھا) اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے گنجائش پیدا کر دی' حضرت عباس رضی اللہ عنہ' جناب ابوبکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان بیٹھ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا:

اِنَّمَا یَعْرِفُ الْفَضْلَ لِاَھْلِ الْفَضْلِ اَھْلُ الْفَضْلُ ۔

(کنز العمال بروایت ابن عساکر جلد 13 صفحہ 515' حدیث: 37321' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''اہلِ فضل کی فضیلت کو اہلِ فضل ہی پہچانتے ہیں''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ الفاظ ادبی لحاظ سے اتنے خوبصورت ہیں کہ ان پر فصاحت و بلاغت صد جان سے قربان ہے۔ دراصل ان الفاظ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو قرآن میں کس معنی میں ''اولوا الفضل'' کہہ کر پکارا ہے اور وہ کس فضل کے مالک ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی مجلس میں جس قدر اہمیت دیتے تھے' وہ اسی قدر خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب و احترام فرماتے۔ اور یوں آقا کی بارگاہ میں ان کے مرتبہ میں مزید اضافہ ہو جاتا۔

عبدالقادر شاہ صاحب نے اپنی عبارتِ مذکورہ میں ثابت کیا ہے کہ اس آیت میں حضرت ابوبکر صدیق کو صاحبِ دولت کہا گیا ہے' صاحبِ فضیلت نہیں کہا گیا۔ اگر ان کی بات مان لی جائے تو بھی سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے مالِ صدیقِ اکبر کو فضل سے تعبیر فرمایا ہے' اور یہ ایسے مال کو کہتے ہیں جو نیک ذرائع سے کمایا جاتا اور نیک کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے اور اس کا اوّل و آخر ذکرِ الٰہی ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نمازِ جمعہ کے بارے میں فرمایا:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ

كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ O (سورۃ الجمعہ آیت:10)

(ترجمہ:) ''جب نمازِ جمعہ مکمل ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ''۔

گویا اگر ''اولوا الفضل '' کہہ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مالداری بیان کی گئی ہے تو اس میں بھی ان کی ان مالی قربانیوں کی طرف اشارہ ہے جو وہ روزِ اوّل سے نصرتِ اسلام و نصرتِ رسول کیلئے کرتے آئے تھے' آپ کو اس لیے اولوا الفضل فرمایا گیا کہ آپ پہلے دن سے اپنے مال کو اللہ و رسول ہی کا مال سمجھتے تھے۔ آگے باب احادیث میں آ رہا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھے کسی کے مال نے وہ نفع نہ دیا جو مالِ صدیق نے مجھے نفع پہنچایا''۔ (ترمذی)

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے''۔

(بخاری)

الغرض! آپ کو قرآن میں اولوا الفضل کہا جانا بہت وسیع معنی میں ہے' اس میں ان کی تمام ایمانی و روحانی فضیلتیں بھی آ گئی ہیں اور جانی و مالی قربانیاں بھی سما گئی ہیں۔ تو ان کو اولوا الفضل کہہ کر تمام صحابہ پر ان کی فضیلت واضح کی گئی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے غائبانہ انداز میں فرمایا ہے کہ وہ ہر میدان میں فضل والے ہیں' وہ جیسے پہلے سے غریب' اقرباء اور مساکین و مہاجرین فی سبیل اللہ پر خرچ کرتے آ رہے ہیں' وہ اس سلسلہ کو نہ روکیں' جاری رکھیں کیونکہ مغفرتِ الٰہی ان کی منتظر ہے۔

چھٹی آیت بر افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ O

(سورۃ الفاطر' آیت:32)

(ترجمہ:) ''پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا' تو ان میں سے کوئی وہ ہے جو اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے' کوئی ان میں سے

میانہ رُو ہے اور کوئی ان میں سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والا ہے اور یہی بڑی فضیلت ہے''۔

یعنی کچھ بندے وہ ہیں جن کو حقوق اللہ وحقوق العباد کی پرواہ نہیں' وہ خود پر ظلم کرنے والے ہیں' کچھ وہ ہیں جو صرف فرائض وحقوق کی تکمیل کرتے اور محرمات سے بچتے ہیں' نوافل کی طرف نہیں جاتے' یہ میانہ رُو ہیں اور کچھ حقوق وفرائض سے بڑھ کر نوافل وحسنات بھی کرتے ہیں اور مکروہات سے بھی بچتے ہیں' یہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔

ایک تفسیر یہ ہے کہ کچھ لوگ گناہ پر گناہ کرتے ہیں' توبہ نہیں کرتے' وہ ظالم ہیں' کچھ گناہ کے بعد جلد توبہ کر لیتے ہیں' وہ میانہ رُو ہیں اور کچھ گناہ کے قریب ہی نہیں جاتے' نیکیوں ہی میں منہمک رہتے ہیں' وہ سابق بالخیرات ہیں۔اس کی مزید تین چار تفاسیر میں نے اپنی تفسیر ''برہان القرآن'' میں لکھی ہیں۔

فلیرجع الیہ!

یعنی قرآن فرما رہا ہے کہ جو لوگ نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں' وہی سب سے افضل ہیں اور وہی فضل کبیر کے مالک ہیں' یعنی جو جس قدر نیکی میں سبقت کرتا ہے' اس قدر فضیلت حاصل کرتا ہے۔

جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو سابق بالخیرات ہی نہیں' سباق بالخیرات ہیں۔اس پر خلفاءِ راشدین کی گواہیاں موجود ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے طویل حدیث مروی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب سقیفہ بنوساعدہ میں اقامت امیر پر صحابہ میں گفتگو ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق بتایا' وہ کہنے لگے:

> یـا مَعْشَرَ الانصارِ اِنَّ اولٰی الناسِ بِاَمْرِ رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ بعدہٖ ثانِی اثنین اذ ھما فی الغار ابو بکرٍ نِالسبّاقُ المبینُ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ' کتاب المغازی' باب: ماجاء فی خلافۃ ابی بکر وسیرتہ' جلد 7 صفحہ 432' روایت: 37032' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

> (ترجمہ:)''اے گروہِ انصار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی جانشینی کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جسے قرآن نے ''ثانی اثنین اذ ھما فی الغار'' کہا ہے (سورۃ التوبہ' آیت: 40) وہ ابوبکر ہیں جو کھلے طور پر ہر نیکی میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والے ہیں''۔

اس آیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افضلیت صدیق پر استدلال

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں مروی ہے:

كان علىٌّ اِذَا ذُكِرَ عندهٗ ابوبكرٍ قال: السَّبَّاق تَذْكُرونَ، السَّبَّاق تَذْكُرُوْنَ، وَالَّذى نفسى بيده مَا اسْتَبَقْنَا الى خيرٍ قَطُّ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَيْهِ اَبُوْ بَكْرٍ .

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ محمد، جلد 5 صفحہ 232، حدیث: 7168، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جب بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا تو آپ دوبار فرماتے: تم سبّاق کا ذکر کر رہے ہو، تم سبّاق کا ذکر کر رہے ہو۔ یعنی نیکیوں میں بہت زیادہ سبقت لے جانے والا، اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ہم نے جس بھی نیکی میں سبقت لے جانا چاہی تو بہرحال ابوبکر ہی اس میں ہم سب پر سبقت لے گئے''۔

اس حدیث کو امام ابوبکر ہیثمی نے بھی ''مجمع الزوائد'' میں لکھا ہے اور کہا ہے: اس کے ایک راوی احمد بن عبدالرحمٰن کو میں نہیں جانتا اور باقی سب راوی ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 49)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

لم ارد خيرًا قط الا سبق اليه ابو بكر .

(کنز العمال بروایت مسند بزار، جلد 12 صفحہ 230، حدیث: 35663)

(ترجمہ:) ''میں نے کسی خیر کا ارادہ نہ کیا مگر یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی طرف سبقت لے گئے''۔

بلکہ ایک حدیث یوں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حدثنی عمر بن الخطاب انه ما سابق ابا بكر الى خير الا سابقه ابو بكر .

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب: فضائل صدیق اکبر، حدیث: 35616)

(ترجمہ:) ''یعنی مجھے عمر بن خطاب نے بتایا ہے کہ اس نے جس بھی نیکی میں ابوبکر سے سبقت لے جانا چاہی تو بہرحال ابوبکر ہی اس میں سبقت لے گیا''۔

ہر نیکی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سب صحابہ پر سبقت لے جانا' چند مثالیں

اس پر وہ مسابقت بھی دلالت کرتی ہے جو ترمذی میں ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دل میں ٹھانی کہ آج میں اس قدر مال اس غزوہ کیلئے پیش کروں گا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نکل جاؤں گا' وہ آدھا مال لے آئے اور بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ میں اپنی جمع کردہ پونجی کا نصف لے آیا ہوں۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال اُٹھا لائے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ يَا اَبَا بَكْرٍ قَالَ اَبْقَيْتُ لهم اللّٰهُ وَرَسُوْلَهٗ ۔

(ترمذی' کتاب المناقب' باب:16)

(ترجمہ:)''اے ابوبکر! اپنے اہل خانہ کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا: ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں''۔

الغرض! اس آیۂ قرآنیہ ''ومنهم سابق بالخيرات'' کی روشنی میں اور خلفاءِ راشدین کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں خوب واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ابوبکر صدیق ہر نیکی میں سب پر سبقت لے جانے والے تھے اور اس کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت سب کو اعتراف تھا' وہ ایمان کے اظہار میں بھی سبقت لے گئے اور ہر نیکی میں سب سے آگے رہے' خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کا ذکر فرمایا جیسا کہ ابھی گزرا' تو بلاشک وشبہ وہی افضل الاصحاب ہیں' افضل الامۃ ہیں اور یہ اُمت سب اُمم سے افضل ہے' اس لیے آپ انبیاء کے بعد افضل البشر ہیں' اور اس پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا؟ قال ابوبكر: اَنَا' قال: مَنِ اتَّبع منكُمُ اليوم جنازةً؟ قال ابو بكر: انا ۔ قال: فَمَنْ اَطْعَمَ منكم اليومَ مسكينًا؟ قال ابو بكر: انا ۔ قال: فَمَنْ عاد منكم اليومَ مريضًا؟ قال ابوبكر: انا ۔ قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مَا اجْتَمَعْنَ فى امْرَىءٍ اِلَّا دَخَلَ الجنة ۔

(مسلم شریف' کتاب: فضائل ابوبکر الصدیق' حدیث:6182)

(ترجمہ:)''آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے آج روزہ رکھا ہے' آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کی ہے۔ آپ نے سوال کیا: آج تم میں سے کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کھلایا ہے۔ آپ نے پوچھا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کی ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس بھی شخص میں یہ باتیں (ایک دن میں) جمع ہو جائیں' اس کی بخشش کر دی گئی''۔

یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نمازِ فجر پڑھائی' پھر آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے' فرمایا: آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آج رات میرے دل میں آیا تھا کہ میں روزہ رکھوں مگر میں نے نہیں رکھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آج رات میرے دل میں روزہ کی خواہش پیدا ہوئی تو میں نے روزہ رکھ لیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابھی تو ہم (نمازِ فجر کے بعد) کہیں گئے نہیں' تو مریض کی عیادت کیسے کرتے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: مجھے خبر ملی تھی کہ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیمار ہیں تو میں اُدھر سے ہوتا آیا ہوں تاکہ دیکھوں اُنہوں نے کیسے صبح کی ہے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کیا آج تم میں سے کسی نے کسی مسکین کو کھلایا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ابھی ہم نے نماز پڑھی ہے اور ہم کہیں گئے نہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں جب مسجد میں داخل ہوا تو ایک سائل سوال کر رہا تھا' میرے پاس جَو کی روٹی کا ٹکڑا تھا جو مجھے عبدالرحمٰن بن عوف سے ملا' وہ میں نے سائل کو دے دیا۔ نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں جنت کی بشارت ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا: ہائے جنت! تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کوئی بات کہہ کر حضرت عمر کو خوش کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سمجھ لیا تھا کہ وہ جس بھی نیکی کا ارادہ کریں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہرحال اس میں سبقت ہی لے جاتے ہیں۔ اسے ابنِ عساکر نے روایت کیا ہے۔

(کنزالعمال جلد 13 صفحہ 513)

''الریاض النضرہ'' میں اس حدیث میں یہ بھی اضافہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: آج تم میں

سے کس نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابھی تو ہم نے آپ کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی ہے تو جنازہ کیسے پڑھتے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آج رات مدینہ طیبہ سے باہر فلاں بستی میں میرا ایک دوست فوت ہو گیا تھا' مجھے خبر ہوئی تو میں اس کے جنازہ میں شامل ہوا تھا۔

الغرض! صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں سب پر سبقت لے جانے والے تھے اور آپ اس آیت مبارکہ ''ومنهم سابقٌ بالخيرات باذن الله ذلك هو الفوذ الكبير'' کے سب سے بڑے مصداق ہیں' اس لیے حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بجا فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں ہم سب سے سبقت لے گئے' کوئی ان سے آگے نہ نکل سکا' تو وہی سب سے افضل ہیں۔

ان کا ہر نیکی میں سب سے ممتاز ہونا' اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اہلِ صلوٰۃ سے ہو (نماز کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہو اور دوسرے اعمال کی نسبت نوافل میں زیادہ اُلفت رکھنے والا ہو) اسے جنت کے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا' جو اہلِ جہاد سے ہو اُسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا' جو اہلِ صدقہ سے ہو اُسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا' جو اہلِ صیام میں سے ہو اُسے باب الریّان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

هَلْ يُدعىٰ منها كُلِّها اَحَدٌ يا رسول الله؟ قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَا بكرٍ ۔ (بخاری' کتاب: فضائل الصحابہ' حدیث:3666)

(ترجمہ:) ''کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے اُمید ہے کہ تم انہی میں سے ہو''۔

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں سب سے بڑھ کر اُلفت رکھنے والے تھے اور یہ گواہی نبی اکرم ﷺ نے کسی اور کیلئے نہ دی' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے دی۔ تو بلاشبہ وہ ''ومنهم سابقٌ بالخيرات'' کا سب سے عظیم مصداق ہیں اور قرآن وحدیث اور اقوالِ صحابہ کبار کی روشنی میں ان کی افضلیت سب پر واضح ہے۔

تو یہاں منطقی شکل استدلال یوں بنتی ہے:

صغریٰ: اَبُوْ بَکْرٍ اَسْبَقُ النَّاسِ الی الخیر ۔

(ترجمہ:)''ابوبکر صدیق نیکی میں سب پر سبقت لے جانے والے ہیں''۔

کبریٰ: اَسْبَقُ النَّاسِ الی الخیر اَفْضَلُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ ۔

(ترجمہ:)''جو شخص نیکی میں سب سے سبقت لے جائے' وہ اللہ کے ہاں سب سے افضل ہے''۔

نتیجہ: اَبُوْ بَکْرٍ اَفْضَلُ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ ۔

(ترجمہ:)''ابوبکر صدیق (اُمت میں) اللہ کے ہاں سب سے افضل ہیں''۔

ساتویں آیت

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰـہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ O

(سورۃ التحریم' آیت:4)

(ترجمہ:)''بے شک اللہ' رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مددگار ہے' حضرت جبریل مددگار ہیں' مؤمنین میں سے جو صالح ہیں وہ آپ کے مددگار اور اس کے بعد سب فرشتے مددگار ہیں''۔

اس آیت کے تحت میں نے اپنی تفسیر ''برہان القرآن'' میں بخاری و مسلم کی روایات سے خوب واضح کیا ہے کہ جب ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کچھ خرچہ مانگا تو پھر بیتِ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا میں سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے مجامعت کا واقعہ ہوا اور واقعۂ مغافیر وجود میں آیا تو ان سب واقعات کا قلبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اثر ہوا' اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کو آپ کے سامنے خوب ڈانٹا اور ان کی گردنوں سے دبوچ کر سزا بھی دی' حتیٰ کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو چھڑوایا' تب یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ خود آپ کا مددگار ہے' حضرت جبریل مددگار ہیں اور ابوبکر و عمر جیسے صالح المؤمنین آپ کے مددگار ہیں۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصالح المؤمنین کے بارے میں فرمایا:

ومن صالح المؤمنین ابوبکر و عمر ۔

(ترجمہ:)''صالح المؤمنین میں سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں''۔

اسے طبرانی اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور فضائل الصحابہ میں ابونعیم نے روایت کیا ہے۔
(درمنثور جلد 7 صفحہ 223 ' سورۃ التحریم' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

یعنی شانِ نزول اور ارشادِ رسول دونوں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے حق میں لقب: ''صالح المؤمنین '' اُتارا' یعنی تمام مؤمنین سے صالح' کیونکہ اُنہوں نے اپنی بیٹیوں کا ساتھ دینے کی بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ساتھ دیا' بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ اپنی ازواج کے بارے میں پریشان نہ ہوں' اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو اللہ آپ کا مددگار ہے' جبریل مددگار ہیں اور ابوبکر آپ کے مددگار ہیں اور دوسرے مؤمنین مددگار ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اور جب مجھے اُمید ہوتی تھی کہ اللہ رب العزت میری تائید اُتارے گا تو ایسا کم ہی ہوا ہے کہ اُس نے میری تائید نہ اُتاری ہو' چنانچہ یہ آیت اُتری: ''فان اللّٰہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین الخ''۔ (درمنثور بروایت مسلم' وعبد بن حمید وابن مردویہ جلد 7 صفحہ 222)

صاف ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو سب مؤمنین میں سے صالح قرار دیا' اس لیے ان کے سب اُمت سے افضل تر ہونے میں کوئی شک نہیں اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی گواہی دے رہے ہیں۔ فماذا بعد الحق الا الضلال فانّٰی تصرفون

☆☆☆☆☆

باب دوم:
افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ از احادیثِ نبویہ

پہلی حدیث:

مروا ابا بکر فلیصل بالناس

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے مابین کوئی تنازع تھا' جب اس کی خبر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ ظہر کی نماز کے بعد ان لوگوں کے ہاں ان میں مصالحت کیلئے تشریف لے گئے:

فَقَالَ لِبِلَالٍ اِنْ حَضَرَتْ صلوٰةُ الْعَصْرِ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ اَبَا بكرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ اَذَّنَ بلالٌ ثم اَقَامَ ثُمَّ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ فَتقَدَّمَ ۔

(سنن ابوداؤد' کتاب: الصلوٰۃ' حدیث: 941) (سنن نسائی' کتاب: الاقامۃ' حدیث: 794) (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 332' مطبوعہ دار الفکر)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر نمازِ عصر کا وقت ہو جائے اور میں تمہارے پاس (نماز پڑھانے کیلئے) نہ پہنچ سکوں تو ابوبکر سے کہنا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ عصر کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی پھر اقامت کہی' پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم پہنچایا) تو انہوں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی''۔

شرح

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں نمازِ پنجگانہ خود پڑھاتے ہیں' پھر ایک دن ظہر کے بعد جب آپ دُور تشریف لے گئے اور خیال تھا کہ عصر تک پہنچ نہیں پائیں گے تو حکم فرما گئے کہ عصر کی نماز میری غیر موجودگی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھائیں' تو عصر کی نماز مصلائے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے پڑھائی۔ اس وقت وہاں حضرت عمر، عثمان غنی، مولا علی، دیگر عشرہ مبشرہ، اہل بیت، اصحاب بدر اور جملہ مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم موجود ہیں مگر مصلّٰی پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا گیا، وہ مقتدیٰ ہوئے اور تمام صحابہ کرام بشمول خلفاءِ راشدین ودیگر کو ان کا مقتدی بنایا گیا، جو اس بات کی دلیل بیّن ہے کہ وہ تمام صحابہ کرام سے اور تمام اہلِ بیت یعنی تمام حاضرینِ مسجد نبوی سے افضل تھے۔

دوسری حدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امامتِ صدیقِ اکبر پر شدید اصرار

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاشْتَدَّ مَرَضُہٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَۃُ اِنَّہٗ رَجُلٌ دَقِیْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَکَ لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُصَلِّیَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ مَعَادَتْ فَقَالَ مُرِیْ اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ فَاَتَاہُ الرَّسُوْلُ فصلّٰی بالناسِ حیاۃَ رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (بخاری شریف، کتاب: الاذان، حدیث 682,679,678)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، جب آپ کی بیماری سخت ہوگئی (اور آپ نماز کیلئے نہ آسکے) تو فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ابوبکر صدیق بہت نرم دل آدمی ہیں، جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو (آپ کی غیرموجودگی اور بیماری کا تصور کرکے) نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دوبارہ) فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پھر اپنی بات دُہرائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (تیسری بار غصہ سے) فرمایا: اے عائشہ! ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائے، تم یوسف علیہ السلام والی عورتوں جیسی ہے۔ تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام بر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک دنیا میں رہے، ابوبکر صدیق ہی نماز پڑھاتے رہے''۔

حدیث ''مروا ابا بکر فلیصل بالناس'' کی کچھ تشریح

امام بخاری اس حدیث کو یہاں کتاب الاذان میں تین مختلف اسانید سے لائے ہیں، پھر کتاب احادیث الانبیاء میں 3384 نمبر پر لائے ہیں۔ امام مسلم اس حدیث کو کتاب الصلوۃ میں ابوبکر بن ابی شیبہ

کی روایت سے لائے ہیں اور امام سیوطی نے فرمایا ہے: یہ حدیث متواتر ہے' یہ حضرت عائشہ' ابن مسعود' ابن عباس' ابن عمر' عبداللہ بن زمعہ' ابوسعید' علی بن ابی طالب اور حفصہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

(تاریخ الخلفاء' صفحہ 48' دارالمنار' قاہرہ)

اسی کتاب الاذان میں بخاری کی حدیث:687 یہ ہے کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کا حملہ ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا: ''هم ينتظرونك'' وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے غسل کا پانی منگوایا' غسل کے بعد آپ مسجد کی جانب چلنے لگے تو آپ پر غشی آ گئی' افاقہ آنے پر فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا: نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر غسل کا پانی منگوایا۔ غسل کے بعد آپ مسجد جانے لگے تو غشی آ گئی' پھر افاقہ ہونے پر فرمایا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا گیا: وہ انتظار کر رہے ہیں' اور یہ عشاء کی نماز تھی۔ اگلے الفاظ یہ ہیں:

فَـاَرْسَلَ النبیُّ الٰی ابی بکرٍ بِاَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فَاَتَاہُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسولُ اللّٰہِ یَـاْمُـرُكَ اَنْ تُـصَـلِّیَ بِالنَّاس فَقَالَ اَبُوْ بکرٍ وَکان رَجُلًا رقیقًا یا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاس فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فصلّٰی ابو بکر تِلْكَ الْاَیَّامِ ۔

(بخاری' کتاب الاذان' حدیث:687)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پیغام لانے والے نے آ کر انہیں کہا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو نماز پڑھانے کا حکم فرماتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل تھے تو (اس خطرہ سے کہ شاید وہ نماز نہ پڑھا سکیں) اُنہوں نے کہا: اے عمر! آپ نماز پڑھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: آپ ہی اس کے سب سے زیادہ حقدار ہیں' تو ان ایام میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی نماز پڑھاتے تھے''۔

یاد رہے کہ حدیث متفق علیہ کے مطابق یہ نمازِ عشاء جس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی بار شدتِ مرض کے سبب نماز پڑھانے نہ آ سکے' یہ جمعرات کی نمازِ عشاء تھی' پھر جمعہ' ہفتہ' اتوار' تین دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں اور پیر کی فجر اور ظہر بھی پڑھائی' پھر پیر کے درمیان آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا' یوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حیاتِ نبوی میں آپ کے حکم سے آپ کے مصلّٰی پر سترہ نمازیں پڑھائیں'

جن میں نمازِ جمعہ بھی تھی، گویا وہ خطبہ جمعہ بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے دیا، یعنی رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا مصلّٰی بھی سپرد کیا اور اپنا منبر بھی۔ گویا آپ نے ان کو تمام صحابہ کا امام بھی بنایا اور خطیب بھی۔

کیا یہ اس بات کی واضح دلیل نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور سیادت پر ایسی نص فرما دی کہ کسی منکر کیلئے مجالِ فرار ہی نہیں۔

اسی جگہ ''اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ '' کے الفاظ بہت قابلِ غور ہیں، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بار بار عرض کرتی ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! ابوبکر صدیق رقیق القلب ہیں، آپ کسی دوسرے آدمی کو حکم فرمائیں کہ وہ نماز پڑھائے۔ مگر آپ ﷺ نے تین بار یہی فرمایا کہ ابوبکر ہی پڑھائے گا۔ پھر فرمایا: اے عائشہ! تم یوسف علیہ السلام والی عورتوں جیسی ہو، یعنی زنانِ مصر نے زلیخا پر طعن کیا:

اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ تُرَاوِدُ فَتٰـهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا اِنَّا لَنَرٰهَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○

(سورۂ یوسف، آیت:30)

(ترجمہ:) ''یعنی عزیزِ مصر کی بیوی اپنے غلام پر فریفتہ ہے، اس کے دل پر غلام کی محبت چھا گئی ہے، بے شک ہم اسے کھلی وارفتہ دیکھتی ہیں''۔

مگر اصل میں وہ چاہتی تھیں کہ کسی طرح یوسف علیہ السلام کو دیکھیں، یعنی زلیخا ہمارے طعنوں سے گھبرا کر ہمیں یوسف کا جلوہ دکھائے، چنانچہ زلیخا نے ان طعنوں کے جواب میں انہیں دیدارِ یوسف علیہ السلام کرایا کہ دیکھو کیا اس پری پیکر کا حُسن و جمال کسی کے ہوش و خرد کو قائم رہنے دیتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے مثال دے کر سمجھایا کہ جیسے زنانِ مصر کے لبوں پر جو بات تھی وہ بظاہر زلیخا پر طعن تھا مگر اصل مقصد دیدارِ یوسف تھا، یونہی اے عائشہ! تم دراصل یہ چاہتی ہو کہ میں بار بار ابوبکر ہی کی امامت کا حکم دوں تاکہ کسی کو مجالِ انکار نہ رہے، گویا یہ فرمایا کہ تم جتنی بار دُہراؤ گی، میں اُتنی بار کہوں گا کہ ابوبکر ہی نماز پڑھائے۔

اس حدیث سے محدثین کا افضلیتِ صدیق اکبر پر استدلال

اب مقامِ غور ہے! اس موقع پر مسجد میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم موجود ہیں۔ حضرت عمر، حضرت عثمان اور دیگر تمام اجلہ صحابہ موجود ہیں، تمام اہل بیت موجود ہیں، آقا ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ موجود ہیں مگر آقا ﷺ بار بار صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر ہی اصرار فرماتے ہیں، اگر اس کے بعد بھی کسی

پر افضلیتِ صدیق کا معاملہ کھلتا نہیں تو پھر اس کیلئے دعائے خیر ہی کی جا سکتی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جس باب کے تحت یہ احادیث لائے ہیں' اس کا عنوان اُنہوں نے یہ قائم فرمایا:

اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ ۔

(ترجمہ:) ''یعنی علم و فضل والے لوگ ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں''۔

گویا امام بخاری ان احادیث سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ پر اعلم و افضل ہونے کا استدلال فرما رہے ہیں۔

امام شہاب الدین قسطلانی شافعی متوفی 923ھ' حدیث:678 کے تحت فرماتے ہیں:

وَمُطَابَقَةُ الحديثِ لِلتَّرجمةِ ظاهرةٌ فَاِنَّ اَبَا بكرٍ اَفْضَلُ الصَّحابة وَاَعْلَمُهُمْ وَاَفْقَهُهُم كَمَا يَدُلّ عليه مراجعةُ الشارع بانهٗ هو الذی يُصَلِّی ۔

(ارشاد الساری شرح بخاری' کتاب: الاذان' جلد 2 صفحہ 321' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مطابقت ظاہر ہے کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل' اعلم اور افقہ ہیں جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار اصرار فرمانا ہے کہ وہی نماز پڑھائیں گے''۔

یہ ہم اس لیے لکھ رہے ہیں کہ بعض لوگوں کے ذہنوں میں مغالطہ ہے کہ کسی کو امام بنا دیا جانا' اس کے افضل ہونے کی دلیل نہیں' کبھی مفضول کو بھی افضل کا امام بنا دیا جاتا ہے جیسے آخر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام' امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے' مگر یہ ان کا محض ایک وہم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدی کے پیچھے ایک نماز پڑھنا' صرف یہ بتانے کیلئے ہوگا کہ وہ دنیا میں دوبارہ بطورِ نبی نہیں آئے بلکہ اُمتِ محمدیہ میں شامل ہو کر آپ ہی کے دین کو غالب کرنے آئے ہیں' اس ضرورت کے تحت وہ امام مہدی کے پیچھے صرف ایک نماز پڑھیں گے' اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی نماز پڑھائیں گے' مگر یہاں کون سا عذر یا ضرورت ہے' جس کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پہ بار بار اصرار فرما رہے ہیں۔ نہیں! یہاں کوئی ضرورت نہیں' بلکہ یہی بتانا مقصود ہے کہ ابوبکر صدیق ہی تمام حاضرینِ مسجد نبوی سے افضل ہیں' ورنہ نماز کون نہیں پڑھا سکتا تھا۔ یہی استدلال امام بخاری نے اس حدیث سے فرمایا' یہی امام قسطلانی نے فرمایا۔

اسی طرح امام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ اس حدیث سے یہی استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاسْتَدَلَّ بِهٖ جَمْعٌ مِنَ الشُّرَّاحِ وَالْفُقَهَاءِ كالرويانى علٰى اَنَّ اَبَا بكرٍ كَانَ عِنْدَ الصَّحَابَةِ اَفْضَلَهُمْ ۔ (فتح الباری شرح بخاری، جلد 2 صفحہ 199، مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ)

(ترجمہ:) ”شارحین وفقہاء کی ایک بڑی جماعت جیسے رویانی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ تمام صحابہ کے نزدیک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سب سے افضل تھے“۔

امام بدرالدین عینی متوفی 855ھ اس حدیث کے تحت فوائد لکھتے ہوئے پہلا فائدہ یہ بتاتے ہیں:

الاوّل فيه دلالة على فضل ابى بكر رضی اللہ عنہ ۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری جلد 5 صفحہ 297)

(ترجمہ:) ”اس حدیث میں دلالت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے“۔

جب اس حدیث کے تمام اجلہ شارحین بیک زبان اس سے افضلیتِ صدیق اکبر ثابت کر رہے ہیں تو آج کسی شخص کا اُٹھ کر کہنا کہ محض امام بنانے سے افضلیت ثابت نہیں ہوتی، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بالفرض حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنی جگہ امام بنایا ہوتا تو آج فرقہ تفضیلیہ اسے افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اتنی شدومد سے پیش کرتا کہ جیسے آسمان پھاڑ دیں گے، لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت سے ان کی آنکھیں بند اور دل پابند ہیں۔

حدیث کے مطابق افضل ہی امامت کا زیادہ حقدار ہے

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: قوم میں سے جو بڑا قاری ہے وہ نماز پڑھائے، اگر قرأت میں برابر ہوں تو پھر جس کی ہجرت اوّل ہے وہ نماز پڑھائے، اگر ہجرت میں برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ پڑھائے۔ (ابوداؤد، حدیث: 582)

ترمذی میں یہ حدیث یوں ہے کہ فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوا فى القراءةِ سواءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوا فِى السُّنَّةِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فان كانوا فى الهجرة سواءً فَاَكْبَرُهم سِنًّا ۔ (ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، حدیث: 235)

(ترجمہ:) ''قوم کو وہ نماز پڑھائے جو اللہ کی کتاب کا بڑا قاری (عالم) ہے' اگر قرأت میں برابر ہوں تو سنت (شریعت) کا زیادہ جاننے والا پڑھائے' اگر سنت میں برابر ہوں تو ہجرت میں جو اوّل ہے وہ پڑھائے' اگر ہجرت میں برابر ہوں تو زیادہ عمر رسیدہ پڑھائے''۔

اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری تھے کیونکہ دورِ صحابہ میں قرآن کا جاننا بڑے عالم ہونے کی دلیل تھا' وہ قاری کو اُمّی کے مقابلہ میں لیتے تھے' یہ ایک الگ بحث ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صدیق اکبر سب صحابہ سے بڑے عالمِ شریعت بھی تھے اور بلاشبہ ان کی ہجرت بھی سب صحابہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہجرت میں اقدمیت کو بھی معیارِ فضیلت قرار دیا ہے۔ اس معیار سے بھی صدیق اکبر ہی سب سے افضل ہیں۔ ''اقدم فی الھجرۃ'' کا معنیٰ ''اسبق فی الھجرۃ'' ہی نہیں' ''اعظم و اشرف فی الھجرۃ'' بھی ہے۔

افضلیتِ صدیق اکبر پر نمازِ مسجد اقصیٰ کی دلالت

میں اس بات کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کی موجودگی میں امام بنایا' یوں دیکھتا ہوں جیسے مسجد اقصیٰ میں سب انبیاء کی موجودگی میں جبریل امین علیہ السلام نے حکمِ ربی سے سیّد الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امام بنایا۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن ابی حاتم کی روایت سے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَانْتَظَرْنَا مَنْ يَؤُمُّنَا فَاَخَذَ جِبْرِيْلُ بِيَدِىْ فَقَدَّمَنِىْ فَصَلَّيْتُ بِهِمْ ۔ (درمنثور جلد 6 صفحہ 187' سورۂ اسراء' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''پھر اذان دینے والے نے (مسجد اقصیٰ میں) اذان دی اور نماز کی اقامت کہی گئی تو ہم کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ ہم میں سے کون نماز پڑھائے گا۔ تب جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا تو میں نے انبیاء کو نماز پڑھائی''۔

تو جیسے مسجد اقصیٰ میں حضرت جبریل علیہ السلام کا تمام انبیاء کی موجودگی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا' اس لیے ہے کہ آپ افضل الانبیاء ہیں' یونہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تمام اصحاب و اہل بیت

کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کو مسجد نبوی میں مصلائے امامت پہ کھڑا کرنا اس لیے ہے کہ ابوبکر صدیق تمام حاضرین مسجد نبوی سے افضل ہیں، خواہ وہ اصحاب ہوں یا اہل بیت، مہاجرین ہوں یا انصار، اہلِ بدر ہوں یا اہلِ حدیبیہ، مسجد اقصیٰ میں امام بنانے والے حضرت جبریل تھے اور مسجد نبوی میں امام بنانے والے خود محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ سے انکار کرنے والے کے نزدیک گویا افضلیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی اہمیت نہیں ہے؟

اجماعِ صحابہ کہ امامتِ صدیق، افضلیتِ صدیق کی وجہ سے ہے

اس جگہ یہ حدیث دیکھیں جو اس باب میں فیصلہ کن ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ قَالَ فَاَتَاهُمْ عُمَرَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ؟ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب: ما جاء فی خلافۃ ابی بکر وسیرتہ، جلد 7 صفحہ 431 روایت: 432، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو گا اور ایک تم (مہاجرین) میں سے، تو ان کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ (جماعتِ مہاجرین کے ساتھ) پہنچے اور کہا: اے گروہِ انصار! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ کہنے لگے: ہاں! کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ نے کہا: تو پھر تم میں سے کون پسند کرے گا کہ ابوبکر سے آگے بڑھے (اُن کے ہوتے ہوئے امام بنے)؟ انصار نے کہا: ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ ابوبکر سے آگے بڑھیں"۔

امام ابن ابی شیبہ اس حدیث کو جلد دوم، کتاب الصلوٰۃ میں بھی لائے ہیں اور اسے امام حاکم نے بھی المستدرک میں اپنی الگ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس روایت سے خوب واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا امام و خلیفہ بننا، اس لیے تھا کہ کوئی صحابی ابوبکر صدیق رضی اللہ کی موجودگی میں امام بننے کا تصور بھی نہیں کرتا تھا۔ امام ابن ابی شیبہ نے اس سے

قبل ایک اور طویل روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سقیفہ بنو سعد میں جمع ہوئے تو سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک مہاجرین میں سے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فضائل بتائے کہ وہ ''ثانی اثنین اذ هما فی الغار'' کے مصداق ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مصلائے امامت پر کھڑا کیا تھا' وہ ہر نیکی میں سب پر سباق ہیں (بہت سبقت لے جانے والے ہیں) تب لوگ ان کی بیعت پر پل پڑے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' روایت: 37032' جلد 7 صفحہ 432)

تو ان روایات کے بعد کیا شک رہ جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سابقیت فی الاسلام' ہجرت میں ان کی معیت اور ہر نیکی میں ان کا سبقت لے جانا' یہی وہ خصوصیات تھیں جن کے باعث انہیں منصب امامت سونپا گیا اور سب صحابہ نے ان کی امامت پر اجماع کیا۔

تیسری حدیث:

ابوبکر کی موجودگی میں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں

عن عائشة قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یَنبَغِیْ لِقَوْمٍ فِیْهِمْ اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ یَؤُمُّهُمْ غَیْرُهٗ ۔ (ترمذی' کتاب المناقب' حدیث: 3673)

(ترجمہ:) ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی قوم کیلئے مناسب ہی نہیں کہ جب ان میں ابوبکر موجود ہو تو کوئی دوسرا شخص انہیں نماز پڑھائے''۔

امام ترمذی نے اسے حدیث حسن کہا ہے' یہ حدیث بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الاصحاب علی الاطلاق ہونے پر دلیل واضح وبیّن ہے۔

شرح

اس حدیث کے تحت امام کبیر شرف الدین حسین بن محمد طیبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 742ھ' شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

هذا دلیلٌ علٰی فَضْلِهٖ علٰی جمیع الصَّحابَةِ فَاِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَقَدْ ثَبَتَ خِلَافَتُهٗ لِاَنَّ خِلَافَةَ الْمَفْضُوْلِ عَلٰی وجود الفاضل لا تَصِحُّ ۔

(الکاشف عن حقائق السنن' شرح مشکوٰۃ' کتاب المناقب' باب: مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' جلد 11 صفحہ 224' مطبوعہ
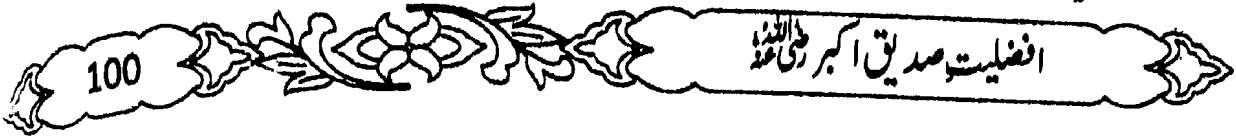
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ' کراچی)

(ترجمہ:)''یہ حدیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام صحابہ پر برتری کی دلیل ہے' جب یہ ثابت ہو گیا تو ان کی خلافت بھی ثابت ہو گئی کیونکہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی خلافت درست نہیں ہے''۔

اس حدیث سے محدثین کا افضلیتِ صدیق اکبر پر استدلال

اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری متوفی 1014ھ' المرقات میں فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ دليلٌ علٰى اَنَّهٗ اَفْضَلُ جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ فَاِذَا ثَبَتَ هٰذَا فَقَدْ ثَبَتَ اِسْتِحْقَاقُ الْخَلَافَةِ ۔(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ' کتاب: المناقب' باب: مناقب ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ' جلد 11 صفحہ 287' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:)''اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں' جب یہ ثابت ہو گیا تو ان کا استحقاقِ خلافت از خود ثابت ہو گیا''۔

اس حدیث کے تحت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں را در مرض خود فرمودہ باشد کہ امر کرد او را بامامت و عائشہ دراں توقف کرد یا وقت دیگر وچوں اقدم واولی بامامت شد بخلافت نیز بود۔

(اشعۃ اللمعات' جلد چہارم صفحہ 639' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ' سکھر)

(ترجمہ:)''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں یہ ارشاد فرمایا' جب آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے امام ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس میں توقف کیا' یا کسی اور موقع پر اور جب وہ امام کیلئے اقدم واولیٰ تھے تو خلافت کیلئے بھی تھے''۔

یعنی جب سب صحابہ کرام اور سب اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم مسجد نبوی میں صف بستہ موجود تھے اور منتظر تھے کہ نماز کون پڑھائے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا کہ جب کسی قوم میں ابوبکر صدیق موجود ہوں تو کسی دوسرے کیلئے امام بننا اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک درست ہی نہیں۔ اگر اس حدیث کے باوجود بھی کسی پر افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واضح نہ ہو تو پھر اس کے نزدیک حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے' اسے منکر حدیث چکڑالوی پرویزی ہونا چاہیے' نہ کہ سنی' حنفی' قادری یا چشتی

وغیرہ۔ هذا ما لا یخفٰی علٰی عاقل ۔

چوتھی حدیث:

اللہ اور مسلمانوں کو ابوبکر کے سوا کسی کی امامت قبول ہی نہیں

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید علیل تھے اور میں اہلِ اسلام کے ایک گروہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں تھا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کیلئے عرض کیا' آپ نے فرمایا: ''مُرُوْا مَنْ يُصَلِّىْ لِلنَّاس '' اسے کہو جو لوگوں کو نماز پڑھاتا ہے (کہ لگاتار پڑھاتا رہے)۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ (مسجد کی طرف) نکلے تو لوگوں میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے' میں نے کہا: اے عمر! اُٹھیے! آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔ وہ آگے بڑھے' اُنہوں نے تکبیر کہی۔ حدیث کے اگلے الفاظ یہ ہیں:

فَلَمَّا سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَوْتَه وكان عُمَرُ رَجلًا مُجْهِرًا قال فَاَيْنَ ابو بكر؟ يَاْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ والمسلمونَ يَاْبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ والمسلمونَ فَبَعَثَ الٰى ابى بكرٍ فجاء بعدَ اَنْ صلّٰى عُمرُ تِلْكَ الصلوٰةَ فَصلّٰى بِالنَّاسِ ۔

(سنن ابوداوٗد' کتاب: السنۃ' باب: 11' حدیث: 4660) (مسند احمد جلد 4 صفحہ 322)

(ترجمہ:) ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی (تکبیر کی) آواز سنی اور ان کی آواز بلند تھی' تو فرمایا: ابوبکر کہاں ہے؟ اللہ بھی اس سے انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی انکار کرتے ہیں' اللہ بھی اس سے انکار کرتا ہے اور اہلِ اسلام بھی (کہ ابوبکر کے سوا کوئی امام ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا' وہ آئے' بعدازاں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وہ نماز پڑھائی تو انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی''۔

پانچویں حدیث:

مصلّٰی پر کسی اور کی آواز سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ''لا' لا' لا'' فرمانا

عن عبد اللّٰه بن زمعة قال لَمَّا سَمِعَ النبيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَوْتَ عُمَرَ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰى اَطْلَعَ رَأْسَهُ مِنْ حُجْرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا لَا لَا ۔ لِيُصَلِّ لِلنَّاسِ ابْنُ اَبِىْ قُحَافَةَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ مُغْضَبًا ۔ (سنن ابوداوٗد' کتاب السنۃ' باب: 11' حدیث: 4661)

(ترجمہ:)''حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز (تکبیر تحریمہ) سنی تو اپنے حجرۂ مبارکہ سے سرانور (مسجد کی طرف) نکالا اور فرمایا: نہیں، نہیں، نہیں، ابن ابی قحافہ (صدیق اکبر) ہی لوگوں کو نماز پڑھائے۔ آپ ﷺ نے یہ بات غصہ میں ارشاد فرمائی''۔

شرح

ان دونوں حدیثوں کا مفہوم یہ ہے کہ جن دنوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی علالت کے باعث لوگوں کو نمازیں پڑھا رہے تھے، اس دوران کسی نماز پر وہ حاضر نہ ہو سکے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے خدمتِ سرکارِ دوعالم ﷺ میں حاضر ہو کر نماز کیلئے عرض کیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان دنوں گاہے بگاہے خدمتِ نبوی میں نماز کیلئے عرض کرتے تھے، اس اُمید سے کہ شاید آقا افاقہ پاتے ہوئے تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مُرُوْا مَنْ يُصَلِّيْ لِلنَّاسِ'' یعنی جو نماز پڑھاتا ہے اسی سے کہو کہ نماز پڑھائے، یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں جا کر دیکھا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے، تب اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نماز پڑھانے کو کہہ دیا، وہ سمجھے کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام لے کر نماز پڑھانے کو کہا ہوگا، اسی لیے وہ آگے بڑھ کر مصلّٰی پر کھڑے ہو گئے اور تکبیر کہہ دی، یعنی نماز شروع کر دی۔ نبی اکرم ﷺ نے جب ان کی آواز سنی تو فرمایا: ابوبکر کدھر ہے؟ اللہ کو اور مسلمانوں کو منظور ہی نہیں کہ ابوبکر کے سوا کوئی امام ہو۔ یہ آپ ﷺ نے دوبار فرمایا، پھر آپ نقاہت و علالت کے باوجود بستر مبارک سے کھڑے ہو گئے اور چند قدم چل کر دروازہ تک تشریف لائے اور مسجد کی طرف سرانور کو نکال کر غصہ سے فرمایا: نہیں، نہیں نہیں! ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔

اس سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز توڑ دی، جبکہ وہ نماز شروع کر چکے تھے، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف آدمی بھیجا گیا، وہ آئے، اُنہوں نے نماز پڑھائی، تب رسول اللہ ﷺ کو اطمینان ہوا، میں نے اس حدیث کی شرح میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔

کما مرّ سابقاً۔

اس حدیث سے خوب تر واضح ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات قبول ہی نہیں بلکہ برداشت ہی نہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا آدمی آپ ﷺ کے مصلّٰی پر کھڑا ہو، یہ صرف

اس لیے نہیں تھا کہ آپ اپنے خلیفہ کے بارے میں اُمت کو بتا رہے تھے بلکہ اس لیے بھی کہ آپ بتا رہے تھے کہ آپ کے صحابہ میں آپ کے نزدیک سب سے افضل ترین صحابی کون ہے۔ آپ ﷺ کی نگاہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس قدر اہم ہیں کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں قائم نماز ہی تڑوا دی۔ اس کے باوجود اگر کسی کو افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی سمجھ نہیں آتی تو وہ ضرور کسی دماغی ہسپتال کی طرف فوراً رجوع کرے' کیونکہ اسے کوئی دماغی مسئلہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ ظاہرہ میں افضلیتِ صدیق پر سترہ بار اجماع ہوا

نبی اکرم ﷺ جمعرات کی عشاء پر پہلی بار نماز نہ پڑھا سکے اور آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی اور پیروار کی فجر تک پڑھائی' اس کے بعد آپ ﷺ کا وصال ہوا' تمام صحابہ مسلسل ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھتے رہے' کسی اور کا نماز پڑھانا آقا ﷺ کو برداشت ہی نہ تھا بلکہ اس دوران نمازِ جمعہ کا خطبہ بھی منبر رسول پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی نے دیا' یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع تھا' جو حکمِ نبی کے مطابق تھا۔ جب آقا خود فرما رہے ہیں کہ قوم میں سب سے افضل ہی نماز پڑھائے۔ پھر خود فرماتے ہیں: جب ابوبکر موجود ہو تو کسی دوسرے کا حق ہی نہیں کہ نماز پڑھائے۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کو کیا سمجھ کر کھڑے ہوتے تھے' افضل سمجھ کر یا مفضول سمجھ کر؟ وہ کیسے مفضول سمجھ سکتے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ زندگی بھر افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے رہے جیسا کہ آگے احادیث آ رہی ہیں اور کسی کو اپنے مصلّٰی پر کھڑا نہیں ہونے دیتے تھے سوائے صدیق اکبر کے۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے ہم میں سب سے افضل کو ہمارا امام بنایا' اسی لیے تم افضل کو امام بنایا کرو۔ (استیعاب جلد 2 صفحہ 251) یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 50)

پتہ نہیں عبدالقادر شاہ صاحب اور ان کے ہمنوا لوگ اجماع کا معنی کیا لیتے ہیں' اگر یہ اجماعِ صحابہ نہیں تو پھر اجماع کیا ہوتا ہے؟ کیا اجماع کیلئے کوئی اسٹام لکھا جاتا ہے اور سب اس پر دستخط کر کے مہریں لگاتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اجماع سکوتی ہے' اجماع قولی نہیں کیونکہ سب کی طرف سے نص موجود نہیں مگر اجماع سکوتی بھی حجت ہے۔ البتہ اس کا منکر کافر نہیں' گمراہ ہے۔ اور ہم بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر کے منکر کو کافر نہیں' گمراہ ہی کہتے ہیں۔

چھٹی حدیث:

ابوبکر کو میں نے مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا ہے

واخرج ابو بکر الشافعی فی الغیلانیات وابن عساکر عن حفصۃ رضی اللہ عنہا انھا قالت للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا انت مرضت قدمت ابا بکر؟ قال لستُ انا اقدِمُہٗ ولکن اللّٰہ یقدِمُہٗ۔ (تاریخ الخلفاء، باب فی الصدیق الاکبر، فصل: فی خلافتہ، صفحہ 49، مطبوعہ المنار، قاہرہ)

(ترجمہ:) ''ابوبکر شافعی نے الغیلانیات میں اور ابن عساکر نے اُم المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: جب آپ بیمار ہوئے تو آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آگے کیا (ایسا کیوں تھا؟) آپ نے فرمایا: میں نے ابوبکر کو آگے نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے آگے کیا ہے''۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر صدیق کو امام بنانا ایسا معاملہ نہیں کہ میں نے اپنی رائے سے مناسب جانتے ہوئے انہیں سب پر مقدم کر دیا ہے بلکہ یہ منصوص معاملہ ہے، اس میں اللہ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اس پر عمل کیا، اس لیے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلّٰی پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی تو فرمایا: اللہ بھی اس سے انکار کرتا ہے اور اہلِ اسلام بھی انکار کرتے ہیں۔

ساتویں حدیث:

اللہ ابوبکر کے سوا ہر کسی کی امامت سے انکار فرماتا ہے

وَاَخرَجَ الدَّارقُطنیُّ فی الافراد والخطیب وابنُ عساکرٍ عن علیٍّ رضی اللہ عنہ قال قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَاَلْتُ اللّٰہ ان یُقدِمَکَ ثَلاثًا فَاَبٰی عَلَیَّ اِلَّا تقدیمَ اَبِیْ بَکْرٍ۔

(تاریخ الخلفاء، صفحہ 49، مطبوعہ مکتبۃ المنار، مصر)

(ترجمہ:) ''دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں نے اللہ سے تین بار سوال کیا کہ تمہیں مقدم کرے مگر اللہ نے ابوبکر کے سوا کسی کے مقدم کرنے سے انکار فرمایا''۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی خاندانی و خونی نسبت و قرابت اور قلبی اُلفت و محبت کے سبب اللہ رب العزت سے سوال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپ کے بعد آپ کی جگہ کا

جانشین اور مسلمانوں کی سربراہی دی جائے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کی جانشینی سے انکار فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ رحلتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً بعد ایسے مُہیب خطرات اور فتنے جنم لینے والے ہیں جن سے عہدہ برآ ہونا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں' یعنی جو تدبر' علم' دور اندیشی' حکمت' استقامت اور فتنوں سے پنجہ آزمائی جیسی صلاحیتیں ان میں ہیں کسی دوسرے صحابی میں نہیں۔ چنانچہ حالات نے ثابت کیا کہ اللہ علاّم الغیوب کا فیصلہ ہی اس کے بندوں کے حق میں بہتر ہوتا ہے' چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمامِ خلافت کے سنبھالتے ہی چار اطراف سے فتنوں کے سیاہ مہیب بادل اُمڈ آئے' قیصر روم کی طرف سے حملہ آوری کی اطلاعات آنے لگیں' منکرینِ زکوٰۃ کھڑے ہو گئے اور مختلف مقاماتِ پر مدعیانِ نبوت اپنا لاؤ لشکر لے کر آ گئے' ایسے میں نگاہِ قدرت کا انتخاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے جنہوں نے نہ صرف تمام مذکورہ فتنوں کا بیک وقت سدِّ باب کیا بلکہ لشکر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو روانہ کر کے اس کے ساتھ ساتھ یمن' نجد' اُردن اور شام میں فتوحاتِ اسلامیہ کا سنہری سلسلہ بھی شروع کیا۔ حقیقۃً یوں دکھائی دیتا ہے کہ ہر قدم پر اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھی' کیونکہ ان پر آیۂ مبارکہ ''فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى'' (سورۃ اللیل:7) کا سایہ تھا اور ان پر ''وَلَسَوْفَ يَرْضٰى'' (سورۃ اللیل:21) کے جلووں کی برسات تھی۔

یہ سات احادیث حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت و اقدمیّت کے اعتبار سے باہم تناسب رکھتی ہیں' اس لیے میں نے ان سب کو ابتداء میں اکٹھا ذکر کیا ہے' اب مزید احادیث ملاحظہ فرمائیے!

آٹھویں حدیث:

مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابو بکر ہے' اگر میرا کوئی خلیل ہوتا تو وہ ہوتا' مسجد میں صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رکھو باقی سب بند کر دو

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا (یہ آپ کی حیاتِ مبارکہ کا آخری خطبہ تھا' کما فی البخاری) آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ خواہ دنیا میں رہو' یا جو ٹھکانہ میرے پاس ہے وہاں آ جاؤ' اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ کے پاس ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رونا شروع کر دیا' ہمیں تعجب ہوا کہ یہ کیوں روتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بندے کے بارے میں خبر دی ہے کہ اسے اختیار دیا گیا تو اصل میں وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تھے' ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ سب سے علم والے تھے' اگلے الفاظ یہ ہیں:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَمَنَ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بکر خلیلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةُ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهٗ لَا یُبْقَیَنَّ فِی المسجدِ بابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بابُ ابی بکر .

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث:3654)(مسلم' کتاب: فضائل الصحابہ' حدیث:6170)(ترمذی' ابواب المناقب' مناقب: ابی بکر الصدیق' حدیث:3660)

(ترجمہ:)"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلام کی اخوت ومودت ہی کافی ہے' مسجد میں کھلنے والا کوئی دروازہ نہ چھوڑا جائے جو بند نہ کیا جائے مگر ابوبکر کا دروازہ کھلا رکھا جائے"۔

شرح

اس حدیث کا ایک ایک ٹکڑا فرقۂ تفضیلیہ پر قیامت ڈھا رہا ہے' مثلاً "اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِیْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ" اس کا مفہوم یہ ہے کہ میرے کارِ تبلیغِ رسالت میں جس کے مال اور جس کی صحابیت سے مجھے سب سے زیادہ مدد ملی ہے اور میں نے اپنے کام میں امن وسکون پایا ہے' وہ ابوبکر ہے اور یہی ان کی افضلیت کا موجبِ حقیقی ہے۔ اور آگے احادیث میں آ رہا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے دعوتِ اسلام کا کام شروع کیا تو جس نے سب سے زیادہ آپ کی مدد کی' لوگوں کو قائل کر کے اسلام میں داخل کیا اور جن غلاموں کو اسلام کی وجہ سے مارا جاتا تھا اُنہیں آزاد کروایا' وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مناقب ومحامد' حد وشمار سے زیادہ ہیں مگر جس وقت ظہورِ اسلام ہوا اور رسول اللہ ﷺ میدانِ عمل میں اُترے' تب حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نو سال کے بچے تھے' اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ کے معاونِ واحد تھے' اس لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی بجا طور پر افضل الاصحاب ہیں۔

"وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا غَیْرَ رَبِّیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكرٍ خَلِیْلًا" امام بدر الدین عینی لفظ خلیل کے چند معانی بتاتے ہیں' پہلا معنی یہ بتایا:

الخلیل المنقطع الی اللہ تعالیٰ الذی لیس فی انقطاعہ الیہ ومحبتہ لہ اختلاف ۔ (عمدۃ القاری جلد 16 صفحہ 243)

(ترجمہ:) "خلیل وہ ہے جو سب دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف یوں مائل ہو جائے (بھروسہ کر لے) کہ اس کے انقطاع الی اللہ اور اس کی محبتِ الٰہی میں کوئی اختلاف نہ رہ جائے"۔

یعنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا کامل بھروسہ اور کامل جھکاؤ صرف اللہ کی طرف ہے، وہی میری جملہ حاجات کا کفیل ہے، اگر میں اس کے سوا کسی ہستی کو اپنے کامل بھروسہ اور انقطاع کامل کا محور بناتا تو ابوبکر صدیق کو بناتا، یعنی وہ میری ہر حاجت کی تکمیل اور ہر ضرورت کی برآوری میں ہمہ وقت مصروف رہتا ہے، اس لیے اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل قرار دیتا تو ابوبکر کو قرار دیتا کہ اللہ کے بعد وہی میرا سب سے بڑا مددگار ہے۔ اگر اس ارشادِ رسول کے بعد بھی کسی تفضیلی کے حواس ٹھکانے نہیں آتے تو ان کیلئے یہی کہنا پڑتا ہے: وجعلنا علیٰ قلوبھم اکنۃً ان یفقھوہ وفی آذانھم وقرًا ۔

"لا یبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر" اس جگہ یہ تعارض ہے کہ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا سب کے دروازے بند کرنے کا حکم ہے جبکہ نسائی شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دروازہ کے سوا تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ حکم اللہ نے دیا ہے۔

امام بدرالدین عینی نے اس تعارض کے دفع کیلئے امام طحاوی کی مشکل الآثار سے روایت نقل کی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دروازہ مسجد میں نہیں کھلتا تھا، البتہ ایک خوخہ (دریچہ) مسجد میں کھلتا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حجرہ کیلئے مسجد کے اندر ہی سے دروازہ تھا، باہر سے کوئی دروازہ نہ تھا جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرات کے دروازے مسجد ہی کی طرف سے تھے، اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص جنابت میں مسجد سے نہیں گزر سکتا سوا میرے اور علی کے۔ اور اسے قاضی اسماعیل نے بھی احکام القرآن میں روایت کیا ہے۔ (عمدۃ القاری جلد 16 صفحہ 245)

اسی لیے بخاری و مسلم میں یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں بھی مروی ہے کہ فرمایا:

سُدُّوا عَنِّیْ کُلَّ خَوْخَۃٍ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرَ خَوْخَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ ۔

(بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب: 80، حدیث: 478) (مسلم، فضائل الصحابہ، حدیث: 2)

(ترجمہ:)''میری طرف اس مسجد میں کھلنے والی ہر کھڑکی بند کردو سوا ابوبکر کی کھڑکی کے''۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کو مسجد کے سوا کوئی دروازہ ہی نہ تھا' اس لیے ان کا دروازہ بہرحال کھلا رکھا گیا اور باقی دروازے بند کیے گئے اور یہ بہت پہلے کی بات ہے' جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحلت مبارکہ سے قبل خصوصی اعلان فرما رہے ہیں کہ مسجد سے ملحقہ گھروں میں سے اگر کوئی کھڑکی مسجد میں کھلتی ہے تو اسے بند کردو' البتہ ابوبکر کی کھڑکی کھلی رکھی جائے۔ اور یہ ان کی خلافت و جانشینیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ ہے' یعنی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا مصلّٰی عطا فرمانے والے تھے' اس لیے پہلے ہی سے اس کا اہتمام فرمایا اور دریچۂ صدیق اکبر کو کھلا رہنے دیا تاکہ انہیں نمازِ پنجگانہ پر مسجد میں آنا آسان رہے' یعنی دروازۂ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا کھلا رکھنا ان کی بدنی حاجت کیلئے تھا اور خوخۂ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کھلا رکھنا ان کی خلافت و امامت کیلئے تھا۔

نوویں حدیث:

میری تصدیق میں سب سے اوّل آواز اُٹھانے والا ابوبکر ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھا' اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے' اُنہوں نے اپنے کپڑے (تہبند) کی ایک طرف پکڑ رکھی تھی تاکہ گھٹنے نہ کھل جائیں (تیزی سے چلتے آ رہے تھے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لگتا ہے کہ تمہارا ساتھی کسی سے اُلجھ کر آیا ہے (اس کے چہرے پر پریشانی ہے)۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا' پھر کہا: میرے اور حضرت عمر کے درمیان میں کوئی تنازع چلا' میں نے ان پر تیزی دکھائی (کچھ سخت کہہ دیا) پھر مجھے ندامت ہوئی' میں نے ان سے کہا کہ مجھے معاف کردو' اُنہوں نے مجھے معاف نہیں کیا' تب میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار فرمایا: ''یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ یَا اَبَا بَکْرٍ'' اے ابوبکر! اللہ تمہاری بخشش کرے (یعنی اگر عمر نے تمہیں معافی نہیں دی تو میں تمہاری معافی کیلئے اللہ سے تین بار سوال کرتا ہوں) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی' وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے' پوچھا: کیا یہاں ابوبکر ہیں؟ کہا گیا: نہیں ہیں' تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے' آپ کو سلام عرض کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور (غصہ سے) تمتمانے لگا' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (نہایتِ ادب سے) اپنے گھٹنوں کے بل جھک گئے اور (کمالِ عاجزی سے) عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے ہی عمر پر زیادتی کی تھی۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وقال اَبُوْ بَکْرٍ صَدَقْتَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِی صَاحِبِیْ فَمَا اُوْذِیَ بَعْدَھَا ۔

(بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، حدیث:3661)

(ترجمہ:)"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا، تم نے کہا: (اے محمد!) تم جھوٹ کہتے ہو (معاذ اللہ) اور ابوبکر نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال سے میری ہمدردی و مدد کی، تو کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی کو چھوڑو گے یا نہیں؟ (یعنی کیا تم اسے تکلیف دینے سے باز نہیں آؤ گے) تو اس کے بعد کسی نے ان کو کبھی کوئی تکلیف نہ دی"۔

یہ اسلام کے انتہائی ابتدائی دور کی بات ہے، جب حضرت ابوبکر صدیق، سیدہ خدیجہ، سیدنا مولا علی مرتضیٰ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم ہی اسلام لائے تھے، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عورت تھیں وہ خاتونِ خانہ ہونے کے باعث مردوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت محض نو سالہ نابالغ بچے تھے، ابھی انہوں نے کارزارِ حیات میں قدم نہیں رکھا تھا اور ابھی وہ کفار کی زبان درازیوں اور دست درازیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ غلام تھے، آزاد لوگ ان کی بات کب سننے والے تھے اور باقی سارا عرب خدا کے رسول کو جھٹلا رہا تھا، ایسے میں تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز تصدیقِ رسول کیلئے مکہ کے کوچہ و بازار میں اور حرمِ کردگار میں گونجتی تھی۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ الزمر، آیت:33)

(ترجمہ:)"وہ جو سچ لے کر آیا اور جس نے سچ کی تصدیق کی، یہی متقین ہیں"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کے تحت فرمایا:

الذی جاء بالصدق محمد ﷺ والذی صدق بہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ ۔

(کنز العمال، کتاب التفسیر، سورۃ الزمر، حدیث:4576، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:)"یعنی جو سچ لے کر آیا وہ محمد ﷺ ہیں اور جس نے حق کی تصدیق کی، وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"۔

اس حدیثِ بخاری سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں یہ مقام ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر اور عظیم ترین صحابی جو مرادِ رسول ہیں، اگر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے اُلجھیں اور ان کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچے تو رسول اللہ ﷺ جنابِ عمر پر بھی غصہ میں آتے ہیں اور انہیں جھڑک سناتے ہیں۔ تمام اصحابِ رسول ﷺ میں یہ صرف یارِ غارِ مصطفیٰ حضرت صدیقِ باصفا رضی اللہ عنہ ہی کی شان وعظمت ہے، وجہ وہی ہے جو زبانِ رسول ﷺ نے بیان فرمائی اور مولا علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے بتائی کہ تصدیقِ رسول میں سب سے پہلے اُٹھنے والی آواز نبی کے دل بر، اُمت کے راہبر، صحابہ کے افسر، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی۔

اس حدیث سے محدثین کا افضلیتِ صدیق اکبر پر استدلال

اس حدیث کے تحت شیخ الاسلام امام حافظ ابن حجر عسقلانی 852ھ، فتح الباری میں فرماتے ہیں:

وفی الحدیث من الفوائد فضل ابی بکر الصدیق علٰی جمیع الصحابة وان الفاضل لا یجوز له ان یغاضب من هو افضل منه ۔

(فتح الباری شرح بخاری، جلد 7 صفحہ 26، کتاب: فضائل الصحابہ، زیر حدیث: 3661، مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ)

(ترجمہ:) "اس حدیث میں چند فوائد ہیں، جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت (ان سب پر برتری) اور یہ کہ فاضل کو اپنے سے افضل شخص کو غضب ناک نہیں کرنا چاہیے"۔

اور بعینہٖ یہی بات عمدۃ القاری شرح بخاری میں امام بدرالدین عینی نے بھی ارشاد فرمائی ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری، جلد 16 صفحہ 251، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

دسویں حدیث:

مجھے سب لوگوں میں سے محبوب تر عائشہ اور اس کا باپ ابوبکر صدیق ہے

عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ بَعَثَهُ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُهُ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ عَائِشَةُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ فَقَالَ اَبُوْهَا فَقُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رِجَالًا ۔

(ترجمہ:) "حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں لشکرِ

ذات السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا' میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: آپ کو سب لوگوں میں سے کون محبوب تر ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا)۔ میں نے عرض کیا: مردوں میں سے کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کا باپ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)۔ میں نے عرض کیا: اس کے بعد کون محبوب تر ہے؟ فرمایا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)۔ آپ نے مزید چند صحابہ کا بھی نام لیا''۔

شرح

اس حدیث متفق علیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''احبّ الناس الٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' قرار دیا گیا ہے' ''اَحَبّ'' اسم تفضیل ہے اور انہیں ہر جگہ اسم تفضیل ہی سے ملقب کیا گیا ہے' کہیں ''احب الناس'' کہا گیا' کہیں ''اَمَنّ الناس'' کہا گیا' کہیں ''ارحم الناس'' کہا گیا اور قرآن میں انہیں ''الاتقٰی'' کہا گیا۔ الغرض! ان کیلئے تفضیل کے صیغے ہی استعمال کیے گئے' اس کے باوجود اگر تفضیلی گروہ کو اطمینان نہیں تو وہ بتائیں کہ کیا ''اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول'' کا یہی تقاضا ہے؟

گیارھویں حدیث:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ایمان کے بعد ابوبکر وعمر کا ایمان بیان کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر پڑھائی' پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ایک شخص گائے کو لے کر جا رہا تھا' تب وہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے مارنے لگا (کہ چلتی کیوں نہیں)۔ گائے بولی: ہمیں سواری کیلئے پیدا نہیں کیا گیا' ہمیں کھیتی کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! گائے بھی کلام کرتی ہے؟

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاِنِّیْ اُوْمِنُ بِذٰلِكَ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ ۔

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر وعمر ایمان رکھتے ہیں''۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی بکریاں چرا رہا تھا' ایک بھیڑیے نے حملہ کیا اور ایک بکری اُٹھا کر لے گیا' اس آدمی نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے بکری چھڑوا لی' بھیڑیے نے کہا: اے بندے! تم نے مجھ سے بکری چھڑوا لی' مگر جس دن درندوں کا راج ہو اور میرے سوا کوئی چرواہا نہ ہو اُس

وقت اسے کون چھڑوائے گا (یعنی کبھی میری باری بھی آ جائے گی) لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا باتیں کرتا ہے؟

آ قا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس پر میں ایمان رکھتا ہوں اور ابوبکر و عمر ایمان رکھتے ہیں اور وہ دونوں اس دن لوگوں میں موجود تھے۔ (بخاری، کتاب: المزارعۃ، حدیث: 2324)

شرح

امام شہاب الدین قسطلانی ارشاد الساری شرح بخاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:
یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما وہاں موجود نہ تھے، وہ غائب تھے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ موجود ہوتے تو کوئی تردّد نہ کرتے جیسے دوسرے لوگوں نے کیا کیونکہ آپ جانتے تھے، ان دونوں کا ایمان و یقین اس درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ (ارشاد الساری جلد 5 صفحہ 306، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور امام بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری میں فرمایا:

وفيه فضلُ الشَّيخين رضی اللہ عنہما لانّهٗ نزّلهما بِمَنزِلَةِ نفسِه وهى من اعظمِ الخصائص ۔ (عمدۃ القاری، جلد 12 صفحہ 226، کتاب المزارعۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''اس حدیث میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا یہ فضل بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے نفس کی طرح قرار دیا اور یہ ان کی عظیم ترین خصوصیات میں سے ہے''۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ایمان کو اپنے ایمان کی طرح قرار دیا اور فرمایا کہ جیسے میں کسی چیز پر ایمان لاتا ہوں، شیخین بھی اُسی طرح ایمان لاتے ہیں، اس میں ان کے ایمان کو سب کے ایمان سے قوی تر قرار دیا گیا ہے اور ایمان ہی سب اعمال و فضائل کی بنیاد ہے، جب وہ افضل ہے تو یہی افضلیتِ مطلقہ ہے ورنہ جزوی خصائص تو سبھی کیلئے ہیں۔

بارھویں حدیث:

ایک بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے جانشینی لکھ دیں

عن عائشة قالت لى رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُدْعِى لى اَبَا بَكرٍ اَبَاكِ وَاَخَاكِ حتّٰى اَكْتُبَ كتابًا فَاِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يَتَمَنّٰى مُتَمَنٍّ وَيَقُوْلَ قَائِلٌ اَنَا اَوْلٰى وَيأبى اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ ۔ (مسلم، کتاب: فضائل الصحابہ، باب: فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث: 6181)

(ترجمہ:) ''سیدہ عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے فرمایا: میرے پاس اپنے باپ ابوبکر کو اور اپنے بھائی (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ) کو بلا لاؤ تا کہ میں تحریر لکھ دوں' مجھے ڈر ہے کہ شاید کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے اور کوئی کہنے والا کہے کہ میں (خلافت کا) زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ اور سب اہلِ اسلام ابوبکر کے سوا (سب سے) انکار کرتے ہیں''۔

شرح

اس حدیث سے دو طرح افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھل کر سامنے آتی ہے' اوّل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک بار چاہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے باقاعدہ نامۂ خلافت و جانشینیٔ رسول تحریر فرما دیں تا کہ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ میں جانشینیٔ پیمبر کا زیادہ حقدار ہوں' مگر پھر آپ نے تحریر کا ارادہ ترک فرما دیا تا کہ اُمت میں نظامِ مشاورت قائم ہو اور امیر کا انتخاب شوریٰ سے ہوا کرے' گویا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی دوسرے شخص کو امامت وخلافت اور قیادت وسیادت کیلئے مناسب ہی نہیں جانتے' یعنی آپ کے نزدیک آپ کے آل واصحاب میں سب سے معظم ومحتشم ہستی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ذاتِ والاصفات ہی ہے۔ یہ مفہوم ہر بچے کی سمجھ میں بھی آ سکتا ہے۔ الا من ختم اللّٰہ علٰی قلبہٖ وسمعہٖ وجعل علٰی بصرہٖ غشاوۃً ۔

دوم: ''ویأبی اللّٰہ والمؤمنون'' سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ قبول ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق کے سوا کسی کو اُمت میں سب سے زیادہ اہمیت وافضلیت دی جائے اور نہ کسی مؤمن کو یہ پسند ہے کہ ایسا سوچے یا کہے' بشرطیکہ سچا مؤمن ہو۔ رہا تفضیلی ٹولہ تو وہ گمراہ فرقہ ہے' اہل سنت واہل حق سے خارج ہے' وہ تقاضائے ایمان سے دور جا پڑا ہے۔

تیرھویں حدیث:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صدیق اکبر کو ہر اہم معاملہ میں اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جسم خاکی چارپائی پر رکھا گیا تھا' لوگوں نے ان کو کفن ڈال کر رکھا تھا اور ان کیلئے دعاء واستغفار کر رہے تھے' ابھی ان کا جنازہ نہیں اُٹھایا گیا تھا' اچانک کسی شخص نے آ کر مجھے چونکا دیا' اس نے میرے کندھے کو پکڑ لیا' (دوسری روایت ہے کہ اُس نے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھ دی) میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے' وہ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی رحلت پر افسوس کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے:

مَا خَلَّفْتَ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ بِمِثْلِ عَمَلِہٖ وَایْمُ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُ لَاَظُنُّ ان یَجْعَلَکَ اللّٰہُ مَعَ صَاحِبَیْکَ وَحَسِبْتُ اَنّٰی کَثِیْرًا کُنْتُ اَسْمَعُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْلُ ذَھَبْتُ اَنَا وابو بکرٍ و عُمرُ وَدَخَلْتُ اَنَا وَاَبو بکرٍ وعُمرُ وَخَرَجْتُ اَنَا وَاَبُوْ بکرٍ وعمرُ .

(بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: 6، حدیث 3685)

(ترجمہ:) ''اے عمر! آپ اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑ گئے کہ اس جیسا نامۂ اعمال لے کر مجھے اللہ کے پاس جانا پسند ہو، اللہ کی قسم! میں ضرور یقین رکھتا تھا کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملا دے گا (ان کے پہلو میں پہنچا دے گا) اور میں سمجھتا ہوں کہ میں اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا تھا، آپ فرماتے تھے: میں گیا اور میرے ساتھ ابوبکر و عمر تھے، میں آیا اور میرے ساتھ ابوبکر و عمر آئے، اور میں نکلا تو میرے ساتھ ابوبکر و عمر نکلے''۔

شرح

حضرت مولا مرتضیٰ شیر خدا تاجدارِ ھل اتیٰ دامادِ مصطفیٰ، شوہر زہراء پدرِ سیّد الشہداء و حسن مجتبیٰ حیدرِ کرار برادر سیّد الابرار، اسد اللہ الغالب جناب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وارضاہ فرما رہے ہیں: اگر مجھے کسی کے نامۂ اعمال پر رشک آتا ہے تو وہ پہلے صدیق اکبر ہیں پھر عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہما اور جناب حیدرِ کرار گواہی دے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ پر اکثر یہ الفاظ رہتے تھے: فلاں جگہ میں گیا اور ابوبکر و عمر گئے، میں وہاں پہنچا اور ابوبکر و عمر پہنچے اور فلاں جگہ سے میں لوٹا اور ابوبکر و عمر لوٹے، گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیخین کو کسی جگہ خود سے جدا نہیں کرتے تھے۔ اپنے ہر فیصلہ اور ہر اہم معاملہ میں ان کی شرکت کو ضروری جانتے تھے اور اس میں شک ہی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر مجلس میں شیخین کریمین سب سے اہم افراد ہوتے تھے اور ہر معاملہ میں انہی کا مشورہ سب سے اہم اور سب سے اوّل ہوتا تھا، خواہ وہ بدر میں اُترنے کا معاملہ ہو، اسیرانِ بدر کے بارے میں مشورہ ہو، اُحد کی طرف جانے کا مسئلہ ہو یا کوئی اور۔ حتیٰ کہ حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت مبارکہ ''وشاورھم فی الامر'' (اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! صحابہ سے اپنے معاملات میں مشورہ کریں) (آل

عمران:159) حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما ہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

(درمنثور' سورۂ آل عمران' آیت مذکورہ' جلد2 صفحہ 359' مطبوعہ دارالفکر)

بلکہ احمد نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روایت کیا:

اَنَّ رَسولَ اللّٰہ ﷺ قالَ لِاَبِی بَکرٍ وَ عُمَرَ: لَوِ اجْتَمَعْتُمَا فِیْ مَشْوِرَۃٍ مَا خَالَفْتُکُمَا ۔ (درمنثور جلد2 صفحہ 359)

(ترجمہ:) ''اگر تم کسی مشورہ میں یک رائے ہو جاؤ تو میں تمہاری مخالفت نہیں کرتا''۔

ان احادیث وروایات سے یہ بات شمس نصف النہار سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آ گئی کہ بارگاہِ مصطفوی میں تمام اصحاب وآلِ نبی میں سے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کی اہمیت وافضلیت نہ تھی' پھر شیخین میں سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برتری میں کون شک کر سکتا ہے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی افضل البشر بعد الانبیاء ٹھہرتے ہیں' کاش! یہ بات تفضیلی ٹولہ سمجھ جائے جو خود کو اہلِ سنت کہنے پر مُصر ہے' حالانکہ ان کا اہلِ سنت میں ہونا عقائد کیلئے مُضر ہے کیونکہ پوری اُمت افضلیت صدیق کی مُقر ہے۔

چودھویں حدیث:

میری اُمت میں سے ابوبکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے' اُنہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے وہ دروازہ دکھایا جس میں سے میری اُمت جنت میں داخل ہوگی' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور میں بھی وہ دروازہ دیکھتا:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ اَمَا اِنَّکَ یَا اَبَا بَکرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ ۔

(سنن ابوداؤد' کتاب: السنۃ' باب فی التفضیل' حدیث:4652)

(ترجمہ:) ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! اے ابوبکر! میری اُمت میں تم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے ہو''۔

شرح

اس حدیث کو امام حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور اسے شرطِ شیخین پر صحیح قرار دیا

ہے۔(مستدرک جلد 3 صفحہ 77 'حدیث: 4444 'مطبوعہ دارالکتب العلمیہ 'بیروت)

اور ذیل میں امام ذہبی نے بھی تائید کی ہے کہ یہ شرط شیخین پر صحیح ہے۔

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهٗ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ وَاِلَّا لما سَبَقَهم فى دُخولِ الجنةِ وَايماءٌ اِلٰى اَنَّهٗ اَسْبَقُ الْاُمةِ ايمانًا ۔

(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ' کتاب: المناقب' جلد 11 صفحہ 288 'مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:)''اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری اُمت سے افضل ہیں ورنہ وہ سب اُمت سے پہلے جنت میں نہ جاتے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ وہ ساری اُمت سے پہلے ایمان لانے والے ہیں''۔

تو یہ حدیث بھی اس پر نصِ صریح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ ہر اس سے افضل ہیں جو اُمتِ محمدیہ میں داخل ہے کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا ابا بکر انك اوّل من یدخل الجنة من امتی ۔

تو جو شخص اس اُمت میں سے کسی کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانتا ہے' اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اسے اُمتِ محمدیہ میں سے نہیں سمجھتا' تو یہ کون سی محبتِ علی ہے' یہ تو عداوتِ علی ہے۔

پندرھویں حدیث:

جس نے سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی دست درازی سے بچایا' وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ ایذاء کب پہنچائی تھی؟ اُنہوں نے کہا: میں نے دیکھا کہ عقبہ بن ابی معیط' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لپکا' آپ نماز پڑھ رہے تھے' اُس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال دی اور زور سے آپ کا گلا دبایا۔

فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى دَفَعَهٗ عَنْهُ فَقَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۔(بخاری' کتاب فضائل اصحاب النبی' حدیث: 3678)

(ترجمہ:) ''اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے' اُنہوں نے عقبہ کو آپ سے دور ہٹایا اور کہا: (مؤمن آلِ فرعون کا قول قرآن سے لیتے ہوئے کہا:) کیا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو' جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں لایا ہے (سورۃ المؤمن:28)''۔

شرح

یعنی جس طرح فرعون اور اس کی قوم نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا فیصلہ کیا تو اس وقت آپ کی حمایت میں کوئی آواز اُٹھانے والا نہ تھا' تب فرعون کے قریبی عزیزوں میں سے ایک شخص جو اس کا چچا زاد تھا' آپ کی حمایت میں اُٹھا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وقال رجل مؤمن من آل فرعون یکتم ایمانہ اتقتلون رجلًا ان یقول ربی اللّٰہ ۔

(ترجمہ:) ''یعنی آلِ فرعون میں سے ایک شخص نے جو ایمان چھپائے ہوئے تھا' کہنے لگا: کیا تم ایک آدمی کو اس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے' الخ''۔

اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا تو سب کفارِ مکہ آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کو ایذاء دینے لگے' ایسے میں مؤمنِ آل فرعون کی طرح تنہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کے دفاع میں کھڑے ہوئے' آپ کو بچایا اور آپ کے حق میں وہی الفاظ کہے جو مؤمنِ آل فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہے تھے' اسی بات نے ان کو افضل الصحابہ بنا دیا۔

چنانچہ مسند بزار کے حوالہ سے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک بار اُنہوں نے لوگوں سے کہا: مجھے بتاؤ! ''اَشْجَعُ النَّاس'' (سب لوگوں سے بہادر) کون ہے؟ لوگوں نے کہا: آپ ہیں' اُنہوں نے فرمایا: میں جب کسی سے لڑتا ہوں تو اس سے پورا بدلہ لیتا ہوں' مگر مجھے بتاؤ کہ سب لوگوں سے بہادر کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم نہیں جانتے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ ابوبکر صدیق ہیں کیونکہ جنگِ بدر میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے چھپر بنایا' ہم کہنے لگے: اس چھپر میں آپ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ مشرکین میں سے کوئی آپ تک نہ پہنچ سکے:

فَوَاللّٰہِ مَا دَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْ بَکْرٍ شَاھِدًا بِالسَّیْفِ عَلٰی رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَا یَھْوِیْ اِلَیْہِ اَحَدٌ اِلَّا ھوی الیہ فھو اَشْجَعُ النَّاسِ ۔

(ترجمہ:) ''تو اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی آگے نہ بڑھا سوا ابوبکر کے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

سرانور کے پاس تلوار لے کر کھڑے تھے، جو کافر آپ کی طرف بڑھتا، وہ اس کی طرف لپکتے، تو وہ سب لوگوں سے بہادر ہیں"۔

صدیق اکبر کی ایک گھڑی مؤمن آلِ فرعون کی زندگی بھر سے افضل ہے، قول علی رضی اللہ عنہ

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں بھی دیکھا ہے کہ قریش نے آپ کو پکڑ رکھا تھا، کوئی آپ کو اِدھر کھینچ رہا تھا اور کوئی اُدھر کھینچ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے: کیا تم کئی خداؤں کی جگہ ایک خدا بناتے ہو؟ کہتے ہیں: تب ہم میں سے کوئی شخص آگے نہ بڑھا سوا ابوبکر کے، وہ کسی کافر کو کھینچ رہے تھے، کسی کو دھکا دے رہے تھے اور کسی کو مار رہے تھے اور ساتھ میں کہہ رہے تھے: "وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ" تمہاری ہلاکت ہو! کیا تم اس شخص کو مارنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے چہرہ پر اپنی چادر رکھ کر رونے لگے تا آنکہ ان کی داڑھی تر ہوگئی، پھر فرمایا: لوگو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں! مجھے بتاؤ کہ کیا مؤمنِ آلِ فرعون افضل تھا یا ابوبکر افضل ہیں؟ لوگ خاموش رہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلَا تُجِیْبُوْنَنِی فَوَاللّٰهِ لَسَاعَةٌ مِنْ ابی بکرٍ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ سَاعَةٍ مِنْ مِثْلِ مؤمنِ آلِ فِرعونَ ذٰلِكَ رَجُلٌ یَکْتُمُ اِیمانَهٗ وَهٰذا رَجُلٌ اَعْلَنَ اِیمانَهٗ ۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی، باب: ابی بکر الصدیق، فصل: فی شجاعتہ، صفحہ 30، مکتبہ المنار، مصر)

(ترجمہ:) "تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق کی زندگی کی ایک گھڑی آلِ فرعون کے مؤمن جیسے کسی آدمی کی ہزار ساعات سے بہتر ہے، وہ شخص (پہلے) اپنا ایمان چھپاتا تھا (جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یکتم ایمانہٗ" وہ اپنا ایمان چھپاتا تھا) مگر ابوبکر صدیق وہ آدمی ہیں جنہوں نے (شروع ہی سے) اپنے ایمان کا اعلان کیا"۔

یعنی اس واقعہ سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ استدلال فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مؤمنِ آلِ فرعون سے ہزار درجہ افضل ہیں اور وہ سب لوگوں سے بہادر ہیں، جس جگہ کوئی شخص حمایتِ رسول میں آگے نہیں بڑھتا تھا، وہاں صدیق اکبر تلوار لے کر آگے آتے تھے۔

جو سادات تفضیلیت کا شکار ہو کر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہتے ہیں، انہیں کم از کم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنا فیصلہ تو ماننا چاہیے، کیا اولاد ہونے کا یہ حق ہے کہ باپ کا فیصلہ نہ مانا

جائے؟ آگے ہم اقوالِ علی کا الگ باب لا رہے ہیں' ان شاء اللہ!

اس واقعہ کو امام ابن حجر مکی ہیثمی نے بھی ''الصواعق المحرقہ'' میں ذکر کیا ہے۔

سولھویں حدیث

اگر میں دنیا میں نہ رہوں تو ابوبکر کے پاس جاؤ!

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: انصار میں سے ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی' اُس نے اپنے کسی معاملہ میں نبی اکرم رضی اللہ عنہ سے کوئی حکم مانگا:

فَقَالَتْ اَرَاَيْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنْ لَمْ اَجِدْكَ قَالَ اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِىْ فَأْتِىْ اَبَا بَكْرٍ زاد الحميدى عن ابراهيم بن سعد كاَنَّهَا تَعْنِى الموتَ .

(بخاری' کتاب الاحکام' باب:24 حدیث:7360) (مسلم' کتاب فضائل الصحابہ' باب: فضائل عمر' حدیث:6179)

(ترمذی' ابواب المناقب' باب: مناقب ابی بکر الصدیق' حدیث:3676)

(ترجمہ:) ''وہ عورت کہنے لگی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا کیا ارشاد ہے؟ اگر میں آپ کو نہ پاؤں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد کی روایت سے یہ زائد کیا ہے کہ وہ عورت آپ کے وصال کے بارے میں کہہ رہی تھی''۔

شرح

یہ حدیث بھی بتا رہی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ ظاہرہ ہی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس مقام پر کھڑا کر دیا تھا کہ آپ کے بعد وہی مرجع خلائق ہیں۔

سترھویں حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضلیتِ صدیق کا قول سن کر اسے برقرار رکھا

امام طبرانی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یوں روایت کرتے ہیں:

كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَىٌّ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّها رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وعثمانُ فَيَسْمَعُ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلا يُنْكِرُهُ .

(معجم کبیر للطبرانی' مسند عبداللہ بن عمر' جلد 12 صفحہ 221' حدیث:13132' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''ہم کہا کرتے تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حیاتِ ظاہرہ کے ساتھ) زندہ تھے کہ اس

اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے افضل صدیق اکبر ہیں اور عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سنتے تھے اور اسے بُرا نہیں جانتے تھے (اسے درست مانتے تھے)''۔

امام ابن حجر مکی ہیثمی نے اس حدیث کو یوں بھی ذکر کیا ہے:

واخرج ابن عساکر عن ابن عمر قال: كُنَّا وَفِينَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نُفَضِّلُ ابا بكرٍ وعمرَ وعثمانَ وعليًّا ۔

(الصواعق المحرقہ، باب: ثالث فی افضلیۃ ابی بکر علیٰ سائر الامہ، فصل ثانی، صفحہ 95، مطبوعہ مکتبہ حقیقت، استنبول، ترکی)

(ترجمہ:) ''ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: جب ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما تھے تو ہم ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو سب سے افضل قرار دیتے تھے''۔

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت چاروں خلفاءِ راشدین کا ذکر ہے، الحمد للہ! علاوہ ازیں اس حدیث کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ الخلفاء میں اور امام احمد عسقلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری میں نقل کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کوئی بات کہی جائے اور آپ اسے سن کر منع نہ فرمائیں تو یہ اس کے درست ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آقا کی شان ہی یہ ہے: ''**يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ**'' آپ لوگوں کو نیکی کا حکم فرماتے، بُرائی سے روکتے، ان کیلئے عمدہ چیزیں حلال کرتے اور بُری چیزیں حرام ٹھہراتے ہیں (سورۃ الاعراف: 157)۔

یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے غلط بات کہی جائے اور آپ خاموش رہیں، آپ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے تھے کہ ابوبکر صدیق اس اُمت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں اور آپ منع نہیں فرماتے تھے، یعنی آپ کو یہ بات اچھی لگتی تھی۔ اگر آج تفضیلی ٹولہ کو یہ بات بُری لگتی ہے تو وہ فیصلہ کرلیں کہ اُنہوں نے کدھر جانا ہے اور خلفاءِ راشدین ہوں، عشرہ مبشرہ ہوں، یا اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب اُمت میں شامل ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکر صدیق کے تمام اُمت سے افضل ہونے کی تائید فرمارہے ہیں، کیونکہ صحابہ کہتے تھے: ''**افضل هذه الامة بعد نبيها**

ابو بکر ''اور آقا ﷺ نہیں روکتے تھے' اب جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے افضل کہتا ہے وہ ان کو اُمت سے نکالتا ہے۔

امام ابی یعلیٰ نے بھی یہ حدیث ذکر کی ہے اور یہ اضافہ بھی روایت کیا ہے:

فَيَبْلُغُ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَلَا يُنْكِرُهُ ۔ (مسند ابی یعلیٰ' مسند ابن عمر' صفحہ 1009' حدیث: 5597)

(ترجمہ:) ''یعنی ہماری یہ بات کہ ابوبکر سب اُمت سے افضل ہیں' نبی اکرم ﷺ کو پہنچتی تھی تو آپ اس سے انکار نہیں فرماتے تھے''۔

اسی طرح یہی الفاظ امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیے ہیں۔

(معجم اوسط' جلد 6 صفحہ 258' حدیث: 8702' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

اٹھارھویں حدیث

جنت میں شیخین کا مقام سب سے بلند ہے

عن ابی سعید الخدری قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ اَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِيْ اُفُقِ السَّمَاءِ وَاِنَّ اَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ مِنْهُمَا وَاَنْعَمَا ۔ (ترمذی' باب: مناقب ابی بکر الصدیق' حدیث: 3658)

(ترجمہ:) ''حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں بلند درجات والوں کو ان سے نیچے درجہ والے یوں دیکھیں گے جیسے تم آسمان میں طلوع کرنے والے ستاروں کو دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر انہی میں سے ہیں اور وہ ان میں مزید اونچے اور افضل ہیں''۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے کہا: اسے ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے' اور شرح السنہ میں بھی ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسے ابو سعید خدری کے علاوہ ابو ہریرہ' سہل بن سعد' ابن عمر اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کیا ہے' یہ حدیث بھی افضلیتِ شیخین پر واضح دلالت کر رہی ہے۔

انیسویں حدیث

میں نے ہر کسی کے احسان کا بدلہ چکا دیا' ابوبکر کا بدلہ قیامت میں اللہ ہی چکائے گا

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَاْنَاهُ مَا

خَـلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَـهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يوم القيامة ۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، مناقب: ابی بکر الصدیق، حدیث: 3661) (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 396) (مسند حمیدی حدیث: 250)

(ترجمہ:) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ہم پر جس کا بھی احسان تھا، ہم نے اس کا بدلہ دے دیا، سوا ابوبکر کے کہ اس کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا''۔

شرح

امام ترمذی نے کہا: ''هٰـذا حديث حسنٌ غريبٌ من هذا الوجه'' اور یہ وہی افضلیت صدیقِ اکبر ہے جو بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ ۔

(بخاری، حدیث: 3654) (مسلم حدیث: 6170)

(ترجمہ:) ''بے شک اپنے مال اور اپنی صحبت کے ساتھ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے''۔

گویا ''الـنَّـاس'' میں جو بھی داخل ہے، بہر حال اس کے احسان کا بدلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دے دیا خواہ وہ اصحاب سے ہو یا آل سے، مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے احسانات اس قدر زیادہ اور عظیم ہیں کہ ان کا بدلہ انہیں روزِ قیامت، اللہ رب العزت ہی عطا فرمائے گا، کیا اب بھی کسی کو افضلیتِ صدیقِ اکبر میں کوئی شک ہے؟

بیسویں حدیث

ابوبکر و عمر تمام بزرگانِ جنت کے سردار ہیں

عن عَلِيٍّ عَنِ النبي صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِينَ والآخرينَ ما خَلَا النَّبِيِّين والمرسلين لا تُخْبِرْهُمَا يا عَلِيُّ ۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، باب: مناقب ابوبکر صدیق، حدیث: 3666) (ابن ماجہ، کتاب: السنۃ، حدیث: 95) (مسند ابی یعلیٰ حدیث: 533) (معجم اوسط للطبرانی، حدیث: 1348)

(ترجمہ:) ''حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ابوبکر و عمر جنتی

بزرگوں کے سردار ہیں، تمام اوّلین و آخرین میں سے، سوا انبیاء و مرسلین کے"۔

شرح

ابن ماجہ میں اس حدیث کے آخر میں یوں ہے:

لَا تُخْبِرْهُمَا يا علی مَا دَامَا حَيَّيْنِ ۔ (ابن ماجہ، حدیث:96)

(ترجمہ:) "اے علی! جب تک یہ دونوں زندہ ہیں، انہیں یہ نہ بتانا"۔

اس حدیث کو ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے، دیکھئے: ترمذی، حدیث:3664۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے تحت بحث فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بزرگ لوگ نوجوانوں سے اعلیٰ و افضل ہوتے ہیں۔

فاذا کانا سیدی الکھول فاولی ان یکونا سیدی شباب اھلھا ۔

(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ، جلد11 صفحہ 315)

(ترجمہ:) "جب وہ دونوں بزرگانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں تو نوجوانانِ جنت کا سردار ہونا تو زیادہ واضح ہوا"۔

اسی لیے مسند احمد بن حنبل میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بكرٍ وَ عُمرُ رضی اللہ عنہما فَقالَ يا عَلِيُّ هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَشِبَابِهَا بَعْدَ النَّبِيِّيْن والْمُرْسَلِيْنَ ۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند علی بن ابی طالب، جلد1 صفحہ 80، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

(ترجمہ:) "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر تھا، اتنے میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آ گئے، آپ نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں اہل جنت کے بزرگوں اور نوجوانوں کے سردار ہیں، انبیاء و مرسلین کے بعد"۔

لہٰذا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما انبیاء کے بعد سب اہلِ جنت کے سردار ہیں، خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھے۔ اس جگہ یہ بحث ہے کہ جنت میں سب نوجوان ہوں گے، پھر وہاں کہول کہنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ "کُھولۃ" کمالِ عقل و خرد کی نشانی ہے۔ انسان جس قدر عمر رسیدہ ہوتا ہے،

اس کے عقل وشعور میں بلندی آتی جاتی ہے اور طبیعت عموماً خیر کی طرف مائل ہو جاتی ہے جس سے درجات میں ترقی آتی ہے، تو شباب ادنیٰ حالت میں ہیں اور ''کُھول'' اعلیٰ حالت میں، تو حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما انبیاء کے سوا تمام ادنیٰ واعلیٰ اہلِ جنت کے سردار ہیں۔

اور بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مرتبہ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ ہے، تو ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیق، انبیاء کے بعد تمام اہلِ ایمان کے سردار ہیں۔

اور جس حدیث میں ہے کہ جنابِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ جس طبقۂ جنت کے سردار ہیں، اس کا مرتبہ اس طبقہ سے کم ہے جس کے سردار شیخین کریمین ہیں، اس طرح تمام احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

اور بعض نے یوں تطبیق دی ہے کہ جو لوگ دنیا میں جوان فوت ہوئے اور جنت میں گئے، ان کے سردار حسنین کریمین ہیں اور جو بڑھاپے میں فوت ہوئے اُن کے سردار شیخین کریمین ہیں، بہرحال جب بوڑھوں کا درجہ نوجوانوں سے زیادہ ہے تو شیخین ہی سب اہلِ جنت کے سردار ٹھہرے، سواء انبیاء ومرسلین کے۔

اس حدیث سے افضلیتِ صدیقِ اکبر پر شاہ ولی اللہ کا استدلال

اسی لیے اس حدیث کے تحت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایں حدیثِ مصرح است بافضلیت ایشاں برجمیع صحابہ و مستفیض است از مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، جلد اوّل صفحہ 316)

(ترجمہ:) ''یعنی یہ حدیث حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے تمام صحابہ سے افضل ہونے کی تصریح کرتی ہے اور یہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے''۔

بعض مستند علماء سے سننے میں آیا ہے کہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب کے بعض مریدین کہتے پھرتے ہیں کہ یہ حدیث کہ ابوبکر وعمر کہول اہل جنت کے سردار ہیں، من گھڑت حدیث ہے۔ سبحان اللہ! یہ کیسی بے خبری بلکہ سینہ زوری ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی یقیناً مختلف اسانید کے ساتھ لائے ہیں، پہلی اسناد یہ ہیں:

حدثنا الحسن بن الصباح البزار حدثنا محمد بن كثير العبدی عن الاوزاعی

عن قتادة عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ لابی بکر و عمر هذان سیدا کهول اهل الجنة لا تخبرهما یا علی .

اس اسناد کا پہلا راوی حسن بن الصباح البزار ہے جو بخاری' ابوداؤد' ترمذی' بزار اور بغوی جیسے ائمہ کبار کا شیخ ہے۔ امام احمد نے کہا: اس کا ہر عمل خیر میں تھا' امام ابوحاتم نے اسے صدوق کہا اور کہا: "**کانت جلالةٌ عجیبةٌ ببغداد کان احمد یُجِلُّهٗ**" یعنی حسن بن صباح کیلئے بغداد میں عجب جلالت تھی' امام احمد جیسے لوگ ان کی تعظیم بجالاتے تھے۔ (تہذیب التہذیب جلد اوّل صفحہ 496' راوی:1479)

اس کا دوسرا راوی محمد بن کثیر العبدی ہے' یہ بھی بخاری وابوداؤد اور دارمی کا بلاواسطہ شیخ ہے اور ابوحاتم' ابوزرعہ' ذہلی اور بلخی جیسے ائمہ کا دارمی کے واسطہ سے شیخ ہے۔ ابوحاتم اسے صدوق کہتے ہیں' ابن حبان اسے ثقات میں سے شمار کرتے ہیں' امام احمد بن حنبل ثقہ فرماتے ہیں' البتہ ابن معین نے اسے ضعیف کہا ہے' مگر محشی نے کہا: ایسا کہنا غلط ہے' وہ طبقہ عاشرہ کے رواۃ کبار میں سے ہے اور ثقہ ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد 5 صفحہ 267' راوی 7276)

اس کا تیسرا راوی امام اوزاعی ہیں جن کی ثقاہت وجلالت میں کس کو کلام ہے۔

چوتھے راوی مشہور تابعی حضرت قتادہ ہیں اور پانچویں راوی خود حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب ایسی مستند حدیث کو جو من گھڑت کہے' اسے اپنی دماغی صحت کیلئے کسی سیکالوجسٹ سے رابطہ کرنا چاہیے' ضرور اس کے دماغ میں فتور ہے' امام ترمذی نے اس کی تین اسانید میں سے ایک میں ضعف بتایا ہے کیونکہ امام زین العابدین اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ملاقات نہیں ہے' مگر ساتھ ہی فرمایا ہے کہ یہ حدیث حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے دیگر اسانید کے ساتھ بھی ہے بلکہ ان کے علاوہ حضرت انس اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی شریف' کتاب المناقب' حدیث:3665) گویا یہ حدیث حد شہرت کو پہنچ گئی ہے۔ اس کے باوجود اس حدیث کو من گھڑت کہنا پرلے درجہ کی حماقت وسفاہت ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس ٹولہ کا یہ کہنا کہ ہم صدیق اکبر کی افضلیت مانتے ہیں مگر اس پر اجماع نہیں مانتے' محض مغالطہ آفرینی ہے' حقیقت جب یہ لوگ افضلیت صدیق اکبر کے منکر ہیں' اسی لیے اس افضلیت کے مضبوط دلائل کو ناروا طریقہ سے کمزور قرار دینے کی سعی بیکار کرتے رہتے ہیں' بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ تقیہ کا نقاب اتار کر اپنے اصلی روپ میں سامنے آئیں' تاکہ لوگوں کو دھوکہ نہ ہو' تفضیلی گروہ کو امام زیلعی' امام ابن ہمام'

امام بن عابدین شامی، امام حصکفی، امام ابن نجیم، حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر کثیر محدثین نے شیعہ قرار دیا ہے، تو انہیں اپنے اصلی چہرہ کو سامنے لانا چاہیے۔

اکیسویں حدیث

میرے بعد ابوبکر و عمر کی اقتداء کرو!

عن حُذَیفَةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰه ﷺ اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ ۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، مناقب: ابی بکر الصدیق، حدیث: 3662)

(ترجمہ:) ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی اقتداء کرو جو میرے بعد ہیں، یعنی ابوبکر و عمر''۔

اس حدیث کو ترمذی و ابن ماجہ نے ایک اور طریق سے بھی روایت کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ کُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ وَاَشَارَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ ۔

(سنن ترمذی، حدیث: 3663) (سنن ابن ماجہ، حدیث: 96)

(ترجمہ:) ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تمہارے درمیان میرا رہنا کب تک ہے، تو تم میرے بعد والوں کی پیروی کرنا، آپ نے ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ کیا''۔

شرح

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد خلفاءِ راشدین کی پیروی کا حکم فرمایا ہے اور چونکہ خلفاءِ راشدین میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما افضل تر ہیں، اس لیے ان کا خصوصیت سے نام لیا، جب کسی جماعت میں بطورِ مثال بعض افراد کا نام لینا ہو تو ان میں سے جو افضل تر ہوں، ان کا نام لیا جاتا ہے۔ یہ حدیث بھی شیخین کریمین کے افضل الامۃ ہونے کی اعلیٰ دلیل ہے، یعنی ماننے والوں کیلئے دلیل ہے، نہ ماننے والوں کیلئے نہیں۔

بائیسویں حدیث

مجلسِ رسول ﷺ میں ابوبکر و عمر کے سوا کوئی آپ کی طرف نظر نہیں اُٹھاتا تھا

عن انس اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ کَانَ یَخْرُجُ عَلٰی اَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ

وَالْاَنْصَارِ وَهُمْ جُلُوْسٌ وَفِيْهِمْ اَبُوْ بكر وعمرُ فَلَا يَرْفَعُ اِلَيْهِ اَحَدٌ مِنْهُم بَصَرَهٗ اِلَّا اَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ فَاِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ اِلَيْهِ وَيَنْظُرُ اِلَيْهِمَا وَيَتَبَسَّمَانِ اِلَيْهِ وَيَتَبَسَّمُ اِلَيْهِمَا ۔ (ترمذی' کتاب: المناقب' باب: مناقب ابی بکر الصدیق' حدیث:3667)

(ترجمہ:)''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ مہاجرین وانصار کے پاس تشریف لاتے اور وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوتے تو آپ کی طرف ان میں سے کوئی شخص اپنی نگاہ کو بلند کر کے نہیں دیکھتا تھا' سوا ابوبکر و عمر کے' کہ وہ دونوں آپ کی طرف دیکھتے' آپ ان کی طرف دیکھتے' وہ دونوں آپ کی طرف دیکھ کر مسکراتے اور آپ اُن کی طرف دیکھ کر مسکراتے''۔

شرح

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بارگاہِ نبوی کا احترام اس قدر غالب ہوتا کہ کوئی شخص آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھتا تھا' سب اپنی نظریں جھکا کر بیٹھتے مگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا تمام اہلِ مجلسِ رسول میں یہ مرتبہ تھا کہ وہ آقا سے نظریں دوچار کرتے اور مسکراتے تھے۔

یہ حدیث بھی بتاتی ہے کہ حاضرین دربارِ رسالت میں شیخین کا مقام سب سے بلند تھا۔ اب حاضرین میں آل واصحاب سبھی شامل ہیں۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ دمشقی کے حوالہ سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے:

عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال كُنَّا نَجْلِسُ عِنْدَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَاَنَّ عَلٰى رُؤُسِنَا الطَّيْرَ مَا يَتَكَلَّمُ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُو بكرٍ وعُمَرُ ۔ (المرقاۃ شرح مشکوٰۃ' جلد 11 صفحہ 316)

(ترجمہ:)''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یوں بیٹھتے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں (کہ اگر ذرہ حرکت کی تو پرندہ اُڑ جائے) ہم میں سے کوئی کلام نہیں کرتا تھا سوا ابوبکر و عمر کے''۔

تیئسویں حدیث

میں روزِ قیامت یوں اُٹھوں گا کہ میرے دائیں ابوبکر ہوگا بائیں عمر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ فَدَخَلَ المسجِدَ وابو بكرٍ

وَعُمَرُ اَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَالآخرُ عَنْ شِمَالِهٖ وَهُوَ آخِذٌ بِاَيْدِيْهِمَا وَقَالَ: هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (سنن ترمذی' کتاب: المناقب' مناقب: ابی بکر الصدیق' حدیث: 3669)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے' آپ مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے' ایک آپ کے دائیں تھا دوسرا بائیں اور آپ نے دونوں کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے' آپ نے فرمایا: روزِ قیامت ہمیں یونہی اُٹھایا جائے گا''۔

شرح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث میں یہ اشارہ دیا ہے کہ ہم تینوں کے مزارات اکٹھے ہی بنیں گے اور روزِ قیامت ہم اپنی قبور سے اکٹھے ہی اُٹھیں گے' اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شیخین کی قبور اس لیے اکٹھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روزِ تخلیق سے ان کی مٹی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکھی تھی۔ جیسا کہ درمنثور میں امام سیوطی نے آیت مبارکہ ''مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى'' (طٰہٰ: 55) کے تحت روایت نقل کی ہے کہ جس جگہ کسی نے سپردِ خاک ہونا ہوتا ہے' وہاں کی مٹی فرشتہ اُٹھا کر لاتا ہے اور رحمِ مادر میں نطفہ پر ڈال دیتا ہے تو جہاں سے مٹی اُٹھائی گئی ہوتی ہے' وہیں اس کی تدفین ہوتی ہے۔ (درمنثور' جلد 6 صفحہ 584' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرب اور معیت روزِ تخلیق سے ہے اور روزِ حشر تک ہے' حشر میں بھی وہ اکٹھے ہی اُٹھیں گے اور جنت میں بھی اکٹھے ہی جائیں گے' تو افضلیتِ شیخین مبنی بر معیّت شیخین ہے' پھر صدیقِ اکبر کی معیت جنابِ فاروق اعظم سے بہت زیادہ ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو بچپن سے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں' جوانی کے ساتھی ہیں' بڑھاپے کے ساتھی ہیں' بعثت کے ساتھی ہیں' غار کے ساتھی ہیں اور تا قیامت مزار کے ساتھی ہیں اور قیامت کے بعد دار القرار کے ساتھی ہیں' جب ان جیسی کسی کی معیت نہیں تو ان جیسی کسی کی افضلیت نہیں' حق آشکار ہے اور منکر پر اللہ کی مار ہے۔

چوبیسویں حدیث

اے ابوبکر! تم میرے حوضِ کوثر کے ساتھی ہو!

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لِاَبِىْ بَكْرٍ اَنْتَ صَاحِبِىْ عَلَى الْحَوْضِ

وَصَاحِبِی فِی الْغَارِ ۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، باب: مناقب ابوبکر صدیق، حدیث: 3670)

(ترجمہ:) "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم حوضِ کوثر پر میرے ساتھی ہو اور غار میں میرے ساتھی ہو"۔

یعنی جیسے غار میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ معیتِ خاص نصیب ہوئی جس میں کوئی دوسرا شامل نہیں، یونہی حوضِ کوثر پر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ معیت خاص نصیب ہوگی جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوگا۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب صحیح قرار دیا ہے، گویا جیسے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیقِ خاص و مصاحبِ اخص ہیں، یونہی وہ آخرت میں بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے مقرب ساتھی ہیں، کوئی دوسرا ان کے قربِ خاص کو نہیں پا سکتا۔

پچیسویں حدیث

کسی نیکی میں کبھی کوئی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہ بڑھ سکا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کا حکم دیا (اور یہ غزوۂ تبوک کیلئے چندہ کرنے کا واقعہ ہے) اور ان دنوں میرے پاس کچھ مال تھا، میں نے دل میں کہا: اگر میں ابوبکر صدیق سے کبھی آگے بڑھ سکتا ہوں تو وہ آج کا دن ہے، تو میں اپنا آدھا مال لے آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ما ابقیت لاھلك" "تم اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جتنا لایا ہوں، اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں۔

وَاَتٰی اَبُوْ بَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَهٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ؟ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا ۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، مناقب: ابوبکر صدیق، حدیث: 3675)

(ترجمہ:) "پھر ابوبکر اپنا سارا مال لے آئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! تم اپنے گھر والوں کیلئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا: میں ان کیلئے صرف اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے کہا: میں کبھی کسی چیز میں حضرت ابوبکر سے آگے نہیں بڑھ سکتا"۔

یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ میں کسی نیکی میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں

بڑھ سکتا' اور یہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔

چنانچہ صلہ بن زفر کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جب بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا تو وہ کہتے:

السَّبَّاقَ تَذْكُرُوْنَ السَّبَّاقَ تَذْكُرُوْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اسْتَبَقْنَا اِلٰی خَیْرٍ اِلَّا سَبَقَنَا اِلَیْهِ اَبُوْ بَكْرٍ ۔ (معجم اوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 232' حدیث: 7168' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''تم بہت سبقت لے جانے والے کا تذکرہ کر رہے ہو' تم بہت سبقت لے جانے والے کا تذکرہ کر رہے ہو' اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ہم نے کبھی کسی نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی مگر یہ کہ ابوبکر ہم سب سے اس میں سبقت لے گئے''۔

مجمع الزوائد میں امام ابوبکر ہیثمی نے کہا: اس کی سند میں احمد بن عبدالرحمٰن بن مقفل حرانی ہے' جسے میں نہیں جانتا' اس کے سوا اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد' جلد 9 صفحہ 49)

اس پر محمد حسن اسماعیل شافعی نے کہا: یہ احمد بن عبدالرحمٰن بھی معروف اور ثقہ راوی ہے' اسے ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور خطیب نے کہا: میں اس میں خیر ہی دیکھتا ہوں۔ (تاریخ بغداد' جلد 4 صفحہ 242)

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت سب صحابہ کو اعتراف ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہر نیکی میں بہت سبقت لے جانے والے تھے' اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں سب پر فوقیت دیتے تھے اور ان کے ہوتے ہوئے کسی کی امامت پر راضی نہ تھے' تو اس حقیقت سے انکار گویا خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو غلط قرار دینے کے مترادف ہے' وہ تو قسم اُٹھا کر کہہ رہے ہیں کہ کسی نیکی میں کوئی ان سے آگے نہ بڑھ سکا اور آج بہت سے سادات خود کو اولادِ علی المرتضیٰ کہلانے کے باوجود افضلیتِ شیخین کریمین سے منکر ہیں' کیا اولاد ہونے کا یہی حق ہے کہ باپ کو جھوٹا قرار دیا جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہر نیکی میں سبقت لے جانے پر یہ حدیث متفق علیہ بھی دال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہلِ نماز کو باب الصلوٰۃ سے جنت میں بلایا جائے گا' اہل جہاد کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا' اہل صدقہ کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا' اہل صیام کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔

قال ابو بكر هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ

مِنْهُمْ ۔ (بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، حدیث:3666)(مسلم، کتاب الفضائل، حدیث:2371)
(ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث:3674)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے اُمید ہے کہ تم انہی میں سے ہو''۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہر نیکی میں سب پر سبقت لے جانے پر یہ حدیث مسلم بھی دال ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا'' آج تم میں سے کسی نے روزہ رکھا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فَمَنِ اتَّبَعَ مِنْكُمُ الْجَنَازَةَ الْيَوْمَ؟'' آج تم میں سے کسی نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فَمَنْ اَطْعَمَ الْيَوْمَ مِنْكُمْ مِسْكِينًا؟'' آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے کھلایا ہے۔ حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا: ''فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْمَرِيضَ الْيَوْمَ'' آج تم میں سے کسی نے بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے: میں نے کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا اجْتَمَعْنَ فِي امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

(مسلم، کتاب: فضائل الصحابہ، باب: فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث:6182)

(ترجمہ:) ''یہ چار نیکیاں جس شخص میں بھی (ایک دن میں) جمع ہو گئیں، وہ جنت میں داخل ہو گیا''۔

گویا کسی نیکی میں کوئی شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ نہیں سکتا تھا، یہی ان کے افضل الاصحاب بلکہ افضل الامۃ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ قرآن کے مطابق افضلیت کا معیار نسب نہیں، ایمان، تقویٰ اور جانی و مالی قربانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ﴿سورۃ الحجرات:13﴾

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ کے ہاں تم سب سے مکرم وہ ہے جو تم سب سے متقی ہے''۔

چھبیسویں حدیث

میرے دو وزیر آسمان میں ہیں، دو زمین میں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِیٍّ اِلَّا وَلَهٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِیْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَآءِ فَجِبْرِیْلُ وَمِیْكَائِیْلُ وَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، باب: مناقب ابی بکر الصدیق، حدیث:3680)

(ترجمہ:) "حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کے دو وزیر آسمانوں میں اور دو وزیر زمین میں نہ ہوں، جبکہ اہلِ آسمان میں سے میرے دو وزیر جبریل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور اہلِ زمین میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں"۔

شرح

یہ حدیث بتا رہی ہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ سیّد الانبیاء ہیں، یونہی آپ کے دو آسمانی وزیر بھی وہ ہیں جو سیّد الملائکہ ہیں بلکہ سیّد اہل السماء ہیں، اسی طرح آپ کے دو زمینی وزیر بھی ہیں جو سیّد الاصحاب ہیں بلکہ سیّد اہل الارض ہیں، انبیاء و مرسلین کے سوا۔ امام ترمذی نے اسے حدیث حسن غریب کہا ہے۔ یہ حدیث بھی نص صریح ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں کیونکہ ان کا مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی بہت زیادہ ہے۔

اس حدیث سے ملا علی قاری کا افضلیتِ صدیقِ اکبر پر استدلال

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت ایمان افروز گفتگو فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں:

فِیْهِ دَلَالَةٌ ظَاهِرَةٌ عَلٰی فَضْلِهِمَا عَلٰی غَیْرِهِمَا مِنَ الصَّحَابَةِ وَهُمْ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ وَعَلٰی اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ لِاَنَّ الْوَاوَ وَاِنْ كَانَ لِمُطْلَقِ الْجَمْعِ وَلٰكِنَّ تَرَتُّبَهٗ فی لفظ الحکیم لا بُدّ مِنْ اَثَرٍ عظیمٍ ۔

(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ، جلد 11 صفحہ 317)

(ترجمہ:) "اس حدیث میں کھلی دلالت ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما باقی تمام صحابہ سے

افضل ہیں، بلکہ ساری اُمت سے افضل ہیں، اور یہ دلالت بھی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں کیونکہ واؤ اگرچہ مطلق جمع کیلئے ہوتی ہے مگر دانا متکلم کی گفتگو میں ترتیب کا ایک عظیم اثر ہوتا ہے"۔

ستائیسویں حدیث

مجھے مالِ ابوبکر نے جو نفع دیا ہے، کسی کے مال نے نہیں دیا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا نَفَعَنِیْ مَالٌ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَكْرٍ، قَالَ فَبَكٰی اَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنَا وَمَالِیْ اِلَّا لَكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب: السنۃ، باب: فضائل ابی بکر الصدیق، حدیث:94)

(ترجمہ:) "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کسی مال نے وہ نفع نہیں دیا جو مالِ ابوبکر صدیق نے دیا"۔

انفاقِ صدیق اور انفاقِ اصحاب دیگر میں دو طرح سے فرق

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشادِ مبارک کے دو اسباب ہیں، اوّل یہ کہ اسلام کے انتہائی ابتدائی دور میں جب دین کا پودا ابھی گاڑا گیا تھا، اس وقت سب سے پہلے جس کے مال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے، ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو انہوں نے سارے خدمتِ رسول کیلئے خرچ کر دیئے اور جن غلاموں کو اس لیے مارا جا رہا تھا کہ وہ اسلام لائے ہیں، اُنہیں خرید خرید کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آزاد کیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مال دین کیلئے بہت کام آیا، مگر اس وقت شجر اسلام اپنی جڑیں پکڑ چکا تھا، یعنی مسجد نبوی کی جگہ کی خریداری، مسلمانوں کیلئے کنواں خریدنا، لشکر تبوک کیلئے سواریاں اور زادِ سفر کا انتظام وغیرہ، یہ سب اُمور ہجرت کے بعد ظاہر ہوئے، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ یوں کہیے اسلام کا پودا اللہ رب العزت نے بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لگایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی جانی و مالی قربانیوں سے اس کی آبیاری کی اور اس کی جڑوں کو پختہ کیا۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی اسلام میں لائے، سوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔ یعنی صدیق اکبر ہی کی مالی و جانی تگ و دَو نے اسلام کی گاڑی میں پٹرول ڈالا اور پہلی سواریاں اس پر چڑھیں اور گاڑی چل پڑی۔ تو گاڑی کا بنانے والا اللہ احکم الحاکمین ہے، چلانے والا اللہ کا رسول ہے اور جس کی کوششوں سے گاڑی چلی وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسے یوں سمجھئے کہ آج کوئی شخص کروڑوں اربوں ڈالرز' پونڈز یا روپے راہِ حق میں دے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا' کیونکہ انہوں نے اس وقت مال دیا جب اس کی آج سے بہت زیادہ ضرورت تھی' یونہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہزاروں لاکھوں دراہم راہِ حق میں دے کر بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے نہیں بڑھ سکتے کیونکہ جس وقت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا اُس وقت کوئی خرچ کرنے والا نہ تھا' اسی لیے فرمایا گیا: ''لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ'' کہ فتح مکہ سے قبل راہِ حق میں خرچ کرنے والے پچھلوں کے برابر نہیں ہو سکتے' وہ بعد والوں سے درجہ میں بہت عظیم ہیں۔ (سورۃ الحدید' آیت:10) تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے درجہ کو کوئی نہیں پا سکتا۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان' حضرت ابوعبیدہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے راہِ خدا میں اگرچہ بہت مال خرچ کیا' مگر کسی نے ایسا نہیں کیا کہ اس کے پاس جس قدر جمع شدہ پونجی تھی وہ اس نے سب کی سب اللہ کی راہ میں دے دی ہو اور دامن جھاڑ کر کھڑا ہو گیا ہو' یہ کارنامہ اگر کسی نے کیا ہے تو وہ صدیقِ اکبر ہیں' رضی اللہ عنہ وارضاہ' اور یہ اُنہوں نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کیا' اسلام لانے کے موقع پر بھی' ہجرت کے موقع پر بھی اور غزوۂ تبوک کیلئے بھی' اس لیے وہ اُمت میں افضل الناس ہیں اور ان کی افضلیت کا منکر اجہل الناس ہے۔

شانِ صدیقِ اکبر میں راقم الحروف کا منظوم کلام

راقم الحروف محمد طیب غفرلہٗ نے بارگاہِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں ایک منظوم کلام لکھا ہے جو زیرِ تحریر مفہوم کو بہت خوبصورتی سے ادا کرتا ہے:

حضرتِ صدیقِ اکبر یارِ غارِ مصطفیٰ — رازدارِ مصطفیٰ و غمگسارِ مصطفیٰ
کون ہے پہلا مسلماں حضرت صدیق ہیں — پہلا ساتھی اور پہلا جانثارِ مصطفیٰ
اپنا سارا گھر کیا قربان دیں پر تین بار — اپنا تن من دھن کیا سب کچھ نثارِ مصطفیٰ
کس نے آزادی دلائی تھی بلالِ پاک کو — مال ہے صدیق کا وجہِ قرارِ مصطفیٰ
اس لیے ان کو اَمَنَّ النَّاس آقا نے کہا — کیا ہی شان ان کی بڑھاتے ہیں پیارے مصطفیٰ
وہ ہیں بچپن سے لحد تک مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ — یعنی ہیں موجود در ہر راہ گزارِ مصطفیٰ
کون لایا دین میں سعد و زبیر و طلحہ کو — خونِ دل سے کس نے سینچا لالہ زارِ مصطفیٰ

بوعبیدہ اور عثمان کس نے باایمان کیے — وہ ہیں بس صدیق اکبر رازدارِ مصطفیٰ
اپنے کندھوں پر اُٹھایا مصطفیٰ کو غار تک — واہ واہ ہمت تری اے یارِ غارِ مصطفیٰ
زندگی بھر مثلِ سایہ تھے نبی کے ہمقدم — اس لیے طیب بنے وہ ہم مزارِ مصطفیٰ

اٹھائیسویں حدیث

افضلیتِ صدیق اکبر کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ کا تبسمِ مسرت

حضرت حبیب بن حبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اس وقت حاضر دربارِ رسالت تھا' جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم نے ابوبکر صدیق کی تعریف میں بھی کوئی کلام کہا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''قل حتی اسمع'' تو پڑھو! تاکہ میں سنوں۔ عرض کیا: میں نے یہ کہا ہے:

وَثَانِیَ اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ — طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذْ ھَاعَدَ الْجَبَلَا
وَکَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا — مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ رَجُلَا

(ترجمہ:) ''وہ بلند غار میں ثانی اثنین ہیں' جب دشمنانِ رسول غار کے گرد پھرتے تھے' کیونکہ آپ پہاڑ پر چڑھے تھے' وہ خلائق سے بڑھ کر محبوبِ رسولِ خدا ہیں' سب کو علم ہے کہ آپ کسی کو ان کے برابر نہیں گردانتے''۔

فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔

(ترجمہ:) ''نبی اکرم ﷺ یہ اشعار سن کر خوشی سے مسکرا پڑے''۔

(المستدرک للحاکم' کتاب: معرفۃ الصحابہ' باب: فضائل ابوبکر بن ابی قحافہ' جلد 3 صفحہ 67' حدیث: 4413)

شرح

یعنی رسول اللہ ﷺ افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر خوشی و مسرت سے مسکرائے' لہٰذا جس شخص کا چہرہ افضلیتِ صدیقِ اکبر کی بات سن کر مرجھائے اور لٹک جائے' وہ اپنے ایمان کی خیر منائے' اللہ سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ مؤمن کو چاہیے کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرطِ ایمان سے چہچہائے اور جھوم جھوم جائے۔

یہ حدیث کنز العمال میں ابن نجار کی روایت سے یوں مذکور ہے کہ جب حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے یہ

اشعار پڑھے:

فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَقَالَ صَدَقْتَ يَا حَسَّانُ هُوَ كَمَا قُلْتَ ۔ (کنز العمال' کتاب: الفضائل فی فضل ابی بکر الصدیق' حدیث: 35673 'مطبوعہ موسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے حتیٰ کہ آپ کے پچھلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا: اے حسان! تم نے سچ کہا' ابوبکر ایسا ہی ہے''۔

اس حدیث کو اسی طرح درمنثور میں امام سیوطی نے ابن عساکر اور ابن عربی کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (درمنثور جلد 4 صفحہ 199 'زیر آیت ثانی اثنین اذ هما فی الغار' سورۃ التوبہ)

انیسویں حدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کے برابر ہیں

اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں ایک ستاروں بھری رات میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھی' آپ کا سرِ انور میری گود میں تھا' میں نے عرض کیا:

هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نعم عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِىْ بَكْرٍ؟ قَالَ اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِىْ بَكْرٍ ۔

(مشکوٰۃ شریف بروایت مسند رزین' باب: مناقب ابی بکر وعمر' فصل ثالث مع المرقات' جلد 11 صفحہ 318)

(ترجمہ:) ''یارسول اللہ ﷺ! کیا کسی شخص کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی تعداد میں بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ عمر ہے۔ میں نے عرض کیا: تو (میرے والد) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نیکیاں کیسی ہیں؟ آپ نے فرمایا: عمر کی تمام (زندگی بھر کی) نیکیاں ابوبکر کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں''۔

شرح

یعنی اگر ایک پلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی رکھی جائے اور دوسرے پلہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مرادِ مصطفیٰ ﷺ کی ساری زندگی کی نیکیاں رکھ دی جائیں تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی سب پر بھاری ہے' تو پھر حضرت صدیق اکبر کی ساری زندگی کی مجموعی عظمت تک کس کی رسائی ہو
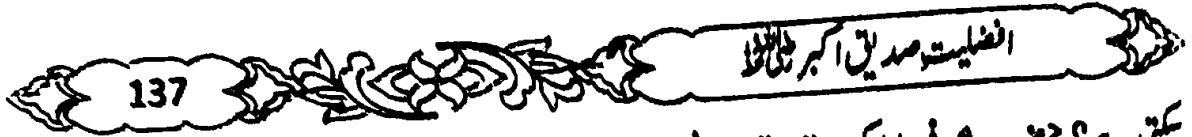
سکتی ہے؟ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے: کاش! میری ساری زندگی حضرت صدیق اکبر کی ایک رات اور ایک دن کے برابر ہو جائے' کما مر سابقا۔ یہ حدیث بھی افضلیت صدیق اکبر کی طرف واضح اشارہ کرتی ہے۔

تیسویں حدیث

کسی نبی کا کوئی صحابی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہم پلہ نہیں' حتیٰ کہ صاحب یاسین بھی

اَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ مَا صَحِبَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ اَجْمَعِيْنَ وَلَا صاحبُ يٰسٓ اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَكْرٍ۔

(کنز العمال' فضائل ابی بکر الصدیق' حدیث: 32561' جلد 11 صفحہ 250' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) "حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام انبیاء و مرسلین میں سے کسی کی صحبت میں ایسا شخص نہیں آیا خواہ وہ صاحب یٰسین ہو' کہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو"۔

شرح

نبی اکرم ﷺ کی صحبت پانے والوں میں اصحاب نبی بھی ہیں اور آلِ نبی بھی' جبکہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان سب سے بلکہ تمام انبیاء کے اصحاب سے افضل قرار دے رہے ہیں' لہٰذا ان کے افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین ہونے میں کوئی شک نہیں۔

اکتیسویں حدیث

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایک نیکی کا مقام

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ آنِفًا فَقُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ حَدِّثْنِیْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَوْ حَدَّثْتُكَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ مُنْذُ مَا لَبِثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِهٖ مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَكْرٍ۔

(مسند ابی یعلیٰ' مسند عمار بن یاسر' حدیث: 1604' صفحہ 386' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت) علاوہ ازیں دیکھئے: (الصواعق المحرقہ بروایت ابی یعلیٰ' باب: ثالث' فصل: ثالث' صفحہ 112' مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''میرے پاس ابھی جبریل علیہ السلام آئے' میں نے کہا: اے جبریل! مجھے عمر بن خطاب کے فضائل بتاؤ! اُنہوں نے کہا: اگر میں فضائل عمر بتانے کیلئے اتنا زمانہ لوں جو نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے تھے تو بھی وہ فضائل ختم نہیں ہو سکتے اور بے شک حضرت عمر' ابوبکر صدیق کی تمام نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں''۔

شرح

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کسی صحابی کیلئے نہیں فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کی تمام زندگی کو اس کی ایک نیکی کے برابر قرار دیا ہو' ایسا آپ نے صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کیلئے فرمایا ہے اور ایک سے زائد بار فرمایا ہے' کبھی آسمان کے ستاروں کی تعداد کی مثال دی ہے' کبھی عمرِ نوح علیہ السلام کی طوالت سے حقیقت واضح کی ہے' اگر آپ کی نگاہ میں کسی اور صحابی کا یہ مقام ہوتا تو آپ اس کیلئے بھی ایسا فرماتے' مگر ایسا نہیں فرمایا' یہ بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

بتیسویں حدیث

جبریل امین کا افضلیتِ صدیقِ اکبر پر فتویٰ

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا' آپ نے لوگوں پر نظر ڈالی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ پایا:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَکْرٍ' اَبُوْ بَکْرٍ' اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ جِبْرِیْلَ علیہ السلام اَخْبَرَنِیْ آنِفًا: اِنَّ خَیْرَ اُمَّتِکَ بَعْدَکَ اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ ۔

(معجم اوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 18' حدیث: 6448' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر کدھر ہے' ابوبکر کدھر ہے' بے شک روح القدس جبریل علیہ السلام نے مجھے ابھی خبر دی ہے' انہوں نے کہا: آپ کے بعد آپ کی اُمت میں سب سے افضل صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

شرح

یعنی جبریل علیہ السلام نے اللہ رب العزت کا فیصلہ اللہ کے رسول تک پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو بتلایا۔ کیا اس کے بعد بھی کسی کو شک ہے؟

تینتیسویں حدیث

لقب صدیق بذریعہ جبریل امین علیہ السلام اُترا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِجِبْرِيْلَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِهٖ: اِنَّ قَوْمِیْ لَا يُصَدِّقُوْنِیْ فَقَالَ لَهٗ جِبْرِيْلُ يُصَدِّقُكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيْقُ ۔

(معجم اوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 233 حدیث: 7173 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کروائی گئی تو آپ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا: میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی، جبریل علیہ السلام نے کہا: ابوبکر آپ کی تصدیق کرے گا اور اس کا نام ہی صدیق ہے''۔

حافظ ابوبکر ہیثمی فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند میں ابو وہب جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، میں اسے نہیں جانتا اور اس کے باقی تمام رواۃ ثقات ہیں۔ (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 44)

شرح

گویا حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کو سب سے قوی تر قرار دیا اور ایمان ہی افضلیت کا معیار ہے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معراج کی یوں تصدیق کی کہ جیسا حق ہے۔ حضرت عائشہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات کے دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو صبح آپ نے لوگوں کو بتایا، تب کئی لوگ دین سے پھر گئے، وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، کہنے لگے: تمہارا ساتھی کہتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس جا کر واپس آ گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا واقعی اُنہوں نے کہا ہے؟ کہنے لگے: ہاں! تو آپ نے ان سے کہا: اگر اُنہوں نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے اور میں اِس کی تصدیق کیوں نہ کروں جبکہ میں نے اس سے (بیت المقدس سے) دور کی بات کی تصدیق کی ہے جو ان پر صبح و شام آسمان سے آتی ہے، اسی لیے ان کا لقب صدیق ٹھہرا۔ (مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3 صفحہ 65، حدیث: 4407)

حضرت جبریل امین علیہ السلام کا تصدیقِ نبی کے حوالہ سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کا نام لینا، اسی لیے ہے کہ ان کا ایمان سب صحابہ سے قوی تر ہے، اگرچہ کمزوری کسی میں بھی نہیں۔

چونتیسویں حدیث

ابوبکر و عمر میری سماعت و بصارت کی طرح ہیں

اَخْرَجَ اَبُوْ نَعِیْمٍ فی الحلیة عن ابن عباس و الخطیبُ عن جابرٍ و ابو یعلیٰ اَنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ اَبُوْ بکرٍ وَ عُمَرُ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ مِنَ الرَّأْسِ ۔

(الصواعق المحرقہ، فصل: ثالث، حدیث: 81، صفحہ: 109، مطبوعہ مکتبہ حقیقت، استنبول ترکی)

(ترجمہ:) ''ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور خطیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور ابویعلیٰ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اور عمر میرے لیے ایسے ہیں جیسے سر کیلئے سماعت و بصارت''۔

پینتیسویں حدیث

نبی اکرم ﷺ لوگوں کو ابوبکر صدیق سے آگے نہیں چلنے دیتے تھے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَاٰیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ فَقَالَ یَا اَبَا الدَّرْدَاءِ اَتَمْشِیْ قُدَامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی رَجُلٍ اَفْضَلَ مِنْهُ فَمَا رُءِیَ اَبُو الدَّرْدَآءِ بَعْدَ ذٰلك یَمْشِیْ اِلَّا خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ ۔ (معجم اوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 271، حدیث: 7306، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: اے ابودرداء! تم اس شخص سے آگے چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد اس سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا، تو اس کے بعد حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا گیا مگر یہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلتے تھے''۔

شرح

اس حدیث کی صحت پر کلام کیا گیا ہے مگر اس کا مضمون دیگر احادیث سے مؤید ہے، جیسے ابھی حدیث 32 گزری ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کو خبر دی کہ ابوبکر آپ کی اُمت میں آپ کے بعد سب سے افضل ہے اور اس مفہوم کی چند مزید احادیث آگے آ رہی ہیں، اور جب کسی حدیث کے شواہد مل جائیں تو اس کا ضعف دور ہو جاتا ہے، اسی لیے اس حدیث کے تحت امام علاء الدین ہندی، کنز العمال

میں فرماتے ہیں:

اخرجه ابن عساکر وسندهٗ حسنٌ ۔

(ترجمہ:) "اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے"۔

(کنز العمال' جلد 12 صفحہ 504' حدیث: 35644' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

چھتیسویں حدیث

انبیاء کے بعد صدیق اکبر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا

اَخْرَجَ عبدُ بنُ حمیدٍ فی مُسندهٖ وَاَبُو نُعیم' وغیرُهُما مِنْ طُرُقٍ عن اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ قَالَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرُبَتْ عَلٰی اَحَدٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ نَبِیًّا ۔

(ترجمہ:) "عبد بن حمید نے اپنی مسند اور ابونعیم وغیرھا نے چند طرق کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر صدیق سے کسی افضل شخص پر سورج کبھی طلوع ہوا ہے نہ غروب ہوا' الّا یہ کہ کوئی نبی ہو"۔

وفی لفظ ما طلعت الشمس علٰی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر وورد ایضًا فی حدیث جابر ولفظهٗ ما طلعت الشمس علٰی احد منکم افضل منه ۔ (الصواعق المحرقہ' حدیث: 17' صفحہ 96' مطبوعہ مکتبہ الحقیقت' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) "اور ایک روایت میں یوں ہے کہ انبیاء و مرسلین کے بعد کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا جو ابوبکر سے افضل ہو۔ اور حدیثِ جابر میں بھی ایسا وارد ہوا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں کہ تم میں سے کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا جو اس سے افضل ہو"۔

اس حدیث کے تحت امام ابن حجر مکی ہیثمی فرماتے ہیں:

واخرجهٗ الطبرانی وغیرهٗ ولهٗ شواهد من وجوه اُخر تقضی له بالصحة او الحسن وقد اشار ابن کثیر بصحته ۔ (الصواعق المحرقہ' صفحہ 96)

(ترجمہ:) "اسے طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کئی دیگر وجوہ سے اس کے شواہد ہیں' جو اس کے صحیح یا حسن ہونے کا تقاضا کرتے ہیں اور ابن کثیر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے"۔

سینتیسویں حدیث

میرے صحابہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے

وعن عائشة قالت قال رسول اللّٰه ﷺ اِنَّ عَبْدًا مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ قَدْ خُيِّرَ بَيْنَ ما عِنْدَ اللّٰهِ وَبَيْنَ الدُّنيا فَاخْتَارَ ما عند اللّٰهِ فلم يَفْقَهْهَا اِلَّا ابو بكرٍ فبكٰى فقال لهٗ النبيُّ ﷺ عَلٰى رِسْلِكَ يا ابا بكر سُدُّوْا هٰذِهِ الابوابَ الشَّوارِعَ فى المسجدِ اِلَّا بابَ ابى بكرٍ فَاِنِّى لَا اَعْلَمُ اِمْرَءً ا اَفْضَلَ عِنْدِىْ يَدًا فِى الصَّحَابَةِ مِنْ ابى بكرٍ ۔(کنز العمال جلد 12 صفحہ 509' حدیث 25659' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:)''اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (آخری خطبۂ حیات میں) فرمایا: بے شک اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کو اختیار دیا گیا کہ اللہ کے پاس جاؤ یا دنیا میں رہو' تو اُس نے اللہ کے پاس جانا پسند کیا۔ اس بات کو صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھا تو وہ رو پڑے' نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: اے ابوبکر! صبر سے کام لو۔ (پھر فرمایا:) یہ مسجد میں کھلنے والے سب دروازے بند کر دو سوا دروازۂ ابوبکر کے' کیونکہ میں اپنے صحابہ میں سے کسی شخص کو نہیں جانتا جو مجھ پر احسان کرنے کے حوالہ سے ابوبکر سے افضل ہے۔ اسے یحییٰ بن سعید اُموی نے اپنی مغازی میں روایت کیا ہے''۔

اس حدیث کا مضمون بخاری شریف میں بھی موجود ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اپنے مال اور اپنی صحبت کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان کرنے والا ابوبکر ہے' اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا' مسجد میں ابوبکر کے سوا کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث: 3654)

شرح

بہرحال اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے نص فرمائی ہے:''لا اعلم امرءً ا افضل عندی یدًا فی الصحابة من ابی بکر '' کہ میں اپنے صحابہ میں مجھ پر احسان کرنے کے حوالہ سے کسی کو ابوبکر سے افضل نہیں پاتا۔ الغرض! افضلیت صدیقِ اکبر تو کثیر احادیث میں منصوص ہے مگر چونکہ یہ تمام احادیث اخبارِ آحاد ہیں' اس لیے منکرِ افضلیت کو کافر نہیں کہا جاتا' تاہم احادیثِ کثیرہ صحیحہ سے اعراض و مکابرہ

کرنے والا شخص ضرور گمراہ و بے دین ہے' اس کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں۔

اٹھتیسویں حدیث

ابوبکر وعمر کا مقام دین میں وہ ہے جو جسم کا سر میں

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ قَوْمًا فِي النَّاسِ مُعَلِّمِيْنَ يُعَلِّمُوْنَهُمُ السُّنَّةَ كَمَا بَعَثَ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ الْحَوَارِيِّيْنَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَقِيْلَ لَهٗ وَاَيْنَ اَنْتَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ؟ اَلَا تَبْعَثُهُمَا اِلَى النَّاسِ؟ قَالَ: اِنَّهٗ لَا غِنٰى بِيْ عَنْهُمَا اِنَّهُمَا مِنَ الدِّيْنِ كَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ ۔

(کنز العمال بروایت ابن عساکر جلد 13 صفحہ 12' حدیث: 36109' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت) (مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 78' حدیث: 4447)

(ترجمہ:) ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ لوگوں میں کچھ معلمین بھیجوں جو لوگوں کو سنت سکھائیں' جیسے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں حواریین کو بھیجا تھا۔ آپ سے عرض کیا گیا: ابوبکر و عمر کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا آپ انہیں لوگوں کی طرف نہیں بھیجیں گے؟ آپ نے فرمایا: میں ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتا' بے شک ان کا دین میں وہ مقام ہے جو سر کا جسم میں''۔

شرح

یہ بہت چشم کشا حدیث ہے' نبی اکرم ﷺ غزوات میں شیخین کریمین کو ہمیشہ ساتھ رکھتے تھے اور جنگی مہمات پر بھی دوسرے لوگوں کو بھیجتے تھے' انہیں نہیں۔ کیونکہ آپ نے فرمایا: میں ان سے بے پرواہ نہیں رہ سکتا' یعنی ان کی میرے پاس موجودگی بہت اہم ہے۔ ان کا مقام دین میں وہ ہے جو سر کا جسم میں' یعنی ہر معاملہ میں ان کا مشورہ بہت اہم ہے۔ جیسا کہ پیچھے آیات کے باب میں ''وشاورھم فی الامر'' کے تحت گزرا کہ اس سے مراد ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اسی طرح خلفاءِ راشدین جنگوں میں سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نہیں بھیجتے تھے کیونکہ ان کا مشورہ خلفاء کیلئے بہت اہم تھا' وہ ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتے تھے' تو جو مقام خلفاء کی نظر میں سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تھا وہی مقام نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں شیخین کریمین کا تھا' اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔

انتالیسویں حدیث

ابوبکر و عمر کا وزن ساری اُمت سے زیادہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وُضِعْتُ فِیْ کُفَّۃِ الْمِیْزَانِ وَوُضِعَتْ اُمَّتِیْ فِی الْکُفَّۃِ الْاُخْرٰی فَرَجَحْتُ بِھِمْ ثُمَّ وُضِعَ اَبُوْ بَکْرٍ مَکَانِیْ فَرَجَحَ بِھِمْ ثُمَّ وُضِعَ عُمَرُ مَکَانَہٗ فَرَجَحَ بِھِمْ ثُمَّ رُفِعَ الْمِیْزَانُ ۔

(کنز العمال بروایت ابن عساکر، جلد 13 صفحہ 11، حدیث:36111)

(ترجمہ:) "حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے میزان کے ایک پلّہ میں رکھا گیا اور میری اُمت کو دوسرے پلّہ میں، تو میں ان پر بھاری رہا، پھر میری جگہ ابوبکر کو رکھا گیا تو وہ بھی ان پر بھاری رہا، پھر اس کی جگہ عمر کو رکھا گیا تو وہ بھی ان پر بھاری رہا، اس کے بعد میزان کو اُٹھالیا گیا"۔

شرح

مقصد یہ ہے کہ پہلی بار ایک پلّہ میں نبی اکرم ﷺ کو رکھا گیا اور دوسرے پلّہ میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سمیت تمام صحابہ اور ساری اُمت کو رکھا گیا تو آقا ﷺ سب پر بھاری تھے، پھر ایک پلّہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رکھا گیا اور دوسرے پلّہ میں حضرت عمر سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام اُمت کو رکھا گیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب پر بھاری تھے، پھر ایک پلّہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے پلّہ میں تمام صحابہ سمیت ساری اُمت کو رکھا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب پر بھاری تھے کیونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد جس صحابی کی وجہ سے دین کو سب سے زیادہ عظمت و شوکت میسر آئی اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا وہ عمر فاروق ہیں۔ الغرض! افضلیتِ شیخین کا مسئلہ عقل و نقل کی روشنی میں ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے، بشرطیکہ کسی میں عقل ہو اور اس میں کچھ نقل ہو (حرکت ہو)۔

چالیسویں حدیث

ہر آسمان میں میرے نام کے ساتھ ابوبکر کا نام لکھا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عُرِجَ بِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَمَا مَرَرْتُ لِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُ فِیْھَا اِسْمِیْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ مِنْ

خَلْفِیْ ۔ (مسند ابویعلیٰ' مسند ابوہریرہ' صفحہ 1152' حدیث:6600' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے آسمانوں کی طرف معراج کرائی گئی تو میں کسی آسمان سے نہ گزرا مگر یہ کہ میں نے وہاں اپنا نام دیکھا' لکھا تھا: محمد رسول اللہ' اور میرے بعد لکھا تھا: ابوبکر الصدیق (ابوبکر صدیق ہے)''۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت ابن عباس' ابن عمر' انس بن مالک' ابوسعید خدری اور ابودرداء رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے' لہٰذا کثرتِ طرق کی وجہ سے درجۂ صحت کو جا پہنچی ہے' اگرچہ اس کے بعض طرق میں ضعف ہے۔

(تاریخ الخلفاء' باب: ابوبکر الصدیق' فصل: فی الاحادیث الوارۃ فی فضلہ' صفحہ 44' مطبوعہ دار المنار' مصر)

شرح

تو یہ حدیث صحیح بھی جو کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے' بتاتی ہے کہ اللہ کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور تمام ملاءِ اعلیٰ اس سے خوب واقف ہیں' کیونکہ ہر آسمان پر ایسا ہی لکھا ہے۔

الحمدللہ! ہم نے افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر چالیس احادیثِ صحیحہ لکھی ہیں' اگرچہ اس موضوع پر احادیث کا وسیع و عظیم ذخیرہ موجود ہے۔ صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک سودس احادیث کا ذخیرہ جمع کیا ہے' یونہی امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں اس پر احادیث اور اقوالِ صحابہ کا دریا بہا دیا ہے۔ مگر ہم نے ان میں سے صرف چالیس احادیث کا انتخاب کیا ہے جو احادیث سنداً ضعیف تھیں اور ان کا کوئی شاہد موجود نہیں تھا' انہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے اور چالیس احادیثِ نبویہ کا جمع کرنا حصولِ شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ بھی ہے' کما ورد فی الحدیث۔ ان میں سے ہر حدیث فرقۂ تفضیلیہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ووافی ہے۔

☆☆☆☆☆

باب سوم:
افضلیتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماعِ صحابہ

پہلی روایت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَنُخَيِّرُ اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم ۔ (بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث:3655)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں لوگوں میں چناؤ کرتے تھے (کہ کون افضل ہے) تو ہم ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو افضلیت دیتے تھے''۔

دوسری روایت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَيٌّ اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہم ۔ (ابوداؤد' کتاب السنۃ' حدیث:4628)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم کہتے تھے: جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں موجود تھے کہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں' پھر عمر فاروق' پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم''۔

ان دونوں روایات میں سے پہلی حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں اور دوسری حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو انہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے ہیں۔ ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ ہی میں اجماع ہو گیا تھا' یہ بعد میں نہیں ہوا' اور یہ اس لیے ہوا تھا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر فوقیت و افضلیت دیتے تھے اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوی میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو' بالترتیب افضلیت دیتے تھے۔

اس جگہ اس اشکال کا جواب بھی ہو جاتا ہے کہ ان روایات میں اہل بیت شامل نہیں ہیں، یعنی صدیق اکبر، فاروقِ اعظم اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو عہد نبوی میں جو افضلیت دی جاتی تو وہ اہلِ بیتِ رسول کے سوا دوسرے لوگوں پر تھی۔ مگر یہ ایک خیال باطل ہے کیونکہ پہلی روایت میں ''کُنَّا نُخَیِّرُ بَیْنَ النَّاسِ'' ہے تو کیا اہل بیت کرام ''النَّاس'' میں شامل نہیں ہیں؟ اور دوسری روایت میں ہے: ''اَفْضَلُ اُمَّةِ النَّبِیِّ ﷺ بَعْدَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ'' تو کیا اہلِ بیتِ رسول ﷺ اُمتِ مصطفیٰ ﷺ میں شامل نہیں ہیں؟ جب شامل ہیں تو واضح ہو گیا کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد نبوی ہی میں اجماع ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام اُمتِ محمدیہ میں سے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی سب سے افضل ہیں۔

تیسری روایت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ: لَا نَعْدِلُ بِاَبِیْ بَکْرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ نَتْرُکُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ لَا تَفَاضُلَ بَیْنَهُمْ۔

(بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، حدیث:3698) (سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، حدیث:4627) (مسند ابویعلی، مسند ابن عمر، حدیث:5595)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں: ہم زمانۂ مصطفیٰ ﷺ میں کہتے تھے کہ ہم ابوبکر صدیق کے برابر کسی کو نہیں قرار دیتے تھے، ان کے بعد عمر فاروق ہیں، ان کے بعد عثمان غنی، پھر ہم اصحابِ نبی ﷺ کو چھوڑ دیتے تھے، ان میں کوئی تفاضل نہیں کرتے تھے''۔

چوتھی روایت

اخرج ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کُنَّا مَعَاشِرُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ نَقُوْلُ اَفْضَلُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّهَا اَبُوْ بکر ثم عُمَرُ ثم عُثمانُ ثم نَسْکُتُ۔ (تاریخ الخلفاء، فصل: فی انہ افضل الصحابۃ وخیرھم، صفحہ 36، مطبوعہ دار المنار، مصر)

(ترجمہ:) ''ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم اصحابِ رسول اکرم ﷺ کہتے تھے جبکہ ہم باہم کثرت سے اکٹھے ہوتے تھے کہ اس اُمت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہم پھر ہم خاموش ہو جاتے تھے''۔

سوال

یہاں سوال ہے کہ ان روایات میں مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی کیوں نہیں ہے؟ کہیں یہ بقولِ شیعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں صحابہ کے بغض کی وجہ سے تو نہیں (معاذ اللہ)؟ اس کے متعدد جوابات ہیں، مثلاً:

جوابِ اوّل

امام ابوسلیمان حمد بن سلطانی خطابی متوفی 388ھ، معالم السنن شرح سنن ابوداؤد میں فرماتے ہیں:

وجہُ ذٰلك واللّٰہ اعلم انه اراد به الشیوخ وذوی الانسان الذین کان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذ احزبہٗ امرٌ شاورھم وکان علی رضی اللہ عنہ فی زمان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث السن۔ (معالم السنن شرح سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، جلد 4 صفحہ 279، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "اس کی وجہ واللہ اعلم یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ مراد لیے ہیں، وہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو آپ ان سے مشورہ لیتے تھے جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم عمر تھے"۔

آگے امام خطابی فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام نہ لے کر ان سے بے رخی یا نقص شان کا ارادہ نہیں کیا نہ ہی کوئی صحابی ایسا کرسکتا ہے، کیونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت سب کو مسلّم ہے۔

مطلب یہ ہے کہ وصالِ نبوی تک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر 32 برس سے زائد نہ تھی جبکہ خلفاءِ ثلاثہ بڑھاپے میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریباً ہم عمر تھے اور آپ ہر اہم معاملہ میں اکثر انہی سے مشورہ کرتے تھے، تو وہ اپنی بزرگی، سن رسیدگی، تجربہ اور اسلام کیلئے اپنی دیگر بے پایاں خدمات کے سبب صحابہ میں اہم ترین درجہ رکھتے تھے اور سب صحابہ کو یہ بات مسلّم تھی۔ اسی بات کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے۔ اس میں مولا علی کرم اللہ وجہہ کی عظمتوں سے انکار ہرگز نہیں ہے بلکہ ان کا چوتھے نمبر پر ہونا مسلّم ہے۔ اور کثیر احادیث میں ان کو چوتھے نمبر پر بیان کیا گیا ہے اور امام خطابی کا درجہ شارحین حدیث میں اس قدر بلند ہے کہ علامہ عینی، ابن حجر، ملا علی قاری وغیرہم سب ان کے خوشہ چیں ہیں۔

جواب دوم

اسی سے ملتی جلتی بات امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ نے کہی ہے' وہ فرماتے ہیں:

قد جاء فی بعض الطرق فی حدیث ابن عمر تقیید الخیریة المذکورة والافضلیة بما یتعلق بالخلافة .

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کے بعض طرق میں مذکورہ برتری اور افضلیت کو خلافت سے متعلقہ امر سے مقید کیا گیا ہے' آگے اُنہوں نے اس کے ثبوت میں ابن عساکر سے اسی قولِ ابن عمر کے دو طُرق یوں پیش کیے ہیں:

عن عبد اللّٰہ بن یسار عن سالم عن ابن عمر قال انکم لتعلمون انا کنا نقول علٰی عھد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر و عمر و عثمان یعنی فی الخلافة .

(ترجمہ:) ''یعنی عبداللہ بن یسار نے سالم سے اور اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرمایا: تم خوب جانتے ہو کہ ہم عہد رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہتے تھے: ابوبکر' عمر' عثمان یعنی خلافت میں''۔

وعن طریق عبید اللّٰہ عن نافع عن ابن عمر کنا نقول علٰی عھد رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یکون اولٰی الناس بھٰذا الامر؟ فنقول ابو بکر ثم عمر .

(فتح الباری شرح بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' جلد 7 صفحہ 20' مطبوعہ دار الحدیث' قاہرہ)

(ترجمہ:) ''عبیداللہ' نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہتے تھے: لوگوں میں خلافت کا زیادہ حقدار کون ہے؟ تو ہم کہتے تھے: ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما''۔

یعنی عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بقول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کے سب سے حقدار پہلے ابوبکر ہیں پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہم۔ وجہ وہی تھی جو جوابِ اوّل میں گزری ہے کہ یہ تینوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبر سن رسیدہ تھے اور اپنی دیگر خدماتِ جلیلہ کے باعث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں خلافت کے سب سے زیادہ حقدار تھے' اس کا یہ معنی نہیں کہ باقی لوگوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی برتری میں صحابہ کو کوئی شک تھا۔ معاذ اللہ!

جوابِ سوم

یہی وجہ ہے کہ اس قول کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بعض طرق حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم چاروں یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔ چنانچہ:

واخرج ابن عساکر عن ابن عمر قال کُنَّا وَفِینَا رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُفَضِّلُ اَبَا بکرٍ وعُمرَ وعُثمانَ وعلیًّا ۔ (تاریخ الخلفاء، فصل فی انہ افضل الصحابہ، صفحہ 36، مطبوعہ دار المنار، مصر)

(ترجمہ:) ''ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں موجود تھے تو ہم ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کو سب پر فضیلت دیتے تھے''۔

اس روایت کو فتح الباری میں امام حافظ ابن حجر عسقلانی نے اور صواعق المحرقہ میں امام ابن حجر مکی نے بھی ذکر کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہد نبوی میں چاروں خلفاءِ راشدین کو بالترتیب تمام اُمت پر افضل گردانتے تھے۔ الغرض! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تمام اُمت پر افضلیت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ عہد نبوی میں بھی اور اس کے بعد بھی۔

روایتِ پنجم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا، ایک تم (مہاجرین) میں سے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے:

فَقَالَ یَا مَعَاشِرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَرَ اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاَیُّکُمْ تَطِیْبُ نَفْسُہٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ؟ قَالُوْا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ (مصنف ابن ابی شیبہ، باب: ما جاء فی خلافۃ ابی بکر، جلد 7 صفحہ 432، حدیث: 37033، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے انصار کی تمام جماعتو! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو حکم فرمایا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، سب نے کہا: کیوں نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر تم میں سے کون پسند کرے گا کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ سب نے کہا: اللہ کی پناہ! کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں''۔

اس حدیث کو کنز العمال میں ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن جریر اور حاکم کی روایت سے بیان کیا گیا

ہے۔ (کنز العمال جلد 5 صفحہ 643)

یعنی تمام انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماع کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا' چنانچہ سب مہاجرین و انصار نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور ساری اُمت صدیقِ اکبر کی افضلیت کی بنیاد پر ان کی خلافت اور بیعت پر متفق ہوگئی۔

صحیح بخاری میں بھی واقعۂ بیعتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اس طرح لکھا ہے کہ جب سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک مہاجرین میں سے' تو حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ان کے پاس گئے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ کہتے ہو: ایک امیر ہم میں سے ہوگا' ایک تم میں سے' واللہ! ایسے نہیں ہوگا' ہم امراء میں اور تم وزراء ہو (بعض روایات کے مطابق آپ نے ''الائمة من قریش'' والی حدیثِ نبوی بھی سنائی) تو تم عمر بن خطاب یا ابوعبیدہ کی بیعت کر لو۔

فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ ۔

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ حدیث 3668)

(ترجمہ:) ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! بلکہ (اے ابوبکر!) ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں' آپ ہمارے سردار ہیں' ہم سب سے افضل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہم سب سے محبوب ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی اور سب لوگوں نے بھی ان کی بیعت کر لی''۔

تو کوئی شک نہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ان کی افضلیت' خیریّت اور رسول اللہ ﷺ کے ہاں ان کے محبوب تر ہونے کی بنیاد پر تھا۔ تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا منکر گمراہ و بے دین ہے۔ اس کا دعوائے سنّیت مردود و مطرود اور مذموم مشئوم ہے۔ اعاذ اللہ المؤمنین من مثل هذه الضلالة البعيده ۔

روایت ششم

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ مَنْ فَضَّلَ عَلٰى اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَدْ اَزْرٰى عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَاِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ.

(معجم اوسط للطبرانی' جلد اوّل صفحہ 242' حدیث:832' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) "حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا: جو شخص اصحابِ محمد ﷺ میں سے کسی کو ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر افضلیت دے' اس نے تمام مہاجرین و انصار اور بارہ ہزار اصحابِ رسول ﷺ پر عیب لگایا ہے"۔

اس روایت کو علامہ سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء میں درج کیا ہے' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ واشگاف الفاظ میں بتا رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر کسی اور کو فضیلت دینے والا شخص سمجھتا ہے کہ تمام مہاجرین و انصار نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ چن کر غلط فیصلہ کیا' یعنی وہ ناسمجھ تھے' یا معاذ اللہ! ان کے ارادے اچھے نہ تھے اور اُنہوں نے حقدار کا حق مار کر کسی اور کو دے دیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نص فرما رہے ہیں کہ تمام مہاجرین و انصار کا بیعتِ صدیقِ اکبر کرنا افضلیتِ صدیقِ اکبر ہی کی بنیاد پر تھا۔ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کے بارے میں آقا ﷺ نے فرمایا: "اهتدوا بهدى عمار" عمار کا طریقہ اپناؤ (ترمذی' حدیث:3662)۔ اور فرمایا: "ائذنوا له مرحبًا بالطيب المطيب" عمار کو اندر آنے دو' عمدہ اور پاکیزہ شخص کو مرحبا ہے (مسند احمد بن حنبل' جلد اوّل صفحہ 130)۔

تفضیلیت' تشیع کا پہلا زینہ ہے

معلوم ہوا کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل نہ جاننے والا تمام صحابہ کا گستاخ ہے اور کوئی شک نہیں کہ تفضیلیت ہی تشیُّع کا پہلا زینہ ہے' یہ ایسے ہے جیسے نزلہ کے بعد بخار آ جاتا ہے' جس آدمی کو نزلۂ تفضیلیت ہو جائے اسے جلد ہی بخارِ تشیُّع بھی ہو جاتا ہے' ہم نے خود دیکھا ہے کہ کچھ لوگ پکے سنّی تھے' پھر وہ تفضیلی ہوئے تو ان کی زبانیں خلفاءِ راشدین کے خلاف کھلنے لگیں اور مآلِ کار وہ شیعوں میں جا بیٹھے اور انہی کا حصہ بن گئے' کیونکہ جب یہ مان لیا جائے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سب صحابہ سے افضل ہیں تو پھر شیطان اگلا حملہ یہ کرتا ہے کہ سوچ آتی ہے کہ جانشینیٔ رسول کا منصب تو حقِ علی رضی اللہ عنہ تھا' پھر صحابہ نے ان سے ان کا حق کیوں چھینا؟ یہیں سے تشیُّع کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

اس لیے ہم نے اس موضوع پر یہ کتاب لکھنے کا ارادہ بنایا' اس موضوع پر اگرچہ امام اہل سنت اعلیٰ

حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل و کتب موجود ہیں' جن میں علم و حکمت کے دریا موجزن ہیں مگر ان کا اندازِ بیاں اس قدر ادق ہے کہ عوام الناس تک اُس کی رسائی آسان نہیں' کچھ دیگر کتب بھی ہیں مگر ان میں تشنگی باقی ہے۔

روایتِ ہفتم: افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ صحابہ بزبان مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ

امام ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ میں' امام ابوالشیخ نے الوصایا میں اور امام عشاری نے فضائل الصدیق میں اور امام بزار نے اپنی مسند میں اپنی اپنی الگ اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ "قیل لعلی الا تستخلف؟" حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا: کیا آپ اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے جواب دیا:

مَا اسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَخْلِفَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ يُرِدِ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِالنَّاسِ خَيْرًا فَسَيَجْمَعُهُمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰى خَيْرِهِمْ. رواهُ البزارُ وَرِجالُهُ رجالُ الصّحيح. غير اسماعيل بن الحرث وهو ثقة.

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 50' کتاب: المناقب' باب: جاء فی ابی بکر الصدیق' مطبوعہ مؤسسۃ المعارف' بیروت)

(ترجمہ:) "رسول اللہ ﷺ نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا تو میں کیوں کسی کو تم پر خلیفہ مقرر کروں؟ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ (میرے بعد) لوگوں کیلئے بھلائی چاہے گا تو انہیں ان میں سے بہتر شخص پر جمع کر دے گا' جیسے اس نے اپنے نبی (ﷺ) کے بعد لوگوں کو ان میں سب سے بہتر شخص (صدیق اکبر) پر جمع کر دیا تھا۔ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رواۃ بخاری کے رواۃ ہیں' سوا اسماعیل بن ابی حرث کے اور وہ ثقہ ہے"۔

عن ابی وائل قال قیل لعلی الا تستخلف؟ فقال: لا' ان رسول اللہ ﷺ لم یستخلف فان یرد اللہ بالناس خیرًا فسیجمعهم علی خیر کما جمعهم بعد نبیهم علی خیر. (کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۵۱۶' فضائل الصدیق' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) "ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! رسول اللہ ﷺ نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا' اگر اللہ لوگوں کیلئے بھلائی چاہے گا تو انہیں بہتر شخص پر جمع کر دے گا جیسے اس نے نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کو بہتر شخص پر جمع کر دیا تھا"۔

سعید بن میسب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کیلئے نکلے اور ان کی بیعت کی' تب اُنہوں نے انکار کی بات سنی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا:

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّكُمْ يُؤَخِّرُ مَنْ قَدَّمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(ترجمہ:) "اے لوگو! تم میں سے کوئی ہے جو اسے پیچھے کر سکتا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے آگے کیا ہے"۔

حضرت سعید بن میسب نے سن کر کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسی بات کہی جو کسی نے نہ کہی تھی (اسے عشاری' لالکائی اور اصبہانی نے کتاب الحجہ سے روایت کیا ہے)۔ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۶۵۶)

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ نے اجماع کیا اور وہ ان کی افضلیت کی وجہ سے کیا۔ اور یہ روایتِ صحیحہ ہے' اس کے تمام رواۃ ثقہ ہیں اور یہ مختلف اسانید کے ساتھ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ لہٰذا اب اس اجماع سے انکار کی ہر گنجائش ختم ہو گئی ہے اور جنابِ حیدرِ کرار برادرِ نبی مختار رضی اللہ عنہ کے اس ایمان افروز' باطل سوز' ہدایت آموز ارشادِ عالی کے بعد تفضیلیوں کی سب چون و چرا بند ہو جانی چاہیے۔

عبد القادر شاہ صاحب نے زبدۃ التحقیق میں اس بات پر سارا زور لگایا ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع نہیں ہے' یہ جمہور کی رائے ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ چننا' ان کی افضلیت کے باعث نہ تھا بلکہ کسی انتظامی مصلحت کے تحت تھا۔

مگر جناب شیرِ خدا' تاجدارِ ھل اتی برادرِ مصطفیٰ' شوہرِ زہراء پدرِ حسن مجتبیٰ و سید الشہداء کے اس پُرجلال ارشاد کی گھن گرج کے سامنے عبد القادر شاہ صاحب کی چہ میگوئیوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے' اور حیرت ہے عبد القادر شاہ صاحب پر کہ انہوں نے اولادِ علی المرتضیٰ ہونے کا یہ حق ادا کیا ہے کہ دوسرے لفظوں میں جنابِ حیدرِ کرار کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں؟ ابھی تو ہم آگے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر جناب مولا مرتضیٰ کے ارشادات کا مستقل باب لا رہے ہیں' جس میں ان کے بیس سے زائد اقوال لکھے جائیں گے۔

جب خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واشگاف الفاظ میں فرما رہے ہیں کہ اللہ نے سب لوگوں کو یعنی صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اس لیے جمع فرمایا تھا کہ وہی ان میں سب سے افضل تھے تو پھر اجماعِ افضلیتِ صدیق سے انکار کم از کم کسی سیّدزادہ کو تو زیب نہیں دیتا' بلکہ کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا' خصوصاً اولادِ علی کا اس سے انکار تو بہت ہی افسوس ناک ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب کو تو افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کتاب لکھنا چاہیے تھی۔

صحابہ کرام کا اجماع افضلیتِ صدیقِ اکبر پر پہلے ہوا' خلافت پر بعد میں

ہمارا دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہلے اجماع کیا' پھر ان کی بیعت پر متفق ہوئے' اس کے چند دلائل ملاحظہ ہوں!

اوّل: ابھی پیچھے بخاری شریف کی حدیث گزری کہ وصالِ نبوی کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوبکر! ہم آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہم سب سے افضل' ہم سب کے سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ہم سب سے محبوب تر ہیں' یہ کہہ کر انہوں نے ان کی بیعت کی تو سب صحابہ نے بیعت کر لی۔ (بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث 3668)

دوم: مصنف ابن ابی شبہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے ابھی بیان ہوا کہ سقیفہ بنو ساعدہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے گروہِ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو مصلّٰی امامت پر کھڑا کیا تھا؟ کہنے لگے: ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ کہنے لگے: اللہ کی پناہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' جلد 7 صفحہ 432)

سوم: امام ابن کثیر نے البدایہ میں محمد بن اسحاق کی روایت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں: جب سقیفہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی؟ تو اگلے دن ابوبکر صدیق مسجد میں بیٹھے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے کھڑے ہو کر کلام کیا' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کہی' پھر فرمایا: اے لوگو! میں نے کل (سقیفہ میں) تم سے ایک بات کہی تھی جو کہی تھی' میں نے اسے کتاب اللہ میں (صراحت کے ساتھ) نہیں دیکھا اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (خلافت کے بارے میں) ہم سے عہد لیا تھا (کہ فلاں کی بیعت کرو)' مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نظام کی تدبیر کرتے ہوئے فرماتے تھے' ہم نے یہ بات چن لی ہے اور اللہ نے ہم میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ باقی رکھا ہے۔ اگر تم اس طریقہ پر گامزن ہو جاؤ تو اللہ تمہیں بھی کامیاب فرمائے گا' جیسے آپ کو فرمایا' آگے یہ الفاظ ہیں:

وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ جَمَعَ اَمْرُکُمْ عَلٰی خَیْرِکُمْ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وثانی اثنین اذ ھما فی الغار فَقُوْمُوْا فَبَایِعُوْہُ فَبَایَعَ النَّاسُ ابا بکرٍ بَعْدَ بَیْعَۃِ سَقِیْفَۃَ ۔

(البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 305 'ذکر سن 11ھ' مطبوعہ دار الریان' بیروت)

(ترجمہ:) ''اور بے شک اللہ نے تمہارا معاملہ اس شخص پر جمع کر دیا ہے جو تم سب سے افضل ہے' جو صاحب رسولِ خدا ہے' وہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ کی شان والا ہے' تو اُٹھو! اس کی بیعت کرو' چنانچہ لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' یہ سقیفہ کی بیعت کے بعد تھی (یعنی سقیفہ والی بیعت چند افراد کی تھی اور اگلے دن مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی''۔ (امام ابن کثیر نے فرمایا: ''اسنادہٗ حسنٌ'' اس روایت کی سند صحیح ہے۔

یعنی سقیفہ میں جو پہلی بیعت ہوئی وہ بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بنیاد پر تھی اور اگلے دن مسجد نبوی میں ہونے والی بیعتِ عامہ میں بھی صحابہ پہلے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر متفق ہوئے' پھر ان کی بیعت ہوئی۔

چہارم: اسی بیعت عامہ میں حضرت مولا علی بن ابی طالب اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ چنانچہ حاکم نے مستدرک میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' اُنہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: مجھے کسی دن یا رات میں امارت کی حرص نہیں رہی' نہ مجھے اس کی رغبت تھی' نہ میں نے کبھی خفیہ یا علانیہ اس بارے میں اللہ سے سوال کیا' مگر مجھے فتنہ کا ڈر تھا' اور امارت لے کر مجھے کوئی راحت نہیں ہے۔ البتہ ایک امرِ عظیم مجھ پر ڈال دیا گیا ہے' جس کی مجھ میں ہمت نہیں ہے سوا اس کے کہ میں اللہ سے ڈرتا رہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آج میری جگہ کوئی قوی تر شخص کھڑا ہو جائے۔ تو سب مہاجرین نے ان کی باتوں کو اور ان کی معذرت کو قبول کیا' آگے یہ الفاظ ہیں:

قال علیٌّ رضی اللہ عنہ والزبیر: ما غَضِبْنَا اِلَّا اَنَّا قَدْ اُخِّرنا عن المُشَاورۃِ وَاِنَّا نری ابا بَکرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِھَا بَعْدَ رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّہٗ لَصَاحِبُ الغَارِ وثَانِی اثْنَیْنِ وَاِنَّا

لَنَعْلَمُ شَرَفَهُ وَكِبَرَهُ وَلَقَدْ اَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَیٌّ .

(مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 70 ' حدیث: 4422 ' کتاب معرفۃ الصحابہ ' فضائل ابی بکر ' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں صرف یہ افسوس ہوا کہ ہمیں (سقیفہ میں) مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا' جبکہ ہم جانتے ہیں کہ نبی اکرم رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ابوبکر صدیق ہی ہیں' وہ نبی کے یار غار ہیں' وہ ثانی اثنین ہیں' ہمیں ان کی عظمت و شرافت معلوم ہے اور جب رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف فرما تھے تو آپ نے ابوبکر ہی کو لوگوں کا امام بنایا''۔

امام ابن کثیر نے اسی روایت کو بیہقی اور مغازی میں موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے۔

(البدایہ جلد 6 صفحہ 306 ' مطبوعہ دار الریان ' بیروت)

پنجم: حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے' کہتے ہیں: (وصالِ نبوی کے بعد) مہاجرین صحابہ باہم مشورہ کر رہے تھے' وہ کہنے لگے: چلو! انصار بھائیوں کے پاس چلتے ہیں کیونکہ اس کام میں ان کا بھی حصہ ہے تو وہ انصار کے پاس آئے' ان میں سے ایک شخص نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہوگا' ایک تم میں سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک میان میں دو تلواریں درست نہیں ہیں۔ اگلے الفاظ یہ ہیں:

فَاَخَذَ بِيَدِ اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِیْ لَهُ هٰذِهِ الثَّلَاثُ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ مَنْ هُمَا؟ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ مَنْ صَاحِبُهٗ؟ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا' مَعَ مَنْ هُوَ؟ فَبَسَطَ عُمَرُ يَدَ اَبِیْ بَكْرٍ فَقَالَ بَايِعُوْهُ فَبَايَعَ النَّاسُ اَحْسَنَ بَيْعَةٍ وَّاَجْمَلَهَا . (ق)

(کنز العمال جلد 5 صفحہ 648 ' کتاب الخلافۃ ' حرف الخاء ' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ ' بیروت)

(ترجمہ:) ''تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: یہ شخص کون ہے جس کی یہ تین صفات ہیں؟ (اللہ نے فرمایا:) ''اذ ھما فی الغار'' جب وہ دونوں غار میں تھے' وہ دو کون تھے؟ (اللہ نے فرمایا:) جب رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے' وہ ساتھی کون تھا؟ (اللہ نے فرمایا:) ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے! تو اللہ کس کے ساتھ تھا؟ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ان کی بیعت کر لو؛

سب نے ان کی بیعت کر لی جو سب سے اچھی اور سب سے پیاری بیعت تھی'' اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

ششم: ابوالبختری کی روایت ہے' کہتے ہیں: (سقیفہ بنی ساعدہ میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہا: تم ہاتھ بڑھاؤ! میں تمہاری بیعت کرتا ہوں کیونکہ میں نے خود سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوعبیدہ اس اُمت کا امین ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا كُنْتُ لَا تَقَدَّمَ بَيْنَ يَدَىْ رَجُلٍ اَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ يَؤُمَّنَا فَاَمَّنَا حَتّٰى مَاتَ (حم) ۔(کنز العمال جلد 5 صفحہ 644' کتاب: الخلافۃ' حرف الخاء' مطبوعہ موسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''میرے لیے جائز نہیں کہ اس شخص سے (یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے) آگے بڑھوں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا امام بنایا تھا یہاں تک کہ وہ وفات پا جائیں''۔

یہ تمام روایات میں نے اس لیے لکھی ہیں (اور مزید بھی لکھی جا سکتی ہیں) کہ عبدالقادر شاہ صاحب نے زبدۃ التحقیق میں سارا زور اس بات پر لگایا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تو صحابہ کا اجماع ہوا ہے مگر افضلیت پر نہیں ہوا۔ پتہ نہیں شاہ صاحب کن خیالی وادیوں میں رہتے ہیں' حضرت عمر فاروق' مولا علی المرتضیٰ' حضرت زبیر بن عوام' ابوعبیدہ بن جراح' عبداللہ بن مسعود' حضرت انس بن مالک' سالم بن عبید رضی اللہ عنہم جیسے اجلّہ صحابہ کرام تو گواہیاں دے رہے ہیں کہ مہاجرین و انصار کا خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جمع ہونا ان کی افضلیت کی وجہ سے تھا' گویا افضلیت پر اجماع پہلے ہوا خلافت پر بعد میں۔ تو اب عبدالقادر شاہ صاحب کو کون سمجھائے کہ اللہ کے بندے آپ کی بات درست ہے' یا ان اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

خلافت کی وجہ سے فضیلت نہیں بلکہ افضلیت کی وجہ سے خلافت ہے

تفضیلی فرقہ یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ انہیں خلافت ملی اور اُنہوں نے غلبۂ دین میں کردار ادا کیا مگر ہم کہتے ہیں: یہ غلط ہے۔ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما سمیت تمام صحابہ مذکورین فرما رہے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجہ سے وہ خلافت کے حقدار تھے اور انہیں خلافت ملی' اور ابھی پیچھے حضرت ابوہریرہ' ابن عمر' حضرت انس اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے اقوال گزرے ہیں کہ عہدِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی میں صحابہ کا اجماع تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب سے افضل ہیں' تو افضلیت پہلے ہے خلافت بعد میں۔ مگر تفضیلی لوگ

اسے اُلٹے دماغ سے سمجھتے ہیں۔

اجماعِ صحابہ سے انحراف صریح ضلالت ہے اور اس کا انجام جہنم ہے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کی امامت کو برداشت نہیں فرماتے تھے، بلکہ آپ کے ایامِ علالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب غلطی سے مصلّٰی امامت پر کھڑے ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے فوراً انہیں ہٹا دیا۔ (ابوداؤد، کتاب السنہ) اور ایک موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا: ''**لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہ**'' جب ابوبکر کسی قوم میں موجود ہو تو کسی دوسرے شخص کو امامت کا حق ہی نہیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب)

اور جب یہ بھی ثابت ہو گیا کہ انہی ارشاداتِ نبویہ ہی کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلافتِ صدیقِ اکبر پر اجماع کیا اور تصریحاتِ فقہاء کی روشنی میں اس خلافت کا منکر کافر ہے۔ اور آپ نے پڑھ لیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے دستِ صدیقِ اکبر پر یہ کہہ کر بیعت کی: ''**بل نبایعك انت فانت سیدنا و خیرنا واحبنا الی رسول اللّٰہ** ﷺ'' اور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے واضح فرمایا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے کی وجہ سے سب صحابہ نے ان کی بیعت کی اور ان کو امام چنا۔ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرما دیا کہ افضلیتِ صدیق کا منکر بارہ ہزار صحابہ پر تہمت رکھنے والا ہے۔ تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ جملہ صحابہ نکھر کر سامنے آ گیا۔ اب ان تمام احادیثِ صریحہ صحیحہ اور اجماعِ صحابہ سے انحراف سراسر گمراہی و ضلالت ہے، جس راستہ کو تمام مسلمان مل کر منتخب کر لیں، اس سے انحراف بحکمِ قرآن وحدیث جہنم میں گرنے کے مترادف ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (سورۃ النساء، آیت:115)

(ترجمہ:) ''جو شخص رسول کرم ﷺ (کے ارشادات) کی مخالفت کرے، بعد ازاں کہ اس پر ہدایت واضح ہوگئی اور مؤمنین کے (اجتماعی) راستہ کے سوا دوسرے راستہ پر چلے تو ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے جدھر وہ پھرا اور اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ کیا ہی بُرا انجام ہے''۔

یہ آیت افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منحرف تفضیلی فرقہ پر صراحت کے ساتھ صادق آتی ہے، وہ بیسیوں ارشاداتِ نبویہ کے مخالف اور ان مؤمنین کے اجتماعی فیصلہ سے منحرف ہیں، جن کے ایمان کی

گواہی سارا قرآن دیتا ہے، یعنی اصحابِ رسول جو "السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ" (التوبہ:100) ہیں، جو "رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ" (المجادلہ:22) کی شان والے ہیں، جو "وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى" کی عظمت رکھتے ہیں، (الحدید:10) اور جن کو اللہ نے "اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا" کا مقام عطا فرمایا ہے، (انفال:74) جب ان مقاماتِ رفیعہ کے حامل مؤمنین نے افضلیتِ صدیق اکبر پر اجماع کر لیا تو اس سے انکار کرنے والا "نصلہ جهنم وساء ت مصيرًا" کا کھلا مصداق ہے اور طریقۂ صحابہ سے ہٹ کر چلنے والے کیلئے نبی اکرم ﷺ نے بھی اعلانِ جہنم کیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت پر وہی حالت طاری ہوگی جو بنی اسرائیل پر طاری ہوئی، جیسے ایک جوتی دوسری کی مثل ہوتی ہے، حتیٰ کہ اگر ان میں سے کسی نے اپنی سگی ماں سے علانیہ بدکاری کی تھی تو اس اُمت میں بھی کوئی ایسا ضرور کرے گا، آگے آپ نے فرمایا:

وَاِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلَاثٍ وسبعينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قال وَمَنْ هِيَ يا رسول الله قال مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ ۔ (سنن ترمذی، کتاب: الایمان، باب: 18، باب: ماجاء فی افتراق ھذہ الامۃ، حدیث: 2640) (ابن ماجہ، کتاب: الفتن، باب: 17، فی افتراق الامم، حدیث: 3992)

(ترجمہ:) "بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، وہ سب جہنم میں جائیں گے سوا ایک فرقہ کے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ کون سا فرقہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "ما انا عليه واصحابی" جس راستہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں (اس راستہ پر کاربند لوگ ہی جنتی ہیں)"۔

اب حق واضح ہے! افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم ﷺ کا بتایا ہوا راستہ ہے اور صحابہ کا اپنایا ہوا راستہ ہے، جو اس پر کاربند ہے وہ اہلِ جنت ہے، جو اس سے منحرف ہے وہ انہی بہتر فرقوں میں سے ہے جو جہنم میں جانے والے ہیں، اور اہلِ سنت و جماعت کا بھی یہی معنیٰ ہے، یعنی سنتِ رسول اور جماعتِ صحابہ کے پیروکار لوگ، تو افضلیتِ صدیق اکبر سے انحراف کرنے والا اہلِ جنت سے بھی نہیں ہے اور اہلِ سنت سے بھی نہیں ہے، وہ اہلِ شقاوت و اہلِ بدعت سے ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا:

من كان مُسْتِنًّا فليستن ﷺ بمن قد مات فان الحی لا تؤمن علیه الفتنة . اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة وابرّها قلوبًا واعمقها علمًا واقلها تكلفًا اختارهم الله لصحبة نبيه ولا قامة دينه فاعرفوا لهم فضلهم واتبعوهم علٰى اثرهم وتمسّكوا بما استطعتم من اخلاقهم وسيوهم فانهم كانوا على الهدٰى المستقيم . رواه رزين .

(مشکوٰۃ شریف' کتاب: الایمان' باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ' فصل: ثالث' صفحہ 32' جلد اوّل)

(ترجمہ:) ''جس شخص نے راستہ اپنانا ہے وہ فوت شدگان کا راستہ اپنائے کیونکہ زندہ شخص فتنہ میں پڑنے سے بے خوف نہیں ہے' وہ (فوت شدگان) اصحابِ رسول ﷺ ہیں' وہ اس اُمت کے سب سے افضل لوگ تھے' ان کے دل سب سے پاکیزہ تھے' وہ علم میں سب سے گہرے تھے' ان میں تکلف سب سے کم تھا' اللہ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت اور دین کی اقامت کیلئے چن لیا' ان کا فضل پہچانو اور ان کے نقشِ قدم پر چلو' اور جس قدر ہو سکے ان کے اخلاق و سیرت کو اپناؤ کیونکہ وہ سیدھی ہدایت پر گامزن تھے' اسے امام رزین نے روایت کیا ہے''۔

باب چہارم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اقوالِ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(1) ابھی ہم پیچھے بخاری کی وہ حدیث بیان کر چکے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا:

بَلْ نُبَایِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ۔

(بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، حدیث:3668)

(ترجمہ:) ''نہیں! بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم سب سے افضل ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں ہم سب سے محبوب ہیں''۔

(2) یہ حدیث بھی پیچھے گزری کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنا آدھا مال راہِ خدا میں لے آئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارا مال لے آئے اور کہا: میں گھر میں صرف اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللّٰہِ لَا اَسْبِقُهٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا ۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، باب: ابی بکر الصدیق، حدیث:3675)

(ترجمہ:) ''اللہ کی قسم! میں کسی نیکی میں ابوبکر سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا''۔

(3) جبیر بن نفیر کہتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! ہم نے آپ سے بڑھ کر حق و انصاف کا فیصلہ کرنے والا اور منافقین پر سختی کرنے والا کوئی نہیں دیکھا، تو آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر ہیں۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! تم نے جھوٹ کہا، ہم نے وہ شخص دیکھا ہے جو رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان سے بھی بہتر تھا، یعنی ابوبکر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عوف نے سچ کہا ہے، اللہ کی قسم! ابوبکر اس وقت کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر تھے جب میں اپنے گھر والوں کے اونٹ سے بھی زیادہ گمراہ تھا۔ اسے ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے کہا: اس کی اسناد صحیح

ہے۔(کنز العمال جلد 12 صفحہ 497 'مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ 'بیروت)

(4) ہزیل بن شرحبیل سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِىْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ بِهِمْ ۔

(ترجمہ:)''اگر ایمانِ ابوبکر صدیق کو تمام اہلِ زمین کے ایمان سے تولا جائے تو وہ ان سب سے بھاری رہے گا''۔

اسے معاذ نے زیاداتِ مسند مسدد میں روایت کیا ہے اور حکیم نے فضائل الصحابہ میں لکھا ہے اور اسے حسن قرار دیا ہے۔(کنز العمال جلد 12 صفحہ 493 'روایت:35614)

افضلیتِ صدیقِ اکبر کا منکر مفتری ہے' اس کی سزا مفتری والی ہے: قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(5) امام حافظ ابوالقاسم ھبۃ اللہ طبری لالکائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 418ھ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

خَيْـرُ هٰـذِهِ الْاُمَّةِ بَـعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ فَمَنْ قَالَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ مُفْتَرٍ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِىْ ۔(اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ' حدیث:2448' جلد 4 صفحہ 1370 'مطبوعہ دار طیبہ' مکہ مکرمہ)

(ترجمہ:)''اس اُمت کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد اس اُمت کا سب سے افضل شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' جس نے اس کے سوا کچھ کہا وہ جھوٹ گھڑنے والا ہے' اس کی سزا وہی ہے جو مفتری کی ہے''۔

(6) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کو امام عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے کتاب السنۃ میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے' جس کے الفاظ یہ ہیں:

اَلَا اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَكْرٍ فَمَنْ قَالَ سِوَا هٰذَا بَعْدَ مَقَامِىْ هٰذَا فَهُوَ مُفْتَرٍ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُفْتَرِىْ ۔

(کتاب السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل' صفحہ 368' روایت 1270)

(ترجمہ:)''خبردار! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہتر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' جس نے اس کے سوا کہا وہ مفتری ہے' اس کی سزا مفتری کی سزا ہے''۔

معلوم ہوا کہ اگر تفضیلی ٹولہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتا تو دِرّہ فاروقی مار مار کر انہیں سیدھا

کر دیتا۔

بہر حال یہ اقوالِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں سیّد عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان الحق ینطق علیٰ لسان عمر'' حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ ''ان الشیطان یفرّ من ظل عمر'' شیطان عمر کے سائے سے بھاگتا ہے' اور ''لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر'' اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ وغیرذلک! جب ان کی عظمت کا یہ عالم ہے تو ان کے اقوال کی صداقت وحقانیت کا کیا کہنا۔ اور یہاں تو افضلیتِ صدیقِ اکبر پر ان کے اقوال کی بارش ہوئی پڑی ہے۔

میں ان میں سے صرف چھ اقوال بطور مشتے نمونہ از خروارے لکھے ہیں۔ مزید اقوال دیکھنا ہوں تو کنزالعمال' باب: فضل ابی بکر الصدیق پڑھئے۔ علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء دیکھئے اور صواعق المحرقہ اُٹھائیے۔ آپ کی آنکھیں کھلتی چلی جائیں گی' یوں لگتا ہے کہ افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت عمر فاروق کا محبوب موضوع تھا جسے وہ اکثر بیان فرماتے تھے۔

اسی طرح طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا' وہ کہتے ہیں:

قَالَ عُمَرُ اَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَيِّدَنَا یعنی بلالًا ۔

(معجم کبیر للطبرانی' جلد اوّل صفحہ 138' حدیث:1015' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

(ترجمہ:) ''ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور اُنہوں نے ہمارے سردار حضرت بلال کو آزاد کیا''۔

سبحان اللہ! کیا پیاری بات ہے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر ارشادِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

عن حمران قال: قال عثمان بن عفان ان ابا بکر الصدیق احق الناس بها یعنی الخلافة انهٔ لصدیق وثانی اثنین وصاحب رسول اللّٰه ۔ (خیثمة بن سلیمان الطرابلسی فی فضائل الصحابة) ۔

(کنزالعمال جلد 5 صفحہ 653' کتاب: الخلافۃ' حرف الخاء' حدیث:14142' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حمران سے مروی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی سب لوگوں سے بڑھ کر خلافت کے حقدار ہیں' کیونکہ وہ صدیق ہیں' وہ ثانی اثنین ہیں اور وہ صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (جن کو اللہ نے صاحب رسول کہا)۔ (اسے

خیثمہ بن سلیمان طرابلسی نے فضائل الصحابہ میں روایت کیا ہے)"۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بنایا جانا محض کسی انتظامی مصلحت کی وجہ سے نہیں تھا جیسا کہ تفضیلی ٹولہ کہتا ہے بلکہ ان کی افضلیت کی وجہ سے تھا' تو جیسے خلافت اجماعی ہے' افضلیت بھی اجماعی ہے۔

☆☆☆☆☆

باب پنجم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اقوالِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید سے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ثابت کرنا

سب سے پہلے ہم مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وہ اقوال پیش کرتے ہیں جن میں وہ قرآنِ کریم کی تفسیر کرتے ہوئے قرآن کی روشنی میں افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو واضح کرتے ہیں' یعنی تفسیر کلام داور بزبانِ علی حیدر درافضلیتِ صدیقِ اکبر۔

(1) پیچھے چھٹی آیت کے تحت ہم مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کر چکے ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ

(سورۃ الفاطر' آیت:32)

(ترجمہ:) ''پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنہیں ہم نے چن لیا' تو ان میں سے کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے' کوئی میانہ رو ہے اور کوئی نیکیوں میں سبقت لے جاتا ہے' یہی بڑی کامیابی ہے''۔

اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت بتاتے ہیں:

کان علی اذا ذکر عندهٔ ابو بکر قال السباق تذکرون السباق تذکرون والذی نفسی بیده ما استبقنا الیٰ خیر الاستبقنا الیه ابو بکر ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 232' حدیث:7168' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتے: تم (نیکیوں کی طرف) سب سے زیادہ سبقت لے جانے والے شخص کا ذکر کر

رہے ہو' سب سے زیادہ سبقت لے جانے والے کا ذکر کر رہے ہو' اس رب کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! ہم (صحابہ) نے جب بھی کسی نیکی کی طرف دوڑ لگائی تو بہر حال ابوبکر ہم سب سے اس کی طرف سبقت لے گئے''۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قرآن مجید کی روشنی میں یوں بیان فرمائی کہ وہ نیکیوں میں سب سے سبقت لے جانے والے تھے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝ (سورۃ الزمر' آیت:33)

(ترجمہ:) ''اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی' یہی لوگ پرہیز گار ہیں''۔

عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال الذی جاء بالحق محمد وصدق بہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ۔ (درمنثور بروایت ابن جریر' الباوردی فی معرفۃ الصحابہ' ابن عساکر جلد 7 صفحہ 228' سورۃ الزمر' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو سچ لایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

یعنی مولا علی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی روشنی میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت یوں ثابت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی اور زوردار تصدیق کرنے والے ابوبکر صدیق ہیں۔ مطلب یہ کہ تصدیق تو سب صحابہ نے کی مگر صدیق اکبر کی تصدیق سب سے افضل و برتر ہے اور وہی اس آیت کا مصداق اوّل و اتم ہیں۔

(3) اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۔ (سورۃ التوبہ' آیت:40)

(ترجمہ:) ''اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ نے ان کی اس وقت مدد کی جب انہیں کافروں نے (مکہ سے) نکلنے پر مجبور کیا' جب آپ دو میں سے دوسرے تھے' جب وہ دونوں غار میں تھے' جب آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے: غم نہ کرو' اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

اس آیت کے تحت خیثمہ بن سلیمان طرابلسی نے فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر نے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اُنھوں نے فرمایا:

ان اللّٰہ ذم الناس کلھم ومدح ابا بکر رضی اللہ عنہ فقال الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ۔

(درمنثور جلد 4 صفحہ 199 ' سورۃ التوبہ آیت: 40 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام لوگوں کی مذمت کی اور ابوبکر صدیق کی تعریف کی کہ فرمایا: اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ نے (تنہا ابوبکر صدیق کے ذریعے) ان کی اس وقت مدد کی جب کفارِ (مکہ) نے انہیں نکالا' آپ دو میں سے دوسرے تھے' جب وہ دونوں غار میں تھے' جب آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے: غم نہ رکھو' اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

یعنی مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس آیت کے تحت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت یوں واضح کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کی مذمت کی اور صدیق اکبر کی مدحت کی' اور یہ نصِ قرآن ہے' یہ وہ قرآنی نکتہ ہے جس کی طرف سب سے پہلے مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ہی کی نظر گئی کیونکہ وہ باب مدینۃ العلم ہیں۔ سبحان اللہ!

تو عجیب بات ہے مولا علی المرتضیٰ شیر خدا' تاجدارِ ھل اتیٰ' شوہر فاطمۃ الزہراء' برادر سیّد الانبیاء' پدرِ حسن مجتبیٰ و سیّد الشہداء رضی اللہ عنہم وارضاھم' تو متعدد آیاتِ قرآنِ پاک سے افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اظہار کریں اور بعض سادات تفضیلیت و تشیع کا شکار ہو کر افضلیتِ صدیقِ اکبر سے انکار کریں؟ کیا اولاد کا یہ حق ہے کہ باپ کو جھوٹا قرار دیں اور سمجھیں کہ باپ نے قرآن کی غلط تفسیر کی ہے' یعنی وہ کیسے بیٹے ہیں جن کے نزدیک باپ کو قرآن کی سمجھ نہیں آئی' جس کے گھر میں قرآن اُترا اور آج چودہ سو برس کے بعد ان لوگوں کو قرآن کی سمجھ زیادہ آ گئی ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ ۔**

ع

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر از بر ہو — پھر پسر وارثِ میراثِ پدر کیوں کر ہو

باپ تھا براہیم پسر آزر ہیں — اُمتی باعثِ رسوائی پیغمبر ہیں

مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا اپنی اولاد کو افضلیتِ شیخین کا درس دینا

(4) امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں روایت کیا:

عن محمد ابن حنفية قال قلت لابی ایّ الناس خير بعد رسول الله ﷺ قال ابو بكر قلت ثم من قال ثم عمر وخشيتُ ان يقول عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمين .

(بخاری شریف' کتاب: فضائل اصحاب النبی ﷺ حدیث: 3671)(سنن ابوداؤد' کتاب: السنۃ' باب: فی التفضیل' حدیث: 4629)

(ترجمہ:) ''محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی (مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے کہا: اس کے بعد کون افضل ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ۔ پھر مجھے ڈر ہوا کہ شاید آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا: اس کے بعد آپ افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں''۔

یہ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا تواضع و انکسار ہے کہ خود کو مسلمانوں میں سے ایک عام مسلمان قرار دیا' ورنہ جمہور اہلِ سنت کے مطابق آپ چوتھے نمبر پر افضل الامۃ ہیں اور آپ کے مناقب و محامد' حد و حساب سے زیادہ ہیں' بہرحال آپ نے اعلان فرمایا اور اپنی اولاد کو یہی تربیت دی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اُمت میں سب سے افضل و اکرم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اب اگر بعض اولاد اپنے باپ کا بتایا ہوا سبق رد کر دے تو وہ خود سوچیں کہ کہاں کھڑے ہیں۔

مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا افضلیتِ شیخین پر خطبات ارشاد فرمانا

(5) امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں' امام ابن ابی شیبہ نے اپنی المصنف میں اور دیگر محدثین نے اپنی کتب میں اپنی اپنی اسانید کے ساتھ روایت کیا:

عن عبد الله بن سلمة قال سمعت عليًّا يقول خير الناس بعد رسول الله ابو بكر وخير الناس بعد ابی بكر عمر .

(سنن ابن ماجہ' کتاب: السنۃ' حدیث: 106)(مصنف ابن ابی شیبہ جلد 8 صفحہ 574)(کتاب السنۃ لعبد اللہ بن احمد بن حنبل حدیث: 1298)

(ترجمہ:) ''ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے فرمایا: رسول

اللہ رضی اللہ عنہ کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ابوبکر صدیق کے بعد سب لوگوں سے افضل عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہما"۔

(6) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ ابوجحیفہ سے روایت کرتے ہیں:

قال سمعتُ علیًّا رضی اللہ عنہ یقول الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم قال الا اخبرکم بخیر ھٰذہ الامۃ بعد ابی بکر عمر رضی اللہ عنہما۔

(مسند احمد بن حنبل مسند علی بن ابی طالب جلد اوّل صفحہ 106 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ:) "ابوجحیفہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل کون ہے؟ وہ ابوبکر صدیق ہیں پھر فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس اُمت میں ابوبکر کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ وہ عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہما"۔

(7) امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وہب السوائی سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا:

قال خطبنا علی رضی اللہ عنہ فقال من خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا؟ فقلت انت یا امیر المؤمنین قال لا خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر وما نبعد ان السکینۃ تنطق علٰی لسان عمر۔ (مسند احمد بن حنبل مسند علی بن ابی طالب صفحہ 106 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

(ترجمہ:) " کہتے ہیں: ہمیں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو فرمایا: اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہیں آپ نے فرمایا: نہیں! اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور ہمیں اس میں کوئی تعجب نہ تھا کہ عمر فاروق کی زبان پر تقدیر بولتی ہے"۔

(8) عون بن ابی جحیفہ کہتے ہیں: میرے والد (ابوجحیفہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فوج میں سے تھے اور وہ منبر کے پاس کھڑے تھے (پہرہ دیتے تھے) میرے والد نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد وثناء کہی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا:

خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر والثانی عمر رضی اللہ عنہما وقال یجعل اللّٰہ الخیر حیث احب۔ (مسند احمد بن حنبل جلد اوّل صفحہ 106)

(ترجمہ:) ''اس اُمت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر دوسرے نمبر پر افضل عمر ہیں، اللہ ان پر راضی ہو اور فرمایا: اللہ جہاں چاہے، افضلیت رکھ دیتا ہے''۔

گویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی نجی محافل میں بھی اور برسرِ منبر اپنے خطبات میں بھی واشگاف الفاظ میں اہلِ اسلام کو خبردار کرتے تھے کہ سن لو! اس اُمت میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل و اعلیٰ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہی عقیدۂ اہل سنت و جماعت ہے اور یہی تعلیمات علویہ و مرتضویہ و حیدریہ کا اہم نکتہ ہے، اسی سے انحراف کر کے انسان بھٹک جاتا ہے اور اگر قدرت دست نگیری نہ کرے تو وہ اصحابِ رسول ﷺ کو بُرا کہنا شروع کر دیتا ہے، اسی لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ اس نکتہ پر خوب زور دیتے تھے۔

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا امامتِ صدیق رضی اللہ عنہ کو افضلیتِ صدیق پر قائم بتانا

(9) امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پہلا خطبہ جو منبر پر دیا، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فرمایا: واللہ! میں امارت کیلئے ایک دن بھی حریص نہیں رہا، نہ کبھی میں نے اس کیلئے خفیہ یا علانیہ اللہ سے دعا کی، مگر مجھے فتنہ سے ڈر لگا، (یعنی جب انصار نے کہا کہ دو امیر ہوں گے، ایک انصاری، ایک مہاجر) مجھے امارت کی کیا حاجت تھی، مجھے تو ایک امرِ عظیم کا مکلف کر دیا گیا ہے اور توفیقِ الٰہی کے بغیر میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ تب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا:

ما غضبنا الا لانا قد اخرنا عن المشاورة وانا نرى ابا بكر احق الناس بها بعد رسول الله ﷺ انه ثانى اثنين وانه لصاحب الغار وانا لنعم بشرفه وكبره ولقد امره رسول الله ﷺ بالصلوٰة وهو حىٌّ .

(مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 70) (کتاب معرفۃ الصحابہ، حدیث: 4422، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''ہمیں صرف یہ گلہ تھا کہ ہمیں مشورہ سے پیچھے رکھا گیا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امارت کا سب سے زیادہ حقدار حضرت ابوبکر ہی ہیں، وہ ثانی اثنین ہیں، صاحب الغار ہیں، اور ہم ان کے شرف و علو کو جانتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انہیں نماز پڑھانے کا حکم فرمایا''۔

امام حاکم نے کہا: یہ حدیث شرطِ شیخین پر صحیح ہے اور ذیل میں امام ذہبی نے بھی تائید کی کہ یہ بخاری و مسلم کی شرائط پر صحیح ہے۔ (متدرک جلد 3 صفحہ 70)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس فرمانِ ذیشان سے ان لوگوں کا منہ بند ہو جانا چاہیے' جو کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت' افضلیت کی بنیاد پر نہ تھی بلکہ اس لیے تھی چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو امام بنا دیا تھا' اس لیے صحابہ ان کی خلافت پر جمع ہو گئے' بتایئے! یہ کیسی جاہلانہ بات ہے۔ ہم کہتے ہیں: اے خدا کے بندو! تم زیادہ جانتے ہو یا خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ زیادہ جانتے ہیں' جب وہ فرما رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی شرافت و بزرگی کے باعث صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی منصبِ امامتِ اُمت کے حق دار ہیں اور دوسرا سبب یہ ہے کہ انہیں آقا نے اپنی حیات ہی میں امام بنا دیا تھا۔ لہٰذا ہم ان کی بیعت کرتے ہیں' تو اب تمہاری دلیلوں کا کیا جواز باقی رہ جاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دو اسباب بیان کیے۔ ایک ان کی افضلیت' دوسرا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں امام بنانا۔ افضلیت کو آپ نے پہلے بیان فرمایا' گویا حیاتِ نبویہ میں ان کا امام بنایا جانا بھی بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی افضلیت ہی کے باعث تھا' اس کے باوجود جو آدمی افضلیتِ صدیقِ اکبر کو اجماعی مسئلہ نہیں جانتا' وہ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا محب نہیں' آپ کا گستاخ ہے' اگر وہ محب ہوتا تو آپ کا فرمان قبول کرتا۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی تشبیہ افضلیتِ امام حسن رضی اللہ عنہ سے

(10) امام ابن ابی عاصم نے کتاب السنہ میں' ابوالشیخ نے الوصایا میں' امام عشاری نے فضائل الصدیق میں اور امام بزار نے اپنی مسند میں اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ اپنے بعد اپنا کوئی خلیفہ مقرر نہیں کریں گے؟ آپ نے کیا ایمان افروز جواب دیا۔ فرمایا:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یستخلف فان یرد اللہ بالناس خیرًا فیسجمعھم علٰی خیر کما جمعھم بعد نبیھم علٰی خیر وفی لفظ البزار فیسجمعھم علٰی خیرھم کما جمعھم بعد نبیھم علٰی خیرھم .

(مجمع الزوائد بروایت بزار جلد 9 صفحہ 50' کتاب المناقب' مطبوعہ مؤسسۃ المعارف' بیروت) (کنز العمال' کتاب الفضائل' باب: فضائل ابی بکر الصدیق' جلد 12 صفحہ 516' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) "بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنا خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا' تو اگر اللہ نے

لوگوں کیلئے خیر چاہی تو انہیں خیر پر جمع کر دے گا' جیسے اس نے نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کو خیر پر جمع کر دیا تھا۔ اور بزار کے الفاظ یہ ہیں: اللہ لوگوں کو ان میں سب سے بہتر شخص پر جمع کر دے گا جیسے اس نے نبی اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کو سب سے اچھے شخص پر جمع کر دیا تھا"۔

امام ابوبکر ہیثمی نے فرمایا: اس حدیث کے تمام رواۃ بخاری کے رواۃ ہیں' سوا اسماعیل بن ابی الحرث کے' وہ بھی ثقہ ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 7 صفحہ 50)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد آپ کے ساتھیوں میں جو مقامِ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے' رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں آپ کے بعد وہی مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ فیصلہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے' جس طرح مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ پر جمع کیا' یونہی پروردگارِ عالم نے نبی اکرم ﷺ کے بعد ساری اُمت کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جمع کیا' اگر اب بھی تفضیلی ٹولہ مطمئن نہ ہو تو دل پر لگی مہر کو اللہ ہی توڑ سکتا ہے۔

ہم تفضیلی ٹولہ سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد آپ کے اصحاب میں سے کسی کو امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل کہے' تم اسے گمراہ کہو گے یا نہیں؟ ضرور کہو گے' تو اصحابِ رسول ﷺ میں سے کسی کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہنے والا ارشادِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روشنی میں کیوں گمراہ نہیں ہے؟

افضلیت شیخین پر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ نبوی

(11) ہم پیچھے احادیث کے باب میں مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بیان کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:

هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الجنةِ ما خلا النبيين والمرسلين ۔

(ترمذی' حدیث: 3666) (ابن ماجہ' حدیث: 95) (مسند ابی یعلیٰ' حدیث: 533) (مسند احمد بن حنبل جلد 1 صفحہ 80)

(ترجمہ:) "یعنی یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے سوا تمام بزرگانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں"۔

معلوم ہوا کہ جنابِ حیدر کرار رضی اللہ عنہ' سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو تمام بزرگانِ اہل جنت کا سردار مانتے ہیں اور یہ ہم بتا چکے کہ بزرگ سے مراد یہاں افضل طبقہ ہے' ورنہ جنت میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ تو یہ حدیث روزِ روشن کی طرح واضح کر رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی شیخین کریمین کو انبیاء کے بعد افضل البشر قرار دیتے ہیں اور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی یہی سمجھتے ہیں۔ جب مصطفیٰ ﷺ و مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible]

قول علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ: جو مجھے شیخین پر فضیلت دے گا اسے حد مفتری لگاؤں گا

(12) حضرت امام ابوالقاسم علی بن حسین المعروف بہ ابن عساکر المتوفی 581ھ تاریخ دمشق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ایمان افروز ارشاد اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں جو یوں ہے:

اخبرنا ابو القاسم زاهر بن طاهر انا ابو سعيد الجنزرودی انا ابو الحسين علی بن احمد بن حرا بخت الحروی النسابة انا ابو سهل احمد بن محمد بن عبد الله بن زياد القطان ببغداد نا عبد الله بن روح نا شبابة نا شعيب بن ميمون الواسطی عن حصين بن عبد الرحمن عن عبد خير قال بلغ عليًّا ان ناسًا تَقَاعَدُوا فَتَذَاكَرُوا فَكَأَنَّهُم فَضَّلُوا عليًّا على ابى بكرٍ وعمر فَبَلَغَ عليًّا ما قالوا فَصَعَدَ المنبرَ فَحَمِدَ اللّٰه وَاَثْنٰى عليه ثم قال بَلَغَنِى اَنَّ نَاسًا فَضَّلُونِى على ابى بكرٍ وعُمَرَ وَاِنِّى لَمْ اُقَدِّمْ وَلَو قُدِّمْتُ لَعَاقَبْتُ وَلا يَنْبَغِى لِوَالٍ اَنْ يُعَاقِبَ حتى يَتَقَدَّمَ اَلا مَنْ فَضَّلَنِى على ابى بكر وعمر بَعْدَ مَقَامِى هٰذا فَعَلَيْهِ مَا على المُفْتَرِى اِلا اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ او افضل بعد نَبِيِّهَا مِنْ هٰذِهِ الاُمَّةِ ابو بكرٍ ثم عُمَرُ .

(تاریخ مدینہ دمشق' جلد 30 صفحہ 369' ذکر ابوبکر صدیق' مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(ترجمہ:) "(بحذف سند) عبد خیر کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ لوگوں نے باہم بیٹھ کر گفتگو کی ہے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین پر فضیلت دی ہے' یہ گفتگو حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی' آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا'

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ کچھ لوگوں نے مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی ہے اور میرے پاس ایسا کوئی مقدمہ نہیں لایا گیا' اگر لایا جاتا تو میں ضرور سزا نافذ کرتا اور حاکم کو نہیں چاہیے کہ کسی کو سزا دے تا آنکہ اس کے سامنے مقدمہ آئے۔ سن لو! میرے اس قیام کے بعد جو شخص مجھے ابوبکر و عمر پر فضیلت دے گا' اس پر وہی سزا چلے گی' جو مفتری پر چلتی ہے''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہم نے پوری سند کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب کے بعض مریدین کہتے سنے گئے ہیں کہ اس قول کا کوئی اصل نہیں' اس لیے ہم نے پوری سند پیش کی ہے۔ شاہ صاحب کے مریدین ان سے پڑھے ہوئے سبق کے مطابق یہ سوال بھی اُٹھاتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کسی کو ایسی سزا نہیں دی' اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس کی وجہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتا دی ہے کہ آپ کے سامنے ایسا مقدمہ لایا نہیں گیا اور جرم باقاعدہ ثابت نہیں ہوا' ورنہ آپ ضرور سزا نافذ کرتے۔

(13) امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الگ سند کے ساتھ یہی قولِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے' جو اس طرح ہے:

حدثنا احمد بن یونس حدثنا محمد بن طلحة عن ابی عبیدة بن الحکم عن الحکم بن حجل قال سَمِعْتُ عَلِیًّا یقولُ: لَا یُفَضِّلُنِیْ اَحَدٌ علٰی ابی بکرٍ وعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ ۔ (کتاب فضائل الصحابہ' جلد اوّل صفحہ 100' مطبوعہ دار ابن الجوزی' بیروت)

(ترجمہ:) ''(حذفِ سند) حکم بن حجل کہتے ہیں: میں نے خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا' آپ نے فرمایا: مجھے کوئی شخص ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہیں دے گا' مگر یہ کہ میں اسے مفتری کی سزا کے برابر کوڑے ماروں گا''۔

(14) مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اسی قول کو امام بیہقی نے اپنی الگ سند کے ساتھ یوں روایت کیا ہے:

اخبرنا علی بن احمد بن عبدان اخبرنا احمد بن عبید الصفار حدثنا محمد بن الفضل بن جابر حدثنا الحکم بن موسٰی حدثنا شهاب یعنی ابن خراش حدثنا الحجاج بن دینار عن ابی معشر عن ابراهیم قال ضرب علقمة هذا المنبر فَحَمِدَ اللّٰه وَاَثْنٰی علیه وَذَکَرَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَذْکُرَهٗ ثم قال بَلَغَنِیْ اَنَّ

نَاسًا فَضَّلُوْنِی علی ابی بکرٍ وعُمَر ولو کُنْتُ تقدَّمْتُ فی ذٰلِكَ لَعَاقَبْتُ فیه وَلٰكِنْ اَكْرَهُ الْعُقُوْبَةَ قَبْلَ التَّقَدُّمِ وَمَنْ قَالَ شَيْئًا مِنْ ذلك فَهُو مُفْتَرٍ عَلَيْهِ مَا عَلَى المفتری اِنَّ خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ اَبُوْ بَكْرٍ وعُمَرُ ولهٰذا شَوَاهِدُ عن عليٍ رضی اللہ عنہ ذکرناها فی کتاب الفضائل .

(الاعتقاد والہدایہ الی سبیل الرشاد' صفحہ 487 'مطبوعہ مکتبہ الیمامہ' دمشق' بیروت)

(ترجمہ:) ''ابراہیم راوی کہتا ہے: علقمہ نے اس منبر (منبر مسجد کوفہ) پر ہاتھ مار کر کہا: اس منبر پر مولا علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا' آپ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد کچھ باتیں کہیں جو اللہ نے چاہا' اس کے بعد آپ نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں' اگر اس بارے میں مجھے مقدمہ پیش کیا گیا ہوتا تو میں ضرور اس بارے میں سزا نافذ کرتا' میں بغیر مقدمہ کسی کو سزا دینا پسند نہیں رکھتا' تو جس نے ایسی بات کہی ہے وہ مفتری ہے (جھوٹ گھڑنے والا ہے) اس کی وہی سزا ہے جو مفتری کی ہے۔ سن لو! رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس قول علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دیگر شواہد بھی ہیں' ہم نے انہیں کتاب الفضائل میں لکھا ہے''۔

(15) امام ابن عبدالبر مالکی متوفی 463ھ' جن کے بعض اقوال کو تفضیلی لوگ دلیل بناتے ہیں۔ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس قول کو اپنی سند کے ساتھ یوں بیان کرتے ہیں:

حدثنا محمد بن عبد الملك حدثنا ابن الاعرابی حدثنا الحسن بن محمد الزعفرانی حدثنا يزيد بن هارون وابو قطن وابو عبادة ويعقوب الحضرمی واللفظ ليزيد قالوا حدثنا محمد بن طلحة عن ابی عبدة بن الحكم بن حجل قال علی رضی اللہ عنہ لا يُفَضِّلُنِی اَحَدٌ علٰی اَبِی بكرٍ و عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ .

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب' جلد دوم صفحہ 253 'مطبوعہ دار صادر' بیروت)

(ترجمہ:) ''ابوعبیدہ بن حکم بن حجل کہتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دے گا' مگر یہ کہ میں اسے ضرور حد مفتری لگاؤں گا''۔

میں نے یہ چار روایات مع اسانید پیش کی ہیں جن کے مطابق حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو

شخص مجھے شیخین پر فضیلت دے، میں اسے حد مفتری لگاؤں گا، یعنی اسی کوڑے اس کی پیٹھ پر رسید کروں گا۔اور یہ چاروں روایات صرف بطورِ نمونہ ہیں، ورنہ یہ قول علی المرتضیٰ کثیر روایات سے ثابت ہے، مثلاً امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب السنۃ میں یہ قول تین مختلف اسانید سے روایت کیا ہے۔امام ابوبکر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ اسے اپنی دو اسانید کے ساتھ لائے ہیں۔ابن عساکر، تاریخ مدینہ دمشق میں اپنی سند کے ساتھ لائے ہیں اور ابن عبدالبر اسے اپنی سند کے ساتھ لائے ہیں۔گویا سردست اس وقت اس کی سات اسانید میرے سامنے پھیلی ہوئی ہیں۔

تو حیرت ہے عبدالقادر شاہ صاحب کے بعض مریدین ان کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق کہتے ہیں کہ یہ قولِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بے اصل ہے۔ہم کہتے ہیں: ارے خدا کے بندو! اپنے مطالعہ میں وسعت پیدا کرو، محض جاہلانہ دعووں سے حقیقت کو بدلا نہیں جا سکتا۔

تفضیلی لوگ اس قولِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیان کرنے پر بہت اشتعال میں آتے اور سٹپٹاتے ہیں۔ گویا چشمِ تصور میں وہ اپنی پیٹھ پر مولا علی کا دِرّہ برستا ہوا محسوس کرتے ہیں۔سچ ہے کہ یہ تفضیلی ٹولہ اگر دورِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں ہوتا تو آپ دِرّے مار مار کران کا بھرکس نکال دیتے۔حیدرِ کرار کا تو ایک درّہ کوئی نہیں سہہ سکتا چہ جائیکہ اسی درّے سہنے پڑیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اشجع الناس قرار دینا

(16) اس جگہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ عظیم الشان قول بھی شامل کرلیں جو ہم پیچھے باب احادیث میں لکھ آئے ہیں کہ انہوں نے ایک بار لوگوں سے پوچھا: "من اشجع الناس "لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ اہلِ مجلس نے کہا: آپ سب سے بڑھ کر بہادر ہیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: سب لوگوں سے بڑھ کر بہادر ابوبکر صدیق ہیں، جب بدر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے عریش (چھپر) بنایا گیا تو ہم کہنے لگے: اس میں آپ کے ساتھ کون رہے گا تاکہ قریش میں سے کوئی آپ تک نہ پہنچ سکے:

فواللہ ما دنا منا احد الا ابو بکر شاهرًا بالسیف علٰی رأس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یهوی الیه احد الا هوی الیه فهو اشجع الناس ۔

(ترجمہ:) "تو اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی آگے نہ بڑھا سوا ابوبکر صدیق کے، وہ تلوار لہراتے

ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سرانور کے قریب کھڑے تھے' جو کافر آپ کی طرف لپکتا تو وہ اس کی طرف لپکتے تو وہی سب سے زیادہ بہادر ہیں''۔

پھر حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مؤمن آلِ فرعون اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے کردار کا باہم موازنہ کیا' تو فرمایا: ہم نے وہ وقت دیکھا ہے جب کفارِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر حملہ کر دیا' کوئی انہیں اُدھر کھینچ رہا تھا کوئی اِدھر' تب ہم میں کوئی آگے نہ بڑھا سوا ابوبکر صدیق کے' وہ کسی کافر کو کھینچ رہے تھے' کسی کو دھکا دے رہے تھے' کسی کو مار رہے تھے اور فرماتے تھے: ''اتقتلون رجلًا ان يقول ربی اللّٰہ'' (یہی الفاظ مؤمن آلِ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں کہے تھے) پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے چہرہ پر چادر رکھ کر رونے لگے تا آنکہ ان کی ریش مبارک تر ہوگئی' پھر فرمایا: لوگو! مجھے بتاؤ کہ مؤمن آل فرعون افضل تھا یا ابوبکر افضل ہیں؟ لوگ چپ رہے۔ تب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الا تجيبوننی فواللّٰہ لساعة من حياة ابی بكر خير من الف ساعة من مثل آل فرعون ذلك رجل يكتم ايمانه وهذا رجل اعلن ايمانه .

(تاریخ الخلفاء للسیوطی' باب: ابی بکر الصدیق' فصل: فی شجاعتہ' صفحہ 30' مطبوعہ استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق کی زندگی کی ایک گھڑی مؤمنِ آلِ فرعون جیسے آدمی کی ہزار ساعات سے افضل ہے' وہ آدمی اپنا ایمان (پہلے) چھپاتا تھا (قرآن میں ہے: ''وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗ'' مؤمن آلِ فرعون بول اُٹھا: وہ پہلے اپنا ایمان چھپاتا تھا) اور ابوبکر صدیق وہ مرد ہیں جنہوں نے (شروع ہی سے) اپنا ایمان کھل کر ظاہر کیا''۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا سبب ان کی اشجعیت بھی ہے

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ان تمام شیعہ و تفضیلیہ کیلئے تازیانۂ عبرت ہے' جو کہتے رہتے ہیں کہ ہر میدان میں شجاعت کے جوہر تو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے دکھائے خواہ وہ بدر ہو یا اُحد' احزاب ہو یا حنین' تو وہی سب سے افضل ہیں مگر مولا علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد نے ان کے منہ بند کر دیئے ہیں اور بلاشبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی سب صحابہ سے افضل اور اشجع ہیں' جہاں کوئی جماعتِ رسول میں آگے نہیں بڑھ پاتا تھا وہاں وہ آگے بڑھتے تھے' آغازِ اسلام میں جب کفار' رسول اللہ ﷺ پر حملہ آور ہوتے تو بقول مولا علی رضی اللہ عنہ وہی

آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے تھے۔ سفرِ ہجرت سے بڑھ کر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کوئی خطرناک سفر نہ تھا' اس میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر آقا کے ساتھ نکلے اور بحفاظت مدینہ طیبہ لے گئے' بدر میں کفار کا حملہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھا تو آپ کے قریب تر وہی رہ سکتا تھا جو بقولِ مولا علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر ہو' اُحد میں جب کفار کی طرف سے شدید دوطرفہ حملہ ہوا تو جو لوگ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے' ان میں سرفہرست نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ہے' حتیٰ کہ شیعہ مفسر علامہ طبری نے بھی مجمع البیان فی تفسیر القرآن میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

اُحد میں آپ کا بیٹا کفار کی طرف سے مبارزت طلبی کرتے ہوئے نکلا کہ کون ہے جو میرے مقابلہ میں آئے' تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تلوار لہراتے ہوئے بیٹے کے مقابلہ میں میدان میں اُتر آئے۔ اللہ! اللہ! تاریخِ اسلام ایسے بہادر کی مثال نہیں لا سکتی کہ باپ اپنے کافر بیٹے کو جان سے مارنے کیلئے میدان میں نکلے۔ تب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو واپس بلا لیا اور فرمایا: تم میرے پاس رہ کر مجھے مشورے دو' تمہاری مجھے زیادہ ضرورت ہے۔ یہ سارا واقعہ شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی نے ناسخ التواریخ' حالاتِ پیمبر' جلد دوم صفحہ 160 میں بیان کیا ہے۔

امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں نقل کیا ہے کہ جب آپ کا بیٹا مسلمان ہو گیا تو اس نے ایک بار کہا: ابا جان! آپ میری تلوار کی زد میں تھے مگر میں نے آپ کو باپ سمجھ کر چھوڑ دیا' آپ نے فرمایا:

لٰكِنَّكَ لَوْ اُهْدِفْتَ لِيْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْكَ ۔ (تاریخ الخلفاء باب: الصدیق فصل: فی صحبتہ' صفحہ 30)

(ترجمہ:) ''لیکن اگر تم میرے نشانہ پر آ جاتے تو میں تجھے (مارے بغیر) واپس نہ آتا''۔

پھر ہر خطرناک سفر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سب سے قریب ہوتے تھے خواہ وہ سفر حدیبیہ ہو' عمرۃ القضاء ہو' فتح مکہ ہو یا غزوۂ تبوک وغیرہ۔

پھر جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال فرمایا تو ہر طرف سے خطرات اُمڈ آئے۔ قیصر روم کے حملہ کا خطرہ' مدینہ طیبہ کے آس پاس قبائل کا مرتد ہو کر زکوٰۃ سے انکار اور مدعیانِ نبوت کا کھڑا ہو جانا' ایسے خطرناک فتنوں کے ہجوم میں بڑے بڑے شیروں کے دل دہل جاتے ہیں' ایسے میں تمام صحابہ کا خیال تھا کہ لشکر اسامہ کو روانہ نہ کیا جائے مگر قربان جائیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہمت و بہادری پر' کہ فرمایا: خواہ مجھے درندے اُٹھا کر لے جائیں مگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرستادہ لشکر کو روک نہیں سکتا' تو وہ لشکر گیا اور سالم و

غانم لوٹا' آگے یہ بحث مزید آئے گی۔

لہٰذا صحابہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑا کوئی بہادر نہ تھا تو اس زاویہ سے بھی وہی سب سے افضل ٹھہرے۔

(17) امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الا اخبركم بخير هذه الامة بعد نبيها صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قالوا: بلٰى . قال ابو بكر رضی اللہ عنہ: ثم قال: الا اخبركم بخير هذه الامة بعد ابى بكر؟ قالوا: بلٰى قال عمر: ولو شئت لاخبرتكم بالثالث .

(معجم کبیر للطبرانی' جلد اوّل صفحہ 107' حدیث:177' باب: مااسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

(ترجمہ:) ''کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون سب سے افضل ہے؟ لوگوں نے کہا: ضرور بتائیں! آپ نے فرمایا: وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' پھر آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ اس اُمت میں ابوبکر صدیق کے بعد کون سب سے افضل ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ضرور بتائیں! فرمایا: وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

(18) امام طبرانی ہی اس سے اگلی حدیث میں اپنی سند کے ساتھ عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا:

اِنَّ عَلِيًّا كَانَ قَاعِدًا عَلَى المنبرِ فَذَكَرَ اَبَا بكرٍ وعمرَ رضی اللہ عنہما فَقَالَ خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَر وَلَوْ اَشَاءُ اذْكُرُ الثَّالِثَ ذَكَرْتُهُ .

(طبرانی فی معجم الکبیر جلد اوّل صفحہ 107' حدیث:178)

(ترجمہ:) ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تھے' اُنہوں نے حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا تو فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں اور اگر میں تیسرے آدمی کا ذکر کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں''۔

تیسرے آدمی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور اگر آپ اپنے دورِ خلافت کی بات کررہے ہیں تو پھر تیسرا آدمی آپ خود ہیں۔

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیخین کا صحابہ میں وہی مقام ہے جو آقا کا انبیاء میں ہے

(19) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عـلٰی خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ نبيٌّ من الانبياءِ ثم اسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ بِعَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَسُنَّتِهٖ ثُمَّ قُبِضَ ابو بـكـرٍ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ اَحَدٌ و كان خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُـمَرَ فَعَمِلَ لِعَمَلِهِمَا وَسُنَّتِهِمَا ثُمَّ قُبِضَ عَلٰى خَيْرِ مَا قُبِضَ عَلَيْهِ احدٌ فكان خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا وَبَعْدَ اَبِيْ بكرٍ ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد 7 صفحہ 434 ' حدیث: 37042 ' باب: ماجاء فی خلافۃ ابی بکر و سیرتہ ' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے یوں تشریف لے گئے کہ آپ تمام انبیاء سے بہتر مقام پر تھے (آپ نے دین کو تمام انبیاء سے بڑھ کر کامیاب کیا) پھر ابوبکر صدیق کو خلیفہ بنایا گیا ' اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ کی سنت کو اپنایا ' پھر ابوبکر صدیق دنیا سے یوں تشریف لے گئے کہ وہ کسی بھی آدمی سے بڑھ کر کامیاب تھے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل تھے ' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا گیا ' انہوں نے ان دونوں کا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا) عمل اور طریقہ اپنایا ' پھر ان کا وصال ہوا تو وہ کسی بھی آدمی سے بڑھ کر کامیاب تھے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل تھے''۔

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں اس قدر واضح ہے کہ ایک بچہ بھی اسے خوب اچھی طرح سمجھ رہا ہے۔ اس میں وہ فرما رہے ہیں کہ دنیا سے جاتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام اللہ رب العزت کے ہاں انبیاء میں تھا ' وہی مقام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دنیا سے جاتے ہوئے ان کا ساری اُمت میں تھا ' پھر وہی مقام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تھا اور وہ اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر کے بعد سب سے افضل ہیں۔

یہ مقامِ عبرت ہے ان سادات کیلئے جو اولادِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہونے پر فخر بھی کرتے ہیں اور افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے منکر و معترض بھی ہیں ' دوسرے لفظوں میں وہ اپنے باپ کو جھوٹا کہہ رہے ہیں اور باپ بھی وہ جو دنیا و آخرت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے۔ کنز العمال میں یہ ارشادِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ '

امام ہندی نے ابن عساکر اور ابن ابی شیبہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

(20) افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی ڈانٹ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریبی ساتھیوں میں سے ایک ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، وہ کہتے ہیں: میں آپ کے پاس آپ کے گھر میں حاضر ہوا، میں نے آپ سے عرض کیا: ''یا خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ'' اے وہ ذات جو رسول اللہ ﷺ کے بعد سب لوگوں سے (اُمت سے) افضل ہے۔ آپ نے فرمایا:

مَهْلًا يَا اَبَا جُحَيْفَةَ! اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ يَا اَبَا جُحَيْفَةَ لَا يَجْتَمِعُ حُبِّيْ وَبُغْضُ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِيْ قَلْبِ مُؤْمِنٍ .

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 21، باب: فضل ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، مطبوعہ موسسۃ الرسالہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''اے ابو جحیفہ! خاموش ہو جاؤ! کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اُمت میں سب سے افضل کون ہے؟ فرمایا: وہ ابو بکر و عمر ہیں اور میری محبت اور ان کا بغض کسی مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے''۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے غلطی سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ''خیر الناس بعد الرسول'' کہہ دیا، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور چپ کرا دیا جس سے وہ سمجھ گئے اور اس کے بعد انہوں نے کبھی ایسی بات نہ کہی جیسا کہ ان کے اقوال سے ظاہر ہے۔ اس لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مزید کوئی کارروائی نہ کی ورنہ آپ کا ارشاد گزرا ہے کہ فرمایا: جو مجھے شیخین پر فضیلت دے، میں ایسے شخص کو مفتری کی حد لگاؤں گا، یعنی اگر وہ زبان سے باز نہ آیا، میں اسے دِرّے سے سیدھا کروں گا۔

(21) افضلیتِ صدیقِ اکبر کے منکر کو مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قتل کی وارننگ دی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان سے ایک شخص نے کہا: اے امیر المؤمنین! مہاجرین و انصار آپ کو چھوڑ کر ابو بکر پر کیسے جمع ہو گئے تھے جبکہ آپ کا مقام ان سے زیادہ ہے اور آپ کی اسلام میں سابقیت ہے؟ آپ نے اسے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنَّ الْمؤمنينَ عَائِذَةُ اللّٰهِ لَقَتَلْتُكَ وَلَئِنْ بَقِيْتُ لَتَاْتِيَنَّكَ مِنِّيْ دَوْعَةٌ

خَضْرَاءُ وَيْحَكَ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ سَبَقَنِىْ اِلٰى اربعٍ لم اُوتَهُنَّ وَلَمْ اعْتَضْ مِنْهُنَّ، اِلٰى مُرَافَقَةِ الْغَارِ وَاِلٰى تَقَدُّمِ الهجرةِ وَاِنّى آمنتُ صَغيرًا وَآمن كبيرًا وَاِلٰى اَقَامِ الصَّلٰوةِ ۔ (کنزالعمال جلد 13 صفحہ 25، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اہلِ ایمان اللہ کی پناہ میں ہیں تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر تم زندہ رہے تو میری طرف سے تمہیں خوفناک خبر ملے گی، تیری بربادی ہو! ابوبکر صدیق مجھ سے چار چیزوں میں سبقت لے گئے، وہ مجھے نہیں ملیں، نہ ہی میں ان کو قابو میں لا سکا، غار میں صحبت، ہجرت میں سبقت، میرا ایمان ایک بچے کا تھا اور ان کا ایمان ایک بڑے کا، اور نماز کی اقامت (اس سے مراد مصلائے رسول پر نماز پڑھانا ہے)''۔

جنابِ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا یہ بیان اس قدر ایمان افروز، باطل سوز ہے کہ اگر کوئی تفضیلی اسے بچشمِ عبرت پڑھ لے تو سچی توبہ کر لے، مگر چشمِ عبرت اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے۔ وما كنا لنهتدى لو لا ان هدانا الله ۔

(22) شیخین کے درجہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے: ارشادِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

عن علی قال اِنَّ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ اَبَا بكرٍ و عُمَرَ حُجَّة علٰى مَنْ بَعْدَهُمَا مِنَ الوُلاةِ الٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَسَبَقَا وَاللّٰهِ سَبْقًا بَعِيْدًا وَاتعبَا مِنْ بَعْدَهُمَا تَعَبًا شَدِيْدًا ۔

(کنزالعمال جلد 13 صفحہ 62)

(ترجمہ:) ''مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بعد والے حکمرانوں کیلئے ایک حجت بنایا ہے، اللہ کی قسم! وہ بہت دور کی سبقت لے گئے اور بعد والوں کو شدید مشکل میں ڈال گئے''۔

یعنی مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین نے حکمرانی کا ایسا عظیم کردار قائم کیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تا قیامت حکمرانوں کیلئے سنگِ میل بنا دیا ہے اور وہ ایسا معیار چھوڑ گئے ہیں جسے پانا بہت دور کی بات ہے، بہت مشکل کام ہے۔ اور بلاشبہ افضلیتِ شیخین کریمین کے ان گنت پہلو ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ دین کو جو غلبہ حاصل ہوا، وہ بعد میں کوئی نہ کر سکا۔ ان کا دور تاریخِ اسلام کا سب سے سنہرا دور ہے۔ زیادہ فتوحات اگرچہ دورِ فاروقی میں ہوئیں مگر یمن، نجد، بحرین، شام اور

اُردن میں فتوحات کے دروازے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کھول کر گئے تھے جن سے داخل ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر طرف کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے' یعنی ان کی فتوحات کا سہرا بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر جاتا ہے' تو بلاشک وشبہ وہی اُمت میں سب سے افضل ہیں۔ مگر میں نہ مانوں' کا کوئی علاج نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

باب ششم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دیگر صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم کے ارشادات

خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مذکورہ ارشادات کے بعد مزید کسی گواہی کی ضرورت تو نہیں رہتی' مگر حصولِ برکت وثواب اور ازدیادِ ایضاح کیلئے اس موضوع پر چند دیگر اجلہ صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حاضر ہیں' ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر احادیثِ نبویہ روایت کی ہیں اور بعض نے اس پر اپنے نقطۂ نظر کا اظہار فرمایا ہے۔

اوّل: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى اَحَدٍ مِنكُمْ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَخْرَجَهُ الطبرانی وله شواهدُ من وُجُوهٍ اٰخَرَ تَقْضِيْ لَهُ بِالصحةِ او الحسنِ ۔

(تاریخ الخلفاء' صفحہ 37' فصل: فی انہ افضل الصحابہ)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کیلئے دیگر شواہد بھی ہیں جو اس کے صحیح یا حسن ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں''۔

یہ حدیث پیچھے بابِ احادیث میں نہیں گزری' اسے ان کے علاوہ سمجھیں! معلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل جانتے ہیں اور یہی ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

دوم: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ارشاد

عن سلمة بن الاكوع قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَكْرِ نِالصِّدِّيْقُ خَيْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَبِيٌّ ۔ (جمع الجوامع الهمزة مع الباء' حدیث 120' جلد اول صفحہ 38)

(ترجمہ:) "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے افضل ہیں مگر نبی نہیں ہو سکتے"۔

معلوم ہوا کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء کے بعد سب سے افضل انسان ہیں۔ یہ حدیث پیچھے باب احادیث میں ہم نہیں لکھ سکے' اسے بھی اس بارے میں ایک نئی حدیث سمجھیں اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی پہلے نہیں آیا۔

سوم: حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ مشہور تابعی ہیں' حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں' وہ فرماتے ہیں:

نَظَرْنَا فِی صَحَابَةِ الْاَنْبِیَاءِ فَمَا وَجَدْنَا نَبِیًّا لَہٗ صَاحِبٌ مِثْلُ اَبِیْ بَکْرِ نِالصِّدِّیْقِ۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ 46)

(ترجمہ:) "ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے صحابہ کو دیکھتے ہیں تو ہم کسی نبی کا ایسا ساتھی نہیں پاتے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا ہو"۔

چہارم: حضرت ابوحصین رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حضرت ابوحصین رضی اللہ عنہ معروف صحابی ہیں' انہی کے بارے میں یہ آیت اُتری:

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (سورۃ النساء:65)

وہ فرماتے ہیں:

مَا وُلِدَ لِآدَمَ فِیْ ذُرِّیَّتِہٖ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ والمرسلین اَفْضَلُ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَقَدْ قَامَ اَبُوْ بَکْرٍ یَوْمَ الرِّدَّةِ مَقَامَ نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ۔

(فضائل الصحابہ للامام احمد بن حنبل' حدیث:598' جلد1 صفحہ 394)

(ترجمہ:) "حضرت آدم علیہ السلام کی ذرّیت میں انبیاء ومرسلین کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی انسان پیدا نہیں ہوا اور وہ یوم الردۃ میں (جب وصالِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد عرب کے اکثر قبائل مرتد ہو گئے تھے) ایسے کھڑے ہوئے جیسے انبیاء میں سے کوئی نبی کھڑا ہو"۔

حضرت ابوحصین رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہے' بلاشک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے جس طرح وصالِ نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد میں کشتیٔ اُمت کو بھنور سے نکالا' وہ ایسے ہی تھا جیسے انبیاء اپنی اُمتوں کی رکھوالی کرتے تھے۔ اُمت تا قیامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے احسانات سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتی' اس لیے بلاشک انبیاء کے بعد وہی سب سے افضل ہیں اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے۔

پنجم: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت

عن سهلِ بن سعدِ نِالسّاعديّ قَالَ اسْتَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَاسْتَشَارُوْا عليه فَاَصَابَ اَبُوْ بَكْرٍ فقال رسولُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ اَنْ يَخْطِئَ اَبُوْ بَكْرٍ. رَوَاهُ الطبرانی فی الاوسط ورِجالُهٗ ثِقَاتٌ.

(مجمع الزوائد' کتاب: المناقب' باب: فضل ابی بکر' جلد 9 صفحہ 49' مطبوعہ مؤسسۃ المعارف' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مشاورت کی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مشورہ درست تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو پسند ہی نہیں کہ ابوبکر خطاء کرے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں''۔

یہ حدیث بھی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی طرف واضح اشارہ ہے' یہ حدیث بھی بابِ احادیث میں نہیں آئی' یہ نئی حدیث ہے اور اس سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی سامنے آیا۔

ششم: حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کی روایت

عن عبدِ اللّٰه بن حنطبٍ قال كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَنظَرَ اِلٰی اَبِیْ بکرٍ وعمرَ رضی اللہ عنہما فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ.

(مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 73' حدیث: 4432' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا' آپ نے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں (میری) سماعت و بصارت ہیں''۔

ہفتم: حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کا ارشاد

یہ عظیم صحابیہ ہیں' انہی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خود کو نکاح کیلئے پیش کیا تھا اور انہی کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۔(الاحزاب:50)

بہرحال سیدہ عائشہ صدیقہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں (یہ اس وقت کی بات ہے جب اُم المؤمنین سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال پر آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تنہائی محسوس فرماتے تھے) وہ عرض کرنے لگیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نکاح نہیں فرمالیتے؟ آپ نے فرمایا: کس سے؟ وہ عرض کرنے لگیں: آپ چاہیں تو کنواری سے شادی فرمالیں یا بیوہ سے۔ آپ نے فرمایا: کون کنواری اور بیوہ؟ اُنہوں نے عرض کیا:

اَمَّا الْبِكْرُ فَابْنَةُ اَحَبِّ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا وَاَمَّا الثَّيِّبُ فَسَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ ۔ (مستدرک للحاکم جلد3 صفحہ 77' حدیث:4445' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

(ترجمہ:) "جو کنواری ہے وہ اس کی بیٹی ہے جو آپ کو اللہ کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے' یعنی عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا اور بیوہ سے مراد حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہیں"۔

معلوم ہوا کہ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں اللہ کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی یہ بات سن کر انکار نہیں فرماتے۔ گویا یہ آپ کی طرف سے تصدیق ہے کہ ہاں! ایسا ہی ہے' ابوبکر صدیق مجھے اللہ کی ساری مخلوق سے محبوب تر ہے اور بخاری و مسلم کی حدیث بھی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کو سب لوگوں سے کون محبوب تر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: عائشہ! اُنہوں نے کہا: مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کا باپ۔

(بخاری شریف' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث:3662) (مسلم' حدیث:6177)

ہشتم: حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَاطَّلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ رضی اللہ عنہما فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَيَّدَنِيْ بِكُمَا ۔ (مستدرک جلد3 صفحہ 77' حدیث:4447)

(ترجمہ:) "میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھا' اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما

آ گئے' آپ نے فرمایا: اللہ کی حمد ہے جس نے تم دونوں کے ذریعے میری مدد فرمائی''۔

یعنی تمام صحابہ میں سے شیخین کی صحبت ومعیت رسول اللہ ﷺ کیلئے اس قدر اہم ہے کہ آپ اس پر اللہ کی حمد کہتے ہیں' یہ ان کی افضلیت کی دلیل ہے اور یہی صحابہ کا عقیدہ ہے' یہ حدیث بھی پہلے بیان نہیں ہوئی۔ اور حضرت ابواروی دوسی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی پہلے نہیں گزرا۔

نہم: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

عن عبد اللّٰہ بن ابی اوفیٰ قال: کان لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مَعَ النَّبِیِّ مَجْلِسٌ ھٰذَا عَنْ یَمِیْنِہٖ وَھٰذَا عَنْ شِمَالِہٖ فَاِذَا غَابَا لَمْ یَجْلِسْ ذٰلِکَ الْمَجْلِسَ اَحَدٌ ۔ (ابن عساکر)

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 13' حدیث: 36113' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کے پاس یوں بیٹھتے تھے کہ یہ دائیں طرف ہوتے اور یہ بائیں طرف' اور جب وہ دونوں غائب ہوتے تو ان کی جگہ پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا''۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں' ان کیلئے رسول اللہ ﷺ نے خاص دعا فرمائی:

اللّٰھم صل علیٰ آل ابی اوفیٰ ۔ (بخاری' کتاب الدعوات' باب: 32) (ابوداؤد' کتاب: الزکوٰۃ' باب: 7)

(ترجمہ:) ''اے اللہ! ابی اوفیٰ کی آل پر درود بھیج''۔

ان کا یہ مشاہدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جنابِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اپنی دائیں طرف بٹھاتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اپنی بائیں طرف' یعنی دونوں کو اپنے پہلو میں بٹھاتے تھے۔ صاف ظاہر ہے کہ آپ ان دونوں کو سب اہلِ مجلس سے برتر دکھاتے اور ان کی افضلیت بتاتے تھے اور یہ ایک دن کی بات نہیں' ہمیشہ ایسا ہی ہوتا تھا (اور آج بھی وہ پہلوئے رسول ﷺ میں لیٹے ہیں)۔ یہ اس صحابیٔ رسول کا بیان ہے جس نے زندگی کا طویل حصہ صحبتِ رسول ﷺ میں گزارا' اگر کسی کو حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے اس بیان کے بعد افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نظر نہیں آتی تو ''صمٌّ بکمٌ عمیٌ فھم لا یرجعون'' ایسے ہی لوگوں کیلئے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا کہ حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما ان میں سب سے افضل ہیں' اسی لیے ان کی جگہ پر کوئی دوسرا نہیں بیٹھتا تھا۔

بارگاہِ نبوی میں اجماعِ افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ روزانہ قائم ہوتا تھا

حیرت ہے اس کے باوجود عبدالقادر شاہ صاحب اور ان کے ہمنوا لوگ مُصر ہیں کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر پر صحابہ کا یا بعد والے لوگوں کا کوئی اجماع نہیں ہے' حقیقت یہ ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کا منظر بارگاہِ نبوی میں ہر روز قائم ہوتا تھا اور خود امام الانبیاء کی نگرانی میں ہوتا تھا' جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' شیخین کریمین کو اپنے پہلو میں اپنے ساتھ دائیں بائیں بٹھاتے اور دوسرے سب صحابہ کو سامنے یا اردگرد بٹھاتے تو یہ شیخین کی افضلیت پر اجماع ہی ہوتا تھا۔ جو اعلیٰ تر مقام ان کو اللہ اور اس کے رسول نے دیا تھا' اسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دل و جان سے تسلیم کرتے تھے' وہ تو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارۂ اَبرو پر جان نچھاور کرنے والے تھے' یہ تفضیلیوں کی اپنی بدبختی ہے کہ انہیں امام الانبیاء کی تعلیمات کی پرواہ ہے نہ اجماعِ صحابہ کی' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے سرمو انحراف نہیں کر سکتے تھے۔

دھم: حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کا ارشاد

آپ جلیل القدر تابعی ہیں بلکہ آپ کو سیّد التابعین بھی کہا گیا ہے' وہ تیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راوی ہیں' جن میں چاروں خلفاءِ راشدین بھی شامل ہیں' وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افضل التابعین' سعید بن مسیب۔ (تہذیب التہذیب جلد 2 صفحہ 336)

یعنی ان کا ارشاد تمام تابعین کی وکالت و نمائندگی ہے' بلکہ اُنہوں نے جو بیسیوں صحابہ کرام سے سنا' اس کا بیان ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

كَانَ اَبُوْ بكر نِالصديقُ رضی اللہ عنہ مِنَ النَّبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَكَانَ الْوَزِيْرِ فكان يُشَاوِرُهٗ فى جميعِ اُمُوْرِهٖ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِى الْاِسْلَامِ وَكَانَ ثانِيَهٗ فى الغَارِ وَكَانَ ثَانِيه فى العَرِيشِ يوم بَدْرٍ و كانَ ثانِيه فى القبرِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُقَدِّمُ عَلَيْه اَحَدًا ۔ (مستدرک للحاکم' جلد 3 صفحہ 66' حدیث: 4408' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے وزیر کی طرح تھے' آپ اپنے تمام اُمور میں ان سے مشاورت فرماتے تھے' وہ اسلام میں آپ کے ثانی تھے' وہ غار میں آپ کے ثانی تھے' یومِ بدر میں عریش کے اندر آپ کے ثانی تھے اور وہ قبر میں آپ کے ثانی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر کسی کو مقدم (افضل) نہیں رکھتے تھے''۔

الغرض! اس باب کے لانے کا مقصد یہ ہے کہ ارشاداتِ عمر فاروق اور اقوالِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے بعد واضح کیا جائے کہ صرف یہی دونوں نہیں بلکہ تمام صحابہ و تابعین کا یہی عقیدہ ہے کہ شیخین کریمین تمام صحابہ کرام کے سردار ہیں' اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں جو وجاہت اور قدر و منزلت ان کی ہے وہ کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہے اور اسی پر تمام اہلِ سنت کا اجماع و اتفاق ہے اور اس سے منحرف شخص اہلِ سنت نہیں' اہلِ بدعت ہے۔

یازدھم: حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت

آپ جلیل القدر تابعی ہیں' قریباً چوبیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں' اُم المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں' ان سے روایت ہے' کہتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خصال الخیر ثلاث مائۃ وستون خصلۃً اذا اراد اللہ بعبد خیرًا جعل فیہ خصلۃً منھا یدخل بھا الجنۃ قال ابو بکر یا رسول اللہ اَفِیَّ شیءٌ منھا؟ قال نعم جمیعًا من کل۔

(ترجمہ:) ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نیکی کی تین سو ساٹھ خصلتیں ہیں' جب اللہ کسی بندے کیلئے بھلائی چاہے تو ان میں سے کوئی خصلت اس میں پیدا کر دیتا ہے' جس کے سبب وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم میں وہ تمام خصلتیں مکمل موجود ہیں''۔

امام سیوطی فرماتے ہیں: اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء' باب: ابوبکر الصدیق' فصل: فی فضلہ' صفحہ 49' مطبوعہ دار المنار' مصر)

جب ان تین سو ساٹھ خصائل میں سے ایک خصلت کا رکھنے والا جنتی ہے تو جس میں زبانِ رسالت کی گواہی سے یہ تین سو ساٹھ خصائل مکمل موجود ہوں' وہ بلاشبہ انبیاء کے سوا تمام اہلِ جنت کا سردار ہے' وہ یقیناً انبیاء کے بعد افضل البشر بھی ہے' افضل الخلق بھی اور افضل الامۃ بھی۔ کیونکہ باقی سب لوگ جنت میں چند خصال کے سبب گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام کی تمام خصال کے سبب جنت میں پہنچے۔

دوازدھم: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا شامی گرجا میں تصویر رسول و صدیق کا دیکھنا

امام ابونعیم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا اور مکہ مکرمہ میں ان کا معاملہ ظاہر ہوا تو میں شام گیا' جب میں بصریٰ میں تھا تو میرے پاس نصاریٰ کی ایک جماعت آئی' کہنے لگے: کیا تم اہلِ حرم سے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگے: تمہارے اندر جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے' کیا تم اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! وہ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گرجا میں لے گئے' وہاں مورتیاں اور تصاویر تھیں۔ وہ کہنے لگے: کیا تم یہاں اس شخص کی تصویر دیکھتے ہو جو مبعوث ہوا ہے؟ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصویر نظر نہ آئی' میں نے کہا: ان کی تصویر مجھے یہاں نہیں ملی' وہ مجھے اس سے بڑے گرجا میں لے گئے' وہاں پہلے گرجا سے زیادہ تصاویر تھیں' کہنے لگے: اب دیکھو! کیا ان کی تصویر ہے؟ اگلے الفاظ یہ ہیں:

فنظرت فاذا انا لصبغة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصورته واذا انا لصبغة ابی بکر وصورته وهو آخذ بعقب رسول الله .

(ترجمہ:) ''میں نے دیکھا تو وہاں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل حلیہ اور تصویر نظر آئی اور میں نے وہاں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حلیہ اور ان کی تصویر بھی دیکھی' اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پیچھے سے پکڑ رکھا ہے''۔

عیسائی کہنے لگے: کیا تمہیں ان کی تصویر نظر آئی؟ میں نے کہا: ہاں! مگر میں تمہیں نہیں بتاؤں گا (اس تصویر پر ہاتھ نہیں رکھوں گا) جب تک میں جان نہ لوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کی طرف اشارہ کر کے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں! واللہ! یہ وہی ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں۔ وہ کہنے لگے: کیا تم اس شخص (ابوبکر صدیق) کو بھی جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اُنہوں نے مجھے کہا:

نَشْهَدُ اَنَّ هٰذَا صَاحِبُكُم وَاَنَّ هٰذَا لَخَلِيْفَةٌ مِنْ بَعْدِهٖ .

(دلائل النبوۃ لابی نعیم اصفہانی' فصل اوّل' حدیث: 12' مطبوعہ مکتبہ عربیہ' حلب' شام)

(ترجمہ:) ''ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص تمہارا نبی ہے اور یہ (دوسرا) شخص اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے''۔

علاوہ ازیں ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں اسے طبرانی کبیر، طبرانی اوسط کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 2 صفحہ 259)

شرح

امام سیوطی فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اور ابونعیم و بیہقی نے اپنی اپنی دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ (خصائص الکبریٰ جلد اول صفحہ 363، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

یعنی نصاریٰ کے پاس انبیاء کی تصاویر تھیں، جن میں نبی اکرم ﷺ کی تصویر ایسے تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑا ہوا ہے، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اس وقت اسلام نہ لائے تھے، وہ شام گئے اور جب ان کو دکھایا گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصاویر کو پہچان لیا اور یہی واقعہ ان کے اسلام لانے کا سبب بن گیا، نصاریٰ کے پاس یہ تصاویر کہاں سے آئیں؟ تو روایات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر آپ کی اولاد میں آنے والے تمام انبیاء کی تصاویر اُتاری تھیں، وہ کسی نہ کسی طرح ساری یا کچھ نصاریٰ شام تک پہنچیں۔ تابوتِ سکینہ کے بارے میں بھی مروی ہے کہ اس میں انبیاء کی تصاویر تھیں۔

بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں اس اُمت میں سب سے عظیم ہے، کیونکہ انہی کی تصویر کو تصویرِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ دکھایا گیا۔

☆☆☆☆☆

باب ہفتم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آج کئی سادات تعصب کا شکار ہو کر افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار کرتے ہیں اور نہیں دیکھتے کہ اس مسئلہ پر اجماعِ صحابہ ہے، اجماعِ تابعین ہے اور خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کثیر تہدیدی ارشادات ہیں۔ صرف مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی نہیں، اس مسئلہ پر ہمیں اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کے متعدد اقوالِ مبارکہ نظر آتے ہیں، تو یہ لوگ اپنے آباء کرام اور اجدادِ اطہار کے راستہ سے کیوں منحرف ہو گئے ہیں۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت

عن حسنِ بن عليٍّ عن ابيه قال كنتُ مَعَ النبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ طَلَعَ اَبُو بكرٍ وعمرُ فقال هذانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِينَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ يَا عَلِيُّ لَا تُخْبِرْهُمَا ۔ (کنز العمال جلد 13 صفحہ 5)

(ترجمہ:) ''امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا، اتنے میں ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما آ گئے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ دونوں تمام اوّلین و آخرین میں سے بزرگانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں، سوا انبیاء و مرسلین کے، اے علی! ان کو خبر نہ دینا''۔

گویا یہ ارشادِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو بروایتِ مولا علی المرتضیٰ و امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما ہے۔ معلوم ہوا کہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا یہی عقیدہ ہے کہ شیخین کریمین، انبیاء کے سوا تمام بزرگانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا خواب

ابومریم رضیع الجارود کہتے ہیں: میں کوفہ میں تھا، امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا: اے لوگو! آج رات میں نے اپنے خواب میں عجب دیکھا، میں نے رب العالمین کو عرش پر دیکھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، وہ عرش کے ایک پایہ کے قریب کھڑے ہو گئے، اگلے الفاظ یہ ہیں:

ثم جَاءَ اَبُوْ بکرٍ فَوَضَعَ يَدَهٗ على مَنْكِبِ رَسُوْلِ الله ثم جَاءَ عُمرُ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنكبِ ابى بكرٍ ثُم جاءَ عثمانُ فكان نَبْذَةً فقال رَبِّ سَلْ عِبَادَكَ فِيْمَا قَتَلُوْنِيْ؟ قال فَانْبَعَثَ مِنَ السَّمَاءِ مِيزابانِ من دمٍ اِلَى الْاَرْضِ قال فَقِيْلَ لِعَلِيٍّ اِلَّا ترٰى ما يُحَدِّثُ بِهِ الْحَسَنُ؟ قال يُحَدِّث بِمَا رَاٰى ۔

(ترجمہ:) ''پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے' اُنہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر رکھ دیا' پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آ گئے' اُنہوں نے اپنا ہاتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھ دیا' پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آ گئے' پھر (خواب میں) ایک کٹہرا سا بن گیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے میرے رب! اپنے بندوں سے سوال فرما! اُنہوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا' پھر آسمان سے زمین کی طرف خون کے دو میزاب گرنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: دیکھیں! حسن کیا بتاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے جو دیکھا وہی بتاتا ہے''۔

دوسری حدیث طرب عجلی سے یوں مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس خواب کے بعد جو میں نے دیکھا ہے' کوئی قتال نہیں کروں گا' پھر اُنہوں نے فرمایا:

رأيتُ رسولَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاضِعًا يَدَهٗ على العَرْشِ ورأيت ابَا بكرٍ واضِعًا يَدَهٗ عَلَى النّبيّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورَأيتُ عُمرَ وَاضِعًا يَدَهٗ على اَبى بكرٍ وَرَأَيْتُ عثمانَ واضعًا يدهٗ علٰى عُمرَ ورأيتُ دِمَاءَ دُوْنَهُمْ فَقُلْتُ ما هٰذِهِ الدِّماءُ قِيل دِماءُ عثمانَ يَطْلُبُ اللّٰهَ بِهٖ ۔ (مسند ابی یعلیٰ' مسند حسن بن علی بن ابی طالب' صفحہ 1179' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا' آپ نے عرش پر ہاتھ رکھا ہے اور میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا' اُنہوں نے اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھا ہے اور میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا' اُنہوں نے اپنا ہاتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رکھا ہے اور میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا' اُنہوں نے اپنا ہاتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رکھا ہے' پھر میں نے ان کے سامنے خون کے دھارے بہتے دیکھے' میں نے کہا: یہ کیسا خون ہے؟ مجھے کہا گیا: یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون ہے' وہ اللہ سے اس کا بدلہ مانگ رہے ہیں''۔

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ خونِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی تعلق نہ تھا' وہ اس سے مکمل بَری تھے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر روایت حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں فرمایا: ''مروا ابا بکر یصلی بالناس'' جاؤ! ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تم آقا کی بارگاہ میں عرض کرو کہ ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رو پڑیں گے' انہوں نے آپ سے یہ بات عرض کی' آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے' پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ مسجد کی طرف نکلے' جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا آنا محسوس کیا تو پیچھے ہٹنے لگے' آپ نے اشارہ سے فرمایا: ''مکانک'' اپنی جگہ کھڑے رہو! تب آپ تشریف لائے اور ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے اور وہاں سے پڑھنے لگے جہاں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چھوڑا تھا۔

(مسند ابی یعلیٰ' صفحہ 1167' حدیث:6698' مسند عباس بن عبد المطلب' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

میرے نزدیک اہلِ بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مقام سب سے بلند ہے' اگر افضلیت اور خلافت کا حق قرابت کی بنیاد پر ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس کے سب سے بڑھ کر حقدار تھے مگر اس کی بنیاد قرابت داری نہیں' دین کیلئے فداکاری ہے اور اس میں حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے آگے ہیں اور خود اہلِ بیت اس کا اعتراف کرتے ہیں' اس لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت کی اور حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصرار روایت فرمایا۔

افضلیتِ صدیق پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدہ

پیچھے گزرا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا گیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ انہوں نے کہا: کیا تم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نہیں سنے۔ پھر انہوں نے وہ اشعار سنائے جن کا مفہوم یہ ہے کہ ابوبکر صدیق (انبیاء کے بعد) تمام مخلوق سے افضل ہیں' وہ اتقیٰ ہیں' وہ انمول ہیں' سب سے بڑھ کر وفاداری کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے رسول کی تصدیق کرنے والے

ہیں۔ (تاریخ الخلفاء بروایت طبرانی کبیر، صفحہ 28)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا: جس شخص کے بارے میں سب سے زیادہ تمنا ہے کہ کاش! مجھے بھی اس جیسا نامۂ عمل مل جائے، وہ یہ کفن میں لیٹا ہوا ہے اور میں اکثر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنتا تھا کہ فلاں جگہ میں گیا اور میرے ساتھ ابوبکر و عمر تھے، میں فلاں جگہ آیا تو میرے ساتھ ابوبکر و عمر تھے، الخ۔

(بخاری، حدیث: 3685)

اس کے علاوہ بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث گزر گئی ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سب سے زیادہ قدر و منزلت پر دلالت کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا درجہ اہلِ بیت میں رشتہ کے لحاظ سے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسا ہے، دونوں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد ہیں۔

افضلیتِ شیخین پر امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا ارشاد

وعَنِ ابنِ اَبِیْ حَازِمٍ قال جاء رَجُلٌ اِلٰی عليِّ بنِ الحسینِ فَقَالَ مَا کَانَ مَنْزِلَۃُ اَبِیْ بـکرٍ و عُمَرَ مِنَ النَّبیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قَـالَ کَـمَنْزِلَتِهِمَا السَّاعَۃَ۔ (مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 57، کتاب: المناقب، مطبوعہ موسسۃ المعارف، بیروت) (تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 193، مطبوعہ دار احیاء، بیروت)

(ترجمہ:) ''ابن ابی حازم سے مروی ہے، کہتے ہیں: ایک شخص سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، کہنے لگا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کیسا تھا؟ اُنہوں نے فرمایا: جو اُن کا قرب اس وقت آپ کے ساتھ ہے، وہی ان کا مقام آپ کی بارگاہ میں ہے''۔

یعنی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیخین کریمین کو جو قرب اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے، وہ کسی اور صحابی یا اہل بیت کو حاصل نہیں، اور یہی مرتبہ ان کا اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ہے، اس تک کسی اور کی رسائی نہیں ہے۔ تو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی اولاد کو یعنی حسینی سادات کو جچتا نہیں ہے کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روگردانی کر کے اپنے باپ کو غلط قرار دیں، ان کی تحقیق امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں ہو سکتی، وہ جو پروردۂ آغوش سیّد الشہداء ہیں، اور وہ جو وارثِ علومِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، ان سے بڑھ کر کس کی تحقیق معتبر ہو سکتی ہے۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امام باقر و امام جعفر رضی اللہ عنہما کی روایت

عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہٖ عن علی بن ابی طالب قال بَیْنَمَا اَنَا عِنْدَ رَسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذْ طَلَعَ اَبُوْ بَکْرٍ و عمر فَقَالَ یا علیُّ ھٰذانِ سَیِّدا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مَا خَلا النَّبِیّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ مِمَّنْ مَضٰی فی سالفِ الدَّھْرِ وَغَابِرِہٖ یا علی لا تُخْبِرْھُمَا بِمَقَالَتِیْ ھٰذِہٖ مَا عاشَا قال علیٌّ فَلَمَّا ماتا حدَّثْتُ النَّاسَ بِذٰلِکَ۔

(کنز العمال جلد 13 صفحہ 8)

(ترجمہ:) ''امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے' وہ ان کے دادا امام زین العابدین سے اور وہ مولا علی المرتضٰی (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں' کہتے ہیں: میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر تھا' اتنے میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آ گئے' آپ نے فرمایا: اے علی! یہ دونوں تمام بزرگانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے' ان کے سوا وہ زمانے کے تمام گزشتہ و آئندہ لوگوں سے افضل ہیں' اے علی! ان کو میری یہ بات نہ بتانا جب تک وہ زندہ ہیں۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے یہ حدیث لوگوں کو سنائی''۔

معلوم ہوا کہ تمام ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا یہی عقیدہ ہے کہ شیخین کریمین تمام جنتی بزرگوں کے سردار ہیں اور یہ میں پیچھے بتا چکا ہوں کہ ''کھول اھل الجنۃ'' سے مراد ''اشراف اھل الجنۃ'' ہے کیونکہ کھولت کا اشارہ عظمت و کرامت کی طرف ہے۔ تو یہ عقیدہ ائمہ اہلِ بیت میں متوارث چلا آیا ہے کیونکہ ان کے جدِ اعلیٰ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا روایت کردہ ہے' تو یہی عقیدہ خصوصاً تمام سادات کا ہونا چاہیے۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا واضح ارشاد

امام ابن ابی شیبہ نے سالم سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں: میں نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

کان ابو بکر اَوَّلَ الْقَومِ اِسلامًا؟ قال: لا' قُلتُ فَبِما عَلا ابو بکر وسَبَقَ حتی لا یُذْکَرَ غَیْرُ ابی بکر؟ قال کان اَفْضَلَھُم اسلامًا حِیْنَ اَسْلَمَ حتی لَحِقَ اللّٰہَ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ' کتاب: الفضائل' باب: ماذکر فی ابی بکر الصدیق' حدیث: 31921' جلد 6 صفحہ 351' مطبوعہ

دارالکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لائے تھے؟ اُنہوں نے کہا: نہیں! میں نے پوچھا: پھر کس سبب سے وہ سب سے بلند ہیں حتیٰ کہ ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ اُنہوں نے فرمایا: وہ اپنے اسلام لانے میں سب سے افضل تھے تا آنکہ وہ اللہ سے جا ملے (یعنی وہ اپنے دین کے لحاظ سے سب سے افضل ہی رہے)''۔

حضرت امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ' سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں' زندگی بھر اپنے والد گرامی پر جان قربان کرتے رہے اور اپنے والد سے تمام علمی استفادہ کیا' جناب مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ابن حنفیہ میرے دو بازوؤں کی طرح ہے اور حسنین میری آنکھوں کی طرح ہیں اور بازوؤں سے آنکھوں کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بہرحال امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام کے لحاظ سے سب سے افضل ہیں اور آخر تک افضل رہے۔ یعنی جس قدر ان سے اسلام کو فائدہ ہوا' اُمت میں کسی سے نہ ہوا۔

افضلیتِ شیخین پر نو ائمہ اہلِ بیت کرام کی روایت

یہ حدیث اگرچہ ہم شیعہ کتاب سے لے رہے ہیں مگر اس کے مفہوم والی احادیث ہم پیچھے کتبِ اہلِ سنت سے بیان کر آئے ہیں اور اگر اس کی تائید شیعہ کتاب سے مل جائے تو قابلِ تسلیم ہے اور اس سے شیعوں پر بھی حجت قائم ہوتی ہے۔

بہرحال شیخ ابن بابویہ قمی اپنی سند کے ساتھ عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے روایت کرتا ہے' اس نے کہا:

حدثنی سیدی علی بن محمد بن علی الرضا عن آباءہ عن الحسن بن علی قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اَبَا بَكْرٍ مِّنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَاِنَّ عُمَرَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ الْبَصَرِ وَاِنَّ عُثْمَانَ مِنِّی بِمَنْزِلَةِ الْفُؤَادِ ۔ (معانی الاخبار' شیخ ابن بابویہ قمی' جلد دوم صفحہ 400' باب: 430' روایت: 23' مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ' تہران' ایران)

(ترجمہ:) ''امام علی تقی اپنے والد امام محمد نقی سے' وہ اپنے والد امام علی رضا سے' وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظم سے' وہ اپنے والد امام جعفر صادق سے' وہ اپنے والد امام محمد باقر سے' وہ امام

زین العابدین سے اور وہ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ابوبکر میرے لیے سماعت کی طرح ہے' عمر میرے لیے بصارت کی طرح ہے اور عثمان میرے لیے دل کی طرح ہے"۔

پیچھے ہم ابونعیم عن ابن عباس اور خطیب عن جابر کے حوالہ سے یہ حدیث لکھ آئے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابو بکر و عمر منی بمنزلة السمع والبصر من الراس" بے شک ابوبکر و عمر کا مجھ سے وہ تعلق ہے جو کانوں اور آنکھوں کا سر سے ہے' یعنی یہ دونوں میرے لیے ایسے ہیں جیسے سر کیلئے سماعت و بصارت ہے۔ وہی مفہوم اس حدیث میں ہے اور یہ حدیث امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے لے کر امام علی تقی رضی اللہ عنہ تک نو ائمہ اہلِ بیت کرام نے روایت کی ہے' گویا سب کا یہ عقیدہ ہے کہ شیخین کریمین' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سماعت و بصارت کی طرح ہیں اور افضلیت کا مفہوم اس سے بہتر تعبیر نہیں کیا جا سکتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لہٰذا تمام حسنی' زیدی' باقری' جعفری' موسوی' کاظمی' رضوی' نقوی اور تقوی سادات کا فرض ہے کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پہرہ دیں اور اپنے آباء کرام کے نظریات کا تحفظ کریں' اگر ان کے نظریات خدانخواستہ اس سے ہٹ کر ہیں تو فوراً اپنی اصلاح کریں۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر حضرت نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

وَاَخْرَجَ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ وَلَدِهِ الْمُلَقَّبِ بِالنَّفْسِ الزَّكِيَّةِ اَنَّهُ قَالَ لَمَّا سُئِلَ عَنِ الشَّيْخَيْنِ لَهُمَا عِنْدِیْ اَفْضَلُ مِنْ عَلِيٍّ ۔

(الصواعق المحرقہ' باب ثانی' صفحہ 73' مطبوعہ مکتبہ الحقیقت' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) "امام دارقطنی نے حضرت عبداللہ محض کے بیٹے جن کو نفس زکیہ کہا جاتا تھا' سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے شیخین کریمین کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ دونوں میرے نزدیک بلاشبہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں"۔

یہی الفاظ ان سے ابن عساکر نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیے ہیں۔ (صواعق المحرقہ صفحہ 77)

حضرت نفس زکیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام اولادِ امام حسن رضی اللہ عنہ میں بہت عظیم ہے' وہ حضرت عبداللہ محض رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں جو امام حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں' ایک وقت وہ تھا جب خلافتِ اُمویہ کے خاتمہ کیلئے تمام حسنی و

حسینی سادات کرام نے اور تمام اولادِ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، مگر اس کے بعد خلافت اولادِ عباس کے پاس چلی گئی اور نفس زکیہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا' ان کے بارے میں بعض احادیث میں بشارات واشارات بھی ہیں۔

جب حضرت نفس زکیہ جیسا عظیم انسان اولادِ علی ہونے پر گرفتار اعجاب نہ ہوا اور نسبی تفاخر میں نہ پڑا اور برملا افضلیتِ شیخین کا اقرار کیا تو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اولادِ علی رضی اللہ عنہ میں سے کوئی جلیل القدر ہستی افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منکر نہ تھی خواہ وہ امام زید ہوں' جن کے بارے میں عبدالقادر شاہ صاحب نے شیعوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل سمجھتے تھے اور خواہ وہ امام جعفر و امام باقر رضی اللہ عنہ ہوں۔ اسی لیے امام جعفر رضی اللہ عنہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ ان کی رگوں میں خونِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہے کیونکہ ان کی والدہ اُم فروہ رضی اللہ عنہا اپنے ماں باپ دونوں کی طرف سے نسلِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے تھیں' اس لیے آپ فرماتے تھے: ''ولدنی ابو بکر مرتین'' میں دو واسطوں سے اولادِ ابوبکر صدیق ہوں۔ (الصواعق المحرقہ)

تو حیرت ہے ان سادات پر جو آج نسبی تفاخر کا شکار ہو کر افضلیتِ صدیقِ اکبر جیسے اجماعی عقیدہ سے انحراف کرتے ہیں۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر پر افتخار سلسلۂ سادات سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ائمہ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے بعد سادات کرام میں جو سب سے افضل ہستی دنیا میں تشریف لائی وہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں' آپ کا ارشاد ہم آگے باب اجماعِ اہلِ سنت میں لا رہے ہیں' آپ فرماتے ہیں:

وَيَعْتَقِدُ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اُمَّةَ نَبِيِّنا محمّدٍ خيرُ الْاُمَمِ اجمعينَ وَافْضَلُ هٰؤلاءِ العشرةِ الابرارِ الْخُلفاءُ الرّاشدونَ وافضلُ الْاَرْبَعَةِ اَبُو بَكْرٍ ثم عمرُ ثم عثمانُ ثم عليٌّ ۔

(اصول الدین' مصنفہ سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ' صفحہ 249 'مطبوعہ مرکز جیلانی للبحوث الاسلامیہ' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''اہل بیت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل ہے اور ان میں سے عشرہ مبشرہ سب سے افضل ہیں اور ان میں سے خلفاءِ اربعہ افضل
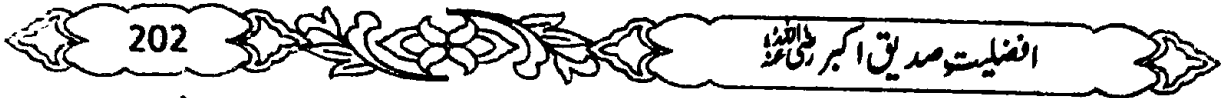
ہیں اور ان چاروں میں ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں، پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر علی المرتضیٰ افضل ہیں رضی اللہ عنہم"۔

اسی طرح سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ 'غنیۃ الطالبین' میں عقائد شیعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذٰلِكَ تَفْضِيلُهُمْ عَلِيًّا عَلٰى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ .

(غنیۃ الطالبین، فصل: فی بیان الفرق الضالۃ، فصل: فی الرافضۃ، صفحہ 180، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "اور شیعہ کے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے ہیں"۔

معلوم ہوا کہ سیدنا غوث اعظم محبوبِ سبحانی قدس سرہ النورانی کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل کہنے والا اہلِ سنت میں سے نہیں، اہلِ تشیع سے ہے کیونکہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی نسل مبارک کے بعض سادات بھی آج افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے منحرف ہو کر شیعہ کی بولی بولتے ہیں اور وہ خود کو قادری جیلانی بھی کہتے ہیں، یہ اُمت کے ساتھ ایک فریب ہے۔ انہیں چاہیے کہ خود کو قادری جیلانی مت کہیں اور اگر کہنا ہے تو اپنے عقیدہ کی اصلاح کریں اور دوغلہ پالیسی چھوڑ دیں۔ عبدالقادر شاہ صاحب بھی انہی لوگوں میں سے ہیں جو خود کو قادری، جیلانی کہلانے پر مُصر ہیں اور وہ منکرِ افضلیتِ صدیقِ اکبر کو سنّی ثابت کرنے پر بھی مصر ہیں جبکہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایسے شخص کو شیعہ فرما رہے ہیں، بہرحال قارئین پر واضح ہو چکا ہے کہ ایسے لوگ قادری، جیلانی نہیں کہلا سکتے بلکہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے مطابق یہ تفضیلی رافضی ہیں، سچا قادری جیلانی وہی ہے جو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا علمبردار ہے۔

اسی طرح ہم آگے باب اجماعِ اہلِ سنت میں سیدنا حضور داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا قول لا رہے ہیں، آپ بھی حسنی حسینی سادات کرام میں سے ہیں، آپ نے افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہت کھول کر بیان فرمایا، یونہی آگے سیّد السادات پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بھی اقوال اولیاء کاملین کے باب میں آپ پڑھیں گے۔

☆☆☆☆☆

باب ہشتم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ ائمہ اربعہ

یہ مفصل باب ہم نے اس لیے قائم کیا ہے کہ آج بعض تفضیلی مولوی کہتے ہیں کہ افضلیتِ شیخین پر اجماع نہیں ہے یہ قولِ جمہور ہے اور اس کے برخلاف عقیدہ رکھنے والا بھی اہلِ سنت' اہلِ حق میں سے ہے' مگر ان کا یہ قول باطل ہے۔ گزشتہ باب میں آپ نے پڑھ لیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے افضلیتِ شیخین پر اجماع کیا اور جس چیز پر صحابہ کرام کا اجماع ہو جائے تو وہی مذہبِ اہلِ سنت و جماعت ہے کیونکہ اس لفظ کا معنیٰ ہی سنتِ نبوی و جماعتِ صحابہ کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں۔ تو ما انا علیہ واصحابی ہی مذہب اہلِ سنت و جماعت ہے۔ سب سے پہلے ہم یہ اجماع بقول ائمہ اربعہ پیش کریں گے اور جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہو یعنی امام اعظم ابوحنیفہ' امام شافعی' امام مالک اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم تو وہی مذہب اہلِ سنت و جماعت ہے۔ ائمہ اربعہ کے اجماعی مؤقف سے منحرف شخص اہلِ سنت نہیں ہو سکتا' اسی لیے فرقۂ اہلِ حدیث' اہلِ سنت سے خارج ہے کیونکہ وہ کثیر مسائل میں ائمہ اربعہ کے اجماعی مؤقف سے انحراف کرتا ہے جیسے انکارِ توسل اکٹھی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق بنانا وغیرہ۔

یہ پیچھے گزر چکا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر پہلے اجماعِ صحابہ ہوا اور اس میں تمام تابعین واتباعِ تابعین کا اجماع بھی شامل ہے کیونکہ کسی تابعی سے اس اجماع کی مخالفت مروی نہیں' نہ کسی تبع تابعین سے' اسی لیے مشہور تابعی حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اخرج ابو نعیم فی الحلیة عن فرات قال سألتُ میمونَ بنَ مهرانَ قلتُ علیٌّ افضلُ عِندَكَ اَمْ اَبو بکرٍ و عُمرُ؟ قال فَارْتَعَدَ حتیٰ سَقَطَتْ عصاهُ مِنْ یَدِہٖ ثُم قَالَ مَا کُنتُ اَظُنُّ اَنْ اَبْقٰی اِلٰی زَمانٍ یُعْدَلُ بِهِمَا لِلّٰهِ دَرُّهُما کَانَا رَأْسَ الْاِسْلَامِ ۔

(تاریخ الخلفاء' فصل: فی اسلام ابی بکر الصدیق' صفحہ 28' مطبوعہ مکتبہ دار المنار' مصر)

(ترجمہ:) ''امام ابو نعیم نے حلیہ میں فرات بن سائب سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں: میں نے

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا' میں نے کہا: آپ کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما؟ تو ان پر (غصہ سے) کپکپی طاری ہوگئی اور ان کے ہاتھ سے ان کا عصا گر گیا' پھر وہ فرمانے لگے: میرا نہیں گمان تھا کہ میں ایسے دور تک زندہ رہوں گا جس میں شیخین کے ساتھ کسی کو برابر کیا جائے گا' اللہ ان پر رحمت فرمائے وہ دونوں اسلام کا سر ہیں (اہلِ اسلام میں سے افضل ترین ہیں)''۔

یعنی حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ نے دورِ تابعین میں جب پہلی بار سنا کہ کوئی شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر سوال اُٹھا رہا ہے تو غم و غصہ سے ان پر رعشہ طاری ہوگیا اور کہا: میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسا دور آئے گا' جب لوگ کسی کو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے برابر ٹھہرائیں گے' گویا آغازِ دورِ تابعین تک افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ایسا مجمع علیہ عقیدہ تھا کہ اس کے خلاف تصور بھی نہیں کیا جاتا تھا۔

مگر جب دورِ تابعین ہی میں یعنی خلافتِ راشدہ کے بعد شیعہ مذہب نے جڑ پکڑی تو افضلیتِ شیخین سے انکار کیا جانے لگا اور یہ فتنہ کوفہ سے اُٹھا کیونکہ بانی شیعہ مذہب عبداللہ بن سبا نے کوفہ کو اپنا مرکز بنایا' بہرحال جب اہلِ تشیع افضلیتِ شیخین سے انکار کرنے لگے تو اس کے مقابلہ میں اہلِ سنت نے اس پر زور دینا شروع کیا اور اس کی اہمیت کو خوب اجاگر کیا' تو تب سے افضلیتِ شیخین پر اہلِ سنت کا اجماع چلا آ رہا ہے جو اصل میں اتباعِ اجماعِ صحابہ ہے' اب ہم اس کے شواہد پیش کرتے ہیں:

افضلیتِ شیخین' امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی

(1) سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ 'فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

وافضلُ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیّینَ عَلیھِمُ الصَّلٰوۃُ والسَّلامُ اَبُو بَکْرِنِ الصدیقُ ثُم عمرُ بنُ الخطابِ ثم عُثمانُ بنُ عفانَ ذُوالنُّورین ثم علیٌّ بن ابی طالب المُرْتضٰی رضوانُ اللہ علیھم اجمعین ۔ (متن الفقہ الاکبر' صفحہ 108 'مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''انبیاء کے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں' پھر عمر فاروق ہیں' پھر عثمان ذوالنورین ہیں' پھر علی بن ابی طالب المرتضٰی ہیں رضی اللہ عنہم''۔

(2) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال الامامُ الاعظمُ رحمۃ اللہ علیہ فی کتابِ الوصیۃِ: ثُمَّ نُقِرُّ بِاَنَّ اَفْضَلَ ھذہِ الاُمَّۃِ یَعْنی

وَهُمْ خَيْرُ الْاُمَمِ بعدَ نَبِيِّنا محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَبُو بكرٍ ثُم عُمَرُ ثُم عُثمانُ ثم عليٌّ رضی اللہ عنہم ۔

(شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 144، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

(ترجمہ:) "امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الوصیۃ میں فرماتے ہیں: پھر ہم (سب اہلِ سنت) اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس اُمت میں جو سب سے افضل اُمت ہے، سب سے افضل انسان ابوبکر صدیق ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنہم"۔

(3) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وفي المنتقٰى سُئِلَ اَبُو حنيفةَ رحمۃ اللہ علیہ عَنْ مَذْهَبِ اهلِ السُّنَّةِ والجماعةِ فَقَالَ: اَنْ تُفَضِّلَ الشَّيْخَيْنِ اى ابا بكرٍ و عُمرَ رضی اللہ عنہما وَتُحِبَّ الْخَتَنَيْنِ اَى عُثمانَ وعليًّا رضی اللہ عنہما وَاَنْ تَرَى الْمَسْحَ علَى الْخُفَّيْنِ وَان تُصَلِّيْ خَلْفَ كُلِّ بَرٍّ وَفَاجِرٍ ۔

(شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 123، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "المنتقٰی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ مذہب اہل سنت وجماعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو (سب صحابہ پر) افضلیت دو، دونوں دامادوں عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے محبت رکھو، خفین پر مسح جائز سمجھو اور ہر (صاحبِ اقتدار) نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو، (اس کی حکومت سے بغاوت نہ کرو اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو)"۔

اسی لیے شرح عقائد میں علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وَكَاَنَّ السَّلَفَ جَعَلُوْا مِنْ علاماتِ السُّنَّةِ والجماعةِ تَفْضِيلَ الشَّيخينِ وَمحبَّةَ الْخَتَنَيْنِ ۔ (شرح عقائد نسفیہ مع النبراس صفحہ 302، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(ترجمہ:) "گویا سلف نے اہل سنت وجماعت ہونے کی علامت ہی یہ قرار دی کہ شیخین کو افضل مانا جائے اور ختنین سے محبت کی جائے"۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے سنی وشیعہ میں واضح حد بندی کر دی ہے

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کر دیا کہ اہلِ سنت وہی ہے جو افضلیتِ شیخین کا قائل ہے جو اس کا قائل نہیں، اہلِ سنت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اس پر اہلِ سنت کا باہمی اتفاق ہے، اس میں ان کی دو رائے نہیں

ہیں، یعنی جس طرح ختنین (عثمان غنی و مولا علی رضی اللہ عنہما) سے بغض رکھنے والا سنی نہیں شیعہ ہے اور جیسے مسح علی الخفین کو ناجائز کہنے والا سنی نہیں ہے بلکہ شیعہ ہے، اسی طرح افضلیتِ شیخین کا منکر بھی سنی نہیں بلکہ شیعہ ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تینوں علامات اہلِ سنت کیلئے شیعہ کے مقابلہ میں مقرر فرمائی ہیں۔ شیعہ ہی افضلیتِ صدیقِ اکبر کے منکر ہیں، شیعہ ہی ختنین میں سے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گالیاں بکتے ہیں اور شیعہ ہی مسح علی الخفین کے جواز سے انکار کرتے ہیں تو جو شخص ان تین اُمور میں کسی سے انکار کرے، وہ شیعہ ہے، سنی نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ سنت کیلئے یہ تین علامات مقرر کر کے سنی و شیعہ کے مابین واضح حد بندی کر دی ہے، اس کے باوجود جو شخص منکر افضلیتِ شیخین کو سنی کہے اسے دعوائے حنفیت کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ عبدالقادر شاہ صاحب کو قادری جیلانی ہونے پر فخر ہے، پہلے وہ اپنا سنی حنفی ہونا تو ثابت کر لیں۔

افضلیتِ شیخین پر اجماع بقولِ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

واخرج البیھقی عن الزعفرانی قال سمعتُ الشافعی یقول اَجمعُ النَّاسُ عَلٰی خلافۃِ اَبی بکرِ نِالصِّدِّیقِ وَذٰلِكَ اَنَّہٗ اضْطَرَبَ النَّاسُ بَعْدَ رَسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمْ یَجِدُوْا تَحْتَ اَدِیمِ السَّماءِ خَیْرًا مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ فَوَلَّوْہُ رِقَابَھُمْ۔

(تاریخ الخلفاء، باب: ابی بکر الصدیق، صفحہ 51، مطبوعہ دار المنار، مصر)

(ترجمہ:) ''امام بیہقی نے زعفرانی سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے: تمام لوگوں نے (صحابہ نے) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد لوگ پریشان ہوئے (کہ کس کو خلیفہ بنائیں) تو انہیں سارے آسمان کے نیچے ابوبکر صدیق سے افضل کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے ان کو اپنی گردنوں کا ولی قرار دیا''۔

سنی شیعہ میں اصل جھگڑا ہی افضلیت کا ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشادِ مبارک بہت فکر انگیز ہے، یعنی آپ فرما رہے ہیں کہ خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کی اصل بنیاد افضلیتِ صدیق پر اجماع ہے، یعنی اصل معاملہ ہی افضلیت کا ہے۔

اور میں قارئین کرام کو اس بات کی طرف ضرور متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور تفضیلی فرقہ کو بھی راہنمائی دینا

چاہتا ہوں کہ یاد رکھو! اہلِ سنت واہلِ تشیع کے مابین اصل تنازع ہی افضلیت کا ہے۔ اہلِ سنت سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے افضل صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے' اس لیے تمام اُمت نے انہیں خلیفہ چنا اور اہلِ تشیع کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے افضل حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے' اسی لیے وہ صرف انہی کے حقدار خلافت ہونے پر کبھی حدیث "انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ" سے استدلال کرتے ہیں' کبھی حدیثِ طیر کو اس پر دلیل بناتے ہیں' کبھی حدیث ذوی العشیرۃ کو حجت ٹھہراتے ہیں' لہٰذا اہلِ تشیع کے ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل ماننے کے سارے دلائل افضلیتِ علی کے دعویٰ پر قائم ہوتے ہیں۔ دوسری طرف اہلِ سنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق دار خلافت ہونے پر وہ ساری احادیث پیش کرتے ہیں جو ان کی افضلیت بیان کرتی ہیں' جیسے: "ان امن الناس علی فی صحبته وماله ابو بكر' لو كنت متخذًا خليلًا لاتخذت ابا بكر خليلًا" لا ينبغي لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره' مروا ابا بكر فليصل بالناس" یعنی اہلِ سنت سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلّٰی پر اس لیے کھڑا کیا کہ وہی ساری اُمت سے افضل تھے اور تمام صحابہ نے انہیں اسی لیے خلیفہ چنا کہ ان کے نزدیک وہی اُمت میں سب سے افضل تھے' تو سنّی شیعہ کا اصل جھگڑا ہی افضلیت کا ہے۔ اب تفضیلی فرقہ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ کدھر جانا ہے' اگر سنّی رہنا ہے تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اقرار کرنا پڑے گا' یہ ایک نظام ہے۔ اگر افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دم بھرنا ہے تو پھر شیعہ بننا پڑے گا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ افضلیتِ صدیق سے منہ چڑائیں' افضلیتِ علی کی دلیلیں سنائیں پھر سنّی بھی کہلائیں ۔سنّی دوغلا نہیں ہوتا۔

بہرحال امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی صراحت کے ساتھ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بیان فرمایا ہے' یہ ایک روایت ہے جبکہ امام شافعی سے دوسری روایت جو ابوثور سے ہے' اسے امام بیہقی نے یوں بیان کیا ہے:

ورويناعن ابی ثور عن الشافعی انه قال ما اختلف احدٌ من الصحابة والتابعين فی تفضيل ابی بكر و عمر وتقديمهما علٰی جميع الصحابة وانما اختلف منهم فی علی وعثمان ونحن لا نخطیءُ واحدًا من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فيما فعلوا وقد ذكرنا اسانيدها فی كتاب الفضائل ۔

(کتاب الاعتقاد' امام بیہقی' صفحہ 495' روایت: 558' مطبوعہ مکتبۃ الیمامۃ' بیروت)

(ترجمہ:) ''ہم نے ابوثور کے ذریعے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: صحابہ و تابعین میں سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی افضلیت میں اور تمام صحابہ سے ان کے مقدم ہونے میں اختلاف نہیں کیا' البتہ ان دونوں میں' حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں اختلاف ہے (کہ ان میں کون افضل ہے؟) اور اُنہوں نے جو کچھ کیا ہم اس بارے میں ان میں سے کسی کو خطاء پر نہیں جانتے اور ہم نے اس کی اسانید کتاب الفضائل میں ذکر کی ہیں''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے صاف صاف معلوم ہو گیا کہ کسی صحابی اور کسی تابعی نے افضلیتِ شیخین کریمین سے انکار نہیں کیا' تمام صحابہ و تمام تابعین کا اس اساسی مسئلہ پر اجماع کامل تھا' گویا یہ بیماری مسلمانوں کے معتقدات کو تب لگی جب دنیا سے صحابہ و تابعین اُٹھ گئے۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بزبان امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

امام احمد بن حنبل کے بیٹے امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہما اللہ' کتاب السنۃ میں فرماتے ہیں:

سمعت ابی رحمۃ اللہ علیہ یقول السنۃ فی التفضیل الذی نذھب الیہ ما روی عن ابن عمر ابو بکر ثم عمر ثم عثمان واما الخلافۃ فنذھب الی حدیث سفینۃ فنقول ابو بکر و عمر وعثمان و علی فی الخلفاء فنستعمل الحدیثین جمیعًا۔ (کتاب السنہ لعبداللہ بن احمد بن حنبل' صفحہ 376' روایت:1309' مطبوعہ دار ابن رجب' بیروت)

(ترجمہ:) ''امام عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی سے سنا' وہ فرماتے تھے: افضلیت میں جس طریقہ پر ہم چلتے ہیں' وہ وہی ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: پہلے حضرت ابوبکر صدیق ہیں' پھر عمر فاروق' پھر عثمان غنی اور خلافت میں ہم حدیثِ سفینہ کو لیتے ہیں' تو ہم کہتے ہیں: پہلے ابوبکر' پھر عمر' پھر عثمان' پھر علی (رضی اللہ عنہم) تو ہم دونوں حدیثوں پر اکٹھا عمل کرتے ہیں''۔

تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ہم یعنی اہل سنت افضلیت کے بارے میں سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر متفق ہیں' پھر امام احمد بن حنبل نے ایک سے زائد روایات فرمائی ہیں کہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا یُفَضِّلُنِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ ۔

(فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل، جلد 1 صفحہ 100، حدیث: 49، مطبوعہ دار ابن جوزی، بیروت)

(ترجمہ:) "جو شخص بھی مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے، میں اسے ضرور مفتری کی حد لگاؤں گا"۔

امام ابن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن مطہر سے روایت کیا، وہ کہتے ہیں:

سئلت ابا عبد اللّٰہ احمد بن حنبل عن التفضیل فقال: نقول ابو بکر و عمر و عثمان ونقف علٰی حدیث ابن عمر ومن قال وعلی لم اعنفہٗ ۔

(جامع بیان العلم وفضلہ، جلد 2 صفحہ 315، روایت: 2314، مطبوعہ دار ابن جوزی، بیروت)

(ترجمہ:) "میں نے امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل سے مسئلہ تفضیل کے بارے میں پوچھا، اُنہوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ پہلے ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان، اور ہم حدیث ابن عمر پر وقوف کرتے ہیں اور جس نے کہا کہ ان کے بعد علی ہیں تو میں اس کی بات کو ناپسند نہیں رکھتا، پسند رکھتا ہوں"۔

اس روایت میں بھی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ واضح کر رہے ہیں کہ ہم یعنی اہلِ سنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل جانتے ہیں۔

افضلیتِ شیخین بقول امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

سئلتُ مالکًا عن خیر الناس بعد نبیھم قال ابو بکر، ثم قال فی ذٰلک شکٌّ قال ابن القاسم فقلتُ لمالکٍ فعلِیٌّ وعثمانُ ایھما افضلُ؟ فقال ما ادرکت احدًا مِمَّنِ اقتدٰی بہٖ یفضِّلُ احدھما علی الآخر یعنی علیًّا وعثمان ویری الکفَّ منھما ۔ (المدونۃ الکبریٰ، کتاب: الدیات، جلد 4 صفحہ 670، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انسانوں میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، پھر فرمایا: کیا اس میں کوئی شک ہے؟ ابن القاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما

کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں' ان دونوں میں سے کون افضل ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا شخص جو قابلِ اقتداء ہو' نہیں دیکھا کہ دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت دیتا ہو' تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں خاموشی کو بہتر جانتے تھے''۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جھگڑا مول لے لیتے تھے

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امام مالک رضی اللہ عنہ کی استقامت کا یہ حال بیان کیا ہے کہ فرماتے ہیں:

اشہب نے کہا: ہم امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے' اتنے میں علوی لوگوں میں سے ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا' (یعنی وہ اولادِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں سے تھا) اور علوی لوگ آپ کی مجلس میں آتے رہتے تھے' اُس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو پکار کر کہا: اے ابوعبداللہ! امام صاحب نے اس کی طرف سر اُٹھایا اور جب کوئی شخص آپ کو پکار کر بات کرتا تو آپ اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے کہ اس کی طرف سر اُٹھاتے۔ طالبی نے کہا: میں تمہیں اپنے اور اللہ کے درمیان حجت بنانا چاہتا ہوں' جب میں اللہ کے پاس جاؤں گا اور اللہ مجھ سے پوچھے گا تو میں کہوں گا کہ مجھے مالک نے ایسے کہا تھا۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے کہا: پوچھو! کیا کہنا چاہتے ہو؟ آگے عربی عبارت یہ ہے:

قال من خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ قال ابو بکر قال العلوی ثم من؟ قال مالك ثم عمر' قال العلوی ثم من؟ قال: الخلیفة المقتول ظلمًا عثمان' قال العلوی: واللہ لا اجالسك ابدًا' قال مالك: فالخیا الیك .

(ترجمہ:) ''یعنی اس علوی نے پوچھا: (اس اُمت میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کون افضل ہے؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں' اس نے کہا: پھر کون افضل ہے؟ آپ نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ علوی نے کہا: اس کے بعد کون افضل ہے؟ آپ نے کہا: ظلماً قتل کیا جانے والا خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ۔ علوی نے کہا: واللہ! میں تمہاری مجلس میں کبھی نہیں آؤں گا۔ آپ نے فرمایا: تمہاری مرضی (نہ آؤ' ہم تمہاری وجہ سے اپنا مؤقف نہیں بدل سکتے)''۔

اسکے بعد امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مزید اقوال درج کیے ہیں جو افضلیتِ

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہیں۔ (ترتیب المدارک وتقریب المسالک لمعرفۃ اعلام مذہب مالکؒ جلد اوّل صفحہ 90)

معلوم ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اس قدر اطمینان' شرح صدر اور ایقان کامل تھا کہ آپ اس کو نجات کی ضمانت سمجھتے تھے کیونکہ اس علوی نے کہا تھا: میں آپ کو اس بارے میں اللہ کے سامنے حجت بنانا چاہتا ہوں کہ اگر اللہ نے مجھ سے روزِ قیامت پوچھا تو میں کہوں گا: مجھے امام مالک نے ایسے کہا تھا' تب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ ہاں! تم کہنا کہ مجھے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ مالک نے دیا تھا۔

بقولِ امام مالک صحابہ وتابعین کا افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع تھا

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے آگے اس صفحہ پر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بھی درج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

مَـا اَدْرَكْـتُ اَحَدًا اِلَّا وَهُوَ يَرَى الْكَفَّ بَيْنَ عُثمانَ وَعَلِيٍّ ولا شَكَّ فِي اَبِي بَكْرٍ وَعُمَر اَنَّهُمَا اَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهِمَا ۔

(ترجمہ:) ''یعنی میں (صحابہ وتابعین میں سے) جس بھی شخص سے ملا ہوں' وہ عثمان وعلی رضی اللہ عنہما میں سے کسی کو افضل کہنے سے خاموش رہتا تھا' اور اس میں کسی کو شک نہ تھا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما دوسرے تمام لوگوں سے افضل ہیں''۔

معلوم ہوا کہ بقولِ امام مالک افضلیتِ شیخین پر تمام صحابہ وتابعین کا اجماع تھا' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ دورِ تابعین میں تھے' انہیں کوئی شخص نہیں ملا جو افضلیتِ شیخین میں شک کرتا ہو۔ معلوم ہوا کہ عبدالقادر شاہ صاحب کا یہ خیال کہ دورِ صحابہ وتابعین میں افضلیتِ شیخین پر اجماع کا کوئی تصور نہ تھا' محض غلط ہے۔ امام مالک خود دورِ تابعین میں ہیں' وہ اس پر لوگوں کا اجماع نقل کر رہے ہیں' یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک افضلیتِ شیخین کا معاملہ اس قدر قطعی اور اجماعی ہے کہ اس پر سوال کیا جانا بھی ان کے نزدیک باعثِ حیرت ہے' گویا انہوں نے فرمایا کہ اس موضوع پر سوال ہی کیوں کیا گیا ہے۔

ائمہ اربعہ کے اجماع سے منحرف شخص گمراہ و بددین اور خارج اہلِ سنت ہے

یاد رہے کہ پہلی دو صدیوں میں کئی باطل مذاہب پیدا ہوئے جو عقائد واحکامِ فقہیہ میں قرآن وسنت کی واضح نصوص کو بھی ردّ کرتے تھے جیسے شیعوں کے مختلف فرقے' معتزلہ' قدریہ' جبریہ' مرجئہ وغیرہم' اللہ

رب العزت نے احسان کیا کہ اسی دوران سب سے پہلے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن وسنت، عمل صحابہ اور قیاسِ صحیح کی روشنی میں عقائدِ اسلامیہ اور احکامِ فقہیہ کو مرتب کیا، یوں فقہ حنفی معرضِ وجود میں آئی، پھر اس کے بعد اسی منہج پر امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک بن انس رحمہم اللہ نے بھی کام کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے مکاتبِ فقہ کو خوب قبولیت اور ترقی عطا فرمائی۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری میں یہ ذہن بن گیا کہ صرف ان چاروں ائمہ میں سے کسی ایک کے مکتب فقہ کو اپنایا جائے، ان کے سوا کسی دوسرے نظریہ یا فقہی مکتب کی تقلید نہ کی جائے اور ان چاروں میں اگرچہ باہم اختلاف ہے مگر وہ سنت و بدعت یا اسلام اور کفر کا اختلاف نہیں، سب اہل سنت ہیں اور سب اہلِ حق ہیں، نہ ہی ان میں عقائد کا اختلاف ہے، صرف احکامِ فقہیہ میں سب کی اپنی اپنی رائے ہے، ان چاروں میں سے جس کی تقلید کی جائے اسے حق مانا جائے اور اس میں خطا کا امکان سمجھا جائے اور باقی تینوں میں سے جو اس سے اختلاف رکھے، اُسے غلط کہا جائے مگر اس میں حق کا بھی امکان تسلیم کیا جائے۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب ان چاروں میں کسی مسئلہ پر اختلاف ہو، لیکن جس مسئلہ پر یہ چاروں امام متفق ہوں، وہ اہلِ سنت کا اجماعی مؤقف ہے۔ اس سے انحراف کرنے والا گمراہ و بددین اور اہلِ سنت سے خارج ہے اور اگر اس کا انحراف حدِ کفر تک جا پہنچا ہے تو پھر وہ کافر و مرتد بھی ٹھہرایا جائے گا۔

اس کی چند مثالیں ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے انبیاء و اولیاء کا وسیلہ پیش کرنا، مسلم اموات کیلئے ایصالِ ثواب کرنا، خفین پر مسح کرنا، یہ سب اُمور جائز ہیں، ان پر چاروں امام متفق ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان میں زندہ موجود ہونا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک معراجِ جسمانی ہوا، جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام اُمتِ محمدیہ سے افضل ہیں، نکاحِ متعہ باطل ہے، ایک مجلس میں دی جانے والی تین طلاقیں تین ہی ہیں، انہیں ایک طلاقِ رجعی کا حکم نہیں دیا جائے گا، ان اُمور پر چاروں ائمہ فقہ متفق ہیں۔

یہ اجماعِ ائمہ اربعہ کی چند مثالیں ہیں اور جو شخص ان اُمورِ مذکورہ میں سے کسی سے بھی منحرف ہے، وہ گمراہ و بددین اور اہل سنت سے خارج ہے، البتہ وہ کافر نہیں کیونکہ یہ اُمور اگرچہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہیں مگر وہ حدِ تواتر تک نہیں پہنچیں، حدِ شہرت تک ہیں۔

اور جس عقیدہ و حکم پر چاروں ائمہ متفق ہوں اور وہ نصوصِ قرآنیہ، غیر مؤوّلہ اور احادیثِ متواترہ سے

ثابت ہو اس سے انحراف کفر ہے' جیسے آخرت میں باری تعالیٰ کا دیدار ہوگا جس کا کیف معلوم نہیں' اللہ رب العزت کا عرش پر استواء' جس کا کیف معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں' حدیث بھی قرآن کی طرح حجت ہے' شیخین کی خلافت برحق ہے' ان اُمور میں سے کسی سے منحرف شخص کافر ہے۔

الغرض! افضلیتِ شیخین بھی ان اُمور میں سے ہے جس پر چاروں ائمہ کا اجماع ہے اور ہم ابھی اس پر چاروں ائمہ کے اقوال پیش کر چکے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اجماع سے انحراف بہرحال بدعت و ضلالت ہے خواہ کفر ہو یا نہ۔

اجماع ائمہ اربعہ سے انحراف کرنے والا بدعتی' جہنمی ہے: بقول امام طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام طحطاوی حنفی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

وَمَن شَذَّ عَنْ جمهورِ اَهْلِ الفِقهِ وَالعِلْمِ وَالسَّوادِ الْاَعْظَمِ فَقَدْ شَذَّ فِيما يُدْخِلُهُ فِي النَّارِ فَعَلَيْكُمْ مَعَاشِرَ المؤمنينَ بِاتِّباعِ الفِرقَةِ النَّاجِيَةِ الْمُسَمَّاةِ بِاَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَماعَةِ فَاِنَّ نُصْرَةَ اللّٰهِ وَتَوْفيقَهُ فى مُوَافَقَتِهِمْ وَخُذْلانَهُ وَسَخَطَهُ وَمَقْتَهُ فِيْ مُخَالَفَتِهِمْ وَهٰذِهِ الطَّائِفَةُ النَّاجِيَةُ قَدِ اجْتَمَعَتْ اليومَ فى مَذَاهِبَ اَرْبَعَةٍ وَهُمُ الْحَنَفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّوْنَ وَالْمَالِكِيُّوْنَ وَالْحَنْبَلِيُّوْنَ رَحِمَهُمُ اللّٰه تعالٰى وَمَنْ كَانَ خَارِجًا عِنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعة فى هٰذِهِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالنَّارِ ۔

(حاشیہ درمختار للطحطاوی جلد 4 صفحہ 103)

(ترجمہ:) ''جو شخص جمہور اہلِ فقہ و علم اور سوادِ اعظم سے الگ ہو جائے' وہ اس گمراہی میں گر گیا جو اسے جہنم میں داخل کر دے گی' تو اے گروہ ہائے مسلمین! تم پر نجات یافتہ فرقہ کی اتباع لازم ہے جس کا نام اہلِ سنت و جماعت ہے کیونکہ اللہ کی نصرت و توفیق ان سے موافقت میں ہے اور اللہ کا عذاب غضب اور اس کی پکڑ ان سے مخالفت میں ہے اور یہ ناجی گروہ آج ان مذاہب اربعہ میں جمع ہو گیا ہے جو حنفی' شافعی' مالکی اور حنبلی ہیں' اللہ ان پر رحم فرمائے اور جو ان چاروں سے خارج ہے' وہ اہلِ بدعت و اہلِ جہنم میں سے ہے''۔

ائمہ اربعہ کی تقلید میں رہنے پر اجماع ہے: امام پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ مرام الکلام فی عقائد الاسلام میں فرماتے ہیں:

فنظر المتأخرون فی احوال المجتهدین فوجدوا الاربعة اغزرهم علمًا بالقرآن واكثرهم احاطةً بالسنن واعرفهم بالقواعد الاصولية' فحملوا المتقلدين على تقليد هذه المذاهب الاربعة قطعًا لتلاعبهم بالدين وفى فتح الرشيد شرح جوهرة التوحيد: انعقد الاجماع على امتناع الخروج عن المذاهب الاربعة . (مرام الکلام فی عقائد الاسلام' صفحہ 70 'المذاہب الاربعۃ' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ' ملتان)

(ترجمہ:) ''متأخرین علماء نے مجتہدین کے احوال میں دیکھا تو اُنہوں نے ائمہ اربعہ کو یوں پایا کہ وہ قرآن کا سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں' احادیث پر ان کا احاطہ سب سے زیادہ ہے اور وہ قواعد اصولیہ کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو ان مذاہبِ اربعہ کی تقلید پر مائل کیا تاکہ لوگ دین سے کھیلنے نہ لگیں۔ اور فتح الرشید شرح جوہرۃ التوحید میں یہ لکھا ہے: اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا ہے کہ مذاہبِ اربعہ سے نکلنا جائز نہیں ہے''۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ چاروں ائمہ کرام امام اعظم ابوحنیفہ' امام شافعی' امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الامۃ ہونے پر متفق ہیں' تو جو شخص ان چاروں کے متفقہ و مجمع علیہ مسلک کو ردّ کرے' وہ بدعتی ہے تو تفضیلی فرقہ کے بدعت و گمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

یاد رہے! ابتداء میں یعنی دوسری تیسری صدی میں قرآن و سنت اور عمل صحابہ کی پابندی کرنے والے لوگوں میں ائمہ اربعہ کے سوا بھی چند ائمہ مجتہدین تھے جن کے مذاہب فقہی مدوّن ہوئے' جیسے سفیان بن عیینہ مکہ میں' سفیان ثوری کوفہ میں' امام اوزاعی شام میں' اسحاق بن راھویہ نیشاپور میں اور داؤد ظاہری بغداد میں' رحمہم اللہ۔ یہ ائمہ بھی اہلِ سنت' اہلِ حق میں سے تھے مگر ان کے مذاہب مرورِ زمانہ کے ساتھ ختم ہو گئے' اب ان کا تذکرہ صرف کتابوں میں رہ گیا ہے' صرف ائمہ اربعہ کے مکاتبِ فقہیہ آج تک باقی ہیں اور پھیل رہے ہیں' تو انہی کی پیروی لازم ہے اور ان چاروں کے اجماع سے انکار ضلالت ہے۔

بقولِ علامہ ابن خلدون: ائمہ اربعہ سے انحراف جائز نہیں

ووقف التقليدُ فى الأمصارِ عند هٰؤلاءِ الاربعةِ ودرس المقلدونَ لمن سِواهم

وسَدَّ الناسُ باب الخلافِ وطُرقَهُ لما كثر تشعُّبُ الاصطلاحاتِ فى العلوم ولما عاق من الوصول الٰى رتبة الاجتهاد ولما خُشِىَ من اسناد ذٰلك الٰى غير اهلهٖ ومن لا يُوثَقُ برأيهٖ ولا بدينهٖ فصرّحوا العجزَ والاعوازَ وردُّوا الناسَ الٰى تقليد هٰؤلاءِ كل من اختص بهٖ من المقلدين وحظروا ان يتداول تقليدهم لما فيه من التلاعب .

(مقدمہ ابن خلدون، صفحہ 448، کتاب اوّل، باب:6، فصل:7، مطبوعہ مکتبہ تجاریہ کبریٰ، مصر)

(ترجمہ:) ''تمام شہروں (ممالک) میں تقلید صرف ان چار ائمہ پر آ کر ٹھہر گئی اور ان کے سوا دوسرے ائمہ کے مقلدین ختم ہو گئے اور لوگوں نے ان سے اختلاف کا دروازہ اور اس کے راستے بند کر دیئے کیونکہ علوم میں اصطلاحات بڑھ گئی تھیں اور مرتبہ اجتہاد تک جانا مشکل ہو گیا تھا اور یہ بھی ڈر تھا کہ لوگ کہیں ایسے علماء کے پیچھے نہ چل پڑیں جو اجتہاد کے اہل نہیں بلکہ ان کی رائے اور دین ہی کی کوئی وقعت نہیں، اس لیے علماء نے اجتہاد سے عجز کا اظہار کر دیا اور لوگوں کو انہی چاروں کی تقلید کی طرف لوٹا دیا اور اس بات سے بھی روکا کہ ان کے مذاہب کو بدل بدل کر اختیار کیا جائے کیونکہ اس طرح دین ایک کھلونا بن جاتا ہے''۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنّ هٰذهِ المذاهبَ الْاَرْبَعَةَ المدوَّنةَ الْمُحَرَّرَةَ قد اجتَمَعَتِ الْاُمَّةُ اَو مَنْ معيّد بهٖ مِنْهَا علٰى جوَازِ تِقْلِيدِها الٰى يَومِنا هٰذا وفى ذٰلك مِنَ المصالحِ مَالا يخفٰى لا سَيَّما فى هٰذهِ الايامِ الّتى قَصَرَتْ فيها الهِمَمُ جِدًّا وَاُشْرِبَتِ النُّفوسُ الهَوٰى واَعجَبَ كُلُّ ذِى رَأيٍ بِرَأيِهٖ .

(حجۃ اللہ البالغۃ، جلد اوّل صفحہ 154، باب حکایۃ الناس قبل المأۃ الرابعۃ وبعدھا)

(ترجمہ:) ''یہ مذاہب اربعہ جو مدوّن اور محرر ہیں، آج تک ساری اُمت یا وہ سب جو اُمت میں سے قابلِ لحاظ ہیں، ان کی تقلید کے جواز پر مجتمع ہے، اس میں ایسے فوائد ہیں جو مخفی نہیں، خصوصاً ان ایام میں جبکہ ہمتیں قاصر ہو گئی ہیں، دلوں میں حرص وھوا بھر گئی ہے اور ہر صاحبِ

رائے اپنی ہی رائے پر گھمنڈ رکھتا ہے (تو ضروری ہے کہ صرف انہی چاروں میں سے کسی کی تقلید کی جائے)''۔

علامہ مناوی اور امام رازی رحمہما اللہ کا ارشاد

علامہ عبدالرؤف مناوی' فیض القدیر شرح جامع صغیر میں امام ذہبی کی رائے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَیَمْتَنِعُ تقلیدُ غیرِ الْاَرْبَعَةِ فی القضاءِ ولا افتاءٍ لِاَنَّ المذاهبَ الاربعةَ انْتَشَرَتْ وَتَحَرَّرَتْ حتٰی ظهر تقییدُ مطلقها وتخصیصُ عامِها بخلافِ غیرهم لانقراضِ اَتْبَاعِهِمْ وقد نقل الامامُ الرازی رحمۃ اللہ علیہ اجماعَ المحققینَ علٰی منعِ العوامِ من تقلیدِ اعیانِ الصحابةِ واکابِرِهم ۔

(فیض القدیر شرح جامع صغیر' زیر حدیث: اختلاف امتی رحمۃ' جلد اول صفحہ 210)

(ترجمہ:) ''تو قضاء و افتاء میں ان چار ائمہ کے سوا کسی اور کی تقلید ممنوع ہے کیونکہ یہ چار مذاہب پھیل گئے ہیں اور باقاعدہ تحریر میں آ گئے ہیں' حتیٰ کہ ہر مطلق کی تقلید اور ہر عام کی تخصیص بھی سامنے آ گئی ہے جبکہ ان کے سوا مذاہب کے متبعین ختم ہو گئے ہیں اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس بات پر محققین کا اجماع نقل کیا ہے کہ (ان مذاہبِ اربعہ کو چھوڑ کر براہِ راست) عام صحابہ یا اکابر صحابہ کی تقلید سے عوام کو منع کیا جائے گا''۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید میں ایک مستقل باب قائم کیا ہے' جس کا عنوان یہ ہے: ''**باب تاکید الاخذ بهذه المذاهب الاربعة والتشدید فی ترکها والخروج عنها** ''یعنی اس بارے میں باب کہ مذاہبِ اربعہ کی پیروی ضروری ہے اور ان کا ترک یا ان سے نکلنا شدید ممنوع ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ اس باب کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں:

اِعْلَمْ اَنَّ فِی الاخذِ بِهٰذِهِ المذاهبِ الاربعة مَصْلَحةً عظیمةً وفی الاعراضِ عنها کلِّها مَفْسَدَةً کبیرةً ونحن نبیّنُ ذٰلك بوجوهٍ ۔

(عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید' صفحہ 31' مطبوعہ مکتبہ مجتبائی' دہلی)

(ترجمہ:) "جان لو کہ ان مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے میں بہت عظیم مصلحت ہے اور ان چاروں سے اعراض میں بہت بڑا فساد ہے اور ہم اسے چند طریقوں سے بیان کرتے ہیں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ آج کے دور میں ائمہ اربعہ کی تقلید لازم ہے تاکہ باطل فرقوں سے اہلِ اسلام بچے رہیں، یعنی جس علاقہ میں جس فقہ کا غلبہ ہے اسی کو لیا جائے اور یہ جائز نہیں کہ ان چار میں سے کبھی کسی کی تقلید کی جائے کبھی کسی کی، ورنہ دین ایک کھلونا بن جائے گا۔

اور جب چاروں امام کسی مسئلہ پر اجماع کرلیں تو اس کی پیروی ہی میں نجات ہے اور اس کی مخالفت میں ہلاکت وضلالت ہے اور افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ ایسا ہی مسئلہ ہے جس پر چاروں امام اتفاق واجماع کر چکے ہیں۔

علامہ ابن نجیم حنفی مصری رحمۃ اللہ علیہ، متوفی 970ھ کا ارشاد

مِمَّا لَا يَنْفُذُ الْقَضَاءُ بِهِ ما اِذَا قَضٰى بِشَيْءٍ مُخَالِفٍ لِلْاِجْمَاعِ وهو ظاهرٌ وما خَالَفَ الائمةَ الاربعةَ مخالفٌ للاجماعِ وانْ كان فيه خِلافٌ لغيرهم فَقَدْ صَرَّحَ في التحرير اَنَّ الاجماعَ اِنْعَقَدَ علٰى عدمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ للاربعةِ لِانْضباطِ مذاهِبِهِم وَانْتِشارِها وَكَثْرةِ اَتْبَاعِهِمْ .

(الاشباہ والنظائر لابن نجیم، صفحہ 92، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "جن اُمور کے سبب قضا (قاضی کا فیصلہ) نافذ نہیں ہوسکتا، یہ بھی ہے کہ جب قاضی نے ایسا فیصلہ کیا جو اجماع کے خلاف ہو اور یہ ظاہر ہے اور جو قضاء ائمہ اربعہ کے خلاف ہو وہ اجماع کے خلاف ہے، اگرچہ اس سے کسی اور نے اختلاف کیا ہو، تحریر میں (ابن ہمام نے) تصریح کی ہے کہ مذاہبِ اربعہ کے خلاف کسی مذہب پر عمل نہ کیے جانے پر اجماع منعقد ہوگیا ہے کیونکہ مذاہبِ اربعہ منضبط ہیں اور جہان میں پھیل گئے ہیں اور ان کے متبعین کی کثرت ہے"۔

امام شہاب الدین نفراوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، متوفی 1126ھ کا ارشاد

فقہاءِ مالکیہ میں سے عظیم فقیہ و محقق علامہ شہاب الدین اپنی مشہور کتاب الفواکہ الدوانی میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ انعَقَدَ اِجماعُ المُسْلِمِيْنَ اليَومَ علٰى وُجُوبِ مُتَابَعَةِ وَاحِدٍ مِنَ الْاَئمةِ الْاَرْبَعِ اَبِى حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَالشَّافِعِيّ وَاحمدَ بنِ حنبلٍ رضی اللہ عنہم وَعَدَمِ جَوَازِ الخُروجِ عَنْ مَذَاهِبِهِمْ وَانّما حُرِّم تَقْلِيدُ غَيرِ هٰؤلاءِ الْاَرْبَعةِ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ مع اَنَّ الجميعَ علٰى هدًى لعدمِ حفظِ مَذَاهِبِهِم لموتِ اَصْحَابِهِمْ وَعَدَمِ تَدْوِيْنِهَا ۔ (الفواکہ الدوانی علیٰ رسالۃ ابن ابی زید القیر وانی' جلد دوم صفحہ 356 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''آج اہلِ اسلام کا اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے کہ چاروں ائمہ ابوحنیفہ' مالک' شافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کی متابعت واجب ہے اور ان کے مذاہب سے باہر نکلنا جائز نہیں اور ان چاروں کو چھوڑ کر کسی دوسرے مجتہد کی تقلید حرام ہے' اگرچہ تمام مجتہدین ہدایت پر ہیں مگر باقی مجتہدین کے مذاہب محفوظ نہیں کیونکہ ان کے اصحاب فوت ہو گئے اور ان کے مذاہب مدوّن نہ ہو سکے''۔

علامہ بدرالدین زرکشی شافعی رحمۃ اللہ علیہ' متوفی 794ھ کا ارشاد

علامہ زرکشی' فقہاءِ شوافع میں سے ہیں' وہ اصولِ فقہ پر اپنی کتاب البحر المحیط میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَقَعَ الاتّفاقُ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ علٰى اَنَّ الْحَقَّ مُنْحَصِرٌ فِى هٰذِهِ الْمَذَاهِبِ وَحِيْنَئِذٍ فَلَا يَجُوْزُ العملُ بِغَيرِها ۔ (البحر المحیط فی اصول الفقہ جلد 8 صفحہ 242' دار الکتبی' بیروت)

(ترجمہ:) ''اور مسلمانوں کے درمیان اس بات پر اتفاق منعقد ہو گیا ہے کہ حق انہی مذاہبِ اربعہ میں منحصر ہے' لہٰذا ان سے ہٹ کر کسی دوسرے مذہب پر عمل جائز نہیں ہے''۔

امام شمس الدین ابن مفلح حنبلی' متوفی 763ھ کا ارشاد

اِنَّ الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ عَلٰى تَقْلِيدِ كُلٍّ مِنَ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ وَاَنَّ الْحَقَّ لَا يَخْرُجُ عَنْهُمْ ۔ (کتاب الفروع مع تصحیح الفروع' جلد 11 صفحہ 103 'مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

(ترجمہ:) ''بے شک مذاہبِ اربعہ کی تقلید پر اجماع منعقد ہے اور یہ کہ حق ان سے باہر نہیں ہے''۔

الغرض! جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہوں' اس سے انحراف گمراہی ہے اور افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ایسا ہی مسئلہ ہے' چاروں ائمہ کی تصریحات اس پر منعقد ہو چکی ہیں' کما صرّحنا به فيما سبق۔ تو اس

سے انکار کرنے والا اجماعِ اہلِ حق کا منکر اور اہلِ بدعت میں شامل ہے۔

گویا یہاں منطقی قیاس یوں بنتا ہے:

صغریٰ: افضلية الصديق الاكبر قد اجمع عليها الائمة الاربعة ۔

کبریٰ: والانحراف عن اجماع الائمة الاربعة بدعة وضلالة ۔

نتیجہ: الانحراف عن افضلية الصديق الاكبر بدعة وضلالة ۔

☆☆☆☆☆

باب نہم:
افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ اہلِ سنت

اب ہم افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اکابر اہلِ سنت کے اقوال نقل کرتے ہیں تاکہ ثابت ہو کہ یہ اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے یہ قولِ جمہور نہیں ہے جیسا کہ عبدالقادر شاہ صاحب کہتے ہیں۔

فصل اوّل: اجماع افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر ائمہ محدثین و مفسرین کے اقوال

افضلیتِ شیخین پر اجماع بزبانِ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فَقَالَ اَهْلُ السُّنَّةِ اَفْضَلُهُم ابو بكر نِ الصديقُ وَقَالَ الْخَطَابِيَّةُ اَفْضَلُهُمْ عمرُ بنُ الخطابِ وقالتِ الراوندیۃُ اَفْضَلُهُم العباسُ وقالتِ الشِّيعَةُ عَلِيٌّ، وَاتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ اَفْضَلَهُمْ اَبُوْ بكرٍ ثُمَّ عمرُ قال جمهورُهُمْ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ، وقال بعضُ اهل السنة مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ بِتَقديمِ عَلِيٍّ على عثمانَ والصحيحُ المشهورُ تقديمُ عثمانَ قال ابو منصور البغداديُّ اَصحابُنَا مُجْمِعُوْنَ على ان اَفْضَلَهُمُ الخلفاءُ الاَربعةُ على الترتيبِ المذكورِ۔

(شرح امام نووی علیٰ صحیح مسلم، کتاب: فضائل الصحابہ، جلد دوم صفحہ 272، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(ترجمہ) ''پھر لوگوں میں اختلاف ہوا، اہلِ سنت نے کہا کہ صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ خطابیہ نے کہا: سب سے افضل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوندیہ فرقہ نے کہا: سب سے افضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور شیعہ نے کہا کہ سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، پھر جمہور اہلِ سنت کے مطابق اس کے بعد عثمان غنی ہیں پھر مولا علی رضی اللہ عنہ، اور کوفہ کے بعض اہلِ سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں مگر صحیح اور مشہور قول یہی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مقدم ہیں۔ ابو منصور بغدادی نے کہا:

ہمارے اصحاب (اہلِ سنت) کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ میں سب سے افضل خلفاء ہیں' ان کی ترتیب کے مطابق''۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو سے دو باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں:

اوّل: اہلِ سنت وہی ہیں جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل کہتے ہیں اور جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہتے ہیں' وہ شیعہ ہیں' سنّی نہیں۔ ایک فرقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی افضل کہتا ہے جو خطابیہ کہلاتا ہے' وہ بھی اہلِ سنت سے خارج ہے۔ گویا افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار کرنے والا اہلِ سنت میں سے نہیں ہے' خواہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل کہے یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یا کسی اور کو۔ ثابت ہوا کہ افضلیتِ صدیق کا قول مبنی بر عنادِ علی المرتضیٰ نہیں ہے بلکہ مبنی بر اجماعِ صحابہ ہے۔

دوم: اہلِ سنت میں یہ اختلاف تو ہے کہ حضرت عثمان غنی و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے؟ جمہور اہلِ سنت تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے ہیں اور یہی صحیح و مشہور ہے جبکہ بعض سفیانِ کوفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل بتایا ہے' مگر اہلِ سنت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما ہی سب صحابہ سے افضل ہیں' گویا جو اس سے پھرا وہ اہلِ سنت سے پھرا۔

افضلیتِ شیخین پر اجماع بقول ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ملا علی قاری اجماعِ افضلیتِ شیخین کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زبانی بیان کرتے ہیں:

وعنہ قَالَ اجْتَمَعَ المھاجِرونَ وَالْاَنْصَارُ علٰی اَنَّ خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بعدَ نَبِیِّھَا ابو بکرٍ وعمرُ وعثمانُ وعنہ قال کُنَّا نَتَحَدَّثُ فی حیاۃِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَصْحَابُہٗ اَوْفَرُ مَا کَانُوْا اَنَّ خَیْرَ ھٰذِہِ الامۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عمر ثم عثمان خرّجھما خیثمۃُ بن سعد۔

(المرقاۃ شرح المشکوٰۃ' کتاب: المناقب' باب: مناقب ھؤلاء الثلاثۃ' فصل ثانی' جلد 11 صفحہ 344' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ فرمایا: تمام مہاجرین و انصار نے اس پر اجماع کیا کہ اس اُمت کے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد سب اُمت سے افضل حضرت ابوبکر' عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہیں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ فرمایا: ہم صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ ہی میں کہتے تھے جبکہ آپ کے صحابہ اس وقت بہت ہی کثرت کے ساتھ

موجود تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان دونوں اقوال کو خیثمہ بن سعد نے روایت کیا ہے''۔

یہ ہم پیچھے باب سوم میں بتا چکے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس قول کی بعض روایات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے اور جہاں نہیں شامل وہاں شیوخ صحابہ مراد ہیں جو وصالِ نبوی کے وقت بڑھاپے میں تھے۔

یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر میں یوں فرماتے ہیں:

وتفضيل ابى بكر و عمر رضی اللہ عنہما متفقٌ عليه بين اهل السنة وهذا الترتيب بين عثمان و علي رضی اللہ عنہما هو ما عليه اكثر السنة .

(شرح فقہ اکبر صفحہ 113، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت اہل سنت کے درمیان متفق علیہ ہے اور یہی ترتیب حضرت عثمان و مولا علی رضی اللہ عنہما کے مابین ہے، اسی پر اکثر اہلِ سنت ہیں''۔

گویا افضلیتِ حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر اہلِ سنت میں کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا، صرف ترتیبِ فضیلت مابین حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہے۔ جمہور کے ہاں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ افضل ہیں اور بعض کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ معلوم ہوا کہ اگر جمہور کی بات کرنی ہے تو حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے مابین کرو نہ کہ افضلیت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں، وہاں صرف اجماع ہے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع بقول امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اَفْضَلَ النَّاسِ بعدَ رسول اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثم عثمانُ ثم عليٌّ ثم سائرُ العَشَرَةِ ثم باقى اهلِ بدرٍ ثم باقى اهلِ اُحدٍ ثم باقى اهلِ البيعةِ ثم باقى الصحابةِ هكذا حَكَى الاجماع عليه ابو منصور البغداديُّ .

(تاریخ الخلفاء، فصل: فی انہ افضل الصحابہ، صفحہ 36، مطبوعہ دار المنار، مصر)

(ترجمہ:) ''اہل سنت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام لوگوں میں افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر حضرت علی پھر تمام عشرہ مبشرہ، پھر باقی اہلِ بدر، پھر

باقی اہلِ اُحد، پھر باقی اہلِ بیعتِ رضوان، پھر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے ہی اس پر ابومنصور بغدادی نے اجماع حکایت کیا ہے"۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

اِعْلَمْ اَنَّ الَّذِیْ اَطْبَقَ علیه عظماءُ الْمِلَّةِ وَعلماءُ الامةِ اَنَّ اَفْضَلَ هٰذِهِ الاُمَّةِ ابو بکر الصدیقُ ثُمَّ عُمرُ ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فَالْاَکْثَرُوْنَ وَمنهم الشافعی واحمدُ وهو المشهور عن مالكٍ اَنَّ الْاَفْضَلَ بعدهما عثمانُ ثم علیٌّ وجزم الکُوفیّونَ ومنهم سفیانُ الثوریُّ بتفضیلِ علیٍّ علٰی عثمان وقیل بالوقفِ مِنَ التفاضلِ بینهما وهو روایةٌ عن مالكٍ ۔(الصواعق المحرقۃ، صفحہ 79، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقت، استنبول)

(ترجمہ:) "جان لو کہ جس بات پر تمام ملت کے عظماء اور ساری اُمت کے علماء کا اجماع ہے، یہ ہے کہ اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ، اس کے بعد ان میں اختلاف ہے، اکثر تو یہی کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ امام شافعی و امام احمد بھی یہی کہتے ہیں، امام مالک سے بھی یہی مشہور ہے جبکہ اہلِ کوفہ نے بشمول سفیان ثوری، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس بارے میں توقف کیا جائے، دونوں میں سے کسی کو ترجیح نہ دی جائے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایسی روایت ہے"۔

صاف معلوم ہوا کہ اہلِ سنت میں اگر اختلاف ہے تو یہ کہ حضرت عثمان و مولا علی رضی اللہ عنہما میں سے کون افضل ہے؟ مگر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے سب سے افضل و اقدم ہونے میں اہلِ سنت کے مابین کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ لہٰذا یہ کہنا کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں، یہ جمہور کا مسلک ہے محض سینہ زوری ہے، لہٰذا کوئی شک نہیں کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اجماعِ اُمت و اجماعِ اہلِ سنت کا مخالف ہے، وہ اہلِ سنت میں سے نہیں ہے۔

یہی امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ الزواجر میں اس اجماع کو مزید کھول کر یوں بیان فرماتے ہیں:

وَاَجْمَعَ اهلُ السُّنةِ وَالجماعةِ علٰی اَنَّ اَفْضَلَهُم العشرةُ المشهورُ لهم بِالْجَنَّةِ علٰی لسانِ نَبِیِّهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی سیاقٍ واحدٍ وافضلُ هٰؤلاء ابو بکرٍ فعمرُ قال اکثرُ

اهل السنة فعثمانُ فَعَلِیٌّ ۔

(الزواجر عن اقتراف الکبائر لابن حجر مکی' کبیرہ نمبر 465' جلد دوم' صفحہ 232' مطبوعہ مصطفی البابی مصر)

(ترجمہ:) ''اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل وہ دس ہیں جن کیلئے ایک ہی موقع پر زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی بشارت ہوئی اور ان میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں' پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اکثر اہلِ سنت کے نزدیک اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ہیں پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں''۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا بالترتیب افضل ہونا اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے' البتہ اس کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تیسرے نمبر پر ہونا اجماعی نہیں' یہ قولِ جمہور ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر اجماع اہلِ سنت کو قریباً اپنی ہر کتاب میں کھول کھول کر بیان فرمایا ہے' آپ الفتاویٰ الحدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ومن ثم اجمع اهل السنة من الصحابة والتابعين فمن بعدهم علیٰ ان افضل الصحابة علی الاطلاق ابو بکر ثم عمر رضی اللہ عنہما ۔

(الفتاویٰ الحدیثیہ' مطلب حدیث: انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسھا' صفحہ 269' مطبوعہ میر محمد کتب خانہ' کراچی)

(ترجمہ:) ''اسی لیے اہل سنت کا اجماع ہے' یعنی صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والے سب لوگوں کا' کہ تمام صحابہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ علی الاطلاق افضل ہیں' پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ''۔

اسی فتاویٰ حدیثیہ میں ایک جگہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا:

ان افضلية ابی بکر رضی اللہ عنہ علی الثلاثة ثم عمر علی الاثنين مجمعٌ عليه عند اهل السنة لاخلاف بينهم فی ذلك والاجماع يفيد القطع واما افضلية عثمان علی علی رضی اللہ عنہما فظنية ۔ (الفتاویٰ الحدیثیہ' مطلب فی الافضلیۃ بین الخلفاء الاربعۃ' صفحہ 155)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت باقی تینوں خلفاء پر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی باقی دو پر اہلِ سنت کے ہاں اجماعی ہے' اس میں ان کے ہاں کوئی اختلاف نہیں اور اجماع قطعیت کا فائدہ دیتا ہے' البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جناب عثمان رضی اللہ عنہ کی افضلیت ظنی ہے''۔

افضلیتِ شیخین پر اجماع بقول امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب ارشاد الساری شرح بخاری، امام احمد قسطلانی متوفی 923ھ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ اِنَّ اَفْضَلَهُمْ عَلَى الْاِطْلَاقِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ رضی اللہ عنہما ۔ ولابی داوٗد من طریق سالم عن ابن عمر کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیٌّ افضل ھذہ الامة بعدهٗ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان وزاد الطبرانی فی روایة فَیَسْمَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذٰلِكَ فَلَا یُنْكِرُهٗ ۔ وَاهلُ السُّنةِ علٰی اَنَّ علیًّا بَعْدَ عثمانَ وَذَهَبَ بعضُ السلفِ الٰی تقدیم علی علٰی عثمان وممن قال به سفیان الثوری ۔

(ترجمہ:) ”پھر اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ میں سے علی الاطلاق افضل ہیں اور امام ابوداوٗد نے طریق سالم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم عہد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم۔ اور طبرانی نے ایک روایت میں زائد کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات سن کر اس سے منع نہیں فرماتے تھے۔ اور (جمہور) اہلِ سنت اسی پر ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، جنابِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد ہیں، تاہم بعض سلف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر مقدم کرنے کا مذہب اپنایا ہے، ان میں سفیان ثوری بھی ہیں“۔

امام قسطلانی نے خوب واضح کیا ہے کہ اجماعِ صحابہ کی روشنی میں اجماعِ اہلِ سنت ہے کہ اس اُمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، البتہ اگر ان میں اختلاف ہے تو حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی باہمی فضیلت پر ہے مگر افضلیتِ شیخین پر اہلِ سنت میں کوئی اختلاف نہیں ہے، پھر اس سے اختلاف کرنے والے خود کو کس منہ سے اہلِ سنت کہلاتے ہیں، اہلِ سنت کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

یہی امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد الساری شرح بخاری میں باب فضل ابی بکر تحت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فرماتے ہیں:

وَقَدْ اَطْبَقَ السَّلَفُ علٰی اَنَّهٗ افضلُ الْاُمَّةِ حکی الشافعیُّ وغیرُهٗ اِجماعَ الصَّحابةِ وَالتابعینَ علٰی ذٰلك ۔

(ارشاد الساری شرح بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 8 صفحہ 148، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''تمام سلف صالحین کا اس بات پر مکمل اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر افضل الامۃ ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے اس پر صحابہ وتابعین کا اجماع نقل فرمایا ہے''۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع بقول امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

امام حجر عسقلانی متوفی 852ھ کا شوافع میں وہی مقام ہے جو امام بدرالدین عینی کا احناف میں ہے وہ فرماتے ہیں:

وَنَقَلَ البیھقیُّ فی الاعتقادِ بسندہٖ الیٰ ابن ثور عن الشافعی انہٗ قال: اَجْمَعَ الصحابۃُ وَاَتباعُھُم علیٰ افضلیۃِ ابی بکرٍ ثم عُمرَ ثم عثمانَ ثم علیٍ رضی اللہ عنہم۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، جلد 7 صفحہ 21، مطبوعہ دارالحدیث، قاہرہ، مصر)

(ترجمہ:) ''امام بیہقی نے الاعتقاد میں اپنی سند کے ساتھ ابن ثور کے طریق سے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: تمام صحابہ وتابعین نے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع فرمایا ہے، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنہ''۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محقق نے تکمیل الایمان میں اس موضوع پر کھل کر بات کی ہے، فرماتے ہیں:

امام محی الدین نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: کوفہ کے بعض اہل سنت وجماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کرتے ہیں اور صحیح ومشہور قول تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ ہی کا ہے اور امام نووی ہی نے اصولِ حدیث میں فرمایا ہے کہ:

افضل اصحاب علی الاطلاق ابوبکر است بعد ازاں عمر باجماع اہل سنت۔

(ترجمہ:) ''یعنی اجماع اہلِ سنت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے علی الاطلاق افضل ہیں، ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ''۔

دوسطر کے بعد شیخ محقق مزید فرماتے ہیں:

وبیہقی در کتاب الاعتقاد میگوید کہ ابوثور از شافعی روایت مے کند کہ ہیچ یکے از صحابہ وتابعین در تفضیل ابوبکر وعمر وتقدیم ایشان اختلافے نہ کردہ اختلافے اگر ہست در علی وعثمان است وبالجملہ قرار دار مشائخ اہل سنت برآں ست کہ در تقدیم ابوبکر وعمر بر سائر صحابہ ورعایت ترتیب

میان ایشان اختلافے نیست۔ (تکمیل الایمان' ذکر فضل صحابہ اربعہ' صفحہ 148' مطبوعہ الرحیم اکیڈمی' کراچی)

(ترجمہ:) ''بیہقی' کتاب الاعتقاد میں فرماتے ہیں: ابوثور نے امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ صحابہ و تابعین میں سے کوئی شخص افضلیت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما میں کوئی اختلاف نہیں رکھتا' اختلاف اگر ہے تو علی و عثمان رضی اللہ عنہما کے مابین ہے۔ بالجملہ مشائخ اہل سنت میں یہ طے شدہ ہے کہ تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تقدیم اور ان میں ترتیب کی رعایت میں کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

اس کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ بدأ الامالی کی شرح میں بعض محدثین سے مروی ہے کہ خلفاءِ اربعہ کی افضلیت اولادِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا دوسرے افراد پر ہے (حوالہ مذکورہ) یعنی سیدہ فاطمہ زہرا اور حسنین کریمین جزوِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی حیثیت سے تمام خلفاء سے' یعنی مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں اور یہ بات درست ہے' ورنہ لازم آئے گا کہ حسنین کریمین مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں جو صریح البطلان ہے۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام عزالدین ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ

صاحب اسد الغابہ امام ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 630ھ' اسد الغابہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

اَجْـمَـعَ اَهْلُ السُّنةِ علٰی اَنَّ اَفْضَلَ الصحابةِ بعدَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَی الْاِطْلاقِ ابو بـکـر ثـم عمرُ وَمِمَّن حکٰی اِجْمَاعَهُمْ علٰی ذٰلك ابو العباس القرطبیُّ فقال ولم يَخْتَلِفُ اَحَدٌ فی ذٰلِكَ مِنْ ائمةِ السَّلَفِ ولا الخلفِ ۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ' جلد اوّل صفحہ 24' مقدمہ' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ)

(ترجمہ:) ''اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی الاطلاق تمام صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ' جن لوگوں نے اس پر اجماع ذکر کیا ہے' ان میں سے امام ابوالعباس قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور سلف و خلف کے ائمہ میں سے کسی نے بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا''۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بزبان امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں قواعد العقائد کے نام سے باب باندھا ہے' اس

میں آپ نے عقائد اسلام بیان کیے ہیں' ان عقائد میں آپ نے یہ بھی ذکر کیا:

وان یعتقد فضل الصحابة رضی اللہ عنہم و ترتیبھم و ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم وان یحسن الظن بجمیع الصحابة ویثنی علیھم کما اثنی اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیھم اجمعین ۔

(احیاء علوم الدین' جلد اوّل صفحہ 93' باب: قواعد العقائد' مطبوعہ دار احیاء الکتب العربیہ' مصر)

(ترجمہ:) ''مسلمان پر یہ بھی لازم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت اور ان کی باہم ترتیب کا اعتقاد رکھے اور یہ عقیدہ رکھے کہ تمام لوگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں' پھر عمر فاروق' پھر عثمان غنی' پھر مولا علی رضی اللہ عنہم اور تمام صحابہ کے ساتھ حُسنِ ظن رکھے اور ان کی تعریف کرے جیسے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب کی تعریف کی ہے''۔

اس باب کے آخر میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فکل ذلك مما وردت به الاخبار وشهدت به الآثار فمن اعتقد جميع ذلك مُوقنًا به كان من اهل الحق وعصابة السنة وفارق رهط الضلال وحزب البدعة ۔

(ترجمہ:) ''تو یہ تمام چیزیں وہ ہیں جن پر احادیث وارد ہیں اور اقوالِ صحابہ ان کی گواہی دیتے ہیں تو جس نے ان تمام باتوں پر اعتقاد رکھا اور دل سے یقین لایا وہ اہلِ حق' اہلِ سنت میں سے ہے اور وہ اہلِ ضلالت واہلِ بدعت سے دور ہوگیا''۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے معاملہ کو اس قدر واضح کردیا ہے کہ کوئی اُلجھاؤ باقی نہیں رہا کہ اہلِ حق' اہلِ سنت کا یہی عقیدہ ہے کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں' یعنی اس پر اہلِ سنت میں کوئی اختلاف نہیں' یہ ان کا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے' اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا اہلِ ضلالت واہلِ بدعت ہے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق المحرقہ میں فرماتے ہیں:

قَالَ ابنُ الجوزی وَاَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّهَا نَزَلَتْ فِی ابی بکرٍ فَفِیهَا التَّصریحُ بِاَنَّهٗ

اَتقٰی مِنْ سَائِرِ الْاُمَّةِ وَالْاَتقٰی هُوَ الاکرمُ لقولهٖ تعالٰی ان اکرمکم عند اللّٰه اتقاکم وَالْاَکْرَمُ عندَ اللّٰهِ هُوَ الْاَفْضَلُ فَنَتَجَ اَنَّـهُ افضلُ بقيةِ الْاُمةِ ۔

(الصواعق المحرقۃ، فصل: ثانی فی فضائل ابی بکر، صفحہ 92)

(ترجمہ:) ''امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس بات پر اجماع ہے کہ یہ آیت (وسیجنبها الاتقٰی) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں اُتری، تو اس میں (رب کی طرف سے) تصریح ہے کہ آپ ساری اُمت سے اتقیٰ ہیں اور اتقیٰ ہی اللہ کے ہاں اکرم ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''ان اکرمکم عند اللّٰه اتقاکم'' اور اکرم ہی افضل ہے، تو نتیجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی تمام اُمت سے افضل ہیں''۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف قرآنِ کریم کے عظیم مفسر ہیں بلکہ مشائخ نقشبندیہ میں بلند مقام رکھتے ہیں، آپ آیتِ قرآن ''اُولٰٓـئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا الخ'' (سورۃ الحدید، آیت:10) کے تحت اجماعِ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو بہت خوب طریقہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا:

وَقَدْ اَجْمَعَ العلماءُ علٰی اَنَّ ابا بكرٍ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ وَاَظْهَرَ اِسْلَامَهٗ وَاَسْلَمَ عَلٰی يَدِهٖ اَشْرَافُ قُرَيْشٍ وَاَوَّلُ مَنْ اَنْفَقَ الْاَمْوَالَ الْعِظَامَ فی سبيلِ اللّٰهِ وَاَوَّلُ مَنِ احْتَمَلَ الشَّدَائِدَ مِنَ الْكُفَّارِ الخ ۔

(تفسیر مظہری، جلد 9، سورۃ الحدید، صفحہ 190، مطبوعہ ندوۃ المصنفین، دہلی)

(ترجمہ:) ''تمام علماءِ اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے اسلام لاکر سب سے پہلے اپنے اسلام کا اظہار کیا، پھر ان کے ہاتھ پر قریش کے عظیم لوگ ایمان لائے (جیسے حضرت طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، عثمان غنی اور سعد بن ابی وقاص و دیگر رضی اللہ عنہم) اور انہی نے سب سے پہلے راہِ خدا میں عظیم اموال خرچ کیے اور انہی نے سب سے پہلے راہِ حق میں کفار کے ہاتھوں تکالیف اُٹھائیں''۔

قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جو اولیات گنوائی ہیں، ان پر واقعی اُمت کا اجماع ہے، اس

سے کسی کو بھی انکار نہیں۔ عبدالقادر شاہ صاحب سمیت کوئی تفضیلی ان میں سے کسی چیز سے انکار نہیں کر سکتا، جب یہ ساری باتیں اجماعی ہیں تو قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بقول افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اجماعی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام پیچھے گزر چکا، ہم اس میں سے یہ الفاظ نقل کرتے ہیں، جو اجماع پر دلالت کرتے ہیں، فرمایا:

لِاَنَّ الْاُمَّةَ مُجْمِعَةٌ عَلٰی اَنَّ اَفْضَلَ الْخَلْقِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِمَّا اَبُوْ بَكْرٍ اَوْ عَلِيٌّ وَلَا يُمْكِنُ حملُ هذهِ الآيةِ على عليِّ بنِ ابى طالبٍ فَتَعَيَّنَ حَمْلُهَا على ابى بكرٍ وثبتُ دلالةُ الآيةِ على اَنَّ ابا بكرٍ اَفْضَلُ الْاُمَّةِ ۔

(تفسیر کبیر، جلد 10 صفحہ 206، سورۃ اللیل، مطبوعہ دار الحدیث ملتان)

(ترجمہ:) ''کیونکہ اُمت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (اُمت میں) سب سے افضل یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ، اور اس آیت کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر صادق آنا ممکن نہیں، تو اس کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر صادق آنا متعین ٹھہرا، تو آیت کی دلالت اس پر ثابت ہوئی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامۃ ہیں''۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1017ھ محقق علماء اور عظیم اربابِ طریقت میں سے ہیں۔ آپ کی کتاب سبع سنابل، علم تصوف و سلوک میں مشہورِ زمانہ کتاب ہے، آپ نے ابتداء میں سنبلۂ اوّل در عقائد و مذاہب میں اہلِ اسلام کے عقائد بیان کیے ہیں، اسی سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں:

واجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ابو بکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد از وے عثمان ذی النورین ست و بعد از وے علی المرتضٰی است رضی اللہ عنہم اجمعین و بعد ایشاں تتمۂ عشرہ مبشرہ است۔

(سبع سنابل، سنبلۂ اوّل در عقائد و مذاہب، صفحہ 7، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور)

(ترجمہ:) ''اہلِ سنت اس بات پر اجماع رکھتے ہیں کہ انبیاء کے بعد تمام انسانوں سے افضل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' ان کے بعد عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد باقی عشرہ مبشرہ ہیں''۔

چند صفحات کے بعد مزید ارشاد فرماتے ہیں:

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد و مرتضٰی دریں اجماع متفق و شریک بود مفضلہ با خود غلط کردہ است مفضلہ گمان بردہ' است کہ نتیجۂ محبت با مرتضٰی تفضیل اوست بر شیخین و نمے دانند کہ ثمرۂ محبت موافقت ست باو نہ مخالفت۔

(سبع سنابل' سنبلۂ اوّل در عقائد و مذاہب' صفحہ 17)

(ترجمہ:) ''جب افضلیتِ شیخین پر تمام صحابہ جو صفاتِ انبیاء کے حاملین ہیں' کا اجماع واقع ہوا ہے اور جناب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ خود اس اجماع میں صحابہ کے ساتھ متفق اور شریک تھے تو تفضیلی فرقہ خود اپنے خلاف فیصلہ کرتا ہے' تفضیلی فرقہ گمان کرتا ہے کہ محبتِ مولا علی رضی اللہ عنہ کا تقاضا ان کو شیخین پر فضیلت دینا ہے' مگر وہ نہیں جانتے کہ محبت کا تقاضا تو آپ کی اتباع ہے نہ کہ مخالفت''۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ سادات کرام میں سے ہیں' آپ کا وجود ان سادات کیلئے نشانِ ہدایت ہے جو اولادِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہونے کے ناطے نسبی تفاخر میں مبتلا ہو گئے اور خود اپنے جد اعلٰی مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور ائمہ اہل بیت کرام کے فیصلوں سے منہ پھیر بیٹھے' اللہ تعالٰی سب کو طریقِ اہل سنت پر قائم رکھے۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ

یہ وہی امام عبدالعزیز ہیں جنہوں نے شرح عقائد پر النبراس کے نام سے وقیع حاشیہ لکھا ہے' آپ اپنی کتاب مرام الکلام میں افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کا دلائل سے اثبات کرتے ہیں' ان کے بعض الفاظ یہ ہیں:

واقوال السلف فی ھذا الباب کثیرۃ لا تحصٰی وحکٰی البیھقی عن الشافعی اجماع الصحابۃ والتابعین علٰی تفضیل الشیخین علٰی سائر الصحابۃ ولا شک انھم اعرف ممن بعدھم بالاحادیث وفضائل الصحابۃ واصدق الحجۃ

واشد اتباعًا للحق فکیف یتصور منھم الاتفاق علی الباطل' ثالثھا تنصیص اھل البیت وقد تواتر عن علی ان ابا بکر افضل الامة حتی رواہ عنہ اکثر من ثمانین راویًا کما قالہٗ الذھبی واخرج الدارقطنی عنہ قال لا اجد احدًا فضلنی علٰی ابی بکرٍ وعمر الا جلدتہٗ جلد المفتری وصح الذھبی عنہ قال من وجدتہٗ فضلنی علیھما فھو مفترٍ علیہ ما علی المفتری ۔

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام' صفحہ 46' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ' ملتان)

(ترجمہ:) ''اس بابِ اجماع میں اقوالِ سلف (صحابہ وتابعین کے اقوال) اس قدر ہیں کہ گنتی میں نہ آئیں اور امام بیہقی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ تمام صحابہ وتابعین کا افضلیتِ شیخین علٰی سائر الصحابہ پر اجماع ہے اور کوئی شک نہیں کہ یہ سلف بعد والوں کی نسبت احادیث اور فضائل صحابہ کے زیادہ جاننے والے ہیں' ان کی حجت سب سے پکی ہے اور وہ سب سے بڑھ کر حق کے پیرو ہیں' تو ان کا باطل پر اجماع کیسے متصور ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ خود اہل بیت' افضلیتِ شیخین پر نص کرتے ہیں' چنانچہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے اخبارِ متواترہ کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب اُمت سے افضل قرار دیتے تھے' حتیٰ کہ آپ سے اسّی سے زائد راویوں نے یہ بات روایت کی ہے جیسا کہ ذہبی نے فرمایا ہے اور دارقطنی نے روایت کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی ایسے شخص کو نہ پاؤں گا کہ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہو مگر یہ کہ میں اسے مفتری کی سزا دوں گا۔ اور امام ذہبی نے آپ سے صحیح روایت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ فرمایا: میں نے جس کو پایا کہ مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو وہ مفتری ہے' اس کی سزا مفتری والی ہے''۔

فصل دوم:

اجماع افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اولیاءِ کاملین کی تصریحات

افضلیتِ شیخین پر اجماع ایسا امر مسلّم ہے کہ اس پر نہ صرف ائمہ محدثین متفق ہیں بلکہ اس پر اولیاءِ کاملین کی تصریحات بھی کثیر ہیں' اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے محبوبِ سبحانی' غوثِ صمدانی' شیخ سید عبدالقادر جیلانی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی نقل کرتے ہیں:

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب اصول الدین میں فرماتے ہیں:

وَیَعْتَقِدُ اَهْلُ السُّنَّةِ اَنَّ اُمَّةَ نَبِیِّنَا محمدٍ ﷺ خَیْرُ الْاُمَمِ اَجْمَعِیْنَ وَاَفْضَلُهُم الْقَرنُ الَّذِیْ شَاهَدُوْه و آمنوا به وَاَفْضَلُ الْقَرْنِ اَهْلُ الحدیبیةِ وَاَفْضَلُهُمْ اَهْلُ بَدْرٍ وَهُمْ ثلاثُ مِائةٍ وَثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا وَاَفْضَلُهُم الْاَرْبَعُوْنَ اَهْلُ دارِ خیزران الَّذِیْنَ كُمِّلُوا بِعُمَر بنِ الْخَطَاب وَاَفْضَلُهُم الْعَشَرَةُ الَّذِیْنَ شَهِدَ لهم النبیّ ﷺ بِالْجَنَّةِ وَاَفْضَلُ هؤُلاءِ العشرة الابرار الخلفاءُ الرَّاشدونَ وَاَفْضَلُ الخلفاءِ الاربعةِ ابو بکرٍ ثم عمرُ ثم عثمانُ ثم علیٌّ رضی اللہ عنہم ۔

(اصول الدین' مصنفہ سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی' صفحہ 249 'مطبوعہ مرکز جیلانی للبحوث العلمیہ' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''اہل سنت کا یہ اعتقاد ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کی اُمت تمام اُمتوں سے افضل ہے اور اُمت میں سے وہ لوگ سب سے افضل ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت پائی اور آپ پر ایمان لائے' پھر ان لوگوں میں سے اہلِ حدیبیہ (کے ڈیڑھ ہزار صحابہ) افضل ہیں اور ان میں سے اہلِ بدر افضل ہیں اور وہ تین سو تیرہ افراد ہیں اور ان میں سے وہ چالیس افراد افضل ہیں جن کا عدد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکمل ہوا اور ان چالیس میں سے وہ دس افراد افضل ہیں جن کیلئے نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی اور ان دس میں سے چار خلفاءِ راشدین افضل ہیں اور ان چار میں سے ابوبکر صدیق سب سے افضل ہیں' پھر عمر فاروق' پھر عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنہم''۔

سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشادِ گرامی سے یہ باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل: ''ویعتقد اھل السنة '' کے الفاظ بتاتے ہیں کہ یہ عقائد تمام اہل سنت کے ہیں' آپ نے یہ نہیں فرمایا: ''ویعتقد بعض اھل السنة '' بلکہ فرمایا: ''ویعتقد اھل السنة '' یعنی افضلیت کے باب میں تمام اہلِ سنت کا یہی عقیدہ ہے اور تمام اہلِ سنت' اہلِ حق کا اس پر اجماع ہے' جو اس سے منحرف ہے وہ اہلِ سنت میں سے نہیں ہے۔ اور غنیۃ الطالبین میں آپ نے نص فرمائی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل کہنے والا اہلِ تشیع میں سے ہے۔

دوم: جس طرح اس بات پر اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ اُمتِ محمدیہ تمام اُمتوں سے افضل ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری اُمت سے افضل ہیں اور اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام مہاجرین وانصار میں سے اہلِ حدیبیہ اور اہلِ بدر سب سے افضل ہیں' اور اس بات پر اجماع ہے کہ اہلِ بدر میں سے عشرہ مبشرہ افضل ہیں اور اس بات پر اجماع ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے خلفاءِ راشدین سب سے افضل ہیں' اسی طرح اس بات پر بھی بقول سیدنا غوثِ اعظم' اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ خلفاءِ راشدین میں سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ جب پہلے اجماعات میں کوئی شک نہیں تو تفضیلیوں کو اجماعِ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی میں شک کیوں ہے۔

سوم: عبدالقادر شاہ صاحب کو شہزادۂ غوثِ اعظم کہا جاتا ہے' وہ اپنا سلسلۂ نسب اور سلسلۂ طریقت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منسلک کرتے ہیں' ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں' البتہ بہت سے سادات آپس میں ایک دوسرے کی نسبت سیادت سے اختلاف کرتے ہیں جس سے ہمیں اُلجھن ہوتی ہے کہ کس کی مانیں اور کس کی نہ مانیں' اس لیے ہم ہر اس شخص کی نسبت سیادت کو مانتے ہیں جو خود کو سیّد کہتا ہے اور وہ مؤمن ہے' یعنی خدانخواستہ اس میں ایسا اعتقادی بگاڑ نہیں ہے جو حدِ کفر تک جاتا ہو۔

بہرحال عبدالقادر شاہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ شہزادۂ غوث الوریٰ کہلاتے ہیں اور اپنی نسبت کو قادری جیلانی قرار دیتے ہیں' تو پھر وہ سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فیصلہ کیوں نہیں مانتے؟ آپ تو کھل کر فرما رہے ہیں کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عقیدۂ اہلِ سنت ہے' یعنی جو اسے نہیں مانتا وہ اہلِ سنت نہیں ہے' اور عبدالقادر شاہ صاحب تفضیلیوں کو بھی اہلِ سنت میں گھسیٹ رہے ہیں۔ کیا شہزادۂ غوث الوریٰ ہونے کا حق یہ ہے؟ شاہ صاحب کا حق تو یہ تھا کہ اپنے جدِ اعلیٰ کے نظریات کا تحفظ کرتے مگر وہ تفضیلیوں کو بھی اہلِ سنت بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ

امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 973ھ عارف کامل وولی کامل ہیں' اُنہوں نے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا احیاء فرمایا اور ان کی طرف منسوب افکارِ کاذبہ کا ردِ بلیغ کیا۔ آپ نے فضلیت کے موضوع پر مستقل باب قائم کیا' وہ فرماتے ہیں:

المبحث الثالث والاربعون فی بیان ان افضل الاولیاء المحمدیین بعد الانبیاء والمرسلین ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ وھذا الترتیب بین ھؤلاء الاربعۃ الخلفاء قطعی عند الشیخ ابی الحسن الاشعری ظنی عند القاضی ابو بکر الباقلانی ومما تشبث بہ الروافض فی تقدیمھم علیًّا علٰی ابی بکر رضی اللہ عنہ حدیثٌ الخ ۔

(الیواقیت والجواہر' بحث:43' صفحہ 328' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:)''بحث:43' اس بیان میں ہے کہ انبیاء ومرسلین کے بعد تمام اولیاءِ اُمتِ محمدیہ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ہیں' پھر حضرت عمر' پھر حضرت عثمان' پھر مولا علی رضی اللہ عنہم اور ان خلفاءِ اربعہ میں یہ ترتیب شیخ ابو الحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قطعی ہے اور قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ظنی ہے اور رافضی فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضل قرار دینے میں ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں' الخ (آگے حدیث کا جواب لکھا ہے)''۔

امام عبد الوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے خلافت و امامت میں افضل ہیں' یونہی ولایت وروحانیت میں بھی سب اُمت کے اولیاء سے افضل ہیں۔ اس سے ان نام نہاد شیوخ الاسلام کا ردّ ہوتا ہے جن کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صرف خلافت میں افضل ہیں' ولایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ اس باب میں ہم کس کی باتیں مانیں! امام عبد الوہاب الشعرانی کی جو آسمانِ ولایت کے درخشندہ ستارہ ہیں' یا اس نام نہاد مفکر کی جس کا چہرہ بھی مطابقِ سنت نہیں۔ باطن کا حال تو اللہ جانتا ہے اور ظاہر ہے جب اتباعِ سنت نہیں تو جلاءِ باطن کہاں سے آئے گا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شعرانی منکر افضلیت کو شیعہ قرار دیتے ہیں۔

افضلیتِ شیخین پر اجماع بقول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

ولایت وروحانیت میں مجدد الف ثانی' قندیل نورانی شیخ احمد سرہند قدس سرہٗ النورانی کا جو مقام ہے وہ کسی پر مخفی نہیں' وہ فرماتے ہیں:

اما افضلیت شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است' چنانچہ نقل کردہ اند آں را جماعہ از

اکابر ائمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است۔ قال الشیخ الامام ابو الحسن الاشعری ان تفضیل ابی بکر ثم عمر علیٰ بقیۃ الامۃ قطعی قال الذہبی وقد تواتر عن علیٰ فی خلافتہٖ وکرسی مملکتہٖ وبین جمع غفیر من شیعتہٖ ان ابا بکر افضل الامۃ ثم قال ورواہ عن علی کرم اللّٰہ وجہہ نیف وثمانون نفسًا وعد منہم جماعۃ ثم قال فقبح اللّٰہ الرافضۃ ما اجہلہم الخ۔

(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ چہارم، صفحہ 129، مکتوب:266، مطبوعہ نبی بخش، امرتسر)

(ترجمہ:) ''جبکہ افضلیتِ شیخین صحابہ وتابعین کے اجماع سے ثابت شدہ ہے جیسا کہ اسے اکابر ائمہ نے نقل کیا ہے جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو تمام اُمت پر افضل جاننا قطعی ہے۔ امام ذہبی نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اپنی کرسیٔ خلافت پر متمکن تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھیوں کا جم غفیر تھا، اس وقت آپ سے یہ ارشاد تواتر سے منقول ہے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ساری اُمت سے افضل ہیں، اس کے بعد امام ذہبی نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد اسّی سے زائد راویوں نے ذکر کیا ہے، پھر انہوں نے چند رواۃ کا نام بھی لیا اور فرمایا: اللہ رافضیوں کا بُرا کرے! وہ کس قدر جاہل ہیں''۔

معلوم ہوا کہ امام ربانی مجدد الف ثانی اور امام بیہقی دونوں کے نزدیک افضلیت شیخین کریمین کا منکر سنی نہیں، رافضی ہے اور سخت جاہل ہے۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع بقول امام کلابازی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوبکر بن اسحاق کلابازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 380ھ کی کتاب التعرف لبیان مذاہب التصوف، تصوف وطریقت پر بہت اہم کتاب ہے، اس میں آپ فرماتے ہیں:

اجمعت الصوفیۃ علی تقدیم ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم۔

(التعرف لبیان مذاہب التصوف، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''صوفیاء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان سب سے مقدم ہے، پھر عمر فاروق ہیں، پھر عثمان غنی، پھر مولا علی رضی اللہ عنہم''۔

امام عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی النبراس شرح شرح عقائد نسفیہ میں التعریف کی عبارتِ مذکورہ نقل کی ہے۔ (النبراس صفحہ 303، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

معلوم ہوا کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر جیسے ائمہ محدثین ومفسرین ومتکلمین کا اجماع ہے، یونہی اربابِ طریقت وتصوف کا بھی اجماع ہے، دوسرے لفظوں میں اہلِ اسلام کے تمام طبقات کا اجماع ہے۔

عقائد اہل سنت میں سے کسی ایک عقیدہ سے انکار تمام عقائد سے انکار ہے

ہو سکتا ہے کہ عبدالقادر شاہ صاحب یا ان کا کوئی ہمنوا یہ کہے کہ چلو مان لیا کہ ائمہ اربعہ اور دیگر محدثین واولیاءِ کاملین کی عباراتِ مذکورہ کی روشنی میں افضلیتِ صدیق اکبر اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے مگر کیا ایک عقیدہ کے انکار سے کوئی شخص اہل سنت ہی سے خارج ہو جاتا ہے؟ اگر کوئی شخص تمام عقائد اہل سنت کو مانتا ہے، صحابہ کا احترام کرتا ہے، خلفاءِ راشدین کی خلافت کو تسلیم کرتا ہے اور اس کے تمام معمولات اہل سنت والے ہیں تو کیا صرف افضلیت صدیق کے انکار سے وہ اہل سنت سے خارج ہو کر بدعتی وگمراہ کہلائے گا؟ یہ کیسے ہے!

ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہاں! وہ بدعتی وگمراہ کہلائے گا، اس لیے کہ ایک اجماعی عقیدہ سے انکار حقیقت میں حجیتِ اجماع سے انکار ہے اور مسلک کی حقانیت سے انکار ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ کوئی شخص تمام قرآن پر ایمان رکھے، تمام انبیاء پر ایمان لائے اور تمام عقائد اسلامیہ کو تسلیم کرے مگر کسی ایک آیت، ایک نبی یا ایک عقیدۂ اسلامیہ قطعیہ سے انکار کرے تو وہ ایسے ہی کافر ہے کہ گویا اس نے تمام قرآن تمام انبیاء اور تمام عقائد سے انکار کیا۔ اگر ایسا نہیں تو پھر کسی اجماعی عقیدہ کی کوئی اہمیت نہیں، پھر توسل کا منکر بھی سنی کہلا سکتا ہے۔ معراج جسمانی کا منکر بھی سنی کہلا سکتا ہے۔ حیاتِ انبیاء سے انکار کرنے والا بھی اہل سنت، اہلِ حق میں سے رہے گا، اکٹھی تین طلاقوں کو ایک رجعی طلاق کہنے والا بھی پکا سنی کہلائے گا۔ علیٰ ھذا القیاس! ''ھَلُمَّ جَرًّا'' پھر کسی مسئلہ پر صحابہ کرام تابعین اور ائمہ اہل سنت کے اجماع کی کوئی حیثیت اور کوئی معنویت نہیں۔ اس لیے کہنا پڑے گا کہ جب افضلیت صدیق اکبر پر تمام صحابہ کرام، تمام تابعین، ائمہ اربعہ اور جملہ اہل سنت کا اجماع ہے تو اس کا منکر اہل سنت سے خارج اور بدعتی وگمراہ ہے۔ اور آگے ہم اس پر مستقل باب لا رہے ہیں۔

ایک تحقیق: اجماعِ اُمت سے منحرف شخص بحکمِ رسول کیا جہنمی ہے؟

جب یہ ثابت ہو گیا کہ تمام اہلِ سنت' اہلِ حق' افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر متفق ہیں اور اس پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے تو سنیئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اجماع کی اہمیت کس طرح واضح فرماتے ہیں:

حدیثِ اوّل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں مقامِ جابیہ میں خطبہ دیا' اُنہوں نے فرمایا: میں تمہارے اندر اسی طرح کھڑا ہوا ہوں' جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار ہم صحابہ میں کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أُوْصِيْكُمْ بِاَصْحَابِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَفْشُوا الْكَذِبُ حَتّٰى يَحْلِفَ الرَّجُلُ وَلَا يُسْتَحْلَفُ وَيَشْهَدُ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهَدُ اَلَا لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَاِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةُ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ' مَنْ اَرَادَ بُحْبُوْحَةَ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزِمِ الْجَمَاعَةَ ۔

(ترمذی' کتاب: الفتن' حدیث: 2165)

(ترجمہ:) "لوگو! میں تمہیں اپنے صحابہ (کی پیروی) کا حکم دیتا ہوں' پھر جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین)' پھر جو ان کے بعد آئیں گے (اتباعِ تابعین)' پھر کذب عام ہو جائے گا' حتیٰ کہ کوئی شخص قسم اُٹھائے گا حالانکہ اس سے قسم نہیں مانگی جائے گی اور وہ گواہی دے گا حالانکہ اس سے گواہی نہیں مانگی جائے گی' خبردار! سن لو! جب بھی کوئی شخص اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھتا ہے تو ان کے ساتھ ضرور تیسرا شیطان ہوتا ہے' تم پر ضروری ہے کہ جماعت (یعنی اہلِ اسلام) کے ساتھ چلو' کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہے اور دو سے شیطان دور ہے' جو شخص جنت کی گہرائی میں رہنا چاہتا ہے وہ جماعت کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے"۔

دوسری حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَدُ اللّٰهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ ۔

(ترمذی' کتاب: الفتن' حدیث: 2166)

(ترجمہ:) ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ہاتھ (اللہ کی حمایت) جماعت کے ساتھ ہے''۔

تیسری حدیث

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى الضلالةِ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ ۔

(ترمذی' کتاب: الفتن' حدیث: 2167)

(ترجمہ:) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ میری اُمت کو' یا فرمایا: اُمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جماعت سے ہٹے وہ جہنم میں جا گرا''۔

چوتھی حدیث

عن انس قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يقول: ان امتی لا تجتمع علٰی ضلالة فاذا رأيتم اختلافًا فعليكم بالسواد الاعظم ۔ (سنن ابن ماجہ' کتاب: الفتن' حدیث: 3955)

(ترجمہ:) ''حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا: میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی' لہٰذا جب تم اختلاف دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ سب سے بڑی جماعت کے ساتھ ہو جاؤ''۔

پانچویں حدیث

حضرت عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا' آپ منبر پر بیٹھ کر یہ ارشاد فرما رہے تھے:

انهٗ سيكون من بعدی هنات وهنات فمن رأيتموه فارق الجماعة او يريد يفرق امر امة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقتلوه كائنًا من كان فان يد اللّٰه علٰی الجماعة فان الشيطان مع من فارق الجماعة يركض ۔ (سنن نسائی' کتاب: المحاربۃ' حدیث: 4025)

(ترجمہ:) ''سنو! میرے بعد بہت اختلافات ہوں گے تو تم جس شخص کو دیکھو کہ جماعت سے ہٹ گیا ہے (اُمت کے اجماع کے خلاف چل پڑا ہے' یا وہ چاہتا ہے کہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اجماع کو توڑے تو اسے قتل کر دو خواہ وہ کوئی ہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے' بے شک شیطان جماعت سے الگ ہونے والے کے ساتھ اُچھل کود کرتا ہے''۔

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو شخص اُمت کے اجماع سے ہٹ کر کفر وارتداد میں جا پڑے' اس کی سزا قتل ہے' اگر وہ اُمت کے اجماع سے ہٹے مگر کفر تک نہ جائے تو اس کی سزا قتل نہیں ہے' البتہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے مکمل علیحدگی اختیار کر لیں۔ صاحب مشکوٰۃ نے بیہقی کی روایت سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من وقر صاحب بن عد فقد اعان علٰی ھدم الاسلام ۔

(مشکوٰۃ' باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ' فصل: ثالث)

یعنی جس شخص نے کسی صاحب بدعت کی توقیر کی' اُس نے اسلام کے منہدم کرنے میں مدد دی''۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کس قدر واضح فرمار ہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ آپ کی اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اور جب وہ کسی عقیدہ پر جمع ہو جائے یا کسی حکم پر اجماع کر لے تو وہ عقیدہ یا حکم گمراہی پر مبنی نہیں ہو سکتا' بلکہ جو اس سے ہٹے گا وہ گمراہی میں جا پڑے گا بلکہ جہنم میں جا گرے گا اور سمجھا جائے گا کہ اسے شیطان نے ورغلا کر اُمت کے اتحاد و اجماع سے الگ کر دیا ہے' اور ہم پیچھے ثابت کر آئے ہیں کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام اصحابِ رسول ﷺ نے اجماع کیا۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ نے تمام لوگوں کو سب سے بہتر شخص پر جمع کر دیا۔

(مجمع الزوائد' جلد 9 صفحہ 50)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! اپنے میں سے بہتر کو امام بنایا کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں سے جو سب سے بہتر تھا' اس کو ہمارا امام بنایا۔ (الاستیعاب جلد 2 صفحہ 251)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل نہیں جانتا' وہ بارہ ہزار صحابہ کرام اور تمام مہاجرین وانصار پر تہمت رکھتا ہے۔ (طبرانی اوسط' جلد اوّل صفحہ 242)

پھر ہم پیچھے یہ ثابت کر آئے ہیں کہ چاروں آئمہ فقہ امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ کا افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے۔ پھر ہم یہ ثابت کر آئے ہیں کہ اُمت کے کثیر

اجلّہ اکابر ائمۂ دین نے افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع کا قول کیا ہے' جن میں امام نووی ہیں' ملا علی قاری ہیں' امام سیوطی ہیں' امام ابن حجر مکی ہیں' امام احمد قسطلانی ہیں' امام ابن حجر عسقلانی ہیں' شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں' امام ابن اثیر جزری ہیں' امام عبدالوہاب الشعرانی ہیں' حضرت سیدنا غوث اعظم ہیں' حضرت مجدد الف ثانی ہیں' وغیرہم رحمہم اللہ۔

ان تمام ائمہ کبار نے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع نقل کیا ہے' یا بعض نے اسے اہل سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے اور اس کے منکروں کو رافضی کہا ہے۔ معلوم ہوا کہ مسئلہ افضلیت پر شروع سے اہلِ حق متفق چلے آ رہے ہیں' لہٰذا جو اس سے ہٹے وہ بحکمِ حدیث شیطان کا چیلہ ہے' وہ صاحبِ بدعت ہے' اس کی توقیر جائز نہیں ہے اور اس کی سزا جہنم ہے۔

جو لوگ اس اجماعی عقیدہ سے منحرف ہیں' اگر وہ ائمہ مساجد ہیں تو ان کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے' اگر وہ مدرسین ہیں تو ان سے درس لینا جائز نہیں ہے۔

اجماعِ افضلیت کے ظنی ہونے کی وضاحت

اس جگہ یہ وضاحت ہونی چاہیے کہ امام باقلانی نے اجماعِ افضلیتِ شیخین کو کس معنی میں ظنی کہا ہے' یونہی امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جو اجماع اہلِ سنت بر افضلیتِ شیخین کے بڑے داعی ہیں اور اس کے منکر کو شیعہ قرار دیتے ہیں' اس اجماع کو الصواعق المحرقہ صفحہ 80 میں ظنی فرمایا ہے اور اس پر کافی زور دیا ہے' اس سے تفضیلی فرقہ کو بات کرنے کا موقع ملتا ہے' وہ اس اجماع کے ظنی ہونے کو اُچھالتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ اس اجماع کا منکر بھی اہلِ حق اہلِ سنت میں سے ہے' مگر یہ تاثر قطعی غلط ہے' ظنی ہونے کا یہ معنی ہے کہ اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا' یہ معنی نہیں کہ وہ منکرِ اجماع ہو کر بھی اہلِ سنت سے ہے۔

اس کی مثال یوں ہے کہ فقہاء بعض اشیاء کو حرامِ قطعی کہتے ہیں جیسے خمر (انگوری شراب) اور بعض کو حرامِ ظنی جیسے دیگر نشہ آور شرابیں' اس میں فرق یہی ہے کہ اول الذکر کا منکر کافر ہے اور ثانی الذکر کا منکر کافر نہیں' مگر گمراہ و بددین ضرور ہے' کیا کوئی تفضیلی مولوی ہے جو غیر انگوری شرابوں کے حلال کہنے والے کو اہلِ حق' اہل سنت میں سے سمجھے؟

اسی طرح افضلیتِ شیخین پر اجماع کو ظنی کہے جانے سے یہ استدلال کہ اس کا منکر بھی سنی ہے' سراب کو سیلاب سمجھنے کی طرح ہے۔ دیکھیے! یہ امام ابن حجر مکی ہیں جو افضلیتِ شیخین پر اجماع کو ظنی فرماتے

ہیں۔ (الصواعق المحرقۃ، صفحہ 805) مگر اس سے چند سطر قبل اس کے منکر کو رافضی شیعہ فرماتے ہیں، جیسے انہوں نے کہا:

الفصل الاولٰی فی ذکر افضلیتھم علٰی ھذا الترتیب فی تصریح بافضلیۃ الشیخین علٰی سائر الامۃ فی بطلان ما زعمہ الشیعۃ والرافضۃ من ان ذلک منہ قھر وتقیۃ۔

(ترجمہ:) ''پہلی فصل اس بارے میں ہے کہ خلفاءِ راشدین کی افضلیت ان کی ترتیبِ خلافت کے مطابق ہے اور شیخین کو ساری اُمت پر افضلیت حاصل ہے اور رافضہ شیعہ کا یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو اس کے خلاف مروی ہے، وہ تقیہ پر مبنی ہے''۔

بلکہ چند صفحات کے بعد اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں امام ابن حجر فرماتے ہیں:

فانا لا نکفر القائلین بافضلیۃ علی علٰی ابی بکر وان کان ذلک عندنا خلاف ما اجمعنا علیہ فی کلی عصر منا الٰی النبی ﷺ علٰی مامر اوّل ھذا الباب بل اقمنا لھم العذر من التکفیر ومن کفر الرافضۃ فلامور اخرٰی۔

(ترجمہ:) ''ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر مولا علی رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے والوں کو کافر نہیں کہتے، اگرچہ اس کے برخلاف ہم (اہلِ سنت) کا عقیدہ وہی ہے جس پر ہر زمانہ میں تا زمانۂ نبوی اجماع رہا ہے جیسا کہ اس باب کے شروع میں گزرا، بلکہ ہم نے ان کیلئے تکفیر سے عذر قائم کیا، اور رافضیوں کا کافر قرار دیا جانا دوسرے اُمور کے باعث ہے''۔ (الصواعق المحرقۃ صفحہ 90)

بتایئے! امام ابن حجر مکی نے کس قدر صراحت کر دی ہے کہ اجماعِ افضلیتِ شیخین کا ظنی ہونا بایں معنی ہے کہ ہم اس کے منکر کی تکفیر نہیں کرتے، اس معنی میں نہیں کہ ہم اسے اہلِ حق میں سے جانتے ہیں کیونکہ یہ ان کا رافضیوں کا عقیدہ ہے، تاہم ان کا کافر ہونا دیگر عقائد کی وجہ سے ہے، یعنی یہ اجماع اگرچہ ظنی ہے مگر اس کا معنی یہ نہیں کہ اس کا منکر بھی سنّی ہے، پس اس کا معنی یہ ہے کہ اس اجماع کا منکر کافر نہیں ہے بلکہ بدعتی اور گمراہ ہے اور رافضیوں میں سے ہے۔

اس کی زیادہ وضاحت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ الرحمانی کی زبان سے سنئے، وہ فرماتے ہیں:
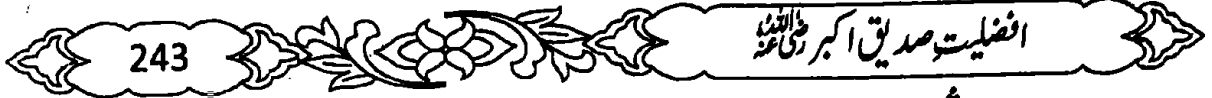
بالجملہ افضلیت شیخین یقینی است وافضلیت حضرت عثمان دون اوست اما احوط آنست کہ منکر افضلیتِ حضرت عثمان را بلکہ منکر افضلیت شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم ومتبدع وضال دانیم چہ علماء را در تکفیر او اختلاف است و در قطعیت قیل وقال وایں منکر قرین یزید بے دولت است کہ بواسطۂ احتیاط در لعن او توقف کردہ اند۔

(مکتوبات امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ چہارم، صفحہ 120، مطبوعہ نبی بخش، امرتسر)

(ترجمہ:) ''بالجملہ شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور افضلیتِ عثمان غنی درجہ میں اس سے کم ہے، البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ ہم منکر افضلیتِ عثمان غنی کو بلکہ منکر افضلیتِ شیخین کو بھی کافر نہ کہیں، البتہ بدعتی اور گمراہ قرار دیں، کیونکہ علماء کو اس کی تکفیر میں اختلاف ہے اور اس اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے اور افضلیتِ شیخین کا منکر یزید بدنصیب کا ساتھی ہے کیونکہ احتیاطاً اس پر لعنت کرنے میں توقف کیا جاتا ہے''۔

معلوم ہوگیا کہ اس اجماع کے ظنی ہونے کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس کا منکر بھی سنّی ہے، بلکہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ بدعتی وگمراہ اور یزید کا ساتھی ہے، پس وہ کافر نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

باب دھم:
افضلیتِ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر اہلِ سنت سے خارج اور گمراہ' رافضی شیعہ ہے

فصل اوّل: ائمہ محدثین ومتکلمین واولیاءِ کاملین کے ارشادات

جب ہم کہتے ہیں کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر شخص اہلِ سنت سے خارج ہے تو عبدالقادر شاہ صاحب اور ان کے ہمنوا تفضیلی لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے' ان کی ساری کتاب زبدۃ التحقیق کا محور و مدار یہی ثابت کرنا ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر بھی اہلِ سنت و اہلِ حق ہے' مگر جب گزشتہ باب میں ثابت ہو گیا کہ صحابہ و تابعین' ائمہ اربعہ' محدثین و متکلمین اور اولیاءِ کاملین' الغرض! تمام اہلِ حق' اہلِ سنت کا افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع ہے تو اس کا واضح نتیجہ یہی ہے کہ اس کا منکر اہلِ حق' اہلِ سنت سے خارج ہے۔ تو ہم ذیل میں اس بات کو اظہر من الشمس کرنے کیلئے' ائمہ دین کی تصریحات پیش کرتے ہیں:

سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذٰلِكَ تَفْضِيْلُهُمْ عَلِيًّا علٰى جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ .

(غنیۃ الطالبین' باب: بیان الفرق الضالۃ' فصل فی الرافضۃ' صفحہ 180' دارالکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''اور شیعہ کے عقائدِ باطلہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل ٹھہراتے ہیں''۔

غنیۃ الطالبین میں مفسدین کی طرف سے بعض الحاقات کا بہانہ کر کے تفضیلیہ لوگ تمام کتاب کے منسوب بغوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہونے سے انکار کر دیتے ہیں' یہ غلط طریقہ ہے۔ غنیۃ الطالبین کی صرف یہ عبارت محلِ نظر ہے جس میں احناف کو گمراہ فرقوں میں لکھا گیا ہے' ممکن ہے یہ الحاقی عبارت ہو یا احناف

نام سے کوئی گمراہ فرقہ اس زمانہ میں موجود رہا ہو تو وہ مراد ہے نہ کہ احناف متبعین امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر باقی ساری کتاب تو درست ہے، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سے استناد کرتے ہیں۔

(1) امام محی الدین محمد بن بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ متوفی 956ھ کا ارشاد

آپ القول الفصل شرح فقہ اکبر میں سیدنا امام اعظم کے اس ارشاد "وافضل الناس بعد النبیین ابو بکر الصدیق" کے تحت فرماتے ہیں:

وَشَاعَ مَسْئَلَةُ التَّفْضِيلِ بَيْنَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالشيعةِ فَالشيعةُ فَضَّلُوْا عَلِيًّا وَكذا جمهورُ الْمُعْتَزِلَةِ وقالَ اَهْلُ السُّنَّةِ الفَضْلُ بَيْنَهُمْ عَلٰى نسبةِ اِمَامَتِهِمْ ۔

(شرح الفقہ الاکبر، صفحہ 291، مطبوعہ مکتبہ الحقیقت، استنبول، ترکی)

(ترجمہ:) "مسئلہ تفضیل اہلِ سنت واہلِ تشیع کے مابین مشہور ہے، تو شیعہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر فضیلت دیتا ہے اور جمہور معتزلہ بھی اور اہلِ سنت کہتے ہیں کہ خلفاء کی باہمی فضیلت ان کی ترتیبِ خلافت کے مطابق ہے"۔

(2) امام محی الدین ابوزکریا یحییٰ ابن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام نووی مختلف فرق کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ثُمَّ اخْتَلَفُوْا فَقَالَ اَهْلُ السُّنةِ اَفْضَلُهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَقال الخطابيةُ افضلُهم عمرُ بن الخطابِ وقالتِ الرّاوندیةُ افضلُهم عباسٌ وقالتِ الشِيعةُ عليٌّ وَاتَّفَقَ اَهْلُ السنةِ علٰى اَنَّ اَفْضَلَهُم ابو بكرٍ ثم عمرُ ۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب: فضائل الصحابہ، جلد دوم صفحہ 272، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

(ترجمہ:) "پھر اختلاف ہے، اہلِ سنت کہتے ہیں کہ سب صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں، خطابیہ فرقہ عمر بن خطاب کو افضل کہتا ہے، راوندیہ حضرت عباس کو افضل کہتا ہے (یہ تاریخ میں گمراہ فرقے گزرے ہیں) اور شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دیا ہے اور اہلِ سنت کا اتفاق ہے کہ سب صحابہ سے افضل ابو بکر صدیق ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہما"۔

امام نووی کے اس واضح ارشاد کی روشنی میں کس اندھے کو شک رہتا ہے کہ افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قائل شیعہ ہے، اہلِ سنت سے خارج ہے۔

(3) امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام سعد الدین تفتازانی 'شرح عقائد نسفیہ میں امام عمر نسفی کے اس قول" وافضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضٰی علٰی ھذا الترتیب" کی شرح میں فرماتے ہیں:

وَالسَّلَفُ کانوا مَتَوَقِّفِیْنَ فی تَفْضِیْلِ عُثمانَ حیثُ جَعلُوا مِنْ عَلامَاتِ السُّنةِ وَالجماعةِ تفضیلَ الشیخینِ وَمحبةَ الخَتَنَینِ ۔

(شرح عقائد نسفیہ' صفحہ 150 'مطبوعہ قدیمی کتب خانہ' کراچی)

(ترجمہ:) "سلف صالحین کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تفضیل میں توقف تھا' اسی لیے انہوں نے اہلِ سنت و جماعت کی علامت افضلیتِ شیخین کا ماننا قرار دیا ہے اور ختنین کی محبت کو علامت بنایا ہے (نہ کہ افضلیت کو)"۔

یعنی سلف سے مراد سیدنا امام اعظم اور دورِ تابعین کے لوگ ہیں' اُنہوں نے افضلیتِ شیخین کا ماننا اہلِ سنت ہونے کی علامت قرار دیا ہے' جس میں یہ علامت ہو وہ اہلِ سنت ہے' جس میں نہ ہو وہ اہلِ سنت میں سے نہیں' ان سے خارج ہے۔ "علامۃ الشیء ما توجد فیه ولا توجد فی غیرہٖ شیء" کی علامت وہ ہوتی ہے جو اسی میں ہو کسی دوسری چیز میں نہ ہو' جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و مولا علی رضی اللہ عنہ کی محبت علامتِ اہلِ سنت ہے' یعنی شیعہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عداوت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں' تو جیسے محبت ختنین علامت اہلِ سنت ہے اس کے بغیر کوئی اہلِ سنت میں سے نہیں ہو سکتا' یونہی افضلیتِ شیخین بھی علامتِ اہلِ سنت ہے' اس کے بغیر دعوائے سنّیت بیکار ہے' وہ ایسے ہے جیسے چاندنی کے بغیر چاند اور دھوپ کے بغیر سورج۔

(4) امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

وَدَلِیلُ اھلِ السُّنةِ فی تَفْضِیلِ ابی بکرٍ عن علی رضی اللہ عنہ الحدیثُ الصَّحیحُ ما فَضَلَکُمْ ابو بکر بِکثرةِ صَومٍ ولا صلوٰةٍ ولکن بشیء وَقَرَ فی صدرِہ وَقالتِ الشِیعةُ و کثیرٌ مِنَ المعتزلةِ الْاَفْضَلُ بعدَ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیٌّ بن ابی طالبٍ رضی اللہ عنہ ۔

(الیواقیت والجواہر' بحث:43 'صفحہ 328 'مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اہلِ سنت یہ حدیثِ صحیح پیش کرتے ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر تم سب سے کثرتِ صوم سے بڑھا ہے نہ کثرتِ صلوٰۃ سے بلکہ اس چیز سے (جذبۂ ایمانی سے) جو اس کے سینے میں قرار پذیر ہے۔ اور شیعہ کہتے ہیں: اور کثیر معتزلہ بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں''۔

امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نص فرمادی کہ افضلیت صدیق سے انکار کرنے والا شیعہ یا معتزلی تو ہوسکتا ہے' سنّی ہرگز نہیں ہوسکتا' لہٰذا ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تفضیلی ٹولہ سنّی نہیں' رافضی معتزلہ ہے اور امام عبدالوہاب شعرانی خود اولادِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہیں' ان کا نسب حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے' ان کے فقر واستغناء کا یہ عالم تھا کہ وزیر اعظم مصر علی پاشا نے ان سے کہا: میں ملک معظم کے پاس ترکی جارہا ہوں' اگر کوئی حاجت ہو تو بتایئے! میں بادشاہ تک پہنچا دوں؟ آپ نے فرمایا: میں مالک الملک جل جلالہ کی بارگاہ میں جارہا ہوں' کوئی حاجت ہو تو بتا دو' پہنچا دوں۔

(مقدمہ الیواقیت والجواہر)

راقم الحروف محمد طیب غفرلہ نے 2005ء میں زیاراتِ مصر کے دوران قاہرہ میں امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی تھی' وہاں بہت روحانی سکون حاصل ہوا' تفضیلی فرقہ اگر خود کو سنّی سمجھتا ہے تو اسے امام عبدالوہاب الشعرانی جیسے ولی کامل کا فیصلہ ماننا چاہیے۔

(5) زین الحنفیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ جَمِيعَ الرَّوَافِضِ وَاَكْثَرَ الْمُعْتَزِلَةِ يُفَضِّلُوْنَ عليًّا علٰى ابى بكرٍ رضی اللہ عنہ وَرُوِى عن ابى حنيفة رضی اللہ عنہ تفضيلُ عليٍّ علٰى عثمان والصحيحُ مَا عَليه جمهورُ اَهْلِ السُّنةِ وَهُوَ قولُ ابى حنيفة رضی اللہ عنہ علٰى ما رتَبهُ هنا وَفْقَ مَراتبِ الخلافةِ وَلا يَخْفٰى اَنَّ تَقْديمَ عليٍّ رضی اللہ عنہ علٰى الشيخين مُخالِفٌ لمذهبِ اَهْلِ السُّنةِ والجماعةِ علٰى ما عَلَيه جميعُ السَّلْفِ ۔

(شرح الفقہ الاکبر' صفحہ 114' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''پھر جان لو کہ تمام شیعہ اور اکثر معتزلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ پر افضل جانتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جناب عثمان رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے مگر صحیح وہی ہے جس پر جمہور اہلِ سنت ہیں (کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ افضل ہیں) اور یہی قول امام ابوحنیفہ ہے کیونکہ اس جگہ (فقہ اکبر میں) انہوں نے خلفاء کے مراتب کو ترتیبِ خلافت کے مطابق قرار دیا ہے اور مخفی نہیں رہنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر افضلیت دینا مذہبِ اہلِ سنت و جماعت کے خلاف ہے کیونکہ یہ وہی راستہ ہے جس پر تمام سلف (صحابہ وتابعین) ہیں''۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیلی خاشاک کو باغِ سنّیت سے اُٹھا کر باہر پھینک دیا ہے۔

فِلِلّٰہِ درّہٗ ما افقههٗ واقضاه

(6) امام ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

کـلامُ الرَّوافِضِ مُختلفٌ فَبَعْضُهٗ یکونُ کفرًا وبعضُهٗ لا یکونُ کفرًا ۔ وَاَمَّا الَّذِیْ یَـکونُ بِدْعَةً وَلَا یکونُ کُفْرًا فهو قَوْلُهُمْ اِنَّ علیًّا کانَ افضلَ مِنْ ابی بکرٍ وعمرَ و عثمانَ رضی اللہ عنہم ۔ (التمہید فی بیان رد البدعات، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

(ترجمہ:) ''شیعہ کا کلام مختلف ہے کچھ کفر ہے، کچھ کفر نہیں ہے۔ تو ان کا وہ کلام جو بدعت ہے کفر نہیں ہے، وہ ان کا یہ کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں''۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پر فضیلت دینے والا بدعتی ہے، وہ سنّی نہیں ہوسکتا کیونکہ بدعت اور سنّت دو متضاد چیزیں ہیں، سنّی وہ ہے جو ''ما انا علیه واصحابی'' پر کاربند ہے جو اس سے ہٹ گیا وہ بدعت ہے۔

(7) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

بالجملہ افضلیت شیخین یقینی است و افضلیت حضرت عثمان دون اوست اما احوط آنست کہ منکر افضلیتِ حضرت عثمان را بلکہ منکر افضلیتِ شیخین را نیز حکم بکفر نکنیم ومتبدع وضال دانیم چہ علماء را در تکفیر او اختلاف است و در قطعیتِ ایں اجماع قیل وقال وایں منکر قرین یزید بے دولت است کہ بواسطۂ احتیاط در لعن او توقف کردہ اند۔

(مکتوباتِ امام ربانی، دفتر اوّل، حصہ چہارم، صفحہ 130، مطبوعہ نبی بخش، امرتسر)

(ترجمہ:) ''بالجملہ شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور افضلیتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس سے کم ہے' البتہ احتیاط اسی میں ہے کہ ہم منکر افضلیتِ عثمان غنی کو بلکہ منکر افضلیتِ شیخین کو بھی کافر نہ قرار دیں' البتہ بدعتی اور گمراہ کہیں' کیونکہ علماء کے ہاں اس کی تکفیر میں اختلاف ہے اور اس اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے اور افضلیتِ شیخین کا منکر یزید بدنصیب کا ساتھی ہے کیونکہ بناء براحیاط اس پر لعنت کرنے سے بھی علماء نے توقف کیا ہے''۔

امام ربانی قندیل نورانی شیخ احمد سرہندی' منکر افضلیتِ شیخین کو بدعتی' گمراہ اور یزید پلید کا ساتھی کہتے ہیں' اگر تفضیلی فرقہ خود کو ایسا ہی سنّی سمجھتا ہے تو ایسی سنّیت ان کو مبارک ہو' یزید کا ساتھی ہونا مبارک ہو۔ امام ربانی مثال دے کر سمجھا رہے ہیں کہ جیسے یزید کے فاسق وگمراہ ہونے میں کوئی شک نہیں' البتہ احتیاطاً اسے کافر نہیں کہا جاتا' ایسے ہی منکر افضلیتِ شیخین کے فاسق' بدعتی اور گمراہ ہونے میں شک نہیں' البتہ اسے کافر نہ کہا جائے۔ اب اگر کوئی شخص خود کو نقشبندی بھی کہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل جانے اور افضلیتِ شیخین سے انکار کرے تو وہ نقشبندی نہیں نقصبندی ہے۔

(8) امام عزالدین ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ اسد الغابہ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

اَجْمَعَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ اَفْضَلَ الصَّحَابَةِ بَعْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلَى الْاِطْلَاقِ اَبُو بكرٍ ثُمَّ عُمَرُ ولا مُبَالَاةَ بِاَقْوَالِ اَهْلِ التَّشَيُّعِ وَاَهْلِ الْبِدَعِ ۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ' جلد اوّل' مقدمہ' صفحہ 24)

(ترجمہ:) ''اہل سنت کا اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کرام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اہلِ تشیع اور اہلِ بدعت کے اقوال کا (اس کے خلاف) کوئی اعتبار نہیں ہے''۔

(9) علامہ محمد عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ نے شرح عقائد نسفیہ کی مبسوط شرح النبراس کے نام سے لکھی ہے' بہت محققانہ شرح ہے' اس میں آپ نے یہ مسئلہ چھانٹ کر رکھ دیا ہے' فرماتے ہیں:

فَنَقُولُ هٰذِهِ المسئلةُ يَدُورُ عَلَيْهَا اِبطالُ مذهبِ الشَّيعةِ فَاِنَّ اَوَّلَ اُصُولِهم اَنَّ

علیًّا رضی اللہ عنہ اَفْضَلُ الْکُلِّ وَیُفَرِّعُوْنَ علیه اَنَّهٗ اَشْبَهُ الصحابةِ بِالنّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَهُوَ الخلیفةُ وَاَنَّ مذهَبَهٗ هُوَ الحقُّ لا مذهبُ غیرِه وَاَنَّ الصحابةَ ظَلَمُوه حَیْثُ اسْتَخْلَفُوْا غَیْرَهٗ مَعَ انهُ افضلُ واعلمُ وَاَشْجَعُ وَاَنَّ الظالمینَ غیرُ عَدولٍ فَلا یَصِحُّ روایةُ الحدیثِ عنهم فَیَبْطُل کُلُّ حدیثٍ رواه اَهْلُ السُّنةِ وَهذا هُوَ تَرْتِیْبُهم فی تضلیلِ ضُعَفاءِ المسلمینَ وفَسادُهٗ اَشَدُّ مِن مَفَاسِدِ مذهبِ المعتزلةِ والجبریةِ وَاَشْباهِهِم فَیَجِبُ علی العُلماءِ الْاِهْتِمامُ بِمَسْئَلةِ الافضلیةِ ۔

(النبراس شرح شرح عقائد نسفیہ' فصل: فی الامامۃ' صفحہ 302 مطبوعہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:) ''یہ مسئلہ (افضلیت) وہ ہے جس کے گرد سارا شیعہ مذہب گھومتا ہے کیونکہ ان کے اصول میں سب سے پہلی چیز ہی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں' وہ (افضلیت میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تر ہیں' تو وہی خلیفہ ہیں' انہی کا مذہب حق ہے کسی اور کا نہیں اور صحابہ نے ان کے سوا دوسروں کو خلیفہ بنا کر ان پر ظلم کیا' حالانکہ وہ سب سے افضل' اعلم اور اشجع تھے۔ اور ظالم عادل نہیں ہوسکتا' لہٰذا صحابہ سے کوئی روایت لینا جائز نہیں اور اہلِ سنت کی مروی ہر حدیث باطل ہے۔ اسی ترتیبِ گفتگو سے وہ کمزور مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں' تو اس مذہب کا فساد معتزلہ و جبریہ و دیگر مذاہبِ باطلہ سے بھی شدید تر ہے' اس لیے علماء پر واجب ہے کہ مسئلہ افضلیت کو خاص اہمیت دیں''۔

افضلیت علی رضی اللہ عنہ کا ماننا ہی شیعہ مذہب کا اصل الاصول ہے

علامہ پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اس محققانہ بصیرت افروز باطل سوز گفتگو کے بعد اگر کسی پر یہ واضح نہ ہو کہ تفضیلی ٹولہ شیعہ ہی کا حصہ ہے تو پھر اس کا اللہ ہی حافظ ہے۔ جب افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کا مسئلہ ہی سارے شیعہ مذہب کی بنیاد ہے تو جس نے بنیاد مان لی اُس نے سارا شیعہ مذہب مان لیا' اس کے نزدیک صحابہ کرام خصوصاً خلفاءِ راشدین کی عدالت ختم ہوگئی کیونکہ وہ ظالم ٹھہرے' وہ ان کی شان میں گستاخی بھی کر گزرے گا اور یہ ہم نے عملاً دیکھا ہے۔ لندن کے ایک بڑے سنی عالم نے تفضیلیت کی راہ اپنائی' پھر وہ یہاں تک بہکا کہ اس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اہانت کرتے ہوئے کہا: جب نبی کی بیٹی کو اس کا حق نہ دیا گیا تو کہاں کی خلافت اور کہاں کی مسلمانی اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بے جا جھوٹے اعتراضات کیے جو

شیعہ کرتے ہیں اور ٹی وی پروگرامز میں بیٹھ کر کیے۔ تو علامہ پرہاروی کا یہ ارشاد بہت ہی بصیرت افروز ہے کہ افضلیتِ شیخین سے انکار اور افضلیتِ علی کا اقرار ہی شیعہ مذہب کا اصل الاصول ہے' اسی سے گمراہی کے سارے راستے کھلتے ہیں۔

لہٰذا افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر جس قدر زور دیا جائے کم ہے' تاکہ گمراہی کا راستہ ہی نہ کھل سکے اور شریعتِ اسلامیہ کا مزاج بھی یہ ہے کہ بُرائی کی طرف لے جانے والے راستے ہی بند کیے جائیں' جیسے زنا سب سے بڑی بے حیائی ہے اور بدنظری' اجنبی عورت کے ساتھ خلوت اور عورت کے جسم کا چھونا' یہ ایسے راستے ہیں جو زنا تک پہنچاتے ہیں تو شریعت نے ہر راستہ کو حرام قرار دیا ہے' اسی طرح افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار تشیع کی طرف لے جانے والا راستہ ہے' جو اس راستہ پر چل نکلا وہ تشیع کے گڑھے میں جا گرے گا اور جو لوگ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ افضلیتِ شیخین اجماعی عقیدہ نہیں ہے اور اس کا منکر بھی اہلِ سنت' اہلِ حق ہے' وہ مذہب اہلِ سنت و جماعت میں نقب لگا کر اس میں تشیع کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں۔ **ھداھم اللہ عن مثل ھذا الضلال المبین۔**

(10) صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

ان کی خلاف بترتیب افضلیت ہے جو عنداللہ افضل و اعلیٰ تھا' وہی پہلے خلافت پاتا گیا نہ کہ افضلیت برترتیب خلافت' یعنی افضل وہ کہ جسے ملک داری و ملک گیری میں زیادہ سلیقہ تھا' جیسا کہ آج کل سُنّی بننے والے تفضیلیے کہتے ہیں: یوں ہوتا تو فاروق اعظم سب سے افضل ہوتے۔

(بہارِ شریعت' جلد اوّل' صفحہ 247' مطبوعہ مکتبۃ المدینہ' کراچی)

اس سے چند سطور قبل فرماتے ہیں: انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو شخص مولا علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے' وہ گمراہ بدمذہب ہے۔

(11) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد

دوم فرقہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند ایں فرقہ آزاد نامی تلامذۂ آن لعین شدند وشمۂ از وسوسۂ او قبول کردند و جناب مرتضوی در ایشاں تہدید فرمود کہ اگر کسے را خواھم شنید کہ مُرا بر شیخین تفضیل میدھد اور احد افتراء کہ ہشتاد چابک است خواھم زد۔

(تحفہ اثنا عشریہ' باب اوّل: در کیفیت حدوث مذہب تشیع' صفحہ 5' مطبوعہ کتب خانہ اشاعتِ اسلام' ٹیا محل' دہلی)

(ترجمہ:) ''دوسرا فرقہ تفضیلیہ ہے جو حضرت مولا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے تھے' یہ آزاد فرقہ شیطان لعین کا بڑا شاگرد ٹھہرا' انہوں نے اس کے وسوسہ کا حصہ قبول کیا' حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں تہدید فرمائی کہ اگر میں نے کسی سے سنا کہ وہ مجھے شیخین پر فضیلت دیتا ہے تو میں اسے حد افتراء اسی کوڑے لگاؤں گا''۔

معلوم ہوا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے نزدیک تفضیلی ٹولہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر افضلیت دیتا ہے' شیطان کا شاگردِ خاص اور اسی کا پیروکار ہے۔ تو پھر اس کا اہلِ سنّت سے کیا تعلق ہے۔ گویا تفضیلیت ایک شیطانی وسوسہ ہے جو انسان کو راہِ ہدایت سے دور لے جاتا ہے' اللہ محفوظ رکھے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارات کا حوالہ دے کر تفضیلی لوگ معاملہ کو اُلجھاتے ہیں مگر آپ کے مذکورہ ارشاد نے بات خوب واضح کر دی ہے۔

(12) امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

جانا جس نے جانا اور فلاح پائی اگر مانا' اور جس نے نہ جانا' وہ اب جانے کہ حضرت سید المؤمنین امام المتقین عبداللہ بن عثمان ابی بکر صدیق اکبر اور جناب امیر المؤمنین' امام العادلین ابوحفص عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما وارضاھما کا جناب مولا المؤمنین' امام الواصلین' ابوالحسن علی بن ابی طالب مرتضٰی اسد اللہ کرم اللہ وجہہ سے بلکہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل و بہترین اُمت ہونا عقیدۂ اجماعیہ ہے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ساداتِ اُمت و مقتدایانِ ملت و حاملانِ بزمِ رسالت ہیں قرآن مجید خود صاحبِ قرآن کی زبان سے سنا اور اسبابِ کرامت و فضل کو بچشم خود مشاہدہ کیا' بالاتفاق انہیں افضل اُمت جانتے اور ان کے برابر کسی کو نہیں مانتے تھے' یہاں تک کہ جب زمانۂ فتن آیا اور بدعات و اھواء نے شیوع پایا' شیعہ شنیعہ و دیگر بعض اہل بدعت نے خرق اجماع کیا اور شق عصاء مسلمین کا ذمہ لیا۔ مگر یہ فرقۂ حقہ و طائفہ ناجیہ کا جنہیں اہلِ سنت و جماعت کہا جاتا ہے: قرناً مقرناً وطبقۃً فطبقۃً اس مسئلہ پر متفق اللفظ رہا۔ (مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین' باب اوّل: نصوص واخبار واجماع' فصل اوّل' صفحہ 157' مطبوعہ مکتبہ بہارِ شریعت' لاہور)

(13) امام ابوالیُسر محمد البز دوی' متوفی 493ھ کا ارشاد

آپ اپنی کتاب اصول الدین میں فرماتے ہیں:

اَلرَّوَافِضُ اتَّفَقُوا علٰی اَنَّ علیًّا رضی اللہ عنہ اَفْضَلُ مِنْ جَمِیعِ الصَّحابَةِ فی العلمِ والتَّقویٰ والشُّجاعةِ والکرامةِ عِندَ اللّٰه تعالٰی وعند اھلِ السُّنةِ وَالجماعةِ اَبُو بَکرٍ و عَمرُ و عثمانُ اَفْضَلُ منه ۔

(ترجمہ:) ''رافضیوں کا اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے علم، تقویٰ، شجاعت اور کرامت میں اللہ کے ہاں افضل ہیں اور اہلِ سنت و جماعت کے نزدیک ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم ان سے افضل ہیں''۔

پھر ایک صفحہ آگے چل کر امام بزدوی شیعہ فرقوں کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَاَقَلُّهُمْ شرًّا الزَّیْدِیَّةُ فَاِنَّهُم لا یُکَفِّرُوْنَ اَحدًا مِنْ اَصحابِ النبیِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَیَقُولُوْن اِنَّ اَبَا بکرٍ وعمرَ کانَا اِمَامَی حقٍّ ولٰکن یُفَضِّلُوْنَ علیًّا علٰی سائرِ الصَّحابةِ ۔

(اصول الدین للبزدوی، صفحہ 255 تا 256، مطبوعہ مکتبۃ الازھریۃ، قاہرہ، مصر)

(ترجمہ:) ''روافض میں سے زیدیہ فرقہ اپنی شر میں سب سے کم تر ہے، کیونکہ وہ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے اور کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں امام برحق تھے مگر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے ہیں''۔

(14) فاتح قادیانیت ماہتاب ولایت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شیعوں، رافضیوں سے میل ملاپ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا، آپ نے طویل جواب مرحمت فرمایا اور اس میں شیعہ مذہب کی بُرائی کھول کر واضح فرمائی، اس میں آپ نے سب سے پہلے امام عبدالشکور سالمی کی عبارت سے استدلال فرمایا، جو یہ ہے:

کلامُ الرَّوَافِضِ مختلفٌ فَبَعْضُهُ یکونُ کفرًا وبعضُهُ لا فلو قال اِنَّ علیًّا کانَ اِلٰهًا نَزَلَ مِنَ السماءِ کُفِّرَ وقَال بعضُهم بِانَّهُ شریكُ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النُّبُوةِ وقال بَعْضُهم النُّبوةُ کانت لِعَلِیٍّ وجِبریلُ اَخطأَ وَمِنهم مَنْ قَال اِنَّ علیًّا کَانَ اَفْقَهَ مِنَ الرَّسولِ فَهٰذا کلمةُ الکُفرِ وَاَمَّا الَّذِیْ یکونُ بِدعةً ولا یکونُ کفرًا فهو قَوْلُهُم اِنَّ علیًّا کان اَفْضَلَ مِنَ الشَّیخینِ ۔

(الافاضات السنیہ الملقب بہ فتاویٰ مہریہ، صفحہ 244، مطبوعہ کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف)

(ترجمہ:) ”روافض کا کلام مختلف ہے، کچھ کفر ہے، کچھ کفر نہیں ہے، اگر رافضی کہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا تھے جو آسمان سے اُتر آئے تو یہ کفر ہے، ان میں سے بعض نے کہا کہ وہ نبوت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شریک تھے، بعض نے کہا: نبوت حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے تھی اور جبریل کو بھول ہوگئی، اور ان میں سے کسی نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے افضل تھے یہ سب کفریہ کلمات ہیں اور ان کا جو کلام بدعت ہے، کفر نہیں ہے، وہ ان کا یہ کہنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، شیخین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل تھے“۔

(15) حضرت میر سید عبد الواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ مشائخ چشت میں عظیم مقام رکھتے ہیں، آپ کی کتاب سبع سنابل، کتب تصوف میں بلند مرتبہ کی حامل ہے، آپ فرماتے ہیں:

محبت بایں ہر چہارت نکو
زتفضیل شیخین کارت نکو

محبت بہر چار گیر استوار
ولے فضلِ شیخین مُفرط شمار

ورت فضلِ شیخین در دل کم است
بنائے تو در رفض مستحکم است

(سبع سنابل سنبلہ اوّل صفحہ 78، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

(ترجمہ:) ”ان چاروں سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو فضیلت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے، ان چاروں سے محبت رکھ لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان، اور اگر تیرے دل میں شیخین کی فضیلت کم ہے تو تیری بنیاد رفض میں مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے“۔

دیکھئے یہ تمام ائمہ دین امام نووی، امام سعد الدین تفتازانی، امام عبد الوہاب الشعرانی، ملا علی قاری، امام عبد الشکور سالمی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، علامہ عبد العزیز پرھاروی، امام ابن اثیر جزری، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، امام بزدوی و دیگر اکابرین اُمت رحمہم اللہ کس قدر وضاحت سے فرمارہے ہیں کہ شیخین کریمین ساری اُمت سے افضل ہیں اور جو اس عقیدہ سے انحراف کرے، وہ رافضی شیعہ ہے۔ یہ بات اگر عبد القادر شاہ صاحب یا کسی دوسرے تفضیلی شخص کو بُری لگے تو لگا کرے، جب حق سامنے آ گیا ہے تو اس کی اتباع کرنی چاہیئے، بُرا منانے کا کیا مطلب ہے۔ والحقُّ احقُّ ان یُتَّبع ۔

فصل دوم:

فقہاء کے نزدیک تفضیلی شخص بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں

جب گزشتہ فصل سے ثابت ہو گیا کہ تفضیلی لوگ شیعہ کی ایک قسم ہے اور وہ اہلِ سنت سے خارج ہیں اور اس پر آپ کثیر ائمہ محدثین و متکلمین کی تصریحات ملاحظہ کر چکے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ تفضیلی شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں اور ایسے آدمی کو مسجد کا امام بنانا حرام ہے۔ اب یہ فقہاء سے پوچھنا پڑے گا کہ وہ اس بارے میں کیا فتویٰ جاری کرتے ہیں کیونکہ عبادات و معاملات کی تفصیلات وہی بتاتے ہیں۔ تو ہم ذیل میں چند اجلہ فقہاء کے فتویٰ جات لاتے ہیں:

فتویٰ اوّل: امام فخر الدین عثمان بن علی زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

وَفِی الرَّوَافِضِ اِنْ فَضَّلَ عَلِیًّا رضی اللہ عنہ عَلَی الثَّلَاثَۃِ فَھُوَ مُبْتَدِعٌ وَاِنْ اَنْکَرَ خِلَافَۃَ الصِّدِّیْقِ وَالْفَارُوْقِ فَھُوَ کَافِرٌ وَمُنْکِرُ الْمِعْرَاجِ اِنْ اَنْکَرَ الْاِسْرَاءَ اِلٰی بیتِ الْمَقْدِسِ فَکَافِرٌ وَاِنْ اَنْکَرَ المعراجَ مِنْہ فَمُبْتَدِعٌ روی محمدٌ عَنْ ابی حنیفۃَ وابی یُوسفَ اَنَّ الصلوٰۃَ خَلفَ اَھْلِ الْاَھواءِ لَا تَجوزُ۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الامامۃ، جلد اوّل صفحہ 347، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''رافضیوں میں سے جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفاءِ ثلاثہ پر افضل جانے، وہ بدعتی ہے اور اگر خلافتِ صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ اسی طرح جو شخص بیت المقدس تک اسراء سے منکر ہو، وہ کافر ہے اور جو بیت المقدس سے آگے معراج کا منکر ہو، وہ بدعتی ہے اور امام محمد نے امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے کہ اہلِ اھواء (اہلِ بدعت) کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے''۔

معلوم ہوا کہ امام زیلعی کے نزدیک افضلیتِ شیخین کا منکر اور افضلیتِ علی کا قائل شخص اہلِ سنت میں سے نہیں، اہلِ بدعت میں سے ہے، اگرچہ کافر نہیں، تاہم اس کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ وہ روافض ہی میں سے شمار ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو بیت المقدس سے آسمانوں کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج کا منکر ہے کہ وہ بھی اہلِ بدعت میں سے ہے، اگرچہ کافر نہیں، تاہم اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور جب تفضیلی شخص کو امام بنانا جائز نہیں تو اسے پیر و مرشد بنانا کیسے جائز ہے، یہ تو زیادہ خطرناک معاملہ ہے۔

فتویٰ دوم: فتاویٰ عالمگیری کا تفضیلیوں کے خلاف اجتماعی فتویٰ

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما والعیاذ باللّٰہ فھو کافر وان کان یفضّل علیا کرم اللّٰہ تعالٰی وجھہ علٰی ابی بکر رضی اللہ عنہ لا یکون کافرًا الا انہٗ مبتدع ۔ (فتاویٰ عالمگیری' کتاب: السیر' باب: 9' فی احکام المرتدین' صفحہ 264' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ)

(ترجمہ:) ''رافضی اگر شیخین کو گالی دیتا اور ان پر معاذ اللہ لعنت کرتا ہو تو وہ کافر ہے اور اگر وہ مولا علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر افضلیت دیتا ہو تو وہ کافر نہیں' البتہ بدعتی ضرور ہے''۔

یہ فتاویٰ صاف بتا رہا ہے کہ جو لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں' وہ بھی رافضیوں میں سے ہیں' البتہ وہ حدِ کفر تک نہیں پہنچے بلکہ وہ بدعتی ہیں' اور بدعتی کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی ہے۔ ''والمتونُ والشروحُ مملوءۃٌ بصراحتہ''۔ اور یہ فتاویٰ عالمگیری فقہاء کی ایک عظیم جماعت نے مل کر مرتب کیا تھا کیونکہ مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے انہیں حکم دیا تھا کہ سلطنتِ مغلیہ کا ایک اسلامی آئین مرتب کیا جائے تو فتاویٰ عالمگیری مرتب کیا گیا جیسا کہ اس کے مقدمہ میں اس کی صراحت ہے' لہٰذا تفضیلی شخص کا بدعتی و گمراہ ہونا فقہاء کا اجماعی فتویٰ ہے۔

فتویٰ سوم: امام زین الدین الشہیر بہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

امام زین الدین بن ابراہیم بن محمد متوفی 970ھ جو علامہ ابن نُجیم کے نام سے معروف ہیں' حنفی مسلک کے عظیم فقیہ ہیں' آپ کی تصانیف میں سے البحر الرائق شرح کنز الدقائق سب سے زیادہ معروف اور اہم ہے۔ آپ اس میں فرماتے ہیں:

وَجُمْلَتُہٗ اَنَّ مَنْ کَانَ مِنْ اَھْلِ قِبْلَتِنَا ولم یَغْلُ فِیْ ھَوَاہُ حتٰی یُحْکَمَ بِکُفْرِہٖ تجوزُ الصلوٰۃُ خَلفَہٗ وَتکرَہُ وَالرَّافِضِیُّ اِنْ فَضَّلَ عَلِیًّا علٰی غَیْرِہٖ فَھُوَ مُبْتدِعٌ وَاِنْ اَنْکَرَ خلافۃَ الصِّدِیْقِ فَھُوَ کافِرٌ ۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق' کتاب: الصلوٰۃ' باب: الامامۃ' جلد اوّل' صفحہ 659' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص ہمارے اہلِ قبلہ میں سے ہو اور اپنی گمراہی میں حدِّ کفر تک نہ گیا ہو' اس کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہِ تحریمی ہے (یعنی واجب الاعادہ ہے)۔

رافضی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی (خلفاء) پر افضل جانے وہ بدعتی ہے (کافر نہیں) اور اگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہی سے منکر ہو تو کافر ہے"۔

یہی امام زین الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الاشباہ والنظائر میں فرماتے ہیں:

وَسَبُّ الشَّیْخَیْنِ وَلَعْنُهُمَا کُفْرٌ وَاِنْ فَضَّلَ علیًّا عَلَیْهِما فَهُوَ مُبْتَدِعٌ کذا فی الخلاصة۔ (الاشباہ والنظائر علیٰ مذھب ابی حنیفۃ النعمان، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "شیخین کریمین کو گالی دینا اور ان پر لعنت کرنا (معاذ اللہ) کفر ہے اور اگر کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پر فضیلت دی تو وہ بدعتی ہے، ایسے ہی خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے"۔

فتویٰ چہارم: امام کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی 861ھ کا فتویٰ

ہدایہ اولین، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الامامۃ میں ہے: "ویکرہُ تقدیمُ الفاسِقِ لِاَنَّهٗ لا یَهتَمُّ لِاَمرِ دینِه" یعنی فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے کیونکہ وہ امر دین کا اہتمام نہیں کرتا۔ اس کے تحت امام کمال الدین ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

وفی الرَّوافِضِ اِنْ فَضَّلَ علیًّا عَلَی الثَّلاثَةِ فَمُبْتَدِعٌ وَاِنْ اَنکَرَ خلافةَ الصِّدیقِ اَوْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَهُوَ کَافِرٌ وَمُنکِرُ المعراجِ اِنْ اَنکَرَ الْاِسراءَ الٰی بَیْتِ الْمَقْدَسِ فَکَافِرٌ وَاِنْ اَنکر المعراجَ مِنهُ فَمُبْتَدِعٌ۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ، جلد اول، کتاب: الصلوٰۃ، باب: الامامۃ، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

(ترجمہ:) "روافض کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلفاءِ ثلاثہ پر صرف فضیلت دیتا ہو تو وہ بدعتی ہے اور اگر ابوبکر صدیق یا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا منکر ہو تو وہ کافر ہے اور جو شخص معراج کا منکر ہے، اگر وہ بیت المقدس تک اسراء کا منکر ہے تو کافر ہے، اگر وہاں سے (آسمان کی طرف) جانے کا منکر ہے تو بدعتی ہے"۔

فتویٰ پنجم: امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

آپ ردالمحتار شرح درمختار میں جو فقہ حنفی کی کتب فتاویٰ میں سے ہے، فرماتے ہیں:

بهٰذا ظَهَرَ اَنَّ الرَّافِضِیَّ اِنْ کان مِمَّنْ یَعْتَقِدُ الْاُلُوهِیَّةَ فی عَلِیٍّ اَوْ اَنَّ جبریلَ غَلَطَ

فِی الْوَحْیِ اَو کان یُنْکِرُ صُحبۃَ الصِّدیقِ اَوْ یکذِفُ السَّیِّدۃَ الصِّدِّیقۃَ فھُوَ کَافِرٌ لِمُخَالَفتہ القَواطِعَ المعلومۃَ مِنَ الدِّیْنِ بِالضَّرورۃِ بِخِلافِ مَا اِذَا کان یُفَضِّلُ عَلِیًّا اَوْ یَسُبُّ الصَّحَابۃَ فَاِنَّہُ مُبْتَدِعٌ لا کافِرٌ ۔

(ردالمحتار جلد 3 صفحہ 49، مطبوعہ مکتبہ مصطفیٰ البابی، قاہرہ، مصر)

(ترجمہ:) ''اس سے ظاہر ہو گیا کہ اگر رافضی حضرت علی رضی اللہ عنہ میں الوہیت کا اعتقاد رکھتا ہو، یا یہ مانتا ہو کہ جبریل علیہ السلام نے وحی کے لانے میں غلطی کی (اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے غلطی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلا گیا) یہ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے انکار کرے، یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ ان قطعیات کا منکر ہے جن پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے، بخلاف اس کے کہ اگر وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو (تمام صحابہ پر) افضلیت دے یا صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہے تو وہ بدعتی ہے، کافر نہیں ہے''۔

معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر افضلیت دینے والا بھی امام ابن عابدین شامی کے نزدیک رافضی ہی ہے، البتہ اس کی یہ گمراہی ابھی بدعت تک ہے، حدِ کفر تک نہیں گئی، یعنی جو یہاں تک رہے وہ شیعہ مذہب کی پہلی سیڑھی چڑھا ہے، ابھی وہ کافر نہیں ہے، لیکن اگر اس سے آگے بڑھ کر وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت سے انکار کرے، یا انہیں مؤمن نہ جانے تو اب وہ کافر ہو گیا، بہرحال جو شخص بدعتی ہے یا کافر، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ کیا اس فتویٰ کے بعد بھی تفضیلی ٹولہ خود کو سُنی ہی سمجھے گا؟ ہرگز نہیں! ان کے چہرے سے سنّیت کا نقاب اُتر گیا ہے اور رافضی چہرہ سامنے آ گیا ہے۔

فتویٰ ششم: ملک العلماء، بحر العلوم علامہ عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

آپ رسائل ارکانِ اربعہ میں فرماتے ہیں:

اما الشیعۃ الذی یفضلون علی الشیخین ولا یطعنون فیھا اصلًا کالزیدیۃ فتجوز الصلوٰۃ خلفھم لکن نکرہ اشد کرھۃ ۔

(رسائل الارکان، الرسالۃ الاولیٰ فی الصلوٰۃ، صفحہ 99، فصل: فی الجماعۃ بیان من یکرہ امامتہ، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ)

(ترجمہ:) ''وہ شیعہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر افضلیت دیتے ہیں اور شیخین پر کوئی طعن بھی نہیں کرتے جیسے فرقہ زیدیہ، ان کے پیچھے نماز جائز ہے مگر شدید مکروہ ہے (مکروہِ تحریمی ہے)''۔

فتویٰ ہفتم: امام عبدالرحمٰن شیخ زادہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مشہور حنفی فقیہ امام ابراہیم بن محمد حلبی متوفی 956ھ نے ملتقی الابحر میں فرمایا: ''لا تجوزُ الصلوٰۃُ خَلفَ الفَاسِقِ وَالمُبتدعِ وَوَلَدِ الزّنا فَاِنْ تقدموا جازَ'' (فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے' اگر یہ لوگ خود آگے بڑھ گئے تو نماز جائز ہے۔ اس کی شرح میں امام عبدالرحمٰن شیخی زادہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 178ھ فرماتے ہیں:

وَالمُبتَدِعُ اَیْ صَاحِبُ هَوًی لَا یُکَفِّرُ بِهٖ صَاحِبُهٗ حتّٰی اذا کُفِّرَ انهٗ لم تَجُزْ اَصْلًا وَالرَّافِضِیُّ اِنْ فَضَّلَ عَلِیًّا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ وَاِنْ اَنْکَرَ خلافةَ الصِّدیقِ فَهُوَ کافِرٌ .

(مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر' جلد اوّل' کتاب: الصلوٰۃ' باب: الامامۃ' صفحہ 163' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''بدعتی سے مراد وہ گمراہ انسان ہے کہ اس کی گمراہی کے سبب اسے کافر نہ کہا جائے' کیونکہ اگر وہ کفر تک چلا گیا تو اس کے پیچھے نماز کسی صورت میں جائز نہیں ہے' رافضی اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (سب صحابہ پر) افضلیت دے تو وہ بدعتی ہے اور اگر خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار کرے تو کافر ہے''۔

خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر کافر ہے' افضلیت کا منکر بدعتی و گمراہ ہے

اس فتویٰ سے بھی معلوم ہوا کہ ایک ہے افضلیتِ صدیق اکبر' ایک ہے خلافتِ صدیقِ اکبر' افضلیت کا منکر بدعتی و گمراہ ہے اور خلافت کا منکر کافر۔ اس فرق کا سبب یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا اور یہ اجماع سکوتی نہیں تھا کہ ایک نے بات کہی اور دوسروں نے انکار نہ کیا بلکہ چپ رہے' ایسا اجماع بھی حجت ہے مگر اس کا منکر کافر نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک درجہ ضعف ہے جبکہ خلافتِ صدیق پر اجماع عملی ہے' تمام صحابہ نے باقاعدہ بیعت کی' لہٰذا یہ اجماع قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

اور یہ بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کا اجماع جنابِ صدیق کی افضلیت ہی کے سبب تھا۔ خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) جب بیعت کی تو واضح کہا:

ما غضبنا الا ان قد اخرنا عن المشاورة وانا نرى ابا بكر احق الناس بها بعد

رسول اللّٰہ انہ لصاحب الغار وثانی اثنین وانا لنعلم لشرفہٖ وکبرہٖ ولقد امرہٗ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالصلوٰۃ للناس وھو حی ۔

(مستدرک للحاکم، جلد 3 صفحہ 70، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''ہماری ناراضگی صرف یہ تھی کہ ہمیں مشورہ میں شامل نہیں کیا گیا (یعنی سقیفہ بنوساعدہ میں) جبکہ ہم بے شک خوب جانتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد (سربراہیٔ ملت کے) سب سے زیادہ حقدار ہیں، وہ صاحبِ غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم ان کی شرافت و بزرگی کو خوب جانتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات ہی میں ان کو لوگوں کا امام بنادیا تھا''۔

اسی طرح جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بعد اپنے خلیفہ کا تقرر کردیں تو آپ نے فرمایا: اس کی کیا ضرورت ہے، جس طرح اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کو سب سے بہتر انسان پر جمع کیا تھا، یونہی وہ میرے بعد لوگوں کو سب سے بہتر انسان پر جمع کردے گا۔

(مجمع الزوائد بروایتِ بزار جلد 9 صفحہ 50)

تو خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع اصل میں ان کی افضلیت ہی کے باعث سے تھا، تاہم چونکہ اس اجماع کا مبنی بر افضلیت ہونا اخبار احاد میں آیا ہے، جن کا منکر کافر نہیں، اس لیے افضلیت سے انکار کو کفر نہیں کہا جاسکتا، مگر بدعت و گمراہی ضرور ہے، جو شخص خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی رائے کو جو اخبارِ صحیحہ سے مروی ہے، اہمیت نہیں دیتا، کیا وہ اہلِ سنت ہی ہے؟ عجیب بات ہے۔

فتویٰ ہشتم: امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

مسئلہ: از شہر کہنہ مسئولہ سید ممتاز علی صاحب رضوی، 14 محرم 1339ھ اہلِ سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام افضل البشر ہیں، زید و خالد دونوں اہلِ سادات ہیں، زید کہتا ہے کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ خالد کہتا ہے کہ میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہے اور یہ سید تفضیلیہ ہے اور تفضیلیہ کے پیچھے نماز مکروہ نہیں ہوتی بلکہ جو تفضیلیہ کے پیچھے نماز مکروہ بتائے، خود اس کے پیچھے نماز

مکروہ ہوتی ہے۔

الجواب: تمام اہلِ سنت کا عقیدہ اجماعیہ ہے کہ صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں' ائمہ دین کی تصریح ہے کہ جو مولا علی رضی اللہ عنہ کو ان پر فضیلت دے وہ متبدع بدمذہب ہے' اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ فتاویٰ خلاصہ' فتح القدیر' بحر الرائق' فتاویٰ عالمگیری وغیرہا کتب میں ہے: ''ان فضل علیًّا علیهما فمبتدع'' اگر مولا علی کو صدیق و فاروق پر فضیلت دے تو متبدع ہے۔ غنیہ و ردالمحتار وغیرہما میں ہے: ''الصلٰوۃ خلف المتبدع تکرہ بکل حال'' بدمذہب کے پیچھے ہر حال میں نماز مکروہ ہے۔ ارکانِ اربعہ میں ہے: ''الصلٰوۃ خلفهم تکرہ کراهةً شدیدةً'' تفضیلیوں کے پیچھے نماز سخت مکروہ یعنی مکروہِ تحریمی ہے کہ پڑھنی گناہ اور پھیرنی واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم!''

(فتاویٰ رضویہ' کتاب: الصلوٰۃ' باب: الامامۃ' جلد 283' مطبوعہ سنی دار الاشاعۃ علویہ رضویہ' فیصل آباد)

آج کئی واعظین بات بات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے غلامی و عقیدت کا دَم بھی بھرتے ہیں اور ان کے اشعار پڑھ کر محافل کو گرماتے اور مال بناتے ہیں اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل بتاتے ہیں بلکہ شیعوں کی طرح انہیں انبیاء سے بھی آگے لے جاتے ہیں' ایسے لوگوں کو اعلیٰ حضرت کا نام لیتے ہوئے خدا کا خوف کرنا چاہیے' یہ لوگوں کو عظیم دھوکہ میں ڈالتے اور بے وقوف بناتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین نامی کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں دلائل و براہین کا دریا بہتا نظر آتا ہے۔ اس کتاب کو نظر انصاف سے پڑھنے والا تفضیلی نہیں رہ سکتا' کاش کوئی عالم اسے آسان زبان میں ڈھال دے کیونکہ اس کا اندازِ بیاں نہایت دقیق و انیق ہے' اس تک عوام کی رسائی نہیں ہے۔

☆☆☆☆☆

باب یازدهم:
افضلیتِ شیخین پر تفضیلی فرقہ کے شبہات اوران کا ازالہ

فصل اوّل: بعض احادیث سے پیدا کردہ شبہات کا ازالہ

پہلا شبہ: حدیثِ طیر سے شیعہ اور تفضیلیہ کا استدلال

تفضیلی فرقہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کا دعویٰ غلط ہے اور ان کے نزدیک کئی احادیث بھی افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتی ہیں۔ چنانچہ لندن میں مقیم ایک معروف عالم دین عبدالقادر شاہ گیلانی صاحب نے اس موضوع پر ''زبدۃ التحقیق'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس میں اُنہوں نے چند موضوع احادیث سے استدلال کرتے ہوئے اہلِ سنت کے اجماعی عقیدہ افضلیتِ شیخین کریمین کو اُلجھانے کی کوشش کی ہے۔

وما كنا نرجوا ذٰلك منه ۔

انہی احادیث موضوعہ میں سے ایک حدیثِ طیر بھی ہے جو سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

كان عند النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طيرٌ فقال اللّٰهم ائتني باحب خلقك اليك يأكل معي هذا الطير فجاء علي فأكل معه ۔

(سنن ترمذی، کتاب: المناقب، باب: مناقب مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث: 3712)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک طیر (پرندہ) تھا (یعنی اس کا بھنا ہوا گوشت تھا) آپ نے دعا کی: اے اللہ! میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دے جو تجھے مخلوق میں سب سے محبوب ہے تاکہ وہ میرے ساتھ کھائے، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آ گئے اور اُنہوں نے آپ کے ساتھ اسے کھایا''۔

جوابِ اوّل: حدیث طیر کے تحت عبدالقادر شاہ صاحب کے اُلجھاؤ اور اس کا جواب

اس حدیث کو نقل کر کے عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' صفحہ 113 سے 120 تک لمبی گفتگو کی ہے جس کا مقصد سے کوئی تعلق نہیں' اُنہوں نے اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 66 اور تکمیل الایمان صفحہ 57 سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل عبارات لکھی ہیں جن سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا نظریہ اجماعی نہیں ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر کے قائل نہیں ہیں' حالانکہ ایسا کہنا یا سوچنا محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ ستودہ صفات پر بہتانِ عظیم اور ان کے بارے میں شدید بدگمانی اور سوءِ ظن ہے۔ افضلیتِ شیخین کے بارے میں ان کا نظریہ ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام اہلِ سنت کا اجماع ہے' اس میں تمام صحابہ و تابعین اور اہلِ سنت کے درمیان کبھی اختلاف نہیں رہا' اگر کوئی اختلاف ہوا ہے تو حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تفضیل پر اور صحیح قول یہی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' مولا علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ (تکمیل الایمان' ذکر فضل صحابہ اربعہ' صفحہ 148' مطبوعہ الرحیم اکیڈمی' کراچی)

عبدالقادر شاہ صاحب نے حدیثِ طیر کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارات پیش کی ہیں' ان کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث ان احادیث سے متعارض نہیں ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ آپ کے ہاں سب سے محبوب تر ہیں کیونکہ صدیق اکبر کی احبیّت ایک وجہ سے ہے اور مولا علی کی احبیّت دوسری وجہ سے' چنانچہ شیخ صاحب کی اس طویل عبارت میں یہ الفاظ بھی ہیں:

> و در صحابہ اگر بعضے محبوب تر بہ بعض وجوہ دارند چہ مے شود و افضلیت از جہتِ کثرت ثواب منافات بایں ندارد چہ مراد بجمیع نیست۔ (اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 665)
>
> (ترجمہ:) ''اگر صحابہ میں سے کچھ افراد کو بعض خاص وجوہ سے محبوب تر رکھا جائے تو اس میں کیا حرج ہے اور جہتِ کثرت ثواب سے (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی) جو افضلیت ہے وہ اس حدیث کے منافی نہیں کیونکہ اس میں جمیع وجوہ سے احبیّت مراد نہیں ہے''۔

عبدالقادر شاہ صاحب کا حق تھا کہ وہ پہلے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا اپنا عقیدہ و نظریہ لکھتے' اس کے بعد اس حدیثِ طیر کی تطبیق کے بارے میں ان کی گفتگو

لاتے، مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اگر یہی ان کی زبدۃ التحقیق ہے تو یہ اندازِ تحقیق انہی کو مبارک ہو، مگر اہلِ تحقیق کے نزدیک اس کی حیثیت پرکاہ کے برابر نہیں۔

حدیثِ طیر کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مذکورہ گفتگو سے کیا لازم آتا ہے کہ وہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے منکر ہیں یا اس پر اجماع کو تسلیم نہیں کرتے، جبکہ آپ اسی تکمیل الایمان میں اسی جگہ واشگاف فرمارہے ہیں:

ہیچ یکے از صحابہ وتابعین در تفضیل ابوبکر وعمر اختلاف نہ کردہ۔ وبالجملہ قرار دادِ مشائخ اہل سنت برآں ست کہ در تقدیم ابوبکر وعمر بر سائر صحابہ میانِ ایشان اختلاف نیست۔

(تکمیل الایمان، ذکر فضل صحابہ اربعہ، صفحہ 148)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں صحابہ وتابعین میں سے کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا اور مشائخ اہلِ سنت کا اسی پر قرار داد (اجماع واتفاق) ہے کہ افضلیتِ شیخین میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے''۔

جواب دوم: یہ حدیث شیعوں کا مایۂ استدلال ہے

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اسی حدیثِ طیر کو شیعہ علماء افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ردّ میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے افضل واحق ہونے کے اثبات میں پیش کرتے ہیں، چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناعشریہ میں فرماتے ہیں:

شیعہ در اثبات امامت حضرت امیر بلافصل دلائل بسیار آوردہ اند۔

(ترجمہ:) ''یعنی شیعہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت کے اثبات میں بہت سے دلائل لاتے ہیں''۔

پھر اس کے بعد شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ کے چند دلائل لکھے ہیں اور ان کا جواب دیا ہے، ان میں سے وہ فرماتے ہیں کہ حدیثِ چہارم روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہے۔ آگے اُنہوں نے مذکورہ بالا حدیثِ طیر لکھی ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ، باب ہفتم، در امامت، صفحہ 222، مطبوعہ کتب خانہ اشاعت اسلام، دہلی)

اسی طرح صواعق المحرقۃ میں امام حجر مکی نے بھی اس حدیث کو شیعوں کے دلائل کے ضمن میں درج کیا ہے اور خود شیعہ کتب میں بھی جا بجا اس حدیث کے حوالے نظر آتے ہیں۔ دیکھئے: قولِ حق، فتوحات

شیعہ' کشف الغمہ وغیرہ۔ اب اگر ایک سُنّی کہلانے والا عالم اُٹھ کر بابِ تفضیل میں بحث کرتے ہوئے اسی حدیث کو افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ میں بطور دلیل لائے تو یہی معنی ہے کہ وہ بابِ تفضیل میں اہلِ سنت کی بجائے اہلِ تشیع کی حمایت کر رہا ہے۔

جواب سوم: اس حدیث کی سند پر نقد

اسنادی لحاظ سے یہ حدیث منکر و موضوع ہے' اس کی سند یوں ہے:

حدثنا سفیان بن وکیع حدثنا عبید اللّٰہ بن موسیٰ عن عیسیٰ بن عمر عن السدی عن انس بن مالك ۔ (ترمذی' حدیث:3721)

اب اس کا پہلا راوی سفیان بن وکیع دیکھ لیں! کوئی محدث اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا' تمام ائمہ فنِ رجال نے اسے ناقابلِ حجت کہا ہے۔ امام بخاری نے کہا: ''یتکلمون فیه لا شیاء لقنوہ ایاھا'' یعنی محدثین کو اس میں کلام ہے کیونکہ لوگوں نے کئی چیزیں اس کی حدیث میں اپنی طرف سے ڈال دی تھیں۔ امام ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں: میں نے امام ابوزرعہ سے اس کے بارے میں پوچھا' اُنہوں نے کہا: ''لا یشتغل به'' اس کی حدیث میں مشغول نہ ہوا جائے۔ میں نے کہا: کیا اس پر کذب کا اتہام ہے؟ کہا: ہاں! امام زرعہ نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا' وہ کہتے تھے: مشائخ اہلِ کوفہ اس پر اعتراضات کرتے تھے' تو میں اس کے پاس گیا' میرے ساتھ محدثین کی جماعت تھی' میں نے اسے کہا: تمہارا حق (دوستی) ہم پر واجب ہے' اگر تم اپنے آپ کو بچالو' اگر تم صرف اپنے والد کی کتب پر اختصار کرو تو لوگ تمہارے پاس سواریوں پر بیٹھ کر آئیں گے۔ وہ کہنے لگے: مجھے بُرا کیوں کہا جاتا ہے؟ میں نے کہا: ''قد ادخل وراقك ما لیس من حدیثك بین حدیثك'' تمہارے کاتب نے تمہاری حدیثوں میں وہ کچھ داخل کر دیا ہے جو تمہاری حدیث نہیں ہے۔ کہنے لگا: پھر نجات کا راستہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اصول پر انحصار کرو اور اس کاتب کو ہٹا دو۔ کہنے لگا: میں تمہاری نصیحت قبول کرتا ہوں مگر جو اس نے کہا: اس میں سے کچھ بھی نہ کیا۔

امام نسائی نے کہا: سفیان بن وکیع ثقہ نہیں ہے' بلکہ ایک جگہ اُنہوں نے کہا: ''لیس بشیءٍ'' اس کی کچھ بھی وقعت نہیں ہے۔ امام ابن حبان نے کہا: وہ خود تو فاضل صدوق تھا مگر وہ اپنے کاتب کی بلا میں پڑ گیا۔ امام آجری نے کہا: ''اِمْتَنَعَ ابو داؤدَ عَنِ التَّحدِیْثِ عَنهُ'' امام ابوداؤد نے اس کی حدیث لینے

سے انکار کر دیا۔ امام ابن عدی نے کہا: اس کی مصیبت یہ تھی کہ وہ ہر سنی سنائی بات مان لیتا تھا' اس کا کاتب اس کی حدیثِ موقوف کو مرفوع بنا دیتا تھا' مرسل کو سند کر دیتا تھا اور سند میں راویوں کے نام بھی بدل دیتا تھا۔ (تہذیب التہذیب جلد 2 صفحہ 361' راوی: 2874' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

اس حدیث کا دوسرا راوی عبیداللہ بن موسیٰ ہے جیسا کہ آپ نے اس کی سند دیکھی' اس کے بارے میں اگرچہ بعض محدثین نے توثیق بھی کی ہے مگر بہت سے محدثین کو اس پر شدید اعتراضات ہیں' چنانچہ:

امام ابن سعد نے کہا:

وکان یَتَشَیَّعُ وَیروی احادیث فی التَّشیعِ مُنکَرۃً وضُعِّف بذلك عند کثیرٍ مِنَ النَّاسِ ۔

(ترجمہ:) ''یعنی عبیداللہ بن موسیٰ شیعہ نوازی کرتا تھا اور شیعہ نوازی کیلئے احادیثِ منکرہ روایت کرتا تھا (یعنی نا قابلِ استدلال حدیثیں)''۔

امام یعقوب بن سفیان نے کہا:

شِیعِیٌّ وان قال قائلٌ رافِضِیٌّ لَمْ اُنکِرُ علیه وَهُوَ مُنکَرُ الحدیثِ ۔

(ترجمہ:) ''یعنی عبیداللہ بن موسیٰ شیعہ ہے اور اگر کوئی کہنے والا اسے رافضی کہے تو میں اسے غلط نہیں کہوں گا اور وہ منکر الحدیث ہے''۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

روٰی مناکیر وقد رایته بمکة فاعرضت عنه ۔

(ترجمہ:) ''عبداللہ بن موسیٰ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے' میں نے اسے مکہ میں دیکھا تو اس سے اعراض کیا''۔ (تہذیب التہذیب جلد 4 صفحہ 35-37' راوی: 4998)

حیرت ہے کہ عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں اس حدیث کو بحث تفضیل میں لکھا ہے۔ تو جس حدیث کے راویوں کی یہ حالت ہو' اسے بابِ تفضیل میں پیش کر کے شیعوں کی حمایت کرنا' کیا عبدالقادر شاہ صاحب جیسے عالمِ دین کو زیب دیتا ہے؟ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دال بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث (جو ہم پیچھے بابِ احادیث میں لکھ آئے ہیں) کے مقابلہ میں تفضیلی فرقہ نے اگر کوئی حدیث پیش کرنا ہی تھی تو کم از کم کوئی صحیح حدیث تو لاتے' وہ سفیان بن وکیع اور عبیداللہ بن موسیٰ جیسے

منکر الحدیث اور رافضی راویوں کی مروی حدیث لے آئے۔

جواب چہارم: امام جزری اور امام ذہبی وغیرھما نے اسے حدیثِ موضوع کہا ہے

اس حدیثِ طیر کو ذکر کر کے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وایں حدیث را اکثر محدثین موضوع گفتہ اند وَمِمَّنْ صَرَّحَ بِهِ الحافظُ شمسُ الدينِ الجَزَرِيُّ وقال امامُ اهلِ الحديث شمسُ الدين ابو عبدِ اللّٰهِ محمدُ بنُ اَحمدَ الدمشقيُّ الذهبيُّ في تلخيصه: لقد كُنتُ زمنًا طويلًا اَظُنّ اَنَّ حديثَ الطَّير لم يُحْسِنِ الحاكمُ ان يُودِعَهُ في مستدركه فَلَمَّا عَلَّقْتُ هذا الكتاب رأيتُ القولَ مِن الموضوعات الّتي فيه (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ 212، مطبوعہ اشاعت اسلام دہلی)

(ترجمہ:) ''اس حدیث کو اکثر محدثین نے موضوع قرار دیا ہے اور جن محدثین نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے، ان میں سے حافظ شمس الدین الجزری بھی ہیں اور امامِ محدثین شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن احمد دمشقی ذہبی نے اپنی تلخیص میں فرمایا: میں ایک طویل زمانہ سے سوچتا تھا کہ امام حاکم نے اس حدیث کو مستدرک میں ڈال کر اچھا نہیں کیا، پھر جب میں نے اس کتاب کی تعلیق کی تو میں نے اس حدیث کو ان موضوع حدیثوں میں سے پایا جو اس مستدرک میں ہیں''۔

جواب پنجم: صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ''احب الناس الی الرسول'' ہونا

تفضیلی فرقہ تو موضوع و منکر حدیث سے استدلال کرتا ہے جبکہ متفق علیہ اور صحیح احادیث حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ''احب الناس الی الرسول'' ہونا بتا رہی ہیں، مگر ان کی طرف تفضیلیوں نے توجہ ہی نہیں کی۔ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیشِ ذات السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا، میں آپ کے پاس آیا، میں نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ''اَيُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيْكَ'' آپ کو سب لوگوں میں سے کون محبوب تر ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ! میں نے کہا: مردوں میں سے کون محبوب تر ہے؟ فرمایا: ''ابوھا'' عائشہ کا باپ۔ میں نے کہا: پھر کون محبوب تر ہے؟ فرمایا: عمر بن خطاب۔ آپ نے مزید مردوں کا نام لیا۔

(بخاری، کتاب: فضائل اصحاب النبی، حدیث: 3662) (مسلم، کتاب: فضائل الصحابہ، حدیث: 6177)

یہ بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث بتا رہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب سے محبوب تر مرد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' پھر تفضیلی ٹولہ کو کیا پڑی ہے کہ وہ صحیح حدیث کو چھوڑ کر موضوع حدیث کی طرف بھاگتے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لو كنت متخذًا خليلًا غير ربي لاتخذت ابا بكر خليلًا ۔

(بخاری' حدیث: 3654)(مسلم' حدیث: 6173)(ترمذی' حدیث: 3660)

(ترجمہ:) ''اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا''۔

یعنی جو گہری محبت اور رجوع مجھے اللہ کی طرف ہے' اگر وہ مخلوق میں سے کسی کی طرف ہوتا تو ابوبکر صدیق کی طرف ہوتا۔ اس حدیثِ صحیح و متفق علیہ سے کس قدر صاف معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کو ساری مخلوق میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان امن الناس علي في صحبته وماله ابو بكر ۔ (بخاری' حدیث: 3654)(مسلم' حدیث: 6170)

(ترجمہ:) ''مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا شخص ابوبکر ہے''۔

تو تفضیلی ٹولہ کو خوفِ خدا کیوں نہیں آتا کہ اس قدر احادیثِ صحیحہ کو جو بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہیں' چھوڑ کر باطل و موضوع حدیث سے استدلال لاتے ہیں' گمراہ لوگوں کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ مرزائی ٹولہ ختمِ نبوت پر موجود صدہا احادیثِ صحیحہ کو چھوڑ کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک شدید ضعیف قول کو اُچھالتے ہیں کہ فرمایا: ''**انه خاتم النبيين ولا تقولوا انه لا نبي بعدي** '' اور ان احادیثِ نبویہ سے منہ موڑتے ہیں جو خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ختمِ نبوت پر مروی ہیں۔ تفصیل کیلئے آپ میری کتاب ''دلائل ختمِ نبوت مع ردِّ قادیانیت'' میں دیکھیں۔ یہی حال تفضیلی فرقہ کا ہے۔

جواب ششم: حدیثِ طیر کا درست مفہوم

علیٰ سبیل التنزل! اگر حدیث کو تھوڑی دیر کیلئے مان بھی لیا جائے تو بھی اس کا مفہوم وہ نہیں جو شیعہ فرقہ اور تفضیلی ٹولہ لیتا ہے' بلکہ اس کا درست معنیٰ محدثینِ اُمت نے پہلے سے واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث موضوع و باطل ہونے کے علاوہ مخالفین کے مُدعیٰ پر بھی دلالت نہیں کرتی کیونکہ قرینہ دلالت کر رہا ہے کہ اس کا معنی ہے: وہ شخص جو اللہ کو اس بارے میں سب سے زیادہ محبوب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھائے اور بلاشبہ حضرت امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ عنہ اس معنی میں عنداللہ احب الناس تھے' کیونکہ کسی کے فرزند کا یا فرزند جیسے شخص کا اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا' اس کیلئے لذتِ طعام میں اضافہ کر دیتا ہے۔

(تحفہ اثناء عشریہ' صفحہ 212' مطبوعہ اشاعتِ اسلام' دہلی)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

اِنَّ الـمـرادَ مِـنـهُ اِئْتِنِی بِمَنْ هُوَ مِنْ اَحَبِّ خَلْقِكَ اِلَيْكَ' فَيُشَارِكُهُ فيه غيرُه وَهُمُ الْـمُفَضَّلُوْنَ بِاجماعِ الْاُمةِ وهٰذا مثل قولهم فلانٌ اَعْقَلُ النَّاسِ وَاَفْضَلُهُمْ اِىْ مِنْ اَعْقَلِهِمْ وَاَفْضَلِهِم۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' جلد 11 صفحہ 343' مطبوعہ مکتبہ امدادیہ' ملتان)

(ترجمہ:) "اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! میرے پاس اس کو لا جو تجھے سب سے محبوب بندوں میں سے ہے' اس طرح دوسرے صحابہ بھی اس میں شریک ہیں اور وہ سب باجماعِ اُمت سب سے افضل ہیں' یہ ایسے ہے جیسے کہتے ہیں: فلاں شخص اعقل الناس اور افضل الناس ہے' یعنی اعقل و افضل میں سے ہے"۔

محدثین نے اس حدیث کے دیگر معانی بھی بیان کیے جو کتبِ شارحین میں موجود ہیں' خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ سنت و جماعت اپنے عقائد کی بنیاد احادیثِ صحیحہ پر رکھتے ہیں اور اگر کوئی ضعیف حدیث یا روایت ان کے خلاف ہو تو اس کو ردّ کر دیتے ہیں یا اس کی تاویل کرتے ہیں' مگر تفضیلی ٹولہ کی عجیب فکری دہشت گردی ہے کہ ضعیف بلکہ موضوع روایات پر نظریہ کی بنیاد رکھتے ہیں اور احادیثِ صحیحہ متفق علیہا کا ردّ کر دیتے ہیں

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

یاد رہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جو فضائل احادیثِ صحیحہ میں وارد ہیں' وہی بے شمار ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اپنی اس کتاب کے آخر میں فضائل سیّدنا مولا مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی لکھیں' تو ہمیں کیا پڑی ہے کہ اہلِ سنت کا مؤقف ردّ کرتے ہوئے شیعہ کی حمایت میں فضیلتِ مولا علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے موضوع

وباطل حدیث لے آئیں۔

دوسرا شبہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا امام المتقین ہونا

تفضیلی لوگ اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا:

مرحبًا بسيد المسلمين وامام المتقين ۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر، جلد 42 صفحہ 370)

(ترجمہ:) ''یعنی خوش آمدید اے مسلمانوں کے سردار اور اے متقین کے امام!''

اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے عبدالقادر شاہ صاحب ''زبدۃ التحقیق'' میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث مرفوع ہے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب مولا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو تمام مسلمانوں کا سردار فرمانا، جملہ اُمتِ محمدیہ میں افضلیت کی کوئی دلیل نہیں ہے کیا؟ سب اتقیاء کا سردار فرمانا سب سے اکرم ہونے کی دلیل نہیں ہے کیا؟'' (زبدۃ التحقیق صفحہ 263)

جواب اوّل: اس حدیث کا مفہوم قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزۃ جل وعلا ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ○ (سورۃ الفرقان، آیت: 72-75)

(ترجمہ:) ''اور جو لوگ جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے اور جب بے کار کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو عزت داروں کی طرح گزر جاتے ہیں اور جب ان پر ان کے رب کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اندھے نہیں گر پڑتے (بلکہ ان میں غور وفکر کرتے ہیں) اور جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری اولاد و ازواج کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہمیں متقین کا امام بنا دے انہی لوگوں کو ان کے صبر کی وجہ سے جنتی بالا خانے دیئے جائیں گے اور وہاں ان کو آداب وسلام پیش کیا جائے گا''۔

ان آیاتِ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ امام المتقین ہونا کسی ایک آدمی سے مخصوص نہیں بلکہ ہر صالح اور

جنتی مؤمن اللہ کے ہاں امام المتقین ہو سکتا ہے کیونکہ ان تمام آیات مقدسہ میں صیغہ ہائے جمع ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ ہر شخص کو یہ دعا کرنی چاہیے: اے اللہ! مجھے متقین کا امام بنا دے۔ تو حدیث کا مفہوم سمجھے بغیر کہہ دینا کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی امام المتقین ہیں، قرآن و حدیث سے کس قدر بے خبری اور خود فریبی ہے۔ بلکہ دوسرے لفظوں میں نص قطعی سے اعراض ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی شخص امام المتقین ہو ہی نہیں سکتا تو قرآن نے ہر مسلمان کو یہ دعا کیوں سکھلائی ہے؟ حدیث نبوی سے استدلال کرنے سے قبل اللہ کا قرآن تو سمجھ لیا ہوتا۔ معلوم ہونا چاہیے کہ سیّد المسلمین اور امام المتقین میں کوئی فرق نہیں ہے جو سیّد المسلمین ہے، وہ امام المتقین بھی ہے اور جو امام المتقین ہے وہ سیّد المسلمین ہے۔ گویا قرآن کی روشنی میں ہر شخص سیّد المسلمین اور امام المتقین بن سکتا ہے اور ہر شخص کا ایسا بننا اس معنی میں ہے کہ مؤمن ایسا ہادی بن جائے کہ اس کے ذریعے دوسرے مسلمان کو ہدایت ملے اور اہلِ تقویٰ اس کے کردار سے راہنمائی پکڑیں جیسا کہ صحابہ کرام، اجلہ تابعین و اتباعِ تابعین اور اولیاءِ کاملین کی ہمیشہ سیرتِ مبارکہ یہی رہی ہے۔

اس آیت کے تحت امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت ابن عباس، امام حسن بصری، سُدی، قتادہ اور ربیع بن انس (اجلّہ تابعین) فرماتے ہیں: ''واجعلنا للمتقين اماما'' کا معنی یہ ہے: ''ائمة يقتدى بنا فى الخير'' اے اللہ! ہمیں ایسے امام بنا دے کہ خیر کے کاموں میں ہماری اقتداء کی جائے، اور دوسرے مفسرین نے کہا: اس کا معنی ہے: اے اللہ! ہمیں ہادی، ہدایت یافتہ اور داعیان الی الخیر بنا دے۔ گویا اہلِ ایمان چاہتے ہیں کہ ان کی عبادت، ان کی اولاد و ذریات کی عبادت سے مل جائے اور ان کی ہدایت دوسروں کی طرف نفع لے کر بڑھے اور یوں ان کے اجر و ثواب میں اضافہ ہو۔ اسی لیے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں جاری رہتی ہیں: نیک اولاد جو اس کیلئے دعا کرے، علم جس سے نفع اُٹھایا جائے اور صدقہ جاریہ''۔

(تفسیر ابن کثیر، جلد 3 صفحہ 342، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت)

اور تمام مفسرین نے اس آیت کے تحت اسی سے ملتی جلتی گفتگو فرمائی ہے۔ اس آیت کے تحت خود

میں (محمد طیب غفرلہٗ) نے اپنی تفسیر ''برہان القرآن'' میں جو گفتگو کی ہے' وہ یوں ہے:

''رحمٰن کے بندوں کی گیارھویں صفت اہل وعیال کی اصلاح ہے' یعنی وہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! ہمیں اپنی اولاد وازواج کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے' مطلب یہ کہ انہیں اپنی محبت و اطاعت دے تا کہ ان کی بخشش سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دے' یعنی ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو پرہیز گار بنا کیونکہ ہر شخص اپنے بچوں اور اپنی بیوی کیلئے پیشوا ہے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن لے کر آئے تو باپ اور اس کی اولاد میں جدائی ہوگئی' ایک شخص اسلام لے آیا مگر اس کا باپ' اس کا بھائی اور اس کا دیگر خاندان کفر پر ہوتا تو وہ مسلمان یہ سوچ کر کہ اس کا خاندان دوزخ میں جائے گا' پریشان ہو جاتا اور اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوتیں' اس لیے یہ آیت نازل ہوئی: ''وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا''۔ (تفسیر برہان القرآن' جلد 7 صفحہ 27' مطبوعہ مکتبہ برہان القرآن' لاہور)

الغرض! اس آیت کے مفہوم میں بہت گہرائی و گیرائی ہے' مفسرین کرام نے اس کے تحت بہت عمدہ ابحاث فرمائی ہیں کہ کس طرح ہر مسلمان متقین کا امام ہوسکتا ہے۔

جواب دوم: حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی امام المتقین ہیں

تفضیلی لوگوں نے جو حدیث پیش کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیّد المسلمین وامام المتقین ہیں' ہم نے اسے قرآن پر پیش کیا' ایسے میں اگر حدیث کا مفہوم قرآن سے متصادم نظر آئے تو حدیث کی تاویل واجب ہے' اگر تاویل نہ ہو سکے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے' یا دیکھا جاتا ہے کہ اس کی اسناد کیسی ہے۔ اب جب قرآن فرما رہا ہے کہ ہر مؤمن امام المتقین بن سکتا ہے تو حدیث کا مفہوم یہی بنتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی سیّد المسلمین اور امام المتقین ہیں۔ اور قرآن وسنت کی روشنی میں تمام صحابہ کرام سادات المسلمین اور ائمۃ المتقین ہیں' ہر ایک صحابی کی سیرت ایسی ہے کہ وہ ساری اُمت کیلئے امامِ تقویٰ ہے۔

اور ایک صحابی کو سیّد المسلمین اور امام المتقین کہنے سے لازم نہیں آتا کہ کوئی دوسرا صحابی ایسا نہیں ہو سکتا' ورنہ آیتِ قرآن کی نفی کرنا پڑے گی۔ ہاں! اگر حصر کیا جاتا اور کہا جاتا: ''لا سیّد للمسلمین ولا امام للمتقین الا علی'' تو پھر استدلال ہو سکتا تھا' مگر ایسا نہیں ہے۔

یہ اسی طرح ہے جیسے آپ نے اسی باب میں گزشتہ شبہ کے جواب میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول پڑھا ہے کہ حدیث ''ائتنی باحب خلقك اليك'' کا معنی ہے: ''ائتنی بمن هو من احب خلقك اليك''۔ (مرقاۃ جلد 11 صفحہ 343)

تیسرا شبہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ خیر البریہ ہیں، الحدیث

تفضیلی فرقہ اس حدیث سے بھی استدلال کرتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیر البریّہ کہتے تھے، یعنی تمام مخلوق سے افضل۔ چنانچہ عبد القادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں اس بارے میں چند احادیث لکھی ہیں۔ مثلاً حدیث میں ہے:

جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ آتے تو صحابہ انہیں دیکھ کر کہتے: ''جاء خير البرية'' تمام مخلوق سے افضل آ گیا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر جلد 42 صفحہ 371)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عليٌّ خير البرية'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سب مخلوق سے افضل ہیں۔

(کامل ابن عدی جلد 1 صفحہ 170)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عليٌّ خير البشر من ابىٰ فقد كفر'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سب انسانوں سے افضل ہیں، جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔ اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عليٌّ خير البشر لا يشك فيه الا منافقٌ'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سب انسانوں سے افضل ہیں، اس میں شک نہیں کرے گا مگر منافق۔ (ابن عساکر جلد 42 صفحہ 373) اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں خیر البریّہ ہوں، مجھ سے بغض رکھنے والا کافر ہی ہے۔ (ابن عساکر جلد 42 صفحہ 373)

عبد القادر شاہ صاحب ''زبدۃ التحقیق'' میں لکھتے ہیں:

''اس میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام بداہتِ عقلیہ سے مستثنیٰ ہوں گے، جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عادی نعرہ تھا (کہ علی خیر البریّہ ہیں) تو یہ کس طرح باور کیا جائے گا کہ وہی صحابہ افضلیتِ صحابہ کے اجماع میں شریک بھی ہوئے یا افضلیت پر اجماع ہونے پر خاموش رہے تھے''۔ (زبدۃ التحقیق صفحہ 264)

یعنی تفضیلی فرقہ نے ان روایات سے بھی افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار اور افضلیتِ مولا علی رضی اللہ عنہ پر اصرار کیا ہے۔

جوابِ اوّل: اس حدیث کا مفہوم قرآن کی روشنی میں

اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہٗ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ ۔ (سورۃ البینہ' آیت: 8-7)

(ترجمہ:) ''بے شک کفر کرنے والے' یعنی اہلِ کتاب اور مشرکین' نارِ جہنم میں ہوں گے' وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے' وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہیں' بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اعمال کرتے تھے' وہ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں' ان کی جزاء ان کے رب کے ہاں وہ جنتی باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہے' وہ اللہ سے راضی ہیں' یہ مقام ہر اس کیلئے جو اپنے رب سے ڈرے''۔

ان آیاتِ مقدسہ میں کفار کو ''شر البریہ'' فرمایا گیا ہے اور صالح مؤمنین کو ''خیر البریہ'' قرار دیا گیا ہے' پھر ان کی اُخروی جزاء باغاتِ جنت کی صورت میں بتائی گئی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان کیلئے ''رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ'' کا اعلان فرمایا گیا ہے' اب اس کے ساتھ سورۃ التوبہ کی یہ آیت ملائیں:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۔

(سورۃ التوبہ' آیت: 100)

(ترجمہ:) ''وہ سبقت لے جانے والے پہلے مسلمان' یعنی مہاجرین و انصار اور جو احسان کے ساتھ ان کی پیروی کریں' اللہ ان سے راضی ہے وہ اللہ سے راضی ہیں' اللہ نے ان کیلئے جنتی باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں''۔

دونوں آیات کا مضمون باہم ملانے سے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''خیر البریہ'' قرار دے رہا ہے کیونکہ جو خیر البریہ ہیں وہ سب ''رضی اللہ عنہم

ورضـوا عنــــہ‘‘ ہیں‘ یعنی تمام مہاجرین وانصار کا خیر البریّہ ہونا نصِ قرآن سے معلوم ہو رہا ہے۔اب قرآن وحدیث کا مفہوم سمجھے بغیر دعویٰ کر دینا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی خیر البریہ ہیں اور صحابہ پر افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اجماعی عقیدہ سے انکار کیسی بے راہ روی اور بے اعتدالی ہے۔قرآن تو فرما رہا ہے کہ تمام مؤمنین صالحین (یعنی مقربین بارگاہِ رب العزت) خیر البریّہ ہیں اور قرآن ان میں سے صحابہ کرام کو خصوصی مقام دے رہا ہے اور تفضیلی فرقہ کہہ رہا ہے کہ صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی خیر البریّہ ہیں‘ تو یقیناً قرآن سچ فرماتا ہے اور تفضیلی فرقہ جھوٹ بولتا ہے۔

جواب دوم: حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خیر البریّہ ہیں

تو تحقیق کا طریقہ یہ ہے کہ حدیث کو یا اثر صحابی کو اللہ کے قرآن پر پیش کرو‘ اگر تعارض نظر آئے تو حدیث واثر کی یوں تاؤیل کرو کہ وہ موافقِ قرآن ہو جائے اور اگر تاؤیل نہ ہو سکے تو اسے ردّ کر دو‘ اس ضابطے کے تحت جب قرآن تمام صحابہ کرام کو بلکہ تمام مؤمنین صالحین (اولیاءِ کاملین) کو خیر البریّہ فرمارہا ہے تو پھر حدیث ’’علیٌّ خیر البریة ‘‘ کا معنی ہے:’’علیٌّ من خیر البریة ‘‘حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جو خیر البریہ ہیں‘ تمام مخلوق سے افضل ہیں‘ کیونکہ بلاشبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب مخلوق سے افضل ہیں‘ یہ مضمون خود زبانِ رسالت نے بیان فرمایا ہے۔چنانچہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ۔

(بخاری‘ کتاب: فضائل اصحاب النبی‘ حدیث:3651)

(ترجمہ:)’’سب لوگوں میں سے افضل میرے زمانہ کے لوگ ہیں (یعنی صحابہ کرام) پھر جو ان کے بعد آئیں گے پھر جو ان کے بعد آئیں گے‘‘۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ اختار اصحابی علی الثقلین سوی النبیین والمرسلین ۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ بروایت بزار‘ جلد اول‘ مقدمہ‘ صفحہ 12‘ مطبوعہ دار صادر‘ بیروت)

(ترجمہ:)’’بے شک اللہ نے میرے صحابہ کو انبیاء ومرسلین کے سوا تمام جن وانس پر فضیلت دی ہے‘‘۔

جب تمام صحابہ کرام انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوق سے افضل ہیں تو یہی معنی ان کے خیر البشر اور خیر البریہ ہونے کا ہے اور بلا شک حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی ان میں ایک بلند تر مقام رکھتے ہیں۔ اور تمام صحابہ و تابعین اور تمام اہلِ سنت کا اجماع اس پر ہے کہ سب صحابہ میں سب سے بلند تر مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے۔

جواب سوم: تفضیلی فرقہ اور اہلِ تشیع کی یک زبانی

اس جگہ چلتے چلتے ہمیں یہ بھی کہہ دینا چاہیے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کیلئے حدیث میں سیّد المسلمین، امام المتقین اور خیر البریہ کے جو الفاظ آئے ہیں، اہلِ تشیع انہی سے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا خلافت کیلئے سب سے بڑھ کر استحقاق ثابت کرنے کی سعی میں ہوتے ہیں، کیونکہ جب وہی خیر البریہ، امام المتقین اور سب سے افضل ہیں تو پھر صحابیوں نے ان کا حق کیوں مارا؟ اسی تاریخ ابن عساکر، کامل ابن عدی اور درمنثور وغیرہ، کتب اہلِ سنت سے حوالے لے کر وہ بابِ خلافت میں اہلِ سنت کے خلاف دلیلیں لاتے ہیں، پھر خلفاءِ راشدین اور صحابہ کرام پر تبرا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو شیعوں کی کتابیں: فتوحاتِ شیعہ، قولِ حق اور چہاردہ معصوم وغیرہ پڑھ کر دیکھ لو۔ اور جب تفضیلی فرقہ انہی احادیث سے افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ ثابت کر رہا ہے تو پھر ہم ان سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ تم میں اور شیعہ میں کیا فرق ہے؟ جب تم دونوں کا دعویٰ بھی ایک ہے اور دلیل بھی ایک تو پھر تم کس منہ سے خود کو سنی کہلاتے ہو؟ ہاں! فرق تم میں اور ان میں یہ ہے کہ تم صرف افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے انکار اور افضلیتِ مولا علی رضی اللہ عنہ پر اصرار کرتے ہو اور شیعہ لوگ ایک قدم آگے بڑھ کر اسی بنیاد پر خلفاءِ راشدین اور تمام صحابہ کو گالی دینا شروع کر دیتے ہیں اور تم ان کو گالی نہیں دیتے، مگر کبھی کبھی تمہاری زبان پر بھی ان کے بارے میں نازیبا الفاظ آ ہی جاتے ہیں۔

چوتھا شبہ: ''انا مدينة العلم وعلى بابها'' سے استدلال

تفضیلی فرقہ اپنے بڑے بھائی شیعہ فرقہ کی طرح افضلیتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تردیدِ افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر یہ حدیث بھی حجت میں لاتا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا مدينة العلم وعلى بابها فمن اراد المدينة فليأت الباب ۔

(مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 137، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) ''میں علم کا شہر ہوں' علی اس کا دروازہ ہے' جو شہر میں آنا چاہے وہ دروازہ میں سے آئے''۔

تفضیلی فرقہ کہتا ہے: جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سب سے بڑے عالم ہیں تو علم ہی سب سے بڑی فضیلت ہے۔ ''هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون'' لہٰذا وہی سب سے افضل ہیں۔

جواب اوّل: ''انا مدينةُ العلم وعلي بابها'' حدیث مضطرب ہے

اس حدیث کا مرکزی راوی ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہے جس کے بارے میں محدثین کے ہاں اختلاف ہے۔ امام حاکم نے کہا: وہ ثقہ ہے' مأمون ہے۔ امام ذہبی نے اس کا ردّ کرتے ہوئے کہا: ''لا ثقةٌ ولا مامونٌ'' نہ ثقہ ہے نہ مامون ہے۔ (مستدرک مع التلخیص جلد 3 صفحہ 137)

اور امام ذہبی نے فرمایا: اس کی سند میں احمد بن عبداللہ بن یزید حرانی دجال و کذاب ہے۔ (مستدرک مع التلخیص جلد 3 صفحہ 137) اسی لیے امام حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور امام ذہبی نے فرمایا: موضوع ہے۔ اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ باب تصحیح و تضعیف میں امام ذہبی کا درجہ حاکم سے کہیں بلند ہے۔ حاکم کا اس باب میں تساہل سب کو معلوم ہے۔

امام یحییٰ بن معین نے کہا: اس حدیث کا مرکزی راوی ابوصلت عبدالسلام بن صالح صدوق ہیں مگر اس میں تشیع ہے۔ امام نسائی نے اس کے بارے میں کہا: ''لیس بشيء''۔ امام ساجی نے کہا: یہ منکر حدیثیں لاتا ہے۔ امام ابوزرعہ نے کہا: نہ میں اس سے حدیث لیتا ہوں نہ اس پر راضی ہوں۔ جوزجانی نے کہا: وہ راہِ حق سے ہٹا ہوا ہے۔ ابن عدی نے کہا: وہ فضائلِ اہلِ بیت میں مناکیر روایت کرتا ہے۔ دارقطنی نے کہا: وہ خبیث رافضی ہے۔ عقیلی نے بھی اسے خبیث رافضی کا لقب دیا ہے' بلکہ اسے کذاب کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد 3 صفحہ 451' راوی: 4666' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

تو جس حدیث کی سند میں ایسا اضطراب ہو' محدثین کے نزدیک اس سے استدلال و احتجاج صحیح نہیں ہے۔

اس باب میں اگر کوئی حدیث قدرے قابلِ استناد ہے تو وہ ترمذی کی روایت سے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

انا دار الحكمة وعليٌّ بابها ۔ (ترمذی' کتاب: المناقب' حدیث: 3723)

(ترجمہ:) ''میں حکمت کا گھر ہوں' علی اس کا دروازہ ہے''۔

مگر اس حدیث کے بارے میں خود امام ترمذی نے فرمایا: ''ھذا حدیث غریب منکر '' یہ حدیث غریب ومنکر ہے۔ گویا امام ترمذی نے اسے قابلِ استناد نہیں قرار دیا' جبکہ حدیث ''انا مدینة العلم وعلیّ بابها فمن اراد المدینة فلیأت الباب '' اکثر محدثین کی رائے میں حدیثِ موضوع ہے۔

تحفہ اثناء عشریہ کا عربی ترجمہ سید محمود شکری آلوسی نے کیا ہے' وہاں اس حدیث کے بارے میں لکھا گیا ہے:

الحدیث الخامس: روایة جابر عن النبی ﷺ انه قال انا مدینة العلم وعلی بابها وهذا الخبر ایضًا مطعونٌ فیه قال یحیی ابن معین لا اصل لهٗ وقال البخاری انهٗ منکر ولیس لهٗ وجهٌ صحیح وقال الترمذی انهٗ منکر غریب وذکرهٗ ابن الجوزی فی الموضوعات وقال دقیق العید لم یثبتوهُ وقال النووی والذهبی والجوزی انهٗ موضوع فالتمسك بالاحادیث الموضوعة مما لا وجه له ۔(تحفہ اثناء عشریہ عربی' صفحہ 165' مطبوعہ مکتبہ حقیقت' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''پانچویں حدیث (جس سے شیعہ افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ پر استدلال کرتے ہیں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے حدیث ہے کہ میں علم کا شہر ہوں' علی اس کا دروازہ ہے۔ اس حدیث کی سند میں طعن ہے' یحییٰ بن معین نے کہا: اس کی کوئی اصل نہیں۔ بخاری نے کہا: یہ حدیث منکر ہے' اس کی کوئی صحیح وجہ نہیں۔ ترمذی نے کہا: یہ غریب منکر ہے۔ ابن جوزی نے اسے موضوعات میں سے قرار دیا ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا: محدثین اسے صحیح نہیں مانتے اور نووی' ذہبی اور جوزی نے اسے موضوع قرار دیا ہے' تو ایسی احادیثِ موضوعہ سے دلیل لانے کا کوئی جواز نہیں ہے''۔

لہٰذا یہ حدیث ایسی نہیں کہ اس کی بنیاد پر افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر دال تمام آیات واحادیث اور اجماعِ صحابہ واجماعِ اُمت کو ردّ کر دیا جائے۔

جواب دوم: ہر صحابی علمِ نبی کا دروازہ ہے

جب اس حدیث کے بارے میں بعض محدثین کی مثبت رائے بھی ہے تو ہم اسی کو لیتے ہیں' ہمارے نزدیک بھی اس حدیث کو فضائل علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے تحت لانے میں کوئی حرج نہیں' خود میں (محمد طیب غفرلہٗ) نے اپنے مطبوعہ منظوم کلام ''کلامِ طیب'' میں بابِ مناقب میں منقبتِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جو کلام لکھا ہے' اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سردارِ انبیاء کا برادر علی علی ۔۔۔ اور دُخترِ رسول کا شوہر علی علی
مولا علی ہے شبر و شبیر کا پدر ۔۔۔ اولادِ مصطفیٰ کا ہے مصدر علی علی
مَن کُنتُ مولا قولِ رسول کریم ہے ۔۔۔ سب مؤمنوں کا مولا و دلبر علی علی
سب سنّیوں کا مولائے حیدر ہے پیشوا ۔۔۔ ہر سنّی کا ہے نعرۂ حیدر علی علی
بدر و اُحد کا غازی مجاہد حنین کا ۔۔۔ شیرِ خدا و فاتحِ خیبر علی علی
میرے نبی کو حق نے بنایا ہے شہرِ علم ۔۔۔ علمِ نبی کے شہر کا ہے در علی علی
سورج کیوں نہ لوٹے پئے سجدۂ علی ۔۔۔ پہلا نمازی کعبہ کا گوھر علی علی
طیب وہی ہے مؤمن علی سے ہے جس کو پیار ۔۔۔ ایمان اور دین کا مظہر علی علی

ہم اہلِ سنت تو گدایانِ کوچۂ علی المرتضیٰ حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ ہیں' ہمیں تو ان کی فضیلت میں حدیثِ مضطرب ملے تو اسے بھی مانتے ہیں مگر اس حدیث سے یہ استدلال کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی بابِ مدینۃ العلم ہیں تو وہی سب سے اعلم و افضل ہیں' استدلالِ ناتمام ہے۔ اس لیے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بابِ مدینۃ العلم ہونے سے لازم نہیں آتا کہ شہرِ علمِ نبی کا دروازہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور کوئی دروازہ ہی نہیں' نہ ہی اس حدیث میں کسی دوسرے دروازہ کی نفی کی گئی ہے۔ ہر صحابی بابِ مدینۃ علم النبی ہے' چنانچہ جتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم راویانِ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں' وہ ابوابِ مدینۂ علمِ نبی ہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم انہی کے ذریعے اُمت کو ملا اور یہی وہ علم ہے جس پر نجات کا مدار ہے' بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اُترا' آپ نے وہ صحابہ کو سکھایا' صحابہ نے آگے اُمت تک پہنچایا تو قرآن و حدیث کا علم ہی نبی کا علم ہے اور اس علم کے اُمت تک پہنچانے میں تمام صحابہ کرام کا کردار ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا علم جو قرآن اور حکمت (یعنی سنت) کی شکل میں ہے' صرف ایک شخص کو یا صرف اپنے اہلِ بیت کو نہیں تمام

آل واصحاب کو سکھایا۔ قرآن فرماتا ہے:

وَيُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔(آل عمران' آیت:164)

لہٰذا قرآن کی روشنی میں بلاشبہ تمام صحابہ اور تمام اہلِ بیت علمِ نبی کے ابواب ہیں' تو کسی ایک کو اعزازاً یہ لقب دینے سے دوسروں سے اس صفت کی نفی نہیں ہوتی۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کیلئے زبانِ رسالت نے کہا: ہر نبی کے حواری تھے اور میرا حواری زبیر ہے۔

(ترمذی' حدیث:3744)

تو کیا اس کا یہ معنی ہے کہ باقی صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حواری نہ تھے؟ نہیں! بلکہ یہ ایک اعزازی لقب ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا گیا: ہر اُمت کا امین ہوتا ہے اور اس اُمت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ (ترمذی' حدیث:3757)

تو کیا اس سے استدلال کیا جا سکتا ہے کہ اس اُمت میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی امین نہیں؟ نہیں! بلکہ یہ اعزازی لقب ہے اور کیا اس کی بنیاد پر انہیں سب صحابہ سے مطلقاً افضل مانا جا سکتا ہے؟ نہیں۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کیلئے بابِ مدینۃ العلم ایک اعزازی لقب ہے' اس میں ان کی عظیم فضیلت ہے جو اہلِ سنت ہمیشہ بیان کرتے ہیں مگر اس کی بنیاد پر ان کو صحابہ میں فضیلتِ مطلقہ سے موصوف نہیں کیا جا سکتا' یہ مقام صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ہے جو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سر منبرِ کوفہ اکثر بیان فرمایا کرتے تھے۔

جواب سوم: حدیث ''اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ الخ'' کا مفہوم بقولِ شارحینِ حدیث

اس حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے طویل کلام کیا ہے' ہم تطویل سے بچنے کیلئے صرف اس کا ترجمہ پوری دیانت کے ساتھ لکھ دیتے ہیں۔ حضرت ملا علی فرماتے ہیں:

''وعلیٌّ بَابُهَا'' کا معنی یہ ہے کہ ''علیٌّ بابٌ مِنْ اَبْوَابِهَا'' کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شہر علم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں' مگر خصوصیت کے ساتھ ان کا ذکر ان کیلئے ایک بڑی تعظیم (فضیلت) کا اظہار ہے۔ اور واقعہ یہ ایسا ہی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کئی صحابہ کی نسبت اعظم واعلم ہیں' اور تمام صحابہ کے ابوابِ علمِ نبی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: ''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم'' ''میرے تمام صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، تم ان میں سے جس کی اقتداء کرلو، ہدایت پالو گے۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جیسے ستاروں کا نور مختلف ہوتا ہے، یونہی نجومِ ہدایت ہونے میں صحابہ کے مراتب بھی مختلف ہیں۔

اور تمام صحابہ کے ابوابِ علمِ نبی ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ تابعین نے مختلف علومِ شرعیہ کو جیسے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا دیگر تمام صحابہ سے بھی لیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بابِ علم ہونا صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ میں منحصر نہیں ہے، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث بابِ قضاء سے مختص ہے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ علی تم میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، جیسا کہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ وہ تم میں سے بہتر قاری ہے۔ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ تم میں علم فرائض کا بہتر جاننے والا ہے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ تم میں حلال وحرام کا بہتر جاننے والا ہے''۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 11 صفحہ 345)

اسی حدیث ''انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابھا'' کے تحت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شک نیست کہ علم آنحضرت از جناب دیگر صحابہ نیز آمدہ ومخصوص بمرتضٰی نیست۔

(اشعۃ اللمعات، جلد 4 صفحہ 677، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(ترجمہ:) ''یعنی اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہوا ہے اور یہ چیز حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مخصوص نہیں ہے''۔

بلکہ میں کہتا ہوں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دیگر صحابہ سے بھی علم حاصل کرو، آپ کا ارشاد ہے:

خذوا القرآن من اربعۃ عبد اللّٰہ بن مسعود وسالم مولٰی ابی حذیفۃ وابی بن کعب ومعاذ بن جبل ۔ (بخاری، حدیث: 3758) (مسلم، حدیث: 6334)

(ترجمہ:) ''قرآن کو چار آدمیوں سے سیکھو: عبد اللہ بن مسعود سے، سالم مولٰی ابی حذیفہ سے، اُبی بن کعب سے اور معاذ بن جبل سے، رضی اللہ عنہم''۔

تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ علمِ نبی کا دروازہ صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی ہیں' ہاں! وہ بھی علمِ نبی کا ایک عظیم دروازہ ہیں۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف صحابہ کو مختلف علوم کا سرچشمہ قرار دیا' چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ارحم امتی بامتی ابو بکر واشدھم فی دین اللّٰہ عمر واصدقھم حیاءً عثمان واقضاھم علی بن ابی طالب واقرأھم لکتاب اللّٰہ ابی بن کعب واعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل وافرضھم زید بن ثابت الا وان لکل امۃ امینًا وامین ھذہ الامۃ ابو عبیدۃ بن جراح۔ (ابن ماجہ حدیث:154)(ترمذی' حدیث:3791)

(ترجمہ:)''میری اُمت کیلئے تمام اُمت سے رحیم تر ابوبکر ہے' اللہ کے دین میں سب سے سخت تر عمر ہے' حیاء میں سب سے سچا عثمان ہے' سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علی بن ابی طالب ہے' قرآن کو سب سے بہتر پڑھنے والا اُبی بن کعب ہے' حلال وحرام کا سب سے بہتر جاننے والا معاذ بن جبل ہے اور علمِ فرائض کا سب سے بہتر جاننے والا زید بن ثابت ہے' سنو! ہر اُمت کا امین ہے اور اس اُمت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے''۔

معلوم ہوا کہ یہ سب صحابہ مختلف علومِ نبویہ کے دروازے ہیں' جن میں مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ بھی ہیں مگر سب سے پہلے نام صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی کا لیا گیا۔ تو ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ سب احادیث کو سامنے رکھا جائے' یہ نہیں کہ ایک حدیث ''انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابھا'' کو لے کر اُمت کے عقیدۂ اجماعیہ سے انکار کر دیا جائے۔

پانچواں شبہ: علی مجھ سے ہے' میں علی سے ہوں' الحدیث

تفضیلی اور شیعہ فرقے یہ حدیث بھی دلیل میں لاتے ہیں کہ ترمذی' مستدرک وغیرہ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِیٌّ مِنِّی وَاَنَا مِنْ عَلِی۔ (ترمذی' ابواب المناقب' حدیث:3716)

(ترجمہ:)''علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں''۔

تفضیلی اور شیعہ لوگ کہتے ہیں: معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نفسِ رسول ہیں کیونکہ دونوں ایک

دوسرے سے ہیں' دونوں میں کوئی فرق نہیں اور دوسرے کسی صحابی کا یہ مقام نہیں' اس لیے وہی سب سے افضل ہیں۔

جوابِ اوّل

یہ نفسِ رسول ہونا ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اس کا یہ معنی ہے کہ نبی اور علی دونوں کی ذات ایک ہے' یا دونوں کی سب صفات ایک ہیں؟ اگر ذات ایک ہے تو اس سے اتنے فسادات لازم آتے ہیں کہ الامان! اگر یہ مراد ہے کہ دونوں کی سب صفات ایک ہیں تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے نبوت ورسالت بھی مانی جائے گی؟ کیا ان پر نزولِ قرآن بھی مانا جائے گا؟ اگر نہیں مانا جائے گا تو پھر نفسِ رسول ہونے کا کیا معنی ہے؟ اور تفضیلی لوگ ''علیٌّ مِنّی وَاَنَا مِنْ عَلِیٍّ'' سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

ع ایک معمہ ہے سمجھنے کا' نہ سمجھانے کا

جوابِ دوم

ایسے ہی الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیلئے بھی ارشاد فرمائے ہیں' جیسے فرمایا:

اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ ۔(ترمذی' حدیث:3759)

(ترجمہ:) ''عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں''۔

اور فرمایا:

حسینٌ مِنِّی وَاَنَا من الحسین ۔(ترمذی' حدیث:3775)

(ترجمہ:) ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں''۔

تو کیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی تمام صحابہ سے افضل قرار دیا جائے گا اور کیا وہ بھی نفسِ رسول کہلائیں گے؟ اگر وہ نفسِ رسول نہیں ہیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیسے ہیں؟

ممکن ہے کہ تفضیلی فرقہ کہے کہ حضرت علی ہوں' حضرت عباس ہوں یا امام حسین رضی اللہ عنہم یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت قریبی لوگ ہیں اور ان احادیث میں ان کی یہی قربتِ خاصہ بیان کی گئی ہے اور اس قربت کے لحاظ سے وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔

تو اس پر ہم کہتے ہیں کہ بے شک ان نفوسِ قدسیہ کو آقاء کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربتِ خاصہ حاصل ہے ''علی منی وانا من علی'' اور ''حسین منی وانا من الحسین'' جیسے ارشادات سے اس خوبی

قرابت کا بتانا مقصود نہیں بلکہ خصوصی محبت کا جتانا مقصود ہے کیونکہ ایسے ہی الفاظ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر قرابت داران کیلئے بھی ارشاد فرمائے ہیں' چنانچہ:

عن سعدٍ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لنبی ناجیة انا منھم وھم منی ۔

(مسند احمد بن حنبل' مسند سعد بن ابی وقاص' جلد اوّل صفحہ 169' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنوناجیہ کیلئے فرمایا: میں ان سے ہوں' وہ مجھ سے ہیں''۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم مکہ مکرمہ میں مقامِ عقبہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے آپ کو دعوت دی کہ آپ ہمارے پاس مدینہ طیبہ آ جائیں تو آپ نے ہم سے بیعت لی جو ایمان وتصدیق پر تھی' آپ نے ہماری گزارش کو قبول فرمایا' تب ہم میں سے ابوالہیثم بن تیھان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آج ہم لوگ سب عرب سے رشتہ کاٹ کر آپ سے جوڑ رہے ہیں' کیا ایسا تو نہیں ہوگا کہ جب اللہ آپ کو غلبہ عطا فرما دے تو آپ واپس اپنی قوم میں (مکہ مکرمہ) آ جائیں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَـلِ الدَّمُ الدمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ اَنَا مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ مِنِّی اُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ وَاُحَارِبُ مَنْ حَارَبْتُمْ ۔ (معجم کبیر للطبرانی' جلد 19 صفحہ 89' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''نہیں! بلکہ خون کے ساتھ خون اور قربانی کے ساتھ قربانی ہوگی' میں تم سے ہوں اور تم مجھ سے ہو' جس سے تمہاری صلح ہوگی اُس سے میری صلح ہوگی اور جس سے تم لڑو گے اُس سے میں لڑوں گا''۔

تو ایسے الفاظ سے مقصود اظہارِ محبت اور اظہارِ یکجہتی ویگانگت ہے۔ بس! ان الفاظ کو افضلیت پر پیش کرنا' نادانی ہے۔

چھٹا شبہ: میں اور علی تخلیق آدم سے قبل اللہ کے ہاں دو انوار تھے' الحدیث

شیخ محب طبری نے الریاض النضرہ میں ایک حدیث درج کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ اَنَا وَعَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ نُورًا بَيْنَ يَدَیِ اللّٰهِ قَبْلَ اَنْ يُّخْلَقَ آدمُ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ ۔ (الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ' باب: مناقب علی المرتضیٰ' جلد دوم)

(ترجمہ:)''یعنی میں اور علی بن ابی طالب ہم دونوں تخلیقِ آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس قبل اللہ کے ہاں نور کی شکل میں تھے''۔

تفضیلی فرقہ اس موضوع روایت کا سہارا لے کر کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو نوری ہیں اور باقی سب صحابہ خاکی' تو خاکی لوگ نوری کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں!

جوابِ اوّل: یہ حدیث موضوع ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

''اس کی سند میں محمد بن خلف مروزی ہے۔ امام یحییٰ بن معین نے کہا: وہ کذاب ہے۔ امام دارقطنی نے کہا: وہ متروک ہے اور اس کے کذاب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس کا ایک اور طریق بھی ہے' جس میں جعفر بن احمد ہے' وہ غالی رافضی تھا' کذاب و وضّاح تھا' وہ اکثر صحابہ کرام پر طعن کرنے میں حدیثیں گھڑتا تھا''۔

(تحفہ اثناء عشریہ' صفحہ 215' مطبوعہ اشاعتِ اسلام' دہلی)

تو ایسی موضوع روایت سے استدلال اور اس کی بنیاد پر قرآن و حدیث کے کثیر دلائل اور اجماعِ صحابہ سے منہ موڑ کر افضلیتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا ابطال کیسا کھلا اضلال اور عقل کا اھمال ہے۔

جوابِ دوم: ایسی روایت خلفاءِ اربعہ کے بارے میں بھی ہے

چنانچہ اسی الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے یہ حدیث لائی گئی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُنْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَكْرٍ وَ عُمَرُ وَعُثمانُ وَعَلِيٌّ اَنْوارًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تعالىٰ قَبْلَ اَنْ يُخْلَقَ آدَمُ بِاَلْفِ عَامٍ .

(الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ' جلد اوّل' باب اوّل: مناقب خلفاءِ اربعہ' صفحہ 201)

(ترجمہ:)''یعنی میں' ابوبکر' عمر' عثمان اور علی ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہاں تخلیقِ آدم سے ایک ہزار برس قبل انوار کی شکل میں تھے''۔

یقیناً یہ روایت بھی اسی طرح کی ہے جیسی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے' اگر ان روایات میں کوئی وزن ہوتا تو ائمہ دین علماءِ اہلِ سنت بہت پہلے ان سے استدلال کرتے' مگر ان کو کبھی کسی نے

درخور اعتناء نہیں سمجھا کیونکہ ان کی کوئی اسنادی حیثیت نہیں ہے۔

جوابِ سوم: ان روایات میں انوار سے ارواح مراد ہیں

اگر ان روایات کو درست مان لیا جائے تو ان کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاءِ راشدین کی ارواح اللہ کے ہاں تخلیقِ آدم علیہ السلام سے قبل یکجا موجود تھیں کیونکہ مؤمنین کی ارواح نورانی ہیں اور کافرین ومشرکین کی ارواح ظلمانی' پھر مقربین کی ارواح بے حد نورانی ہیں اور جو ارواح اللہ کے ہاں دنیا میں آنے سے قبل اکٹھی تھیں' وہ دنیا میں آ کر بھی اکٹھی ہو جاتی ہیں' چنانچہ:

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَافَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ ۔

(بخاری' کتاب: احادیث الانبیاء' حدیث: 3336) (مسلم' کتاب: البر' حدیث: 159)

(ترجمہ:) ''ارواح جمع کردہ لشکر ہیں تو جن کا باہم تعارف ہو جائے' وہ آپس میں مل جاتی ہیں اور جن کا تعارف نہ ہو وہ بکھر جاتی ہیں''۔

تو یہ انوار والی احادیث اگر صحیح بھی ہیں تو ان میں تمام خلفاءِ راشدین کیلئے ایک عظیم فضیلت کا بیان ہے کہ ان کی ارواح شروع ہی سے سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں' مگر ان میں کسی کی دوسروں پر افضلیت کا کوئی بیان نہیں ہے۔

ساتواں شبہ: حدیث منزلت سے غلط استدلال

تفضیلی لوگ اس حدیث سے افضلیت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا استدلال کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبی بعدی ۔ (بخاری ومسلم)

(ترجمہ:) ''اے علی! میرے ساتھ تمہارا مقام وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا' مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

اس حدیث سے رافضی اور تفضیلی فرقے استدلال کرتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو مقام ہارون علیہ السلام کا تھا' وہی مقام اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے' البتہ اس اُمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

جوابِ اوّل: رافضی اور تفضیلی دونوں فرقوں کا ایک ہی مایۂ استدلال ہے

یہاں سے پتا چلتا ہے کہ شیعہ اور تفضیلیہ باہم سگے بھائی ہیں' دونوں کا ایک ہی مابہ الاستدلال ہے' اسی حدیث سے اہلِ تشیع حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل ثابت کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کا مقام تھا' ایسا ہی مقام جب اس اُمت میں مولا علی رضی اللہ عنہ کا ہے تو پھر نبی کے بعد خلافت بھی انہی کا حق تھا' دوسروں نے یہ حق کیوں مار لیا۔ شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنے کیلئے جتنی کتابیں لکھی ہیں' ان میں اس حدیث کو بڑی شدومد سے پیش کیا گیا ہے' نہ یقین آئے تو یہ کتابیں پڑھیں: فتوحاتِ شیعہ' تنزیہ الامامیہ' قولِ حق' تلخیص الشافی' بحار الانور وغیرہ۔

جوابِ دوم: اس حدیث سے عارضی خلافت مراد ہے

تو جو جواب اس حدیث کے بارے میں ہم شیعوں کو دیتے ہیں' وہی تفضیلیوں کو دیتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ یہ ارشادِ نبوی ایک خاص موقع پر ہوا۔

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابی طالب فی غزوۃ تبوک ۔

(ترجمہ:) ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوۂ تبوک پر جانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی جگہ مدینہ طیبہ میں چھوڑا''۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یـا رسـول الـلّٰـه! تُخَلِّفُنِی فی النسآءِ والصِّبیانِ؟ فقال اما ترضٰی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انهٗ لا نبی بعدی (مسلم' کتاب: الفضائل' حدیث: 6218)

(ترجمہ:) ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ (اس وقت) میرے ساتھ تمہارا وہ مقام ہے جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

یعنی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حصولِ کتاب کیلئے طُور پر جانے لگے تو حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا:

اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ ۔(سورۃ الاعراف' آیت:142)

(ترجمہ:)''تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو''۔

اسی طرح جب نبی اکرم ﷺ غزوۂ تبوک پر جانے لگے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ چھوڑا' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جہاد میں عدم شرکت کا دُکھ ہوا تو آقا نے ان کا غم دور کرنے کیلئے فرمایا: آج تم میرے ساتھ اس مقام پر کھڑے ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھڑے تھے' البتہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے اور تم نبی نہیں ہو۔لہٰذا یہ ایک خاص موقع کی بات ہے' یہ ایک عارضی چند روزہ خلافت تھی جو حضرت ہارون علیہ السلام کو دی گئی' یہ مستقل خلافت نہ تھی' نہ ہی حضرت ہارون علیہ السلام جناب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مستقل خلیفہ تھے' بلکہ وہ حیاتِ موسیٰ علیہ السلام ہی میں فوت ہو گئے۔

تو اس حدیث سے نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ مستقلہ ثابت ہوتی ہے کہ اس سے شیعوں کی دلیل ثابت ہو اور خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اعتراض آئے' نہ ہی اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اُمتِ محمدیہ میں سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے کہ تفضیلیوں کی دلیل ثابت ہو اور افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی اعتراض آئے۔

یہی بات اس حدیث کے نیچے افتخارِ حنفیت حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمائی' وہ فرماتے ہیں:

ولا حجة فی الحدیث لاحد منهم بل فیه اثبات فضیلة لعلی ولا تعرض فیه لکونه افضل من غیره ۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ' جلد11 صفحہ336)

(ترجمہ:)''اس حدیث میں ان کیلئے کوئی دلیل نہیں' بلکہ اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک فضیلت کا اثبات ہے اور اس میں ان کے دوسروں سے افضل ہونے کا کوئی سروکار نہیں''۔

جواب سوم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت یوشع افضل تھے نہ کہ حضرت ہارون

نہ ہی اس دعویٰ کی کوئی دلیل ہے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جناب ہارون علیہ السلام ہی سب سے افضل تھے' بلکہ ان سے افضل حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ٹھہرتے ہیں جو پیغمبر تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے جانشین ٹھہرے اور انہی کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے وفاتِ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی

اسرائیل کو دشمنوں پر فتح عطا فرمائی اور بیت المقدس کو کفار سے آزاد کروایا گیا۔

بلکہ یوں کہیے کہ بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو مقام حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کا تھا' بعینہٖ وہ مقام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا اور اُنہوں نے آقا کے بعد اُمت کو اسی طرح سنبھالا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کو حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے سنبھالا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ آج اہلِ تشیع حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصی حضرت ہارون علیہ السلام کو نہیں' حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو لکھتے ہیں حالانکہ یہ وصی والی بات ان کی من گھڑت ہے۔

القصہ! جب حدیث ''انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ'' کی بات چھڑی تو اس سے بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی سامنے آئی نہ کہ افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' تاہم اس حدیث سے سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ انہیں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی اور انہیں اپنی نیابت عطا فرمائی اور یہ حدیثِ صحیح ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہے' اسی لیے ہم تفضیلیوں سے کہتے ہیں کہ فضائلِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جب احادیثِ صحیحہ موجود ہیں تو حدیثِ طیر اور حدیث خیر البریہ جیسی بے اصل روایات کو اس ضمن میں لانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

فصل دوم: بعض عباراتِ ائمہ سے پیدا کردہ شبہات اور ان کا جواب

پہلا شبہ: بقول ابن عبدالبر کئی صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل مانتے تھے

عبدالقادر شاہ صاحب نے اپنی کتاب ''زبدۃ التحقیق'' میں امام ابن عبدالبر کی عبارت' ان کی کتاب ''الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب'' سے نقل کی ہے' جو یوں ہے:

وروی عن سلمان وابی ذر والمقداد وخباب وجابر وابی سعید الخدری وزید بن ارقم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم وفضله هؤلاء علٰی غیره ۔

(الاستیعاب جلد 3 صفحہ 27)

(ترجمہ:) ''حضرت سلمان فارسی' ابوذر غفاری' مقداد بن اسود' خباب بن ارت' جابر بن عبداللہ' ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت مولا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور ان صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دی ہے''۔

عبدالقادر شاہ صاحب اس پر اپنا تبصرہ ان الفاظ سے کرتے ہیں:

”یعنی یہ مسئلہ ان کے (ابن عبدالبر کے) دورِ حیات 463ھ ہی میں نہیں چھڑا' بلکہ سلف صالحین میں بھی بدستور اختلاف گزرا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھنا چاہیے یا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھنا چاہیے' مگر دونوں جماعتیں سنّی سمجھی جاتی ہیں' ان میں سے کسی کو بھی سنّیت سے خارج نہیں سمجھا گیا“۔ (زبدۃ التحقیق صفحہ 210)

جوابِ اوّل: اس سے جزوی فضیلت مراد ہے

اس عبارت سے صاف نظر آ رہا ہے کہ امام ابن عبدالبر نے جن صحابہ کا نام لیا ہے وہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو صرف اس بات میں دوسرے صحابہ پر فضیلت دیتے تھے کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے ہیں کیونکہ سیاقِ کلام ہی بتا رہا ہے کہ فرمایا: سلمان' ابوذر' مقداد' خباب' جابر' ابوسعید اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور اُنہوں نے آپ کو دوسروں پر فضیلت دی ہے۔

علاوہ ازیں عبدالقادر شاہ صاحب نے ”زبدۃ التحقیق“ میں صفحہ 266 پر امام ابن اثیر جزری کی عبارت بھی پیش کی ہے اور اپنا مقصد نکالا ہے' وہ عبارت بھی اسی طرح ہے جیسے ابن عبدالبر کی ہے بلکہ انہی کے حوالہ کے ساتھ ہے' اس کے الفاظ یہ ہیں:

وقال ابو ذر والمقداد وخباب و جابر و ابو سعید الخدری وغیرھم ان علیًّا اوّل من اسلم بعد خدیجة وفضله ھؤلاء علٰی غیرہٖ قالهٗ ابو عمر ۔

(ترجمہ:) ”حضرت ابوذر' مقداد' خباب' جابر اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم وغیرہم نے کہا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور اُنہوں نے آپ کو دوسرے صحابہ پر فضیلت دی ہے' یہ بات ابوعمر (ابن عبدالبر) نے کہی ہے“۔

عبدالقادر شاہ صاحب نے اس کا پورا حوالہ نہیں لکھا' اس کا حوالہ یہ ہے:

اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 91' ذکر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت

اس عبارت کا بھی معنی صاف نظر آ رہا ہے کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس حوالہ سے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو دوسرے لوگوں پر فضیلت دی ہے کہ وہ سب سے پہلے اسلام لائے ہیں کیونکہ استیعاب اور اسد الغابہ

دونوں میں یہ عبارتیں اسی ضمن میں آئی ہیں کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا؟ اور اسی حوالہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل بیان کی گئی ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ یہ افضلیتِ مطلقہ کا بیان نہیں ہے۔ یہ ایک جزوی فضیلت ہے، افضلیتِ مطلقہ کے بارے میں ہم پیچھے آیاتِ قرآن، چالیس احادیثِ صحیحہ اور اجماعِ صحابہ و اجماعِ اہلِ سنت بیان کر چکے ہیں کہ وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کیلئے ہے، لہٰذا ان عبارات میں عبدالقادر شاہ صاحب کے ہاتھ کچھ نہیں لگا، نہ ہی اس سے اجماعِ صحابہ کرام بر افضلیتِ صدیقِ اکبر کی حقانیت پر کوئی حرف آتا ہے۔

جوابِ دوم: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان ہی سب سے اولیٰ و اثقل ہے

استیعاب اور اسد الغابہ کی مذکورہ عبارات میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالہ سے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پہلا مسلمان ہونا بتایا گیا ہے اور اس لحاظ سے ان کو افضل فرمایا گیا ہے، مگر سب کو معلوم ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا پہلا مسلمان ہونا متفق علیہ نہیں۔ بعض کا قول یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی سب سے پہلے مسلمان ہیں، بعض حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اور اکثر سیدہ خدیجہ کبریٰ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کو پہلا مسلمان قرار دیتے ہیں، اور اس میں تو کسی ذی شعور کو اختلاف ہی نہیں کہ اسلام لانے والا پہلا آزاد مرد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اُم المؤمنین سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ، حضرت زید بن حارثہ اور مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہم کے ایمان کے مقابلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا وہی مقام ہے جو ایک عورت، ایک غلام اور ایک بچے کی گواہی کے مقابلہ میں ایک آزاد مرد کی گواہی کا مقام ہے، اگر کوئی تفضیلی اس نکتہ کو سمجھ جائے تو اسے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے ماننے بغیر کوئی چارہ نہ رہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ کے حق میں آپ کی زوجہ مقدسہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی گواہی آئی، آپ کے غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ کی گواہی آئی اور آپ کی گود میں پروردہ آپ کیلئے مثلِ پسر بچے مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی گواہی آئی، مگر ان گواہیوں کی وجہ سے کسی کا دل اسلام کی طرف مائل نہیں ہوا۔ لوگوں نے کہا: یہ تو سب افرادِ خانہ ہیں، ان کے زیرِ دست ہیں، اگر یہ مان گئے ہیں تو کیا ہوا، مگر جب آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں پہلے آزاد مرد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گواہی آئی تو تب لوگوں کے کان کھڑے ہوئے، اس کے بعد جو بھی ایمان لایا، انہی کے ایمان سے متاثر ہو کر لایا اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ صرف آزاد مرد نہ تھے بلکہ مکہ میں ایک جج کی حیثیت رکھتے تھے۔ وہ عرب میں علمِ انساب کے سب سے

بڑے امام تھے' لوگ انساب اور دیات کے اختلاف میں ان سے فیصلے کرواتے تھے' ان کا ایمان لانا اتنی بڑی گواہی تھی جس نے فضائے مکہ میں ارتعاش پیدا کر دیا' پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنی ذاتی وجاہت کے ساتھ لوگوں کو دعوتِ اسلام دیتے اور انہیں آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں لا کر حلقہ بگوشِ اسلام کرنے لگے' عشرہ مبشرہ صحابہ میں حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سات افراد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعوت سے اسلام لائے۔ یوں دین آگے آگے پھیلا اور لوگ اسلام میں آتے گئے۔ گویا ساری اُمت کے ایمان میں ایمانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا حصہ شامل ہے' اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بجا فرمایا کہ اگر ساری اُمت کا ایمان ایک پلہ میں اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان دوسرے پلہ میں رکھا جائے تو ایمانِ صدیق ساری اُمت سے بھاری رہے گا۔ (کنز العمال جلد 11 صفحہ 493' روایت: 35614)

جواب سوم: خود مولا علی المرتضیٰ افضلیتِ صدیق اکبر کا اعلان کرتے ہیں

پیچھے ہم ایک مستقل باب قائم کر کے اس میں مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بائیس اقوال پیش کر چکے جن میں خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا واشگاف اعلان کرتے ہیں اور خود فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اللہ نے اُمت کو سب سے افضل شخص پر جمع کر دیا۔

(مجمع الزوائد بروایت بزار' جلد 9 صفحہ 55) (کنز العمال جلد 12 صفحہ 516)

جب خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گواہی آ گئی کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ اُمت ہوا ہے تو اس اجماع میں یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں جن کا ذکر استیعاب اور اسد الغابہ کی مذکورہ عبارات میں ہے' تو پھر وہ اجماع میں شامل ہو کر اس کے خلاف Statement کیسے دے سکتے ہیں' صاف ظاہر ہے کہ ان کے قول میں جو فضیلت مذکور ہے' وہ جزوی فضیلت ہے۔

بلکہ عبدالقادر شاہ صاحب اور دوسرے تفضیلی لوگوں کیلئے درسِ عبرت ہے کہ جب خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں:

فان یرد اللّٰہ بالناس خیرًا فسیجمعھم علٰی خیرھم کما جمعھم بعد نبیھم علٰی خیرھم۔ (حوالہ مذکورہ)

(ترجمہ:) ''کہ اگر اللہ نے چاہا تو میرے بعد لوگوں کو ان میں سب سے افضل شخص پر جمع کر دے گا جیسے اُس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں کو سب سے افضل شخص پر جمع کر دیا تھا''۔

تو مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد کا سب سے زیادہ حق ہے کہ اس اجماع کو تسلیم کریں' بیٹے کا حق نہیں کہ باپ کی تردید کرے اور اس کے صریح فیصلہ کے خلاف کتابیں لکھے اور باپ بھی وہ جو اسد اللہ الغالب ہے' برادرِ مصطفیٰ ہے' شوہرِ زہراء ہے اور پدرِ مجتبیٰ وسیّد الشہداء ہے۔

ہم عبدالقادر شاہ صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ اپنے باپ کے حقیقی وارث بنیں اور افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر کتاب لکھیں اور اُمت کا ساتھ دیں' ان شاء اللہ! ان کی عزت بوسہ دہِ اوجِ ثریا ہو جائے گی۔

جواب چہارم: ابن عبدالبر کے کلام کو محدثین ردّ کر چکے ہیں

اب اس کو پھر اُٹھانا اہلِ سنت کے اجماعی نظریات کو پھر سے مختل کرنے کے مترادف ہے۔

اوّل: چنانچہ ابن عبدالبر کے قول کو شدت کے ساتھ ردّ کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> وابن عبدالبر کہ از مشاہیر علماءِ حدیث است در استیعاب ذکر مے کند کہ سلف اختلاف کردہ اند در تفضیل ابوبکر و علی مے گوید کہ مروی از سلمان وابوذر ومقداد وخباب وجابر وابوسعید خدری و زید بن ارقم آنست کہ علی مرتضیٰ اول کسے است کہ اسلام آوردہ' ولیکن از جہت خوفِ ابوطالب کتمان نمودہ' وگفتہ است کہ ایں جماعت از صحابہ علی را تفضیل دہند بر ہر کہ غیر اوست' ایں کلام ابن عبدالبر است ولیکن مے گویند کہ ایں مقالہ از ابن عبدالبر مقبول ومعتبر نیست و جمہور ائمہ دریں باب اجماع نقل مے کنند۔ (تکمیل ایمان' صفحہ 148' مطبوعہ الرحیم اکیڈمی' کراچی)

(ترجمہ:) ''ابن عبدالبر جو مشہور علماءِ حدیث میں سے ہیں' استیعاب میں نقل کرتے ہیں کہ سلف کے ہاں حضرت ابوبکر صدیق و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے مابین تفضیل میں اختلاف ہوا ہے اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ حضرات سلمان' ابوذر' مقداد' خباب' جابر' ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسلام لانے والے پہلے آدمی ہیں مگر وہ ابوطالب کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتے تھے اور کہا ہے کہ صحابہ کی یہ جماعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دوسرے تمام صحابہ پر فضیلت دیتی ہے۔ یہ ابن عبدالبر کا کلام ہے مگر محدثین فرماتے ہیں کہ ابن عبدالبر کا یہ کلام قابلِ قبول و قابلِ اعتبار نہیں ہے کیونکہ جمہور کی مخالفت

میں ایسی شاذ روایت کا کچھ اعتبار نہیں' اور جمہور ائمہ نے اس بارے میں (افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں) اجماع نقل کیا ہے''۔

یعنی بقولِ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جو آیۃ من آیات اللہ فی الہند ہیں' افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جمہور محدثین نے اجماعِ اُمت نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کی مخالفت میں ابن عبدالبر کے کلام کی کچھ حیثیت نہیں' لہٰذا یہ قولِ مردود ہے۔ تو حیرت ہے پیر عبدالقادر شاہ صاحب کو ایک نامقبول و نامعتبر خلافِ جمہور قول کے اُچھالنے کی ضرورت کیوں درپیش آئی' سوا اس کے کہ اُمت میں خلفشار پیدا ہو۔

دوم: علاوہ ازیں ابن عبدالبر کے اس قول کی جو شدید تردید امام ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے' اگر عبدالقادر شاہ صاحب اسے پڑھ لیتے تو کبھی اس قول کو نہ اُچھالتے۔ امام ابن حجر فرماتے ہیں:

''یہ سوال ہے کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو اجماع تم نے لکھا ہے' ابن عبدالبر کا یہ قول اس کے خلاف ہے کہ سلف نے حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کی تفضیل پر اختلاف کیا ہے اور اس سے قبل ابن عبدالبر نے یہ بھی کہا کہ حضرت سلمان' ابوذر' مقداد' خباب' جابر' ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مسلمان ہیں اور ان صحابہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام دیگر افراد پر فضیلت دی ہے''۔

اس کے بعد امام ابن حجر مکی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

قُلْتُ اَمَّا مَا حَكَاهُ اَوَّلًا مِنْ اَنَّ السَّلَفَ اخْتَلَفُوْا فِی تَفْضِيْلِهِمَا فَهُوَ شَیْءٌ غَرِيْبٌ انْفَرَدَ عَنْ غَيْرِهٖ مِمَّنْ هُوَ اَجَلُّ مِنْهُ حِفْظًا وَاطِّلَاعًا فَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ' فَكَيْفَ وَالْحَاكِی لِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ عَلٰی تَفْضِيْلِ اَبِی بَكْرٍ وَعُمَرَ وَتَقْدِيْمِهِمَا عَلٰی سَائِرِ الصَّحَابَةِ جَمَاعَةٌ مِنْ اَكَابِرِ الْاَئِمَّةِ مِنْهُمُ الشَّافِعِیُّ رضی اللہ عنہ كَمَا حَكَاهُ الْبَيْهَقِیُّ وَغَيْرُهٗ وَاَنَّ مَنِ اخْتَلَفَ مِنْهُمْ اِنَّمَا اخْتَلَفَ فِی عَلِیٍّ وَعُثْمَانَ ۔

(ترجمہ:) ''میں کہتا ہوں کہ ابن عبدالبر نے جو پہلے حکایت کیا کہ حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما کے مابین تفضیل میں سلف نے اختلاف کیا ہے تو یہ بہت عجیب بات ہے' ابن عبدالبر نے یہ منفرد بات کہی ہے جو ان ائمہ کرام سے ہٹ کر ہے جو اپنے حفظ اور علم میں ابن عبدالبر سے کہیں زیادہ جلیل القدر ہیں۔ لہٰذا اس کا کچھ اعتبار نہیں' اس کا اعتبار کیسے ہو سکتا ہے؟ جبکہ تمام صحابہ

پر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر صحابہ و تابعین کا اجماع نقل کرنے والی اکابر ائمہ کی ایک بڑی جماعت ہے جن میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں جیسا کہ ان سے بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے، اگر سلف میں سے کسی نے اختلاف کیا ہے تو عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہما کے مابین تفضیل میں کیا ہے"۔

اس کے بعد امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے ابن عبدالبر کے قول مذکور کی مزید تردیدِ شدید یوں فرماتے ہیں:

وَعلَى التَّنزُّلِ فَاِنَّهُ حَفِظَ مَا لم يَحْفَظْ غيرُهُ فَيُجابُ عَنْهُ بِاَنَّ الْاَئِمةَ اِنما اَعْرَضُوْا عَنْ هٰذه الْمَقَالِةِ لِشُذُوْذِهَا ذِهَابًا اِلٰى اَنَّ شُذُوذَ الْمُخَالِفِ لا يَقْدَحُ فِيْهِ اَوْ رَأَوا اَنَّما حَادِثَةٌ بعد انعقادِ الْاَجماع فكَانَتْ فِيْ حِيزِ الطَّرْدِ وَالرَّدِ ۔

(الصواعق المحرقہ، صفحہ 81، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقت، استنبول، ترکی)

(ترجمہ:) "علیٰ سبیل التنزل! اگر یہ کہا جائے کہ ابن عبدالبر نے وہ بات حفظ کی جو دوسرے نہ کر سکے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ دین نے ابن عبدالبر کے اس قول سے اعراض کیا ہے کیونکہ شاذ ہے، وجہ یہ ہے کہ کسی مخالف قول کا شذوذ اجماع کی حیثیت میں کچھ نقص نہیں لاتا، یا ائمہ نے یہ دیکھا کہ یہ قول انعقادِ اجماع کے بعد سامنے آیا ہے، لہٰذا اس لائق ہے کہ اسے پھینک دیا جائے اور اس کا رد کیا جائے"۔

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جس زوردار طریقہ سے قولِ ابن عبدالبر کا رد کیا ہے اور افضلیتِ شیخین پر اجماع کو جس طرح نکھارا ہے، اس کے بعد پیر عبدالقادر شاہ صاحب کا اس قول پر اصرار لایعنی عمل رہ جاتا ہے اور اُمت کے اجماعی عقیدہ میں رخنہ اندازی کی ایک کوشش ہے۔

سوم: علاوہ ازیں امام عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے مرام الکلام صفحہ 46 میں ابن عبدالبر کے اس قول کی جو خبر لی ہے، عبدالقادر شاہ صاحب کو چاہیے تھا کہ پہلے اسے بھی پڑھ لیتے۔

چہارم: اور سب سے بڑھ کر اس قول کی نامعتبری کو جس تفصیلی و تحقیقی انداز میں امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکھارا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، وہ طویل گفتگو ہے، ہم اس کی بعض جھلکیاں آپ کے سامنے رکھتے ہیں:

''یہاں حضرات سفضیہ (تفضیلیہ) کو ہلدی کی گرہ ایک عبارت ابوعمر ابن عبدالبر صاحب استیعاب کی سنی سنائی ہاتھ لگ گئی' اس پر وہ قیامت کہ جامہ میں پھولے نہیں سماتے' انہوں نے کہیں لکھ دیا ہے کہ صحابہ میں سے دو چار حضرات تفضیل مولا علی رضی اللہ عنہ کے بھی قائل تھے' اے میرے پروردگار! اب صبر کی مجال کہاں! ایک غُل پڑ گیا کہ حضرت! اجماع کیسا؟ یہ مسئلہ خود صدرِ اوّل (صحابہ کرام) میں مختلف فیہ رہا ہے' اب ہمیں اختیار ہے' چاہیں مانیں یا نہ مانیں''۔

''اناللہ وانا الیہ راجعون! آدمی مطلب کی بات کو خواہ نہایت خفی و دور اور راہِ حق سے مہجور ہو' کس قدر جلد مرحبا کہتا ہے۔ عزیزو! اتنا تو خیال کر لیا ہوتا کہ ابن عبدالبر سے پہلے ہزار ہا ائمہ دین وعلماءِ محدثین گزرے جن کی عمر عزیز تجسسِ اخبار میں گزری' اگر یہ روایت حقیقت میں معتبر و صحیح ہوتی تو سخت تعجب کہ وہ اکابرِ دین اس سے محض غافل رہ جائیں اور بغیر ذکرِ اختلاف اجماعِ صحابہ و تابعین کی تصریحات فرمائیں اور ساڑھے تین سو برس کے بعد (چوتھی صدی میں آ کر) ابن عبدالبر ہی اس پر آگاہی پائیں۔ کیا شیخ محقق کا ارشاد نہ سنا کہ جمہور ائمہ دین دریں باب اجماع نقل کنند (جمہور ائمہ افضلیتِ صدیقِ اکبر پر اجماع نقل کرتے ہیں''۔

''بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ممکن ہے (بعض صحابہ کا) یہ اختلاف قبل از انعقادِ اجماعِ صحابہ ہو' بعد میں جب ان صحابہ پر بھی دلائل افضلیتِ شیخین لائح (واضح) ہو گئے تو اسی کی طرف رجوع فرمالی۔ اب اجماعِ کامل منعقد ہو گیا' اس کی نظیر (مثال) موجود ہے' حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ پہلے جنابِ مرتضوی کو افضل جانتے تھے' جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حقِ صریح کی تلقین فرمائی تو وہ بھی تفضیلِ شیخین کی طرف لوٹ آئے''۔

(مطلع القمرین' صفحہ 172-175' مطبوعہ مکتبہ بہارِ شریعت' لاہور)

جب اتنے اکابرینِ اُمت ابن عبدالبر کے قولِ مذکور کی تردید کر رہے ہیں تو اسے اُچھال کر عبدالقادر شاہ صاحب نے کوئی نیکی نہیں کمائی۔

جواب پنجم: خود ابن عبدالبر نے افضلیتِ صدیق پر اتفاقِ اہلِ سنت لکھا ہے

کاش! پیر عبدالقادر شاہ صاحب اسی استیعاب میں دو صفحہ بعد ابن عبدالبر کی یہ عبارت بھی دیکھ لیتے۔

وَاَهْلُ السُّنَّةِ الْيَوْمَ علىٰ ما ذَكَرْتُ لَكَ مِنْ تقديمِ ابى بكرٍ فى الفضل على عُمَرَ

وتقديمِ عمرَ علىٰ عُثمانَ وَتقديمِ عثمانَ عن عليٍّ رضی اللہ عنہم ۔
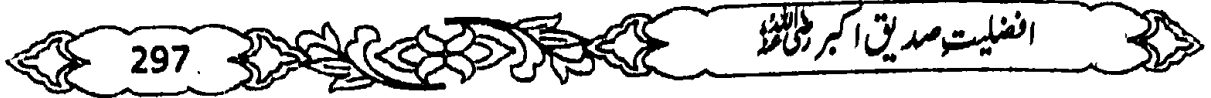
(الاستیعاب، جلد 3 صفحہ 54، باب: علی، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

جب خود امام ابن عبدالبر افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی اہلِ سنت کا عقیدہ بتا رہے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اس سے ہٹ کر جو قول ہے، وہ ان کے ہاں مردود ہے اور اگر اسے درست مانا جائے تو اس سے جزوی فضیلت ہی مراد ہو سکتی ہے۔

جوابِ ششم: ابن عبدالبر کی روایت سے افضلیتِ صدیق پر مولا علی کا تہدیدی ارشاد

خود انہی امام ابن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ جس میں چھ رواۃ ہیں، ابوعبیدہ بن حکم بن حجل سے یہ روایت کیا:

قال عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ لا يُفَضِّلُنِيْ اَحَدٌ علىٰ ابى بكرٍ و عُمرَ اِلَّا جَلدتُهُ حَدَّ المفترى ۔

(الاستیعاب، جلد 2 صفحہ 253، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی شخص مجھے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت نہ دے گا مگر یہ کہ میں اسے ضرور مفتری کی سزا دوں گا''۔

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تین دیگر اسانید ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں۔ الغرض! یہ ارشادِ مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تواتر سے منقول ہے، اب سوال ہے کہ اگر ابن عبدالبر کا یہ قولِ مذکور درست مان لیا جائے کہ بعض صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ پر افضل جانتے تھے تو کیا اس کا معنی یہ ہے کہ ان صحابہ نے وہ قول کیا جس کے قائل پر خود مولا علی رضی اللہ عنہ اسی کوڑے کی سزا جاری کرتے ہیں اور کیا تم صحابہ کرام کو قابلِ سزا افراد مانتے ہو؟ معاذ اللہ! تو سیدھی طرح مان لو کہ یہ قول ہی مردود ہے اور علی التنزل اس سے جزوی فضیلت مراد ہے۔ کما صرّحناه فيما سبق ۔

ہم عبدالقادر شاہ صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ سوچیں! اگر روزِ قیامت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھ لیا کہ میری اولاد میں سے ہو کر تم نے میرے حکم کی مخالفت کیوں کی تو اس کا کیا جواب ہو گا؟

جوابِ ہفتم: یہی صحابہ کرام افضلیتِ صدیق پر احادیث روایت کرتے ہیں

ابن عبدالبر کے قولِ مذکور میں بیان کیے گئے صحابہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حدیث روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی صُحْبتہٖ وَمالِہٖ اَبُوْ بکرٍ وَلو کُنْتُ مُتَّخِذًا خلیلًا غَیْرَ رَبّی لَاتَّخَذْتُ اَبَا بکرٍ خلیلًا ولکن اُخوۃُ الاسلامِ ومَوَدَّتُہٗ لا یُبْقَیَنَّ فِی المسجِدِ بابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بابُ اَبی بکرٍ ۔

(بخاری حدیث 3654)(مسلم حدیث 6170)(ترمذی حدیث 3660)

(ترجمہ:) ”بے شک مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان کرنے والا شخص ابوبکر ہے اور اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلام کی اخوت ومؤدت ہی کافی ہے مسجد میں ابوبکر کے دروازہ کے سوا جو دروازہ ہے سب بند کردو“۔

اور اسی حدیث کے شروع میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے بڑے عالم تھے۔

اور انہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کا امام ابن عبدالبر نے نام لیا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھی ہیں وہ یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے آگے چل رہے تھے آپ نے فرمایا: اے ابودرداء!

اَتَمْشِیْ قُدَّامَ رَجُلٍ لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ عَلٰی رجلٍ اَفْضَلُ مِنْہ ۔

(معجم اوسط للطبرانی جلد 5 صفحہ 271 حدیث 7306 دار الکتب العلمیہ بیروت)

(ترجمہ:) ”کیا تم اس شخص سے آگے چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد اس سے افضل کسی مرد پر سورج نے طلوع نہیں کیا“۔

صاحب کنز العمال نے کہا: اسے ابن عساکر نے بھی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ (کنز العمال جلد 12 صفحہ 504 حدیث 35644)

جب خود یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر احادیثِ نبویہ روایت کر رہے ہیں تو کیسے مانا جائے کہ وہ اس کے خلاف عقیدہ اپنائیں اور قول کریں؟ یقیناً ان کی طرف منسوب قول اگر صحیح ہے تو اس سے جزوی فضیلت مراد ہے۔ کما لا یخفٰی علٰی عاقل ان کان عاقلًا ۔

دوسرا شبہ: عبدالقادر شاہ صاحب کا محمد بن عبدالکریم شہرستانی کی عبارات سے استدلال

عبدالقادر شاہ صاحب نے زبدۃ التحقیق' صفحہ 215 میں افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنانے کیلئے محمد بن عبدالکریم شہرستانی کی عبارات کا سہارا ابھی لیا ہے اور حضرت زید بن زین العابدین رحمہما اللہ کے بارے میں اس کی آراء لکھی ہے' چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

امام عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب: الملل والنحل' جلد 1 صفحہ 155 پر رقمطراز ہیں:

کان مذھبُہٗ جوازَ اِمامۃِ المفضولِ مع قیامِ الافضلِ فقال کان علیٌّ بن ابی طالبٍ افضلَ الصحابۃِ اِلّا اَنَّ الخلافۃَ فُوِّضَتْ الیٰ ابی بکرٍ لِمَصْلحۃٍ رَأَوھا وَقاعدۃٍ دینیۃٍ رَاعوھا ۔

(ترجمہ:) ''ان کا مذہب (حضرت زید بن امام زین العابدین کا مذہب) یہ تھا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت درست ہے' سو انہوں نے کہا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل تھے مگر یہ کہ خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی' وہ کسی مصلحت کے تحت تھی جس کو انہوں نے مدنظر رکھا اور کسی قاعدۂ دینیہ کے مطابق تھی' جس کی انہوں نے پابندی کی''۔

خلاصہ یہ کہ وہ (حضرت زیدؒ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مکمل افضلیت کے مدعی تھے' اس کے باوجود وہ سنّی تھے' اب یہ دیکھنا چاہیں گے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی یا نہ کی؟ عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب 1-158 کو زیورِ تحریر سے یوں آراستہ کرتے ہیں:

وَکانَ ابو حنیفۃَ علیٰ بَیعتِہٖ وَمِنْ جُملۃِ شیعتِہٖ حتیٰ دُفعَ الامرُ الیٰ المنصورِ فَحَبِسَہٗ حَبْسَ الابدِ حتیٰ ماتَ فی الحبسِ ۔

(ترجمہ:) ''حضرت امام ابوحنیفہ ان کی (زید بن علی کی) بیعت پر ثابت قدم تھے اور ان (زید بن علی رضی اللہ عنہ) کے شیعہ میں سے تھے حتیٰ کہ معاملہ المنصور عباسی تک پہنچایا گیا تو اُس نے انہیں زندگی بھر کی قید دے دی یہاں تک کہ جیل ہی میں واصل باللہ ہوئے''۔

اب بتائیے! کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو سنی شیعہ کی تمیز نہ تھی؟ اگر وہ افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقیدے کو سنی شیعہ میں فصل تسلیم کرتے تو حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم کو شیعہ سمجھتے اور اگر شیعہ سمجھتے تو بیعت کیسے کرتے اور اگر ایسی حالت میں بیعت کر لیتے تو عالمِ سنّیت انہیں اپنا امام کیسے سمجھتا۔

یہ کہنا بھی کیسے ممکن ہوگا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع ہوگیا تھا؟ اگر اجماع ہوا ہوتا تو جناب امام ابوحنیفہ کو پہلے پتا ہوتا یا چوتھی پانچویں صدی ہجری کے لوگوں کو پہلے پتا ہوتا؟

(زبدۃ التحقیق، صفحہ 215 تا 217)

یہ وہ سارا خیالی محل ہے جو عبدالقادر شاہ صاحب نے شہرستانی کی باتوں پر کھڑا کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بقولِ شہرستانی حضرت زید بن زین العابدین افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قائل تھے، اس کے باوجود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان کے شیعہ (پیروکار) تھے اور انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، اگر افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کا قائل شخص شیعہ ہو جاتا ہے تو کیا امام ابوحنیفہ نے ایک شیعہ کی بیعت کی تھی؟

جوابِ اوّل: شہرستانی ایک ملحد انسان ہے

اس جگہ میں چلتے چلتے واضح کر دوں کہ اس کا نام محمد بن عبدالکریم بن احمد شہرستانی ہے، ولادت 467ھ ہے اور وفات 548ھ، عبدالقادر شاہ صاحب نے اپنی کتاب ''زبدۃ التحقیق'' میں بار بار اس کا نام عبدالکریم شہرستانی ذکر کیا ہے، عجب ہے جب آپ اس کا حوالہ دینے ہی لگے ہیں تو کم از کم اس کا نام تو صحیح طرح جان لیں، ایسی بے خبری بھی کیا ہوئی!

بہرحال امام شمس الدین ذہبی متوفی 748ھ نے سیر اعلام النبلاء میں شہرستانی کا سب کچا چھٹا کھول کر رکھ دیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ فِی التَّحبیرِ هُوَ مِنْ اهلِ شَهرَستانَه کان امامًا اصولیًّا عارفًا بالادبِ وبِالعُلومِ المَهْجُورةِ قال وهو مُتَّهَمٌ بالاِلحادِ، غالٍ فی التَّشَیُّع ۔

وقال ابنُ ارسلان فی تاریخ خوارزم عالمٌ لَیسٌ مُتَفَنِّنٌ ولو لا میلُهٗ الٰی اهلِ الالحادِ وَتَخَبُّطُهٗ فی الاعتقادِ لکانَ هو الامامَ، وکثیرًا ما کُنَّا نَتَعَجَّبُ مِنْ وُفورِ فَضلِه کیفَ مَالَ الٰی شیءٍ لا اَصلَ لهٗ؟ نَعُوذُ باللّٰهِ مِنَ الخذلان ولیسَ ذٰلك اِلّا لِاِعراضِه عَن علمِ الشَّرعِ وَاشتِغالِه بِظُلُماتِ الفسلفةِ وقد کانَتْ بَیْنَنا مُحاوَراتٌ فکیفَ یُبالِغُ فی نُصرةِ مذاهبِ الفلاسِفَةِ وَالذَّبِ علیہ السلام عنهم حضَرتُ وَعظَهٗ مَرّاتٍ فَلَم یکن فی ذٰلك قال اللّٰه ولا قال الرسول ۔

(ترجمہ:) ''صاحب تحبیر کہتے ہیں: وہ شہرستانہ (خوارزم) کے باشندوں میں سے تھا، امام تھا،

اصولی تھا' ادب اور متروک علوم کا عارف تھا' الحاد سے متہم تھا اور غالی شیعہ تھا۔ ابن ارسلان نے تاریخ خوارزم میں لکھا ہے کہ وہ عالم' زیرک اور فنی آدمی تھا' اگر اس کا اہلِ الحاد کی طرف میلان نہ ہوتا اور عقیدہ میں بے راہروی نہ ہوتی تو وہ بڑا امام تھا' اور ہم تعجب کرتے تھے کہ وہ اپنے وفورِ فضل کے باوجود کیسے بے اصل چیز (فلسفہ) کی طرف مائل ہو گیا' ہم ایسی ذلت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں! اور یہ اس لیے ہوا کہ وہ علمِ شرع سے روگرداں اور ظلماتِ فلسفہ میں غلطاں تھا' ہمارے درمیان کئی مباحث چلے' تو وہ کس طرح مذاہب فلسفہ کی مدد اور ان کے دفاع میں حد سے بڑھتا تھا' میں اس کے وعظ میں کئی بار بیٹھا' اس میں ''قال اللہ'' اور ''قال الرسول'' کی کوئی بات نہیں ہوتی تھی''۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ' علامہ ابن ارسلان کی بات کو جاری رکھتے ہوئے محمد بن عبدالکریم شہرستانی کے الحاد اور اس کی گمراہی سے مزید یوں پردہ اُٹھاتے ہیں:

سَأَلَهُ یومًا سائِلٌ فَقالَ سائِرُ العُلماءِ یَذکُرونَ فی مجالسهم المسائلَ الشّرعیةَ ویُجیبُونَ عنها بِقولِ ابی حنیفة وَالشافِعیّ وَاَنتَ لا تَفعلُ ذٰلك؟ فقال مثَلی ومَثَلُکُم کمثلِ بَنی اسرائیلَ یأتِیهُم المنُّ والسّلوٰی فَسَألوا الثُّومَ وَالْبصَلَ ۔

(سیر اعلام النبلاء' جلد 12 صفحہ 511' رقم: 5134' الشہر ستانی' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''ایک دن شہرستانی سے ایک سائل نے کہا: تمام علماء اپنی مجالس میں مسائلِ شرعیہ کا ذکر کرتے ہوئے قولِ ابوحنیفہ وقولِ شافعی کا حوالہ دیتے ہیں' تم ایسا نہیں کرتے ہو' کیوں؟ اس نے کہا: میری اور تمہاری مثال بنی اسرائیل جیسی ہے' ان کے پاس من وسلویٰ آتا تھا' مگر انہوں نے تھوم اور پیاز مانگ لیا''۔

یہ وہ ملحد شخص ہے جس کو عبدالقادر شاہ صاحب ''امام شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ'' کہہ کر یاد کرتے ہیں' انہوں نے شہرستانی کی باتوں کا سہارا لیتے ہوئے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُمتِ مسلمہ کے اجماع سے منہ موڑ لیا' اور اہلِ سنت کے اجماعی عقیدہ کو متزلزل کرنے کی سعی نامحمود کی' جس شخص کی زبان پر کبھی ''قال اللہ وقال الرسول'' نہیں آتا تھا' نورِ شریعت سے محروم اور ظلمتِ فلسفہ میں مغموم تھا اور اہلِ فلسفہ کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہ وامام شافعی کو یوں جانتا تھا جیسے من وسلویٰ کے مقابلہ میں تھوم' پیاز ایسے

ملحد کی باتوں سے استدلال عبدالقادر شاہ صاحب کو مبارک ہو! كل حزب بما لديهم فرحون ۔

جوابِ دوم: شہرستانی نے حضرت زید بن امام زین العابدین پر معتزلی ہونے کا الزام رکھا ہے

اگر عبدالقادر شاہ صاحب شہرستانی کو قابلِ حجت جانتے ہیں تو اس نے جس جگہ یہ لکھا ہے کہ حضرت زید بن امام زین العابدین' حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل جانتے تھے' وہاں اس نے ایک سطر قبل یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت زید رئیس المعتزلہ واصل بن عطاء کے شاگرد بن گئے تھے اور اس سے مذہب اعتزال حاصل کر لیا تھا۔ عبدالقادر شاہ صاحب نے پوری عبارت نقل نہیں کی' ورنہ سارا بھانڈا پھوٹ جاتا۔ ساری عبارت یوں ہے:

وزيدُ بنُ عليٍّ لَمّا كان مذهبُهُ هذا المذهبَ' اراد ان يَحصِلَ الاُصولَ والفروعَ حتٰى يتحلّٰى بِالعلمِ فَتَلَمَّذ في الاُصولِ لِواصلِ بن عطاءِ الغَزال الالثغ رأسِ المُعتزلةِ ورَئيسهم مع اعتقادِ واحدٍ ان جدَّهُ عليٌّ بن ابى طالب رضی اللہ عنہ فى حرُوبه التى جَرَتْ بينه وبينَ اصحابِ الجملِ واهلِ الشامِ ما كان علٰى يقينٍ مِنَ الصَّوابِ وَاَنَّ احدَ الفريقينِ منهما كان على الخطاءِ بعينه فاقتبس منه الاعتزالَ وصاد اصحابُه كلُّهم معتزلةً وكان من مذهبهٖ جوازُ امامةِ المفضولِ مع قيامِ الافضلِ فقال كان عليٌّ بن ابى طالب رضی اللہ عنہ افضل الصحابةِ اِلّا ان الخلافة فُوِّضت الٰى ابى بكر لمصلحة رأوها وقاعدة دينية راعوها ۔

(الملل والنحل' صفحہ 125' فصل سادس فی الشیعۃ' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''جب زید بن علی کا مذہب یہ تھا تو اس نے اصول و فروع کا جاننا چاہا تا کہ زیورِ علم سے آراستہ ہو' تو اس نے علمِ اصول میں معتزلہ کے سردار و رئیس واصل بن عطاء کی شاگردگی کی' حالانکہ واصل کا اعتقاد تھا کہ اس کے (زید بن علی کے) جداعلیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں جو ان کے اور اصحابِ جمل و اہلِ شام کے مابین واقع ہوئیں' یقینی طور پر حق پر نہ تھے' دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک غلطی پر تھا' نہ جانے کون؟ بہرحال زید بن علی نے اس سے مذہبِ اعتزال لیا' اس لیے اس کے تمام ساتھی معتزلہ ہو گئے اور زید کا یہ مذہب تھا کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کا امام بننا جائز ہے' اس لیے اس نے کہا کہ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل تھے' تاہم خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی کسی مصلحت کے تحت جو لوگوں نے دیکھی اور کسی قاعدۂ دینیہ کے تحت جس کی اُنہوں نے رعایت کی''۔

عبدالقادر شاہ صاحب! اب بات ساری کھل گئی' بقولِ شہرستانی: زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے رئیس المعتزلہ کی شاگردی اپنالی' اس سے مذہب اعتزال لے لیا اور مذہب معتزلہ میں یہ بھی ہے کہ افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت جائز ہے' اس لیے زید بن علی نے کہا کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ ہی سب صحابہ سے افضل تھے مگر صحابہ نے کسی مصلحت کے تحت ان کی بجائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام بنا دیا۔

ہم عبدالقادر شاہ صاحب سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ اُنہوں نے شہرستانی کی ساری عبارت کیوں نہیں لکھی' اس لیے کہ اگر وہ لکھ دیتے تو سارا بھانڈا پھوٹ جاتا؟ کیا اسی تحقیق پر شاہ صاحب ناز کر رہے ہیں اور اسے ''زبدۃ التحقیق'' کہتے ہیں؟

ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر شہرستانی کی یہ بات آپ کو مقبول ہے کہ حضرت زید جناب مولا علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل مانتے تھے تو پھر اسی شہرستانی کے کہنے پر یہ بھی مان لیں کہ زید بن علی سنّی نہیں معتزلی تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل جانا۔ تو شاہ صاحب! خدا کا خوف کریں! کیا آپ اہلِ سنت پر معتزلی مذہب کو مسلط کرنا چاہتے ہیں؟

شیعہ اور معتزلہ افضلیتِ علی پر باہم متفق ہیں

اہلِ تشیع اور معتزلہ اس بات پر باہم متفق ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل تھے مگر لوگوں نے مصلحۃً ان کو امامت و خلافت نہ دی جبکہ اہلِ سنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل مانتے ہیں' اسی لیے حنفیت کی زیب و زینت حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وتفصیلُ ابی بکر و عمرَ مُتّفقٌ علیه بینَ اهلِ السُّنةِ ثم اعلم اَنّ جمیعَ الرَّوافِضِ وَاکثَرَ المعتزلَةِ یُفَضِّلُوْنَ عَلیًّا علٰی ابی بکرٍ رضی اللہ عنہ ورُوی عنْ ابی حنیفةَ رضی اللہ عنہ تفضیلُ علیٍّ علٰی عثمان رضی اللہ عنہ والصحیحُ مَا عَلیه جمهورُ اَهلِ

السنة وَهُو الظاهر من قول ابی حنیفة علٰی ما رتّبهٗ هُنَا وفقَ مراتبِ الخلافة ۔

(شرح فقہ اکبر لملا علی القاری' صفحہ 113' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت اہلِ سنت کے ہاں متفق علیہ ہے۔ پھر جان لو کہ تمام شیعہ اور اکثر معتزلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ' جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' مگر صحیح وہی ہے جس پر جمہور اہل سنت ہیں (کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' مولا علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں) اور اس جگہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی یہی ظاہر ہے کیونکہ اُنہوں نے مراتبِ خلافت کا لحاظ رکھا ہے''۔

اسی طرح امام محی الدین محمد بن بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وشاع مسئلة التفضيل بين اهل السنة والشيعة فالشيعة فضلوا عليًّا وكذا جمهور المعتزلة وقال اهل السنة الفضل بينهم علٰى نسبة امامتهم ۔

(القول الفصل شرح الفقہ الاکبر' صفحہ 291' مطبوعہ مکتبہ الحقیقت' استنبول' ترکی)

(ترجمہ:) ''مسئلہ تفضیل اہلِ سنت و اہلِ تشیع میں شائع ہے' چنانچہ شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو افضل سمجھتے ہیں اور جمہور معتزلہ بھی جبکہ اہلِ سنت کہتے ہیں کہ خلفاءِ راشدین میں فضیلت ان کی ترتیبِ امامت کے مطابق ہے''۔

اسی طرح امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقالت الشيعة وكثيرٌ من المعتزلة ان الافضل بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ۔ (الیواقیت والجواہر' بحث:43 صفحہ 328' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''اور تمام شیعہ اور جمہور معتزلہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں''۔

لہٰذا اگر شہرستانی کی یہ بات درست ہے کہ زید بن علی نے مذہبِ معتزلہ اختیار کر لیا تھا تو ان کا افضلیتِ علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ پر عقیدہ رکھنا واقعۃً سمجھ میں آتا ہے کیونکہ اکثر معتزلہ کا مذہب ہی یہی ہے' وہ اس مسئلہ میں شیعہ کے ہمنوا ہیں مگر اہلِ سنت کا اجماع ہے کہ شیخین کریمین ہی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اب

عبدالقادر شاہ صاحب سے سوال ہے کہ وہ شہرستانی اور زید بن علی کا حوالہ دے کر اہلِ سنت کو شیعہ اور معتزلہ کے مذہب پر کیوں لگانا چاہتے ہیں۔

مگر میرے خیال میں یہ سب محمد بن عبدالکریم شہرستانی کے اپنے ملحدانہ خیالات ہیں' نہ کہ حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم معتزلی تھے' نہ وہ افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل تھے۔

جواب سوم: محمد بن عبدالکریم شہرستانی' غالی شیعہ اور تبرا باز ہے

ابھی آپ نے امام ذہبی کے حوالہ سے پڑھ لیا کہ فرمایا: ''غَـالٍ فـی التشیـع '' کہ وہ تشیع میں غلو کرنے والا تھا' یعنی غالی شیعہ تھا' یونہی طبقات الشافعیہ میں ہے:

فی تاریخ شیخنا الذهبی ان ابن السمعانی ذکر انه کان مُتَّهِمًا بِالمَیلِ اِلٰی اَهْلِ القِلاعِ یعنی الاسماعیلیة وَالدَّعوةِ اِلَیهم والنُّصرةِ بطاعاتهم وَاَنَّهُ قال فی التحبیر اَنَهُ مُتَّهَمٌ بِالْاِلْحَادِ والمیلِ اِلیه غالٍ فی التَّشَیُّعِ ۔

(الطبقات الشافعیہ الکبریٰ' جلد 4 صفحہ 79)

(ترجمہ:) ''ہمارے شیخ امام ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ ابن المسعانی نے لکھا ہے: شہرستانی پر اعتراض تھا کہ وہ اہلِ قلاع یعنی اسماعیلیہ کی طرف مائل تھا' ان کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا اور ان کے عقائد کی مدد کرتا تھا۔ تحبیر میں ہے کہ وہ الحاد کا خوگر تھا اور غالی شیعہ تھا''۔

جب وہ غالی شیعہ تھا تو افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ پر اس کی باتوں سے استدلال ایسے ہی ہے جیسے کوئی وہابی نجدی' حرمتِ توسل پر ابن تیمیہ کے اقوال سے استدلال کرے۔ اہلِ تحقیق کے ہاں اس کی حیثیت پر کاہ کی نہیں۔ عبدالقادر شاہ صاحب کا غالی شیعوں کی تحریرات سے استدلال لانا نہایت قابلِ افسوس ہے۔

خود شیعہ علماء' شہرستانی کو امامی شیعہ قرار دیتے ہیں

بلکہ نہلے پہ دہلا یہ ہے کہ خود شیعہ محققین محمد بن عبدالکریم شہرستانی کو شیعہ سمجھتے اور اس کی اس کتاب: الملل والنحل کو کتبِ شیعہ میں سے شمار کرتے ہیں' چنانچہ مشہور شیعہ مؤرخ محمد محسن آقا بزرگ تہرانی نے چھبیس جلدوں پر مشتمل کتاب لکھی ہے: الذریعۃ الیٰ تصانیف الشیعۃ۔ اس میں شیعہ تصانیف کا احاطہ کیا گیا ہے' اس میں شہرستانی کی ''الملل والنحل'' کو بھی شیعہ تصانیف میں لکھا گیا ہے۔ آقا بزرگ تہرانی لکھتا ہے:

الـمـلـل والـنـحـل لمحمد بن عبد الکریم الشهرستانی وترجمته بالفارسیة

تنقیح الادلة والعلل المشهورتان ۔

(الذریعہ الی تصانیف الشیعہ' جلد 22 صفحہ 138' کتاب نمبر 6769' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) "الملل والنحل جو محمد بن عبدالکریم شہرستانی کی تصنیف ہے اور اس کا فارسی ترجمہ تنقیح الادلة والعلل' شیعہ مذہب کی دو مشہور کتابیں ہیں"۔

تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کے ردّ میں شیعہ کتاب سے دلیل لانے پر عبدالقادر شاہ صاحب انعام کے مستحق ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں شہرستانی کی ملحدانہ وگستاخانہ گفتگو

ہم اس جگہ ایک اور افسوس ناک حقیقت بھی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ عبدالقادر شاہ صاحب نے شہرستانی کی جو عبارت پیش کی ہے' اس سے اگلی متصل عبارت وہ چھوڑ گئے ہیں' جس میں اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنے باطنی خبث کا اشاروں اشاروں میں اظہار کیا ہے۔ وہ کہتا ہے:

کان علیٌّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ افضل الصحابة الا ان الخلافة فوضت الی ابی بکر لمصلحةٍ رأوها وقاعدةٍ دینیة راعوها فَاِنَّ عَهْدَ الحروبِ الّتی جَرَتْ فی ایام النُّبُوةِ کان قریبًا وسیفُ امیرِ المؤمنین من دماءِ المشرکین من قریشٍ وغیرِهم لم یَجَفَّ بعدُ وَالضغائِنِ فی صُدورِ القَومِ مِن طلبِ الثارِ کما هی فما کانتِ القُلوبُ تَمیلُ الیه کُلَّ المیلِ وَلا تَنقادُ لهُ الرقابُ کُلَّ الْاِنقیادِ فکانتِ المصلحةُ اَن یکونَ القائمُ هٰذا الشأنِ مِنض عَرفُوهُ بِاللِّینِ وَالقَودَةِ وَالتَّقَدُّمِ بالسِّنِّ والسَّبقِ فی الاسلامِ والقُربِ من الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(الملل والنحل صفحہ 125' فصل سادس' الشیعہ' مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) "حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل تھے مگر خلافت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی گئی' یہ کسی مصلحت کے تحت تھا' کیونکہ عہدِ رسالت جس میں جنگیں ہوئیں ابھی قریب تھا اور قریش وغیر قریش کے مشرکین کے خون سے ابھی امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی تلوار خشک نہیں ہوئی تھی' اور لوگوں (صحابہ کرام) کے دلوں میں ابھی انتقامی نفرت کے جذبات ویسے ہی تھے' لہٰذا ان کی طرف دلوں کا پورا میلان نہ تھا اور ان کے لیے گردنیں مکمل طرح سے جھکنے والی نہ تھیں' تو

مصلحت یہ ہوئی کہ خلافت اسے دی جائے جو نرم خو ہو' عمر رسیدہ ہو' پرانا مسلمان ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب رکھتا ہو''۔

میں پوچھتا ہوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا وہ کون لوگ تھے جن کے بارے میں شہرستانی کہہ رہا ہے کہ ابھی ان کے دلوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں انتقام اور نفرت کے جذبات تھے اور ڈر تھا کہ وہ آپ کی خلافت کو دل سے تسلیم نہیں کریں گے' اس لیے خلافت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو دی گئی ورنہ سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی تھے۔ خطۂ عرب تو حجۃ الوداع سے قبل ہی مشرکین سے پاک ہو گیا تھا' اب ہر طرف صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض یافتہ لوگوں کی ہی بہار تھی اور قریش میں سے کوئی نہیں بچا تھا جو فتح مکہ کے بعد دائرۂ اسلام میں نہیں آ گیا اور صحابیٔ رسول ہونے کا اعزاز نہیں پالیا۔ قریش میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا دشمن تو ابوجہل تھا' جب اس کا بیٹا عکرمہ بھی صحابیٔ رسول بن گیا اور ''رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ'' کی جماعت میں آ گیا تو باقی کن قریش کے بارے میں ملحد شہرستانی بک رہا ہے کہ اُن کے دل میں ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے انتقام ونفرت کے جذبات تھے' ضغائن تھے۔

وصالِ نبوی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر جناب صدیق رضی اللہ عنہ پر لوگوں کے جمع ہو جانے کی یہی ملحدانہ و کافرانہ تاویل آج تک شیعہ فرقہ اور تفضیلی ٹولہ کرتا ہے جو ملحد شہرستانی نے کی ہے کہ لوگوں کے دل حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے صاف نہیں تھے' انہوں نے غزوات میں کسی کا باپ مارا تھا تو کسی کا بھائی' ان کو رانِ عقل وایمان کو نظر نہیں آتا کہ صحابہ کرام اس لیے وصالِ نبوی کے بعد صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر جمع ہوئے کہ خود نبی اکرم رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے مصلّٰی و منبر پر کھڑا کیا تھا' آخری خطبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واشگاف فرمایا کہ لوگو! سنو! جس شخص نے اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیا وہ ابوبکر ہے' اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ (بخاری' مسلم' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سب سے پہلی بیعت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کی اور یہ فرمایا:

بل نُبَایِعُکَ اَنْتَ فَاَنْتَ سیدُنا وخیرُنا واَحَبُّنا الٰی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

(بخاری' حدیث:3668)

(ترجمہ:) ''ہم تو آپ کی بیعت کریں گے کیونکہ آپ ہمارے سردار ہیں' ہم سب سے بہتر

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں سب سے محبوب ہیں"۔

مگر ان تمام نورانی حقائق سے منہ موڑ کر ملحد شہرستانی کا مذکورہ بالا بک بک کرنا بے حد دل آزار و بدبودار ہے اور ایسے ملحد آدمی کو عبدالقادر شاہ صاحب کا امام شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ کہہ کر یاد کرنا اس کے الحاد میں شامل و شریک ہونے کے برابر ہے۔ قرآن مجید تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔(سورۃ الفتح' آیت:29)

اور فرماتا ہے:

لا تجد قومًا يؤمنون باللّٰه واليوم الآخر يوادّون من حاد اللّٰه ورسوله ولو كانوا آباء هم او اخوانهم عشيرتهم اولئك كتب فى قلوبهم الايمان ۔

(سورۃ الحشر' آیت:22)

(ترجمہ:) "جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے ہیں' آپ انہیں ایسا نہیں پائیں گے کہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں' خواہ وہ ان کے باپ دادا ہوں' بھائی ہوں یا خاندان والے' ان کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے"۔

مگر ملحد شہرستانی اور تمام تفضیلی ٹولہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں بغضِ علی نظر آتا ہے' ارے ان کے قلوب تو قرآن کے مطابق نورِ ایمان سے روشن تھے' البتہ ہمیں تمہارے دل بغضِ صحابہ سے لبریز نظر آتے ہیں۔

تیسرا شبہ: ابن حزم ظاہری کا افضلیتِ صدیق پر اجماع سے انکار

عبدالقادر شاہ صاحب نے "زبدۃ التحقیق" میں جابجا ابن حزم غیر مقلد کی عبارات بھی پیش کی ہیں اور ثابت کرنا چاہا ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع نہیں ہے' چنانچہ وہ زبدۃ التحقیق' صفحہ 211 میں لکھتے ہیں: ابو محمد علی بن احمد بن حزم ظاہری اندلسی اپنی کتاب "الفصل فی الملل والاھواء والنحل' جلد 4 صفحہ 111 میں لکھتے ہیں:

اختلف المسلمون فيمن هو افضل الناس بعد الانبياء عليهم السلام فذهب بعض اهل السنة وبعض المعتزلة وبعض المرجئة وجميع الشيعة الى ان افضل الامة بعد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم على بن ابى طالب كرم اللّٰه وجهه وقد روينا

هـذا الـقول نصًّا عن بعض الصحابة رضی اللہ عنہم وعـن جـماعة من التابعين والفقهاء وذهبت الـخوارج كلها وبعض اهل السنة وبعض المعتزلة وبعض المرجئة الٰى ان افضل الصحابة بعد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبكر و عمر رضی اللہ عنہما۔

(ترجمہ:) ''مسلمانوں نے آپس میں اختلاف کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد کون افضل ہے؟ سو بعض اہلِ سنت، بعض معتزلہ، بعض مرجئہ اور سارے شیعہ کا یہ مذہب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اُمت میں سب سے افضل ہیں اور ہم نے یہ قول صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت سے نصاً (تصریحاً) روایت کیا ہے، سارے خارجیوں، بعض اہلِ سنت اور بعض معتزلہ اور بعض مرجئہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سارے صحابہ سے افضل ہیں''۔

ابن حزم کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہوئے آگے عبدالقادر شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''ابن حزم کی تحقیق کے مطابق جس کی تائید دوسری کتبِ عقائد سے بھی ملتی ہے، جن کے حوالہ جات بعد میں آ رہے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت متفقہ مسئلہ نہیں ہے''۔

جواب اوّل: ابن حزم غیر مقلد اور ہر بند سے آزاد ہے

عبدالقادر شاہ صاحب پر حیرت ہے کہ وہ کن لوگوں کی باتوں سے استدلال کر رہے ہیں، ابن حزم کی بے راہروی سے کون ناواقف ہے؟ وہ ائمہ اربعہ پر زبان چلانے سے باز نہیں آتا تھا اور سمجھتا تھا کہ اسے قرآن وحدیث سے براہِ راست جو سمجھ میں آیا ہے، کسی کو نہیں آیا۔ چنانچہ اس نے اللہ کے دین میں وہ باتیں ڈال دیں جو اس میں نہ تھیں۔

ابن حزم، اندلس کا رہنے والا تھا، 456ھ میں فوت ہوا، اندلس ہی میں اس کے قریب العصر امام ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تھے، انہوں نے ابن حزم کی بے راہروی کو نزدیک سے دیکھا اور اس کا ردِ بلیغ کیا۔ ابنِ حزم، اہلِ ظاہر میں سے ہے جو صرف ظاہری الفاظِ قرآن وحدیث سے دلیل پکڑتے ہیں، اس میں کسی طرح کی تاویل کو جائز نہیں سمجھتے۔ امام ابن عربی اہلِ ظاہر کے بارے میں فرماتے ہیں:

هی اُمَّةٌ سَخِيفَةٌ تَسَوَّدَتْ عَلٰى مرتبةٍ لَسْتُ لها وتكلّمت بكلام لم نَفْهَمْهُ تلقّوهُ مِنْ اِخْوَانِهِم الخَوارجِ حين حكم علیٌّ رضی اللہ عنہ فقالت لا حكم الا لِلّٰه ۔

(ترجمہ:) ''یہ (اہلِ ظاہر) ایک بے وقوف قوم ہے' یہ اس مرتبہ پر چھلانگ لگاتے ہیں جس کے وہ اہل نہیں ہیں (یعنی کسی امام کی متابعت کے بغیر خود احکام ثابت کرتے ہیں) وہ ایسی باتیں کہتے ہیں جو ہمارے فہم میں نہیں آئیں' انہوں نے اپنے بھائیوں یعنی خارجیوں کی میراث پائی ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یومِ صفین میں حَکَم مقرر کیے تو خوارج نے کہا: حکم تو صرف اللہ ہی کیلئے ہے''۔

اس کے بعد امام ابوبکر ابن عربی نے ابن حزم کی خوب خبر لی اور فرمایا:

وکانَ اوّلُ بدعةٍ لَقِیتُ فی رَحْلَتی القَولَ بالباطنِ فَلمّا عُدتُ وجدتُ القولَ بالظّاهِرِ قد ملأ بِهِ المغرِبَ سَخِیفٌ کان من بادیۃِ اشبیلیة یُعْرَفُ بابن حزم نَشَأَ وَتَعلَّقَ بمذهبِ الشافِعی ثم انتَسَبَ الٰی داوٗدَ ثم خَلَعَ الکُلَّ وَاستَقَلَّ بنفسهٖ وزَعَمَ انَهٗ امامُ الاُمّةِ یَضَعُ وَیَرفَعُ ویَحکُم ویَشْرَعُ یَنْسِبُ الٰی دین اللّٰهِ ما لیسَ فیه ویقولُ من العلماء ما لم یقولوا تقیرًا للقلوبِ عنهم ۔

(ترجمہ:) ''میں نے اپنے سفر میں جو پہلی بدعت دیکھی وہ باطن کا قول تھا (کہ شریعت کا ایک باطن ہے جسے علماء نہیں جانتے' اسے فقراء جانتے ہیں) اور جب میں لوٹ کر وطن آیا تو میں نے دیکھا کہ سارے مغرب کو (اندلس کو) ایک بے وقوف شخص نے بھر دیا ہے جو اشبیلیہ کے گاؤں سے تھا' اسے ابن حزم کہا جاتا ہے' وہ پہلے شافعی مذہب سے منسلک تھا پھر داؤد ظاہری سے نسبت کرنے لگا پھر اس نے سب کو چھوڑ دیا اور خود امام بن گیا' وہ سمجھتا ہے کہ امام الامۃ وہی ہے جسے چاہے گراتا یا اُٹھاتا ہے' نئے احکام اور نئی شرع جاری کرتا ہے' اللہ کے دین کی طرف وہ باتیں منسوب کرتا ہے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ علماء کی طرف سے وہ باتیں کہتا ہے جو انہوں نے نہیں کہی ہیں' تا کہ لوگوں کے دل ان سے متنفر کرے''۔

اس کے بعد امام ابوبکر ابن عربی فرماتے ہیں:

قَدْ جَاءَنی رجلٌ بِجُزءٍ لِابنِ حَزْمٍ سَمّاہ نِکَتَ الاسلامِ فیه دواھی فجردتُ علیه نواھی وجاء نی آخرُ برسالة فی الاعتقاد فنقضتُها برسالةِ ''الغُرّة'' والا فکلامُہٗ افحشُ من ان ینقض ۔(القواصم والعواصم بحوالہ سیر اعلام النبلاء للذہبی جلد 11 صفحہ 470)

(ترجمہ:) ''میرے پاس ایک شخص ابن حزم کی ایک کتاب لایا جس کا نام اس نے نکت الاسلام (اسلامی نکتے) رکھا ہے' اس میں مکروہ باتیں ہیں تو میں نے اس پر نواہی قائم کیے (یعنی بتایا کہ یہ باتیں ممنوع و منہی عنہ ہیں) پھر ایک اور آدمی اس کا ایک رسالہ میرے پاس لایا جو اعتقاد کے بارے میں تھا' میں نے اس کے ردّ میں ''الغرّۃ'' نام سے رسالہ لکھا اور اس کا معاملہ میرے ردّ سے بہت بُرا ہے''۔

امام حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ابن حزم کے بارے میں لکھا ہے:

وکان ابنُ حزمٍ کثیرَ الوقیعةِ فی العلماء بِلِسانہٖ وقلمہٖ فاورثہ ذٰلك حِقدًا فی قُلوبِ اَھْلِ زَمانہٖ وکان مع ھٰذا مِنْ اَشَدِ النَّاسِ تأویلًا فی باب الاصول وآیاتِ الصفاتِ وَاحادیثِ الصّفاتِ فَفَسَدَ بہٖ حالُہٗ فی باب الصّفاتِ۔

(البدایہ والنہایہ جلد 12 صفحہ 98' ذکر 456ھ' مطبوعہ دار الریان' بیروت)

(ترجمہ:) ''ابن حزم علماء پر اپنی زبان اور قلم سے بہت حملے کرتا تھا' اس لیے اس کے اہلِ زمانہ اسے اچھا نہیں جانتے تھے' اس کے ساتھ وہ باب الاصول میں اور صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں آیات واحادیث کی تاویلات کرتا تھا تو صفاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اس کا حال خراب ہو گیا''۔

امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن حزم کے بارے میں سب سے نرم رویہ رکھا ہے' اس کے علمی مقام ومرتبہ کا اعتراف کیا ہے اور اس کی زلّات کے بارے میں دعاءِ بخشش کی ہے' مگر یہ مانا ہے کہ اس کی کتب میں جو قیمتی موتی ہیں وہ ناکارہ کنکروں سے ملے ہوئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ابن حزم پہلے فقہ شافعی پر تھا' پھر اس کا اجتہاد اسے یہاں تک لے آیا کہ اس نے قیاس کی مکمل نفی کر دی اور کتاب وحدیث کے ظاہری الفاظ سے استدلال کرنے لگا' وہ ائمہ دین کے بارے میں حدِ ادب سے نکل گیا بلکہ اس کی عبارت گالی گلوچ سے بھر گئی حتیٰ کہ علماء کی ایک جماعت نے اس کی کتابیں جلا دیں اور دوسرے علماء نے اس کی کتابیں پڑھیں اور ان میں قیمتی موتی پائے مگر وہ ناکارہ کنکروں میں ملے ہوئے تھے۔

(سیر اعلام النبلاء' جلد 11 صفحہ 469' ذکر ابن حزم' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

عبدالقادر شاہ صاحب پر حیرت ہے

وہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع اور اہلِ سنت کے اجماع کے مقابلہ میں کس آدمی کے اقوال سے استدلال کر رہے ہیں جو بقولِ امام ابن کثیر: صفاتِ باری تعالیٰ کی غلط تاویلات کرتا ہے۔ امام ابن عربی کے بقول: اللہ کے دین میں وہ باتیں داخل کرتا ہے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں اور امام ذہبی کے بقول وہ ائمہ دین کا گستاخ اور ان کے بارے میں گالی گلوچ کرتا تھا۔

عبدالقادر شاہ صاحب کو غیر مقلد' بے راہرو ابن حزم کی یہ بات بہت اچھی لگی کہ بعض اہلِ سنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل مانتے ہیں' مگر ان تمام ائمہ اہلِ سنت کے اقوال اچھے نہیں لگتے جن میں وہ افضلیتِ صدیق اکبر پر اجماع بیان کرتے ہیں اور اسے علامتِ اہلِ سنت قرار دیتے ہیں جیسے امام اعظم ابوحنیفہ' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل' امام ابن حجر عسقلانی' امام بدرالدین عینی' امام ابن حجر مکی' امام ابن نجیم' امام کمال الدین ابن ہمام' امام فخر الدین رازی' شیخ عبدالحق محدث دہلوی' امام سعد الدین تفتازانی' امام احمد الشعرانی' حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر اولیاء اللہ جن کے اقوال ہم پیچھے لکھ آئے ہیں۔

کیا یہی عبدالقادر شاہ صاحب کا انصاف ہے کہ تمام مفسرین' متکلمین' محدثین' فقہاء اور اولیاء اللہ کے ارشادات کو چھوڑ کر ایک غیر مقلد بے لگام شخص کے قول کو دلیل بنایا جائے؟ شاہ صاحب! خدارا! عقائد اہلِ اسلام و اہلِ سنت پر چنگیزی تلوار نہ چلائیں۔

جوابِ دوم: بابِ تفضیل میں ابن حزم بے راہروی کا شکار ہے

علامہ عبدالحق الترکمانی لکھتے ہیں:

قَالَ الذَّهبی رحمہ اللہ وَمِنْ عَجِيْبِ مَا وَرَدَ اَنَّ اَبَا محمد ابنَ حزمٍ مَع كونهٖ اَعْلَمَ اَهلِ زَمَانِهٖ ذَهَبَ اِلٰى اَنَّ عائشةَ اَفْضَلُ مِنْ اَبِيْها وَهٰذا مَا خَرَقَ بهِ الْاِجْمَاعَ ۔

(شرح الدرۃ فی ما یجب اعتقادہ' صفحہ 238' مطبوعہ دار ابن حزم' بیروت)

(ترجمہ:) "امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ عجیب بات مروی ہے کہ ابو محمد ابن حزم اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہونے کے باوجود یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' اس طرح اس نے اجماعِ اُمت سے انحراف کیا ہے"۔

خود عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' صفحہ 247 میں لکھا ہے کہ ابن حزم اندلسی' ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام صحابہ سے افضل جانتا تھا۔ چنانچہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:

''ازواجِ مطہرات کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے پر ابن حزم اندلسی متوفی 456ھ قرآن کریم کی ایک اندرونی شہادت پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۔

(سورۃ الاحزاب' آیت:31)

(ترجمہ:) ''جو کوئی تم (ازواجِ رسول) میں سے اللہ و رسول کی اطاعت کرے اور اچھے عمل کرے' ہم اُسے دُگنا اجر دیں گے''۔

اسی صفحہ پر ابن حزم اندلسی تحریر فرماتے ہیں:

فَهٰذَا فَضْلٌ ظَاهِرٌ وَبَيَانٌ لَائِحٌ فِى اَنَّهُنَّ اَفْضَلُ مِنْ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم ۔

(زبدۃ التحقیق صفحہ 247)

(ترجمہ:) ''(پروردگار کا) یہ ارشاد واضح فضلِ الٰہی ہے اور واضح بیان ہے کہ وہ (ازواجِ مطہرات) جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں''۔

عبدالقادر شاہ صاحب کی نقل کردہ عبارتِ ابن حزم سے اندازہ ہو رہا ہے کہ ابن حزم قرآنِ کریم کی تفسیر اپنی عقل سے کرتا تھا' اسے یہ پرواہ نہ تھی کہ احادیثِ نبویہ کیا کہتی ہیں' صحابہ کرام کا اجماع کیا ہے اور ائمہ اہلِ سنت کس بات پر متفق ہیں' تو جو شخص قرآنِ کریم سے غلط مطلب نکال سکتا ہے اور ازواجِ نبی کو تمام اصحاب سے افضل بنا سکتا ہے' وہ اگر کہے کہ بیس صحابہ کرام' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل مانتے تھے تو اس کی بات کا کیا اعتبار! وہ صحابہ کے اقوال کو بھی غلط رنگ دے سکتا ہے۔

عبدالقادر شاہ صاحب نے ابن حزم اندلسی کی یہ عبارت بھی نقل کی ہے' اس نے لکھا: اگر کوئی کہے کہ جنت میں افضل و اعلیٰ مرتبہ میں کون ہوگا: ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ابوبکر و عمر و عثمان و علی؟ تو ہم کہیں گے کہ ابراہیم کا مقام بلاشک اعلیٰ ہے۔ (زبدۃ التحقیق صفحہ 245)

یعنی شاہ صاحب ابن حزم کی ان بہکی باتوں سے دلیل لا رہے ہیں کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کوئی اجماع نہیں ہے ورنہ ابن حزم جیسا امام ایسی باتیں نہ کہتا۔ ہم حیران و پریشان ہیں کہ شاہ صاحب کو

ہوا کیا ہے؟ جو شخص بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی بات لکھے' شاہ صاحب اسے نعمتِ غیر مترقّبہ سمجھ کر قبول کرتے اور کتاب میں درج کرتے ہیں' خواہ وہ بات کس قدر بے وزن' بے معنی اور قابلِ ردّ ہو۔

اب دیکھئے! ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب صحابہ سے افضل کہنے پر ابن حزم کی دلیل یہ ہے کہ ان کیلئے دُگنا اجر کا وعدہ کیا گیا ہے' حالانکہ قرآن کریم بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے ہی لوگوں کیلئے صرف دُگنا نہیں بلکہ کئی گنا اجر کا وعدہ فرمایا ہے:

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ (سورۃ البقرۃ' آیت: 261)

(ترجمہ:) "اللہ جس کیلئے چاہے' اجر دونا کر دیتا ہے"۔

مَنْ ذَا الَّذِىْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۔

(سورۃ البقرۃ' آیت: 245)

(ترجمہ:) "جو شخص اللہ کو قرضِ حسن دے تو اللہ اسے کئی گنا بڑھا کر دے گا"۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا ۔ (سورۃ النساء' آیت: 40)

(ترجمہ:) "بے شک اللہ ذرّہ برابر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کسی کی نیکی ہو تو اسے دونی کر دیتا ہے"۔

الغرض! اس مفہوم کی آیات قرآنِ کریم میں بہت ہیں' ہم نے جلدی میں صرف تین آیات بطورِ نمونہ لکھ دی ہیں' تو ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دُگنا اجر کا وعدہ بے شک ان کیلئے ایک عظیم فضیلت ہے مگر اسے ان کیلئے تمام صحابہ پر افضلیت کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

ابن حزم کی افضلیتِ ازواجِ رسول پر دوسری دلیل یہ دی کہ وہ جنت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ میں آپ کے ساتھ ہوں گی اور آپ کا درجہ جنت میں سب سے بلند ہے مگر ائمہ نے اس دلیل کا ردّ کیا ہے' اس دلیل سے تو لازم آتا ہے کہ وہ انبیاء سے بھی افضل ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنت میں مقام سب انبیاء سے بلند ہے۔ مگر ابن حزم یہ نہ سمجھ سکا کہ درجۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہونے کی وجہ سے ازواجِ رسول کسی سے افضل نہیں ٹھہر سکتیں' یہ ایسے ہی ہے جیسے بادشاہ کے محل میں اس کے ساتھ اس کے اہلِ خانہ رہتے ہوں' تو وہ تمام ارکانِ سلطنت سے افضل نہیں ہو جاتے۔ حدیث میں دیگر کئی مسلمانوں کیلئے بھی وعدہ آیا ہے کہ

وہ جنت میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آپ کے درجہ میں ہوں گے۔

جیسے حدیثِ نبوی ہے کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے۔ (بخاری' کتاب الطلاق' باب:25) (سنن ابوداؤد' کتاب: الادب' باب:24)

مگر یہ سب لوگ وہاں خادمینِ رسول ﷺ بن کر ہوں گے' کیا اس سے یہ دلیل پکڑی جائے کہ وہ سب انبیاء اور سب صحابہ سے افضل ہوں گے۔ تو ابن حزم کی بہکی و بے ہودہ باتوں کو دلیل بنا کر عبدالقادر شاہ صاحب افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اہلِ سنت کے اجماع کو مشکوک نہیں بنا سکتے۔

یاد رہے کہ ازواجِ رسول ﷺ تمام خواتینِ اسلام سے افضل ہیں جیسا کہ قرآن نے فرمایا:

یانساء النبی لستن کاحد من النسآء ۔ (سورۃ الاحزاب' آیت:30)

(ترجمہ:) ''اے ازواجِ رسول! تم فضیلت میں کسی دوسری عورت کی طرح نہیں ہو (سب خواتین سے افضل ہو)''۔

مگر اس سے ان کا تمام صحابہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا' ورنہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ **ولا یقولہ الا سفیہ ۔**

ابن حزم نے ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کو تمام صحابہ بلکہ تمام خلفاءِ راشدین سے افضل قرار دیا اور دلیل یہ دی کہ وہ جزوِ رسول ﷺ ہیں' لہٰذا ان کے بدن میں خونِ رسول ﷺ ہے' اس دلیل سے تو لازم آیا کہ قیامت تک جتنے سادات کرام ہیں وہ سب خلفاءِ راشدین سے افضل ہیں' یعنی حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی افضل ہیں کیونکہ وہ سب جزوِ رسول ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ جزوِ رسول نہیں ہیں۔ تو ابن حزم کی اس دلیل کو کون ہضم کر سکتا ہے' مگر عبدالقادر شاہ صاحب پتا نہیں کن بھول بھلیوں میں پڑ گئے ہیں' وہ ہر اس قول کو پیش کر رہے ہیں جس سے وہ افضلیتِ صدیق پر اجماع کا رد کر سکیں' خواہ وہ قول کس قدر بے ہودہ ہو اور کیسے ہی بہکے شخص نے لکھا ہو' یہ ہے ان کی زبدۃ التحقیق۔

عبدالقادر شاہ صاحب کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے بلکہ سارے تفضیلی فرقہ کو جان لینا چاہیے کہ زوجۂ رسول' دامادِ رسول' یا ذریتِ رسول ہونا بے شک عظیم فضیلت ہے مگر یہ جزوی فضیلت ہے' اسے افضلیتِ مطلقہ کی دلیل نہیں بنایا جا سکتا' ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں' حضرت سیدہ حفصہ' جناب فاروق اعظم سے افضل ہیں اور حسنین کریمین' مولا علی المرتضیٰ

سے افضل ہیں اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ شیخین سے افضل ہیں۔

عبدالقادر شاہ صاحب نے زبدۃ التحقیق میں جتنے اقوال پیش کیے ہیں کہ فلاں امام ازواجِ رسول کو سب سے افضل کہتا تھا' فلاں حضرت علی کو افضل مانتا تھا' فلاں عبداللہ بن مسعود کو افضل قرار دیتا تھا اور فلاں ابراہیم پسر رسول کی افضلیت کا قائل تھا' وغیرہ۔ یہ سب اقوال جزوی فضائل پر محمول ہیں' انہیں پیش کر کے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کو مشکوک نہیں بنایا جا سکتا۔

ابن حزم کا عمار بن یاسر اور امام حسن کو افضلیتِ علی کا قائل بتانا اور اس کا ردّ

اسی طرح عبدالقادر شاہ صاحب نے زبدۃ التحقیق' صفحہ 253 میں اسی ابن حزم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر اور امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر افضل جانتے تھے۔ (الفصل فی الملل' جلد 4 صفحہ 134)

مگر ہم خوب جانتے ہیں کہ ابن حزم کو جھوٹ کہنے کی عادت ہے جیسا کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوبکر ابن عربی کا یہ قول نقل کیا:

یَنسِبُ اِلٰی دِینِ اللّٰہِ مَا لَیْسَ مِنْہُ وَیَقُولُ مِن العلماءِ مَا لَمْ یَقُولُوْا تَنفِیرًا لِلْقُلوبِ عنھم ۔ (سیر اعلام النبلاء' جلد 11 صفحہ 470' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''یعنی ابن حزم' اللہ کے دین میں وہ باتیں ڈالتا ہے جو دین میں سے نہیں ہیں اور علماء کی طرف ایسے اقوال منسوب کرتا ہے جو اُنہوں نے نہیں کہے تاکہ دلوں میں ان کیلئے نفرت پیدا کرے''۔

پتا نہیں! عبدالقادر شاہ صاحب کو کیا ہوا ہے کہ اس شخص کی بات کو دلیل بناتے ہیں جسے جھوٹ کہنے کی عادت ہے' دین میں نئی باتیں ڈالتا ہے' اگر وہ حضرت عمار بن یاسر اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہما کی طرف جھوٹ منسوب کر دے تو کچھ بعید نہیں۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تو افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پُر جوش داعی ہیں

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہنا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین سے افضل جانتے تھے' سفید عریاں جھوٹ ہے۔ یہ حدیث دیکھیں!

امام طبرانی نے معجم اوسط میں اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن ہزیل سے روایت کیا' کہتے ہیں:

عن عَمَّارِ بنِ یاسِرٍ قَالَ: مَنْ فَضَّلَ علٰی ابی بکرٍ وعُمَر اَحَدًا مِنْ اَصحابِ الرَّسولِ ﷺ فَقَدْ اَزْرٰی عَلَی الْمُهَاجِرِیْنَ وَالانصَارِ وَاثنا عَشَرَ اَلْفًا مِنْ اَصْحابِ الرَّسولِ ﷺ ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی' جلد اوّل صفحہ 242' حدیث: 832' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما پر کسی صحابیٔ رسول ﷺ کو فضیلت دے' اُس نے تمام مہاجرین وانصار اور بارہ ہزار اصحابِ رسول ﷺ پر عیب لگایا ہے (تہمت رکھی ہے)''۔

یعنی جس نے یہ کہا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص شیخین کریمین سے افضل تھا مگر اس کو چھوڑ کر شیخین کو پہلے خلافت دے دی گئی' اس نے تمام مہاجرین وانصار پر تہمت رکھی ہے کہ اُنہوں نے حقدار کو اس کا حق نہ دیا' حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اصل میں شیعہ وتفضیلیہ کا ردّ کر رہے ہیں کیونکہ موجدِ شیعہ مذہب عبداللہ بن سبا یہودی کے ساتھی دورِ صحابہ ہی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بڑے شدومد کے ساتھ تمام صحابہ سے افضل جانتے اور خلفاءِ ثلاثہ پر تبرا بولتے تھے تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ان کا ردِّ شدید فرما رہے ہیں۔

الغرض! یہ کیسی افسوس ناک حقیقت ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا پہرہ دینے والے ہیں اور عبدالقادر شاہ صاحب' ابن حزم جیسے ناقابلِ حجت شخص کا سہارا لے کر حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قائل بتا رہے ہیں' شاہ صاحب کو ابن حزم کا حوالہ دینے سے قبل چاہیے تھا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی معلومات کو درست کر لیتے۔

اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے حدیثِ نبوی مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے' میں نے کہا: مجھے فضائل عمر بن خطاب بتایئے! انہوں نے کہا: اگر میں عمرِ نوح علیہ السلام پاؤں تو فضائلِ عمر رضی اللہ عنہ نہیں بتا سکتا۔ آگے فرمایا:

وان عمر حسنةٌ من حسنات ابی بکر ۔

(مسند ابی یعلیٰ' مسند عمار بن یاسر' صفحہ 386' حدیث: 1604' مطبوعہ دار المعرفہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''اور بے شک عمر فاروق' ابوبکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے''۔

یہ حدیث بھی افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف صریح اشارہ کرتی ہے جو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' تو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنی مروی حدیث کے خلاف نظریہ رکھیں' یقیناً یہ ابن حزم کا جھوٹ ہے جو عبدالقادر شاہ صاحب کو بہت اچھا لگا ہے۔

چوتھا شبہ: عبدالقادر شاہ صاحب کا افضلیتِ علی المرتضیٰ پر قولِ حذیفہ بن یمان سے استدلال باطل

عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں علامہ علی بن حسین مسعود کی کتاب ''مروج الذہب'' سے ایک عبارت نقل کی ہے' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابیٔ رسول حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ 36ھ میں کوفہ میں علیل تھے' اُنہیں پیغام ملا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ہیں اور لوگوں نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے' اُنہوں نے فرمایا: مجھے مسجد لے چلو اور آواز دو کہ لوگو! نماز پر اکٹھے ہو جاؤ۔ تو منبر رکھا گیا' اُنہوں نے اللہ کی حمد کہی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا' پھر فرمایا:

ایھا الناسُ اِنَّ الناسَ قد بایَعُوا عَلیًّا فعلیکُمْ بِتَقوی اللّٰہ وَانْصُرُوْا علیًّا وَوَازِرُوْہُ فَوَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَعَلٰی الحقِ آخرًا واوّلًا واِنّہٗ لَخَیْرُ مَنْ مَضٰی بَعْدَ نَبِیّکُمْ وِمَنْ بَقِیَ اِلٰی یوم القیامۃِ ثم اَطْبَقَ بِیَمِیْنِہٖ عَلٰی یَسَارِہٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدُ اِنِّیْ قَدْ بَایَعْتُ عَلِیًّا وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَبْقَانِیْ اِلٰی ھٰذا الیوم ۔

(ترجمہ:) ''اے لوگو! بے شک لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی ہے تو تم پر لازم ہے کہ اللہ سے ڈرو اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو اور ان کی مدد کرو' اللہ کی قسم! وہ اوّل و آخر حق پر ہیں اور وہ ان سب لوگوں سے بہتر ہیں جو تمہارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گزرے اور جو تا قیامت باقی رہیں گے' پھر اُنہوں نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر مار کر کہا: اے اللہ! گواہ رہ کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے' پھر کہا: اللہ کی حمد ہے جس نے مجھے آج کے دن تک باقی رکھا''۔

اس عبارت کے لکھنے کے بعد عبدالقادر شاہ صاحب اس پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

''مروج الذہب کی اس عبارت سے پتا چلا کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ مرتے دَم تک یہی تھا کہ جنابِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اُمتِ مسلمہ کے ہر گزرے ہوئے مسلمان اور ہر آنے والے مسلمان سے بعد از نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل و اکرم ہیں' جب آپ نے مسجد کوفہ کے

منبر پر بیٹھ کر یہ خطبہ پڑھا تو سامعین یا صحابہ تھے یا تابعین' ان میں سے کسی نے اعتراض نہ کیا کہ یہ عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف ہے' تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ صحابہ وتابعین عظام رضی اللہ عنہم کا ہے"۔ (زبدۃ التحقیق' صفحہ 309-311)

جواب اوّل: صحاح ستہ کے مقابلہ میں عبدالقادر شاہ صاحب کا کتبِ شیعہ کو ترجیح دینا کیا معنی رکھتا ہے؟

عبدالقادر شاہ صاحب نے بڑا کمال کیا ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کو باطل قرار دینے اور افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ کے اثبات کیلئے مسلّم شیعہ مؤرخ علی بن حسین مسعودی متوفی 346ھ کی کتاب "مروّج الذھب" کی عبارت کو بطورِ دلیل لے آئے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل قرار دیا اور آخر میں یہ بھی کہہ دیا کہ معلوم ہوا یہی صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

یعنی یہاں عبدالقادر شاہ صاحب نے وہ احتیاط ختم کر دی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل تو مانتا ہوں مگر اس پر اجماع کا قائل نہیں ہوں اور جو اس افضلیت کا قائل نہ ہو وہ بھی اہلِ سنت' اہلِ حق سے ہے' مگر یہاں انہوں نے کھلے لفظوں میں کہہ دیا کہ افضلیت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہی صحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے اور یہی شاہ صاحب کا اصل چہرہ ہے' ہم تو پہلے ہی کہتے ہیں کہ سب ایرپھیر کیا جا رہا ہے' مگر اب حقیقت سامنے آ گئی ہے۔

صحابہ وتابعین کا عقیدہ وہ ہے جو ہم پیچھے بیان کر آئے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیعتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کرتے ہوئے فرمایا: "انت خیرنا وسیدنا واحبنا الی رسول اللّٰہ" آپ ہم سب سے افضل' ہم سب کے سردار اور ہم سب سے زیادہ محبوبِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث: 3668)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے خود فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں۔ (بخاری' حدیث: 3671) (سنن ابی داؤد' حدیث: 4629)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سرِ منبر فرمایا: "خیر الناس بعد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو بکر"۔

(ابن ماجہ' حدیث: 106)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیثِ نبوی روایت کی: "ابوبکر و عمر سیدا کھول اھل

الجنة''(ترمذی حدیث 3666)۔

پھر ہم اس عقیدہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کر آئے ہیں۔ **کما مر سابقًا** ۔

مگر کس قدر حیرت ہے کہ عبدالقادر شاہ صاحب خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کثیر ارشادات کے برخلاف ایک شیعہ کی کتاب سے ثابت کر رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت صحابہ کا عقیدہ ہے۔ شاہ صاحب کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ یعنی صحاح ستہ میں موجود افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشادات نظر نہیں آتے اور ایک شیعہ کی کتاب سے افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ پر عبارت نظر آ جاتی ہے۔ کیا شاہ صاحب اولادِ علی ہونے کا یہ حق ادا کر رہے ہیں؟ اگر اہلِ سنت کی کتبِ صحاح کو چھوڑ کر کتبِ شیعہ ہی سے استدلال کرنا ہے تو پھر سنیت کا لبادہ اوڑھے رکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

مسعودی کے شیعہ ہونے کے دلائل خود کتبِ شیعہ سے

اوّل: مشہور شیعہ مؤرخ شیخ عباس قمی اپنی کتاب ''الکنیٰ والالقاب'' میں لکھتا ہے کہ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی ہذلی کے بارے میں علامہ نے اپنی خلاصۃ الرجال میں فرمایا:

> برائے مسعودی کتاب است در امامت وغیر آں کتابے در اثباتِ وصیت حضرت علی بن ابی طالب واوست صاحب کتاب مروّج الذھب علامہ مجلسی در مقدمۂ بحار فرمودہ مسعودی را نجاشی در فہرستش از راویانِ شیعہ شمرہ وگفتہ او راست کتاب اثباتِ الوصیۃ لعلی بن ابی طالب وکتاب مروّج الذھب۔

(الکنیٰ والالقاب، جلد 3 صفحہ 184، تذکرہ مسعودی، مطبوعہ مکتبہ الصدر، تہران، ایران)

(ترجمہ:) ''امامت کے بارے میں مسعودی کی ایک کتاب ہے اور اس کے علاوہ ایک کتاب ہے جس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کیلئے وصیت (شیعی امامت) ثابت کی گئی ہے، مروّج الذھب بھی اس کی کتاب ہے، ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ علامہ نجاشی (شیعہ) نے مسعودی کو شیعہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ مسعودی کی ایک کتاب ہے: ''اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب علیہ السلام'' مروّج الذھب بھی اسی کی کتاب ہے''۔

دوم: مشہور شیعہ مؤرخ سید حسن امین نے اپنی کتاب ''اعیان الشیعہ'' میں شیعہ مصنفین اوران کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، اس میں وہ کہتا ہے:

اَبُو الحسنِ عَلِیٌّ بنُ حسین المسعودی صاحب مروّج الذهب نَصَّ علٰی تَشَیّعه الشیخُ الطُوسِیُّ والنَّجاشِیُّ وغیرُهما وله مؤلَّفاتٌ فی اِثباتِ اِمَامةِ الْاَئِمةِ الْاَثنٰی عَشَرَ ۔(اعیان الشیعہ، جلد اوّل صفحہ 157، مطبوعہ دار التعارف، بیروت)

(ترجمہ:) ''ابوالحسن علی بن حسین مسعودی، صاحبِ مروّج الذھب، اس کے شیعہ ہونے پر علامہ طوسی، علامہ نجاشی و دیگر نے نص کی ہے اوراس کی کئی تصانیف ہیں جن میں بارہ ائمہ کی امامت ثابت کی گئی ہے''۔

سوم: ایک اورشیعہ مؤرخ محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی ہے، وہ اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں لکھتا ہے:

یکے از علماء معروف عجم درباره مسعودی صاحب مروج الذهب گوید او شیعی نبود بعلّت آنکه در اخبار خلفائے بنی عباس وغیرهم اقتصار بر مثالب وعیوب ولعن نہ کرده است واز محاسن اعمال آناں لختے برشمرده، باآنکه مسعودی مردے شیعہ وامامی بود۔

(منتخب التواریخ، مقدمہ، صفحہ 2، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ، تہران، ایران)

(ترجمہ:) ''عجم کے ایک معروف عالم نے مسعودی صاحبِ مروج الذھب کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شیعہ نہ تھا، اس وجہ سے کہ وہ خلفاء بنی عباس وغیرہم کے نقائص وعیوب پر اکتفاء نہیں کرتا اور ان پر لعنت نہیں بھیجتا اور ان کے کچھ محاسن بھی بیان کرتا ہے حالانکہ وہ (مسعودی) شیعی امامی آدمی تھا''۔

چہارم: تنقیح المقال فی علم الرجال شیعوں کی رجالِ شیعہ پر سب سے مفصل کتاب ہے جس کا مصنف شیخ عبداللہ مامقانی ہے، اس نے بابِ علی میں علی بن حسین بن علی مسعود المسعودی الھذلی کا عنوان قائم کیا ہے، اس میں اس نے مسعودی کے امامی شیعہ ہونے پر کثیر دلائل لکھے ہیں اور بتایا کہ بقول علامہ نجاشی مسعودی نے مستقل کتاب لکھی ہے: اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب۔ اور تمام شیعہ علماء اسے شیعہ مؤلفین میں سے شمار کرتے ہیں۔ (تنقیح المقال، جلد دوم صفحہ 282، مطبوعہ انتشاراتِ جہان، تہران)

پنجم: شیعہ راویوں پر علماءِ شیعہ نے بہت مبسوط کتابیں لکھی ہیں جو اکثر ہمارے پاس موجود ہیں' جن سے پتا چلتا ہے کہ کون سا مؤرخ' مصنف یا راوی سنّی تھا یا شیعہ' ان میں سے ایک کتاب جامع الرواۃ بھی ہے' جیسے محمد بن علی اردبیلی حائری نے لکھا ہے' وہ بھی مسعودی صاحبِ مروّج الذھب کو شیعہ رواۃ میں سے لکھتا ہے۔ اس نے کہا:

علی بن حسین بن علی المسعودی له کتابٌ فی الامامة وله کتابٌ فی اثبات الوصیة لعلی بن ابی طالب وهو صاحب مروج الذهب ۔

(جامع الرواۃ جلد اوّل صفحہ 574' مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ مرعش نجفی' قم' ایران)

(ترجمہ:) ''علی بن حسین بن علی مسعودی کیلئے امامت میں ایک کتاب ہے اور ایک کتاب ''اثبات الوصیۃ لعلی بن ابی طالب'' ہے' یہی صاحب مروّج الذھب ہے''۔

جب خود رجالِ شیعہ پر تحقیقات کرنے والے شیعہ علماء' مسعودی صاحبِ مروّج الذھب کو بالاتفاق شیعہ امامی لکھ رہے ہیں تو پھر اس کے شیعہ ہونے میں کیا شک ہے' اب اگر اس نے افضلیت علی المرتضیٰ پر کوئی روایت پیش کر دی ہے تو بازارِ تحقیق میں اس کی کیا حیثیت ہے' اور اس عبارت کو پیش کر کے عبدالقادر شاہ صاحب کے ہاتھ کیا آیا ہے' سوا اس کے کہ خود کو شیعوں کا پیروکار بنا لیا' صرف ان کی طرف سے شیعہ ہو جانے کا باقاعدہ اعلان باقی ہے۔

جوابِ دوم: خود حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ افضلیتِ صدیقِ اکبر پر حدیثِ نبوی وارد کرتے ہیں

ہم پیچھے بابِ احادیث میں حدیث: 38 لکھ آئے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ لوگوں میں ایک جماعت بھیجوں جو معلمین ہوں' لوگوں کو سنت سکھائیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین کو بنی اسرائیل میں بھیجا تھا' آپ سے عرض کیا گیا:

وَاَیْنَ اَنْتَ عَنْ اَبِی بَکْرٍ وَ عُمَرَ ۔

آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھیجیں۔

آپ نے فرمایا:

اِنَّهُ لَا غِنٰی بِیْ عَنْهُمَا اِنَّهُمَا مِنَ الدِّیْنِ کَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ ۔

(کنز العمال بروایت ابن عساکر' جلد 13 صفحہ 12' حدیث 36109' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت)

(ترجمہ:)''میں ان سے بے نیاز نہیں رہ سکتا' ان کا مقام دین میں ایسے ہے جیسے سر کا جسم میں''۔

گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا مقام سب صحابہ سے بلند تھا کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حواریین کا نام لیا تو فوراً صحابہ کرام کا ذہن اس اُمت میں شیخین کی طرف گیا اور اُنہوں نے ان کا نام لیا تو گویا جو مقام بنی اسرائیل میں حواریین کا تھا وہی مقام نگاہِ صحابہ میں اس اُمت میں شیخین کا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فرما دیا کہ شیخین کا مقام دین میں وہ ہے جو جسم میں سر کا ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں' تو وہ اس سے ہٹ کر کوئی بیان کیسے دے سکتے ہیں' بات کوئی اور ہے۔

پانچواں شبہ: افضلیت علی پر عبدالقادر شاہ صاحب کا قولِ ابن عباس سے استدلالِ باطل

عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے بھی استدلال کیا ہے' جس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک بار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس شام گئے' انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی رائے دیں تو اُنہوں نے پہلے خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی شان بیان فرمائی' اس کے بعد انہوں نے جنابِ مولا علی بیان کرنے کے بعد یہ کہنا کہ وہ مؤمنین اور متقین سے افضل تھے اور ہر اس شخص سے اکرم تھے جس نے قمیص پہنی اور چادر اوڑھی' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا اظہارِ عقیدہ تھا۔

(زبدۃ التحقیق صفحہ 312-313)

یعنی عبدالقادر شاہ صاحب مروّج الذھب کے حوالہ سے یہ قول ابن عباس نقل کر کے اس سے یہ استدلال کر رہے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہر مؤمن و متقی سے افضل اور ہر قمیص پہننے اور ازار اوڑھنے والے شخص سے اکرم ہیں۔

جوابِ اوّل: احادیثِ صحیحہ کے مقابلہ میں کتبِ تاریخ کی کیا حیثیت ہے؟

مروّج الذھب کے بارے میں ہم ابھی لکھ کر فارغ ہوئے ہیں کہ وہ ایک مسلم شیعہ مؤرخ ہے' تمام شیعہ محققینِ اوّل اسے رجالِ شیعہ میں سے شمار کرتے اور مروّج الذھب کو کتبِ شیعہ میں سے لکھتے ہیں' حیرت ہے عبدالقادر شاہ صاحب پر! وہ خود کو سنّی بھی کہتے ہیں اور افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے

میں احادیثِ صحیحہ' اجماعِ صحابہ اور اجماعِ اُمت سے منہ موڑ کر کتبِ تاریخ کا حوالہ لیتے ہیں اور وہ بھی شیعوں کی لکھی ہوئی کتبِ تاریخ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ہمیں توقع نہ تھی کہ شاہ صاحب اتنا نیچے اُتر آئیں گے۔

پہلے تو یہی دیکھیں کہ احادیثِ صحیحہ نبویہ اور اقوالِ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ جو اسانیدِ صحیحہ کثیرہ کے ساتھ وارد ہیں' کے مقابلہ میں کتبِ تاریخ کی کیا حیثیت ہے جن کی کوئی سند ہے نہ ماخذ کا پتہ ہے۔ تو کیا اجماعی عقائد کے ردّ میں کتبِ تاریخ کا سہارا لیا جائے گا؟ ایک مؤمن کے ایمان واعتقاد کی بنیاد قولِ خدا و قولِ مصطفٰی اور عملِ صحابہ کرام ہے نہ کہ تاریخ کا کوڑا کرکٹ۔

پھر یہاں تک تنزلی کہ شیعہ کتبِ تاریخ کا سہارا لیا جائے اور ساتھ میں دعوائے سنّیت بھی رکھا جائے۔ ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

جوابِ دوم: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسے ہی الفاظ دیگر صحابہ کیلئے بھی فرمائے ہیں

ممکن ہے شاہ صاحب کہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول صرف مروّج الذھب میں نہیں بلکہ حدیث کی کتاب طبرانی کبیر میں بھی ہے' تو ہم عرض کرتے ہیں کہ ہاں ہے! مگر شاہ صاحب نے جو عبارت نقل کی ہے وہ مروّج الذھب سے ہے اور اسی سے اُنہوں نے استدلال کیا ہے جبکہ طبرانی کبیر میں جو حدیث ہے وہ شاہ صاحب کے نظریہ کا مکمل صفایا کر دیتی ہے' اسی لیے شاہ صاحب اسے گول کر گئے ہیں۔ طبرانی کبیر میں حدیث یوں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' اُنہوں نے سب سے پہلے یہ کہا: اے ابن عباس! آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے شانِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ میں طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

فَاقَ وَرَاقَ اَصْحَابَهٗ وَرَعًا و كفافًا وزُهدا وعَفافًا وَبِرًّا وحياطةً وزهادةً وكفايةً ۔

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے تمام ساتھیوں سے فوقیت وسبقت لے گئے' تقویٰ وپرہیزگاری میں' زہد وعفت میں' نیکی واحتیاط میں اور دنیا سے بے رغبتی وبے اعتنائی میں''۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا' اُنہوں نے ان کی شان میں بھی علیحدہ علیحدہ مفصل گفتگو کی' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:
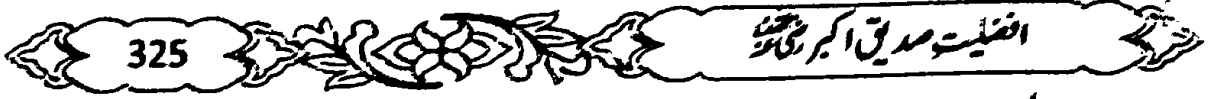
رَحَمَ اللّٰہُ اَبَا عمرٍ وَکان وَاللّٰہِ اَکْرَمَ الْحَفَدَۃِ وَافْضَل الْبَرَرَۃِ اَصْبَرَ الْقُرَّاءِ، ھَجَّارًا بِالْاَسْحَارِ کثِیرَ الدُّمُوْعِ عِنْدَ ذِکْرِ اللّٰہِ الخ۔

(ترجمہ:) ''اللہ ابوعمرو (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) پر رحم فرمائے' اللہ کی قسم! وہ تابعینِ (رسول) میں سب سے مکرم تھے' صالحین میں سب سے افضل تھے' قراء میں سب سے صابر تھے' اوقاتِ سحر میں بہت جاگنے والے اور ذکرِ خدا میں بہت آنسو بہانے والے تھے''۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے وہی جواب دیا جو پیچھے گزر چکا۔ پھر ان سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے طویل کلام فرمایا' جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

لَهُمُ الْاَقْوامِ وَسَیِّدُ الْاَعمامِ اَفْخَرُ مَنْ مَشٰی مِنْ قَرِیبٍ وَرَکِبَ۔

(معجم کبیر للطبرانی' جلد18 صفحہ239' حدیث10589' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''وہ سب اقوام سے بڑھ کر تخی اور سب چچاؤں کے سردار تھے' وہ ہر چلنے اور سوار ہونے والے قریبی سے بڑھ کر قابلِ فخر تھے''۔

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفضیل اور مبالغہ کے صیغے صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے نہیں بلکہ تمام خلفاءِ راشدین اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کیلئے بھی استعمال فرمائے تو پھر عبدالقادر شاہ صاحب کے ہاتھ کیا آیا؟ شاہ صاحب اپنے مریدین کو ایسی باتوں سے مطمئن کر سکتے ہیں مگر بازارِ تحقیق میں ان کا ثمنِ بخس نہیں چل سکتا۔

جوابِ سوم: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر احادیث کے راوی ہیں

(1) چنانچہ مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس مرض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا' اس میں آپ تشریف لائے ''عاصبا رأسه فی خرقة'' آپ نے درد کی وجہ سے اپنا سرِ انور کپڑے سے باندھ رکھا تھا' آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے' اللہ کی حمد وثناء کہی' اس کے بعد فرمایا:

لَیْسَ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَیَّ فِی نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ مِنْ اَبِی بکرِ بنِ اَبِی قُحافَۃَ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِنَ النَّاسِ لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکن خلۃُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ، سُدُّوا

عَنّی کُلَّ خَوخۃٍ فی ھذا المسجدِ غیرِ خَوخۃِ ابی بکرٍ ۔

(مسند احمد بن حنبل' جلد اوّل' صفحہ 271 'مطبوعہ دار الفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''ابوبکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے مجھ پر اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ احسان کیا ہو' اگر میں لوگوں میں سے کسی کو خلیل پکڑتا تو ابوبکر کو پکڑتا مگر خلّتِ اسلام ہی افضل ہے' اس مسجد میں میری طرف سے ہر دروازہ بند کر دو سوا دروازۂ ابوبکر کے''۔

یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسند احمد میں قریباً گیارہ مختلف اسانید کے ساتھ مروی ہے۔

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما احدٌ اَعْظَمُ عِنْدِیْ یَدًا من ابی بکر رضی اللہ عنہ وَاَسَانی بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَانْکَحَنِی ابْنَتَہٗ ۔

(طبرانی کبیر جلد 11 صفحہ 105 'حدیث: 11461 'مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''مجھ پر ابوبکر سے بڑھ کر کسی کا احسان نہیں ہے' اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ میری مدد کی اور مجھ سے اپنی بیٹی کو بیاہا''۔

(3) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا کَلَّمتُ اَحَدًا اِلّا اَبٰی عَلَیَّ وَرَاجَعَنی الکلامَ اِلّا ابْنَ اَبِی قُحَافَۃَ فِاِنِّیْ لَمْ اُکَلِّمہُ فی شَیْءٍ اِلّا قِبلَہٗ وَاسْتَقَامَ علیہ ۔

(تاریخ الخلفاء بروایت ابونعیم وابن عساکر' صفحہ 29 'مطبوعہ دار المنار' مصر)

(ترجمہ:) ''میں نے جس شخص سے بات کی اُس نے ضرور مجھ سے ردّ و کد کیا اور بات کو دُہرایا سوا ابن ابی قحافہ کے' اس سے میں نے کوئی کلام نہیں کیا مگر یہ کہ اس نے قبول کیا اور اس پر ڈٹ گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کثیر ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کر رہے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ ان کا عقیدہ اس کے برخلاف ہو' یقیناً آپ کا وہی عقیدہ ہے جو تمام صحابہ کرام کا ہے' رہا آپ کا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے تفضیل کے صیغے لانا تو وہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی لائے ہیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کیلئے بھی' تو ایسے الفاظ سے قبل ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق حرفِ مِنْ

محذوف ہوتا ہے۔

یعنی اصل عبارت یوں ہے: ''مِنْ خَیْرِ مَن آمن وَاتّقٰی وَمِنْ اَفْضَلِ مَنْ تَقَمَّصَ وَارْتَدٰی الـخ ''یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان بہترین لوگوں میں سے ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اپنایا اور قمیص وازار کو زیب تن کیا' وہ فرماتے ہیں: یہ اسی طرح ہے جیسے کہا جاتا ہے: ''فُلَانٌ اَعْـقَلُ النّاسِ ''اس کا معنی یہ ہے: ''هُوَ مِنْ اَعْقَلِ النَّاسِ ''ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ گفتگو حدیثِ طیر کے تحت فرمائی ہے' دیکھئے: (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد 11 صفحہ 343' کتاب: المناقب' باب: مناقب علی بن ابی طالب) ہم پیچھے یہ ساری گفتگو نقل کر آئے ہیں۔

لا حاجة لنا الٰی اعادتها ۔

چھٹا شبہ: قولِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے استدلال

عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' صفحہ 241' اور صفحہ 189 میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بھی نقل کیا ہے کہ اُنہوں نے کہا: ''کُـنَّـا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَفْضَلَ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ علیُّ بنُ اَبِی طَالِبٍ ''ہم کہا کرتے تھے کہ اہلِ مدینہ میں سے افضل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل سمجھتے تھے' سراب کو سیلاب سمجھنے کے مترادف ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود تو خود افضلیتِ صدیقِ اکبر کے داعی ہیں

کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داعی ہیں' چنانچہ امام ابن عبدالبر نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت کیا ہے' کہتے ہیں:

قَالَ عبـدُ الـلّٰـهِ بنُ مَسْعُودٍ اِجْعَلُوا اِمَامَكُمْ خَیْرَكُمْ فَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جَعَلَ اِمَامُنَا خَیْرَنَا بَعْدَهٗ ۔

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 251' حرف عین' قسم اوّل' ذکر من اسمہ عبداللہ' مطبوعہ دار صادر' مصر)

(ترجمہ:) ''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنا امام اسے بناؤ جو تم میں سے افضل ہو' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ہمارا امام اسے بنایا جو ہم میں سب سے بہتر تھا''۔

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اس پر عملِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استدلال کرتے ہیں' تو ان کے بارے میں غلط تاثر دینا بہت افسوس ناک ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اہم راوی ہیں

صحیح مسلم میں امام مسلم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے چھ مختلف اسانید کے ساتھ یہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خلیلًا مِنْ اُمَّتِی لَاتَّخذْتُ اَبَا بکرٍ ۔

(ترجمہ:) ''اگر میں اپنی اُمت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا''۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا:

لو کنتُ مُتَّخذًا مِنْ اھلِ الْاَرْضِ خلیلًا لَاتَّخَذْتُ ابنَ ابی قُحافَۃَ خلیلًا لٰکن صاحبکم خلیلُ اللّٰہ ۔

(ترجمہ:) ''اگر میں تمام اہلِ زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابن ابی قحافہ کو بناتا، مگر تمہارا نبی، اللہ کا خلیل ہے''۔

تیسری روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یوں راوی ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنّی اَبْرَأُ اِلٰی کُلِّ خِلٍّ مِنْ خِلِّہٖ وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خلیلًا لَاتَّخَذْتُ ابا بکر خَلیلًا اِنَّ صَاحِبَکُم خَلیلُ اللّٰہ ۔ (صحیح مسلم، حدیث: 6172 تا 6177)

(ترجمہ:) ''میں ہر دوست کی دوستی سے برأت کرتا ہوں، اگر میں کسی کو خلیل (مرجع حاجات) بناتا تو ابوبکر کو بناتا، تمہارا نبی، اللہ کا خلیل ہے''۔

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ خَاصَّۃً مِنْ اَصْحَابِہٖ وَاِنَّ خَاصَّتِی مِنْ اَصْحَابِی اَبُوْ بکر و عمرُ ۔

(معجم کبیر للطبرانی جلد 10 صفحہ 77، حدیث: 10008، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(ترجمہ:) ''بے شک ہر نبی کیلئے اس کے صحابہ میں سے مخصوص تر لوگ ہوتے ہیں اور میرے صحابہ میں سے میرے مخصوص تر لوگ ابوبکر وعمر ہیں، رضی اللہ عنہما''۔

اس لیے یہ کہے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ بنابر تقدیر صحت اگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کوئی ایسا قول مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہلِ مدینہ میں سب سے افضل شمار کیے جاتے تھے تو اس سے مراد جزوی فضیلت ہے، یعنی ان سے نسلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلنا اور ان کا دامادِ رسول وشوہرِ بتول ہونا وغیرہ۔

ساتواں شبہ: عبدالقادر شاہ صاحب کا امام عبدالوہاب الشعرانی کی عبارت سے غلط استدلال

صاحبِ زبدۃ التحقیق نے امام عبدالوہاب الشعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے جس میں امام محی الدین ابن عربی کا کلام پیش کیا گیا ہے، جو یہ ہے:

بالجملة فلا ينبغى الخوض فى مثل ذلك الامع وجود نص صريح مع اننا قائلون بترتيب هؤلاء الخلفاء الاربعة كما عليه الجمهور وانما خالفناهم فى علة التقديم فهم يقولون هى الفضل ونحن نقول هى تقدم الزمان ولو ان كل متأخر كان مفضولًا لكان من تقدم محمدًا افضل منه .

(ترجمہ:) ''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ایسے مسائل میں غور و خوض نہیں کرنا چاہیے' الّا یہ کہ نص صریح موجود ہو' جبکہ ہم ان چاروں خلفاء کی ترتیب کے قائل ہیں جیسا کہ اس پر جمہور ہیں' البتہ ہم ان سے علتِ تقدیم میں اختلاف کرتے ہیں' وہ کہتے ہیں: علت فضیلت ہے' ہم کہتے ہیں: علت تقدمِ زمانی ہے کیونکہ اگر ہر متاخر مفضول ہوتا تو جو انبیاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آئے وہ آپ سے افضل ہوتے' حالانکہ محققین میں سے کوئی اس کا قائل نہیں''۔

یہ عبارت پیش کرنے کے بعد عبدالقادر شاہ صاحب اس پر یہ تبصرہ کرتے ہیں:

''محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے پتہ چلا کہ حسبِ ترتیب افضلیتِ خلفاءِ اربعہ ان کے قول کے مطابق مذہبِ جمہور ہے' مذہبِ اجماعی نہیں' اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ترتیبِ خلافت و امامت میں مقدم ہونا دلیلِ افضلیت نہیں''۔ (زبدۃ التحقیق صفحہ 254)

جوابِ اوّل: ترتیبِ خلافت کا سبب امام محی الدین ابن عربی کے نزدیک افضلیت ہے

یاد رہے کہ امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اس قدر دلائل قائم کرتے ہیں کہ شاید و باید' اور آپ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ترتیبِ خلافت کا سبب افضلیت بھی ہے اور حکمِ الٰہی بھی۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلا خلیفہ ہونا اس لیے بھی ہے کہ آپ سب صحابہ سے افضل ہیں اور اس لیے بھی کہ اللہ کے علم میں انہی کا زمانہ پہلے تھا۔ آپ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں:

ولم يحكم احدٌ من الاولياء ولا قام فيه مثل هذا المقام مثلَ ابى بكر الصديق فان اللّٰه وفقه لاظهار القوة التى اعطاه لكون اللّٰه اهله دون الجماعة للامامة

والتقدم فقامت له تلك القوة فى الدلالة علٰى ان اللّٰه قد جعله مقدم الجماعة فى الخلافة عن رسول اللّٰه ﷺ فى امته كالمعجزة للنبى فى الدلالة علٰى نبوته ۔

(ترجمہ:) ''اس مقام میں اولیاء میں سے کسی نے حکم نہیں کیا نہ وہ اس طرح کھڑا ہوا جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' بے شک اللہ نے انہیں توفیق دی کہ اس قوت کا اظہار کریں جو اللہ نے ان کو بخشی کیونکہ اللہ نے انہیں تمام صحابہ کی جماعت میں سے امامت و برتری کا اہل بنایا' یہ قوت ان کیلئے بطور دلیل کھڑی ہوئی کہ اللہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کی خلافت کیلئے تمام جماعت سے مقدم کیا ہے جیسا کہ نبی کیلئے اس کا معجزہ اس کی نبوت پر بطورِ دلیل کھڑا ہوتا ہے''۔ (الفتوحات المکیہ' جلد 5 صفحہ 23' باب:303' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

یعنی نبی اکرم ﷺ کے وصال پر اللہ تعالیٰ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو وہ قوتِ ایمانی عطا فرمائی جو دوسرے صحابہ کو نہ ملی اور وہ قوت ان کے مقدم ہونے کیلئے ایسے دلیل بن گئی جیسے نبی کیلئے معجزہ دلیل ہوتا ہے۔ صاف معلوم ہوا کہ محی الدین ابن عربی کے نزدیک صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے سبب ہی انہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کا خلیفہ بنایا۔ اور ہم امام ابن عربی کا یہ قول پیچھے نقل کر آئے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں۔

<u>جوابِ دوم: عبدالقادر شاہ صاحب کا عبارت ابن عربی کو نہ سمجھ پانا</u>

رہی یہ عبارت جو عبدالقادر شاہ صاحب نے الیواقیت سے نقل کی ہے تو اس میں صرف اعتباری فرق بیان کیا گیا ہے' یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل بھی ہیں اور پہلے خلیفہ بھی۔ آپ پہلے خلیفہ اس لیے ہیں کہ علمِ الٰہی میں آپ کا پہلا خلیفہ ہونا مقرر تھا' یہی تقدم زمانی ہے' اگر اللہ کے علم میں کسی اور کا پہلا خلیفہ بننا ہوتا تو وہی پہلا خلیفہ ہوتا۔

اسی لیے امام ابن عربی' فتوحاتِ مکیہ میں اپنے قولِ مذکور کی چند سطور بعد فرماتے ہیں:

فان اللّٰه قد سبق علمه بان يجعله خليفة فى الارض و كذلك عمرو عثمان وعلى والحسن ۔ ولو تقدم غير ابى بكر لمات ابو بكر فى خلافة من تقدمه ولابد فى علم اللّٰه ان يكون خليفة فتقدمهم بالزمان ۔ (الفتوحات المکیہ جلد 5 صفحہ 24)

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ کے علم میں پہلے سے ثابت تھا کہ وہ زمین میں (نبی اکرم ﷺ کے بعد) خلیفہ ہوں گے' اسی طرح عمر فاروق' عثمان غنی' علی المرتضیٰ اور امام حسن ہیں' رضی اللہ عنہم۔ اور اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی دوسرا خلیفہ بنتا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے سے مقدم خلیفہ کے زمانہ میں فوت ہوتے' مگر اللہ رب العزت کے علم میں تھا کہ وہی خلیفہ بنیں تو انہی کا زمانہ پہلا ٹھہرا''۔

یعنی امام ابن عربی ایک تکوینی بحث فرما رہے ہیں' وہ صدیقِ اکبر کی افضلیت سے انکار نہیں فرما رہے بلکہ افضلیت بیان فرما رہے ہیں' مگر ان کے مقدم فی الخلافۃ ہونے کی بنیاد سبقتِ علمِ الٰہی کو قرار دے رہے ہیں۔ عبدالقادر شاہ صاحب ان کے مقصد کو سمجھ نہیں سکے' تو کسی کو کیا سمجھاتے' بلکہ میرا خیال ہے کہ شاہ صاحب امام شعرانی کی الیواقیت ہی میں اُلجھے رہے ہیں' اُنہوں نے الفتوحات المکیہ کو پڑھا ہی نہیں' ورنہ ان بھول بھلیوں میں نہ پڑتے۔

رہے یہ الفاظ: ''مع اننا قائلون بترتيب هؤلاء الخلفاء الاربعة كما عليه الجمهور'' تو اس کا اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ چاروں خلفاءِ اربعہ میں ترتیبِ فضیلت اجماعی نہیں جمہوری ہے' بعض ائمہ اہلِ سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر افضل کہتے ہیں' مگر شیخین کی ختنین پر افضلیت اجماعی ہے۔ **كما صرح به النووی والقسطلانی وابن حجر المکی والملا علی القاری وغیرهم وقد مرت اقوالهم سابقًا۔**

یا یہ معنی ہے کہ جمہور کے نزدیک ترتیبِ فضیلت قطعی ہے اور بعض کے نزدیک ظنی ہے' بایں معنی کہ اس کا منکر کافر نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں کہ نفسِ افضلیت صدیقِ اجماعی نہیں' جمہوری ہے۔

آٹھواں شبہ: حضرت شاہ عبدالعزیز کے فتویٰ سے عبدالقادر شاہ صاحب کا غلط استدلال

عبدالقادر شاہ صاحب نے فتاویٰ عزیزیہ سے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز سے پوچھا گیا کہ فرقہ تفضیلیہ کے پیچھے اقتداء کا کیا حکم ہے' اگر امام تفضیلی ہو تو اس کے پیچھے اہلِ سنت کا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ آپ نے اس کا جواب دیا کہ تفضیلیہ کی دو قسمیں ہیں' پہلی قسم وہ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہیں مگر محبتِ شیخین میں سرگرم ہیں' ان کے اقوال و افعال سے استدلال اور ان کے مناقب میں پُرجوش ہیں' جیسا کہ اہلِ سنت' افضلیتِ شیخین کے ماننے کے باوجود

مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے خوب محبت رکھتے اور ان کے اقوال سے بڑھ چڑھ کر تمسک کرتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے فرمایا: ایسے تفضیلی لوگ اہلِ سنت سے ہیں مگر انہوں نے اس مسئلہ میں خطا کی اور ان کا جمہور اہلِ سنت سے اختلاف اشعریہ و ماتریدیہ کے اختلاف کی طرح ہے' ایسے تفضیلیہ کی امامت جائز ہے۔ کئی علماءِ اہل سنت اور صوفیاء اسی روش پر تھے جیسے عبدالرزاق' سلمان فارسی اور حسان بن ثابت و دیگر صحابہ۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفضیلیہ کی دوسری قسم ان لوگوں کو بتاتے ہیں جن کا کہنا ہے' ہمیں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی محبت کافی ہے۔ ہم شیخین اور دوسرے صحابہ کو بُرا نہیں کہتے مگر ہم ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتے' نہ محبت نہ عداوت' نہ ہم ان کے اقوال و افعال سے تمسک کرتے ہیں' تفضیلیہ کی یہ قسم اہلِ بدعت ہیں' ان کی امامت کا حکم اہلِ بدعت کی امامت والا ہے' اہلِ سنت کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

(فتاویٰ عزیزیہ' جلد 1 صفحہ 183)

جوابِ اوّل

ہم ایک سو دس فیصد یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفضیلیہ کی جو پہلی قسم بتائی ہے' اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین اور تمام صحابہ پر جزوی فضیلت دیتے ہیں مگر بعض اوقات اس کی تعبیر ایسے کرتے ہیں' گویا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب پر مطلق افضلیت دے رہے ہیں' اس میں وہ خطاء کرتے ہیں اور یقیناً ایسے لوگ اہلِ سنت ہیں۔ شاہ صاحب کا ان کو تفضیلیہ کہنا محض تغلیباً اور تشبیہاً ہے' جیسے شمس و قمر کو قمرین کہہ دیا جاتا ہے۔ اَب اور اُم کو اَبَوَین کہہ دیا جاتا ہے اور ظہر و عصر کو ظہرین لکھ دیا جاتا ہے حالانکہ شمس و قمر' اَب و اُم اور ظہر و عصر میں یوں بعید ہے۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے لوگوں کیلئے بطورِ مثال محدث عبدالرزاق' سلمان فارسی اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم کا نام لیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ ان میں سے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اشعار لکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائش پر آپ کو سناتے تھے اور آپ خوش ہو کر داد دیتے تھے۔ ہم یہ باتیں پیچھے بابِ احادیث میں لکھ آئے ہیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے ابوبکر کے بارے میں بھی کوئی کلام کہا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے یہ کہا ہے:

وثانی اثنین فی المنیف وقد طاف العدو بہ اذ صاعد الجبلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا من الخلائق لم یعدل بہ رجلا

(ترجمہ:) ''یعنی وہ بلند غار میں ثانی اثنین ہیں' جب اسے دشمنوں نے گھیر لیا تھا اور وہ پہاڑ پر چڑھتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں اور سب کو معلوم ہے کہ آپ کسی کو ان کے برابر نہیں گردانتے''۔

''فتبسم رسول اللہ ﷺ'' نبی اکرم ﷺ یہ اشعار سن کر مسکرا پڑے۔

(مستدرک' باب: فضائل ابی بکر' جلد 3 صفحہ 67' حدیث: 4413)

اور کنز العمال میں یہ حدیث یوں ہے:

فَضَحِكَ رَسُولُ اللہ ﷺ حتّٰی بَدَتْ نَواجِذُہٗ وَقَالَ صَدَقْتَ یا حَسَّانُ ھُوَ کَما قُلْتَ ۔(کنز العمال' کتاب: الفضائل فی فضل ابی بکر' حدیث: 35673)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم ﷺ خوشی سے مسکرائے حتیٰ کہ آپ کے پچھلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا: اے حسان! تم نے سچ کہا' ابوبکر ایسا ہی ہے جیسا تم نے کہا ہے (یعنی میں واقعی کسی کو اس کے برابر نہیں گردانتا)''۔

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کبیر کے اور عبداللہ بن احمد فی زوائد الزہد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شعبی نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: سب سے پہلے کون اسلام لایا؟ انہوں نے کہا: ابوبکر صدیق! کیا تم نے حسان کا یہ کلام نہیں سنا!

اذا ذکرت شجوًا من اخی ثقۃ فاذکر اخاك ابا بکر بما فعلا
خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا الا النبی واوفاھا بما حملا
والثانی التالی المحمود مشھدہٗ واوّل الناس منھم صدق الرسلا

(تاریخ الخلفاء' باب: ابی بکر الصدیق' فصل: فی اسلامہ' صفحہ 28)

(ترجمہ:) ''جب تم کسی ثقہ آدمی کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر کو ضرور یاد رکھو' ان کے عظیم کردار کی وجہ سے' وہ نبی اکرم ﷺ کے سوا (اس اُمت میں) سب سے افضل' سب سے متقی اور سب سے عادل ہیں اور جو ذمہ انہوں نے اُٹھایا اُس میں وہ سب سے بڑھ کر وفا کرنے

والے ہیں، وہ ثانی اثنین ہیں، نبی کے پیچھے چلنے والے ہیں، ان کی حاضری (صحبت) قابلِ تعریف ہے اور لوگوں میں سب سے پہلے رسولوں کی تصدیق کرنے والے ہیں"۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل، اتقیٰ، اعدل اور اوفیٰ مانتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے برابر نہیں اور خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تصدیق فرمائی، اس لیے اگر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول درست ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں تو اس سے مراد بعض جزوی فضائل میں افضل ماننا ہے۔ ورنہ خود حدیثِ رسول اور کلامِ حسان سے ٹکراؤ لازم آئے گا۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے محدث عبدالرزاق کا نام لیا ہے کہ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین سے افضل جانتے تھے، حالانکہ امام ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ میں فرماتے ہیں:

امام عبدالرزاق سے پوچھا گیا: کیا آپ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ایسا نہیں کر سکتا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت بھی رکھوں پھر ان کی تکذیب بھی کروں، جب خود مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں تو پھر میں ان کو سب پر کیسے فضیلت دے سکتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ امام عبدالرزاق بھی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیتِ مطلقہ ہی کے قائل ہیں اور جہاں ان کی بعض عبارات سے افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ مترشح ہوتی ہے تو اس سے جزوی فضائل میں افضلیت مراد ہے۔

لہٰذا فتاویٰ عزیزیہ کی مذکورہ عبارت سے عبدالقادر شاہ صاحب کے ہاتھ کچھ نہیں آیا اور اس عبارت کے ذریعے عقائدِ اہلِ سنت کو اُلجھایا نہیں جا سکتا۔

جوابِ دوم: حضرت شاہ عبدالعزیز کے نظریات ان کی اپنی تحریرات کے آئینہ میں

عبدالقادر شاہ صاحب اگر انصاف سے کام لیتے تو حضرت شاہ عبدالعزیز کے نظریات کو ان کے اپنے کلام کے آئینہ میں دیکھ لیتے، مگر وہ ایسا نہیں کر پائے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشریہ کے آغاز میں شیعہ مذہب کی پیدائش و آفرینش کے حوالہ سے طویل تر گفتگو فرمائی ہے۔ ہم اس کا خلاصہ پوری دیانت کے ساتھ آپ کے سامنے رکھتے ہیں، اس سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت شاہ صاحب کس قسم کے تفضیلیہ کو اہلِ سنت میں سے سمجھتے ہیں اور کون سے تفضیلیہ کو شیطان کے

تلامذہ قرار دیتے ہیں۔ آپ کے طویل فارسی کلام کا خلاصہ اُردو میں یوں ہے۔

عبداللہ بن سبا یہودی نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں رہ کر لوگوں کے دلوں میں بدعقیدگی کا زہر گھولا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت غلو پھیلایا تھا اور کہا تھا کہ خلافت کا حق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کیلئے تھا' خلفاءِ ثلاثہ نے ظلم وتعدی سے کام کیا' بلکہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درجۂ خدائی تک پہنچا دیا' آپ نے اسے مدائن کی طرف جلاوطن کر دیا' تاہم آپ کے لشکر میں بہت سے لوگ آپ کے بارے میں غلو میں مبتلا ہو گئے' مگر بعض نے اس غلو کو قبول نہ کیا اور راہِ حق پر قائم رہے' اس اعتبار سے ان کے چار فرقے بن گئے:

پہلا فرقہ: ان کو شیعہ اولیٰ یا شیعۂ مخلصین کہا جاتا ہے' یہ لوگ اہلِ سنت کے پیشوا ہیں' یہ صحابہ کبار' ازواجِ مطہرات کے مقام ومرتبہ کی پوری پاسداری کرتے ہیں اور روشِ مولا مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے صحیح متبع ہیں اور مشاجرات ومقاتلات کے باوجود ان کے سینے غل ونفاق سے پاک تھے۔ انہیں شیعۂ اولیٰ وشیعۂ مخلصین کہا جاتا ہے (شیعہ کا معنی مددگار ہے اور یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے تھے' اس لیے شیعانِ علی کہلائے) یہ لوگ ابلیس پُر تلبیس کے شر سے مکمل محفوظ رہے اور ان کے دامن پر بدعقیدگی کا کوئی داغ نہ لگا' حضرت مولا علی نے ان کی تعریف میں کئی خطبات فرمائے (اس کا اشارہ ان صحابہ کرام اور اجلّہ تابعین کی طرف ہے جو لشکر مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ میں تھے' جیسے سلمان فارسی' عمار بن یاسر' عبداللہ بن عباس ودیگر رضی اللہ عنہم)۔

دوسرا فرقہ: یہ شیعہ تفضیلیہ ہیں' یہ جناب مولا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ پر افضلیت دیتے تھے' یہ آزاد فرقہ شیطان لعین کا ابتدائی شاگرد بن گیا اور انہوں نے اس کے وسوسہ کا اثر قبول کیا۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں تہدید فرمائی کہ اگر میں نے کسی کو سنا کہ وہ مجھے شیخین پر افضلیت دیتا ہے تو میں اسے حدِّ افتراء یعنی اَسّی دِرّے رسید کروں گا۔

تیسرا فرقہ: یہ سبّیہ لوگ ہیں' انہیں تبرّائیہ بھی کہتے ہیں' یہ تمام صحابہ کو غاصب وظالم بلکہ کافر ومنافق کہتے ہیں' یہ شیطان خبیث کے اوسط تلامیذ ہیں' یہ لوگ خلفاءِ ثلاثہ' طلحہ وزبیر اور عبدالرحمٰن بن عوف ودیگر صحابہ پر لعنت بھیجتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارہا ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار فرمایا۔

چوتھا فرقہ: یہ لوگ شیطان خبیث کے اخصّ الخواص شاگرد تھے' انہوں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

کو خدا سمجھ لیا، انہوں نے اپنی تائید میں مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعض اقوال کی غلط تاویلات کا سہارا لیا اور جیسے عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں حلولِ الوہیت کا قول کرتے ہیں، ایسا ہی قول اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے اختیار کیا۔

اس کے بعد حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں: اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ شیعہ کے یہ تین فرقے (تفضیلیہ، تبرائیہ اور غُلاۃ) اکٹھے معرضِ وجود میں آئے اور ان تینوں کا بانی مبانی وہی خبیث الباطن یہودی عبداللہ بن سبا تھا۔ (تحفہ اثناء عشریہ، باب اوّل: حدوثِ مذہب شیعہ، صفحہ 4-5، مطبوعہ کتب خانہ اشاعتِ اسلام، دہلی)

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اس طویل گفتگو سے معلوم ہوا کہ پہلا فرقہ شیعہ اولیٰ افضلیتِ مولا علی کے قائل نہ تھے، وہ اصحابِ رسول کے مراتب کا پاس رکھنے والے تھے، بس وہ حضرت امیر معاویہ کے مقابلہ میں مولا علی کا ساتھ دیتے تھے، یہ لوگ شیطانی تعلیمات سے مکمل محفوظ رہے، مگر دوسرے فرقہ تفضیلیہ نے آگے بڑھ کر افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اپنایا، یہ لوگ شیطان کے ابتدائی شاگرد ٹھہرے، اگرچہ وہ اصحابِ رسول کا احترام رکھتے تھے اور ان میں کسی کو بُرا نہیں کہتے تھے مگر یہ لوگ بھی شیعہ فرقوں میں سے ایک فرقہ شمار کیے گئے کیونکہ یہ بھی عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکار تھے۔

تو حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے فتاویٰ میں جو تفضیلیہ کی پہلی قسم بتائی ہے اور انہیں اہلِ سنت میں سے شمار کیا ہے، اس سے یہی پہلا فرقہ مراد ہے جن کو شیعہ اولیٰ کہا گیا ہے، یہ لوگ افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہرگز قائل نہ تھے، اس لیے وہ بلاشک اہلِ سنت میں سے ہیں۔

اگر عبدالقادر شاہ صاحب، حضرت شاہ عبدالعزیز کی مذکورہ تعلیمات کو مدنظر رکھتے تو خود وسوسہ میں پڑتے نہ لوگوں کو اس میں ڈالتے اور میرا خیال ہے کہ اُنہوں نے شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو غور سے پڑھا ہی نہیں، بس یونہی "تحقیق کا مکھن" نکالنے بیٹھ گئے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز تو افضلیتِ مولا علی رضی اللہ عنہ کے قائلین کو عبداللہ بن سبا یہودی کے پیروکار اور شیطان کے ابتدائی شاگرد قرار دے رہے ہیں اور عبدالقادر شاہ صاحب ان کو اہلِ سنت میں داخل کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

سچی بات یہ ہے کہ عبدالقادر شاہ صاحب کی ساری کتاب "زبدۃ التحقیق" کا یہی حال ہے، میں نے ان کی جس دلیل کو اور ان کی پیش کردہ جس عبارت کو پکڑا ہے، اس میں ایسی ہی بے بنیاد باتیں سامنے آئی

ہیں اور حقائق سے ان کی ناواقفی یا عمداً اعراض کا پتا چلا ہے اور میرا مقصد ان کی ساری کتاب کا بالاستیعاب رد نہیں ہے ورنہ یہ بات بہت لمبی ہو جائے گی ہم نے بطور مشتے نمونہ از خروارے ان کی کتاب سے چند اقتباسات کو لے کر ان کی حالتِ زار واضح کر دی ہے۔

وقس علیہ ما بقی من کتابہ من الھفوات و الزلات .

نواں شبہ: شیخین خلافت میں افضل ہیں اور مولا علی رضی اللہ عنہ ولایت میں

تفضیلی لوگوں کی طرف سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک خلافتِ ظاہرہ ہے ایک خلافتِ باطنہ خلافتِ ظاہرہ میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں اور خلافتِ باطنہ سے مراد ولایت اور قربِ الٰہی ہے اس میں مولا علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں ساتھ میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلافتِ ظاہرہ کی حد فرش تک ہے اور خلافتِ باطنہ یعنی ولایت کی عرش تک ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے سیف جلی میں ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جوابِ اوّل: نبوت کے بعد درجہ صدیقیت ہے اور ابو بکر مدارِ صدیقیت ہیں

یہ بھی تفضیلیوں کا ایک غلط خیال ہے کہ ولایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ دیکھو! ولایت کا لغوی معنی ہی قرب ہے جیسے عربی میں کہتے ہیں: ''داری ولیُّ دارہٖ'' میرا گھر اس کے گھر سے قریب ہے اسی لیے میت کے اقرباء کو اس کے اولیاء کہا جاتا ہے تو ولایت کا معنی ہے: بندہ اپنے اعمالِ صالحہ کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کر لے۔ مجھے بتایئے سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون ہے جس کے اعمال اسے اللہ سے قریب کرنے والے ہیں اور پیچھے طویل گفتگو ہو چکی ہے کہ افضلیتِ صدیق کا مدار ہی یہ ہے کہ آپ کی دین کیلئے قربانیاں سب سے زیادہ ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام و مرتبہ سب سے زیادہ ہے یہی ولایت ہے۔

اور ارشادِ باری تعالیٰ: ''اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّھَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ'' (سورۃ النساء آیت:69) کے تحت نبوت کے بعد اللہ کے ہاں سب سے بلند تر درجہ صدیقیت ہے اور سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام تمام صدیقین میں سب سے بلند ہے شہادت اور صالحیت کے مقامات اس کے بعد ہیں یعنی اللہ کے ہاں سب سے زیادہ قرب انبیاء کا ہے پھر صدیقین کا اور جناب ابو بکر صدیق امام الصدیقین ہیں اسی لیے انہیں صدیقِ اکبر کہا جاتا ہے تو پھر ولایت میں کوئی ان سے آگے کیسے جا سکتا ہے۔

دیکھئے! جو شخص کسی جماعت میں سب سے افضل ہوا سے اس کی جماعت کے حوالہ سے لقب دیا جاتا ہے کیونکہ وہ اپنی جماعت کا سب سے افضل فرد ہوتا ہے مرسلین کی جماعت میں رسول اکرم ﷺ سب سے افضل ہیں' اس لیے محمد رسول اللہ کہا جاتا ہے جبکہ باقی رسولوں میں سے کسی کو موسیٰ کلیم اللہ' کسی کو عیسیٰ روح اللہ اور کسی کو ابراہیم خلیل اللہ کہا گیا' علیہم السلام۔ اسی طرح صدیقین میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام سب سے بلند ہے' اس لیے لقب ہی صدیق ٹھہرا' اس لیے آپ کو مدارِ صدیقیت کہا جاتا ہے۔

مشائخِ نقشبندیہ میں سے مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ عظیم روحانی پیشوا ہیں' صاحبِ روح المعانی عمدۃ المفسرین علامہ محمود آلوسی ان کے مریدین میں سے ہیں۔ علامہ آلوسی نے ان کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

''کاملین (اولیاء) کے چار مراتب ہیں' اوّل نبوت (کیونکہ ہر نبی ولی بھی ہوتا ہے) اور نبوت کے قطبِ مدار رسول اللہ ﷺ ہیں' دوسرا مرتبہ صدیقیت ہے' اس کے قطبِ مدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' تیسرا درجہ شہادت ہے اس کے قطبِ مدار عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں' چوتھا درجہ صالحیت ہے' اس کو ولایت بھی کہا جاتا ہے اور اس کے قطبِ مدار مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حاضرین نے پوچھا: تو پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مقام کیا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو صدیقیت' شہادت اور صالحیت تینوں سے حصہ ملا ہے''۔

(روح المعانی جلد 5 صفحہ 76' زیر آیت مذکورہ' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

یہ ایمان افروز گفتگو حضرت خالد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہیں جو خود سلسلۂ نقشبندیہ کے چشم و چراغ اور اولیاءِ کاملین میں سے ہیں تو ہم ان کی مانیں یا دورِ حاضر کے کسی نام نہاد شیخ الاسلام کی۔

جوابِ دوم: قرآن نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو الاتقیٰ کہا اور یہ ولایت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے

سورۃ اللیل میں ''وسیجنبھا الاتقیٰ'' کہا گیا' تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ الاتقیٰ ہیں جس کا مصدر تقویٰ ہے اور تقویٰ ہی کا دوسرا نام ولایت ہے' جو جس قدر متقی ہے اسی قدر ولایت میں عظیم ہے۔ تقویٰ کا پہلا درجہ ہر کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کا چھوڑنا ہے' دوسرا درجہ ہر گناہ کا چھوڑنا اور تمام فرائض و واجبات کا بجالانا ہے۔ تیسرا درجہ تمام مکروہات کا چھوڑنا اور سب سنن و نوافل کی پابندی ہے اور اس کا آخری ماسویٰ اللہ کے خیال کو ترک کر کے خیالِ محبوبِ حقیقی میں مستغرق ہو جانا ہے اور یہی اسم تفضیل الاتقیٰ کا مصداق ہے' تو جسے رب سب سے بڑا ولی کہہ رہا ہے' اس کی ولایت سے کون آگے جا سکتا ہے۔

جواب سوم

نبی اکرم ﷺ خود فرما رہے ہیں: میرے دو وزیر زمین میں ہیں دو آسمان میں، آسمان میں جبریل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث:3680)

آپ نے فرمایا: تمام پیغمبروں میں سے کسی پیغمبر کی صحبت میں کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو ابوبکر سے افضل ہو حتیٰ کہ صاحب یٰسین بھی نہیں۔ (کنز العمال، حدیث:32561)

اور آقا ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء کے بعد ابوبکر سے بہتر کسی شخص پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔

(معجم اوسط طبرانی، جلد 5 صفحہ 271)

تو کیا ان احادیث میں کسی صاحبِ خلافت یا صاحبِ ولایت کی کوئی تفریق ہے؟ اگر ہے تو بتلاؤ! لہٰذا کوئی صاحبِ خلافت ہو یا صاحبِ ولایت، صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہے۔

جواب چہارم

جو شخص جس قدر نبی اکرم ﷺ سے قریب تر ہے، اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہے اور یہی ولایت ہے اور کون نہیں جانتا کہ آقا ﷺ نے ہمیشہ کس کو اپنے قرب تر رکھا؟ آقا ﷺ، شیخین کریمین کو اپنے دائیں بائیں پہلو میں بٹھاتے تھے، ہر مشورہ سب سے پہلے ان سے کرتے تھے اور جس رائے پر وہ دونوں جمع ہو جاتے، اس سے آپ مخالفت نہیں فرماتے تھے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اور ابوبکر و عمر ایک ہی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ (درمنثور، سورۂ طٰہٰ، زیر آیت منھا خلقنا کم)

اور آپ نے فرمایا: روزِ قیامت جب میں اُٹھوں گا تو میرے دائیں ابوبکر ہوگا، بائیں عمر، ہم یوں اکٹھے اُٹھائے جائیں گے تو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اُمت میں جو سب سے قریب تر ہے، وہی ولایت کے سب سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہے اور احادیثِ صحیحہ کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی فردِ اُمت قربِ مصطفےٰ ﷺ نہیں رکھتا، اس لیے اُمت میں ان سے بڑا کوئی ولی نہیں، نہ خلافت میں کوئی ان سے افضل ہے نہ ولایت میں کوئی ان سے اعلیٰ۔

تو ولایت میں کسی کو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہنا، اصل میں قرآن و سنت کی ان تمام نصوص و براہین سے انکار ہے، اسی لیے اُمت متفق ہے کہ ایمانی مدارج سے کسی درجہ میں کوئی شخص صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

جوابِ پنجم: تمام اولیاء کاملین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب اُمت سے افضل کہتے ہیں

ہم نے اولیاء اللہ میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اُمت میں سے کسی کو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل کہتا ہو، ہم ذیل میں چند اولیاء اللہ کے ارشادات پیش کر رہے ہیں:

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ کشف المحجوب میں ارشاد فرماتے ہیں:

صدیق اکبر مقدم جمیع خلائق است از پس انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین و روانہ باشد کہ کسے قدم اندر پیشِ وے نہد۔ (کشف المحجوب، باب ہفتم: صحابہ کرام، صفحہ 69)

(ترجمہ:) ''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم الصلوات کے بعد تمام مخلوق سے مقدم ہیں اور کسی کیلئے جائز ہی نہیں کہ ان سے آگے قدم رکھے''۔

افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

امام محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 638ھ کی ایک طویل عبارت کا یہ خلاصہ ہے:

''یہ مقام جو ہم نے صدیقیت اور نبوتِ تشریع کے درمیان ثابت کیا ہے، یہی مقامِ قربت ہے، یہ مقام ان افراد کیلئے ہے جو اللہ کے ہاں منزلت میں نبوتِ تشریع سے نیچے اور صدیقیت سے اوپر ہوتے ہیں، اسی مقام کی طرف اس سر کے ساتھ اشارہ کیا گیا ہے جو صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے سینے میں قرار یافتہ تھا، تو اس کے سبب وہ تمام صدیقین پر فضیلت لے گئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی آدمی نہیں ہے، کیونکہ وہ صاحبِ صدیقیت بھی ہیں اور صاحبِ سرّ بھی''۔ (الفتوحات المکیہ، باب: 73، جلد 3 صفحہ 39، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اسی باب میں آگے چل کر امام ابن عربی فرماتے ہیں:

ولھٰذا قال الترمذیُّ اِنّہٗ یکونُ فی امۃِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ اَبی بکرِ نِ الصدیقِ عِنْد ما یُریٰ انہ افضلُ النّاس بعدَ رسولِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنَ المسلمینَ فَاِنّہٗ معلومٌ ان عیسٰی علیہ السلام اَفْضَلُ مِن ابی بکر وَھُو مِنْ امۃِ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومتبعیہ۔ (الفتوحات المکیہ، باب: 90، صفحہ 186، جلد 3)

(ترجمہ:) ''اسی لیے امام ترمذی نے کہا کہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ بھی ہوگا جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
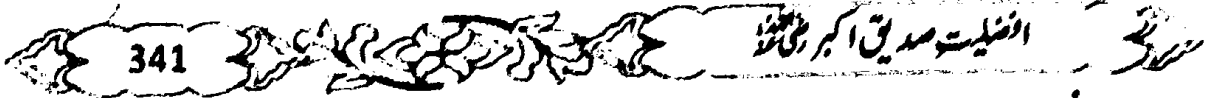
سے افضل ہوگا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کیونکہ یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلمانوں میں ابوبکر سب سے افضل ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور وہ اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبعین میں سے ہیں"۔

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام اتنا بلند ہے کہ مطلق صدیقیت سے بھی اوپر ہے اور نبوت سے نیچے ہے کیونکہ وہ صدیق بھی ہیں اور صاحبِ سرّ بھی' جس کا اشارہ حدیثِ نبوی میں ہے کہ ابوبکر تم سے اس سرّ کے باعث فضیلت لے گیا جو اس کے سینے میں جاگزیں ہے اور مقامِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اتنا بلند ہے کہ اس اُمت میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ان سے آگے بڑھے ہیں کیونکہ وہ بھی آخر زمانہ میں اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرد بن کر آئیں گے اور ایک اُمتی کے پیچھے نماز پڑھیں گے' یعنی امام مہدی رضی اللہ عنہ۔

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ بزبان حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے اشعار میں فرماتے ہیں:

خواجۂ اوّل کہ اوّل یارِ اوست — ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اوست

صدرِ دیں صدیقِ اکبر قطبِ حق — در ھمہ چیز از ھمہ بردہ سبق

(رسالہ منطق الطیر' صفحہ 28)

(ترجمہ:) "پہلا آقا وہ ہے جو نبی کا پہلا یار ہے' وہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار کی فضیلت والے ہیں' وہ صدرِ دین ہیں' صدیقِ اکبر ہیں' قطبِ حق ہیں اور وہ ہر چیز میں تمام صحابہ سے سبقت لے گئے"۔

قدوۃ الاولیاء خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ اولیاء سلسلۂ چشتیہ میں عظیم مقام رکھتے ہیں' آپ فرماتے ہیں:

فضیلتِ آنہا بالترتیب است' آنگاہ ایں حدیث بزبان مبارک راند' افضل الناس بعدی ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی۔ (مرآۃ العاشقین' صفحہ 22)

(ترجمہ:) "ان خلفاءِ راشدین کی فضیلت بالترتیب ہے' اس وقت آپ کی زبانِ مبارک پر حدیثِ نبوی آئی: میرے بعد سب لوگوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں' پھر عمر فاروق' پھر عثمان غنی' پھر مولا علی رضی اللہ عنہم"۔

عمدۃ السالکین حجۃ الکاملین پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

آپ شیعوں کی طرف سے پوچھے گئے فارسی میں ایک سوال کا جواب بہت شستہ فارسی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں، اس سے زبانِ فارسی پر آپ کی گرفت کا اندازہ ہوتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

و مستحق این نیابت از امتِ مرحومہ کسانے ہستند کہ جوہر نفس اوشاں قریب بہ جوہر نفس انبیاء مخلوق شدہ، پس جامع باشند صورتِ خلافت یعنی ریاست عامہ و معنی اورا یعنی قرب بنفوسِ انبیاء مثل خلفاءِ اربعہ، فرق ایں قدر کہ در عہد خلفاءِ ثلاثہ نفاذِ تصرف و اجتماع مسلمین علیٰ سبیل الکمال صورت پذیرفتہ، و در عہد مرتضوی معنی کامل، یعنی قرب بنفوسِ انبیاء بود و صورت ناقص یعنی ریاستِ عامہ و اجتماع مسلمین مثل زمانۂ خلفاء ثلاثہ نہ نبود باز صورت باقی و معنی بروجہ اتم مفقود چنانچہ در زمان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ (فتاویٰ مہریہ مؤلفہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ 212، مطبوعہ کتب خانہ درگاہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف)

(ترجمہ:) "اس اُمتِ مرحومہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت (خلافت) کے حقدار وہ لوگ تھے کہ جن کا جوہرِ نفس، جوہرِ نفسِ انبیاء سے قریب تر پیدا کیا گیا تھا، وہ خلافت کی صورت اور اس کے معنی دونوں کے جامع تھے، صورت سے مراد ریاستِ عامہ ہے اور معنی سے مراد نفوسِ انبیاء سے قرب ہے، جیسے خلفاءِ اربعہ۔ فرق بس یہ ہے کہ عہد خلفاءِ ثلاثہ میں تصرف اور اجتماعِ مسلمین بصورتِ کمال پیدا ہو گیا تھا اور عہد علی المرتضی رضی اللہ عنہ میں خلافت کا معنی یعنی قرب بہ نفوسِ انبیاء کامل تھا اور صورت ناقص تھی، یعنی ریاستِ عامہ اور اجتماعِ مسلمین، زمانۂ خلفاءِ ثلاثہ کی طرح نہ تھا، جبکہ اس کے بعد خلافت کی صرف صورت قائم رہی اور معنی مکمل طور پر ختم ہو گیا جیسا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا"۔

اس عبارت میں حضور قبلہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بہت حکیمانہ و عارفانہ گفتگو فرمائی ہے، یعنی فرمایا کہ خلافتِ نبوت کے حق دار وہ نفوسِ قدسیہ ہیں جن کے نفوس، نفوسِ انبیاء سے قریب تر ہیں اور وہ خلفاءِ اربعہ ہیں ان میں سے خلفاءِ ثلاثہ کے دور میں خلافت کی صورت اور اس کا معنی دونوں کامل تھے جبکہ مولا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور میں معنی تو کامل تھا، بس صورت میں کمزوری آئی، جبکہ اس کے بعد خلافت کی صورت تو قائم رہی مگر معنی مفقود ہو گیا۔

اسی طرح فاتح قادیانیت، قدوۃ السالکین پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تصفیہ مابین سنّی و شیعہ میں افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: میں نے ابوحفص سے سنا، کہتا تھا: بعد از پیغمبر کوئی شخص ابوبکر صدیق سے افضل نہیں کیونکہ اس نے مقاتلۂ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا ہے"۔

(تصفیہ مابین سنّی و شیعہ، صفحہ 19، مطبوعہ کتب خانہ درگاہ عالیہ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف)

آج تفضیلی لوگ محض جہالت کی وجہ سے اپنے حق میں پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے دیتے ہیں، حالانکہ آپ کی تعلیمات یکسر ان کے خلاف ہیں۔

شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

وانت لو فكرت وتدبرت ذٰلك لعلمت فضل ابى بكر وزهده علٰى جميع الصحابة ويكفيه فضلًا وكمالًا ومرتبةً قوله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابى بكر انت منى بمنزلة السمع والبصر والروح وقد مر بيانهٗ ۔ (مذہب شیعہ، جلد اوّل صفحہ 85)

(ترجمہ:) "اگر تم فکر و تدبر کرو تو جان لو گے کہ تمام صحابہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ان کا زہد کیسا ہے اور ان کے فضل و کمال و مرتبہ کیلئے یہ قولِ نبی ہی کافی ہے: تم میرے لیے سماعت، بصارت اور روح کی طرح ہو۔ اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے"۔

ان تمام اقوالِ اولیاء کاملین میں ان تفضیلی لوگوں کیلئے ہدایت ہے جو کہتے ہیں کہ خلافت میں صدیق اکبر افضل ہیں اور ولایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ میں پوچھتا ہوں کہ ولایت میں کون افضل ہے؟ یہ اولیاءِ کاملین بہتر جانتے ہیں یا تم جانتے ہو؟ جب سیدنا غوث اعظم، حضرت مجدد الف ثانی، حضور داتا علی ہجویری، امام محی الدین ابن عربی و دیگر اولیاء اللہ رحمہم اللہ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب اولیاء سے افضل بتا رہے ہیں تو پھر تم اُمت کے اجماعی عقیدہ کو متزلزل کر کے رافضیت کی راہ کیوں ہموار کر رہے ہو!

دسواں شبہ: تمام سلاسل طریقت کا مولا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچنا

تفضیلی لوگ یہ شبہ بھی ڈالتے ہیں کہ دیکھو تمام سلاسلِ طریقت یعنی سلسلۂ نقشبندیہ، سلسلۂ چشتیہ، سلسلۂ قادریہ اور سلسلۂ سہروردیہ، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جاتے ہیں، گویا دنیا کو آج بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روحانی فیض مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذریعے سے مل رہا ہے، لہٰذا یہ کہنا درست ہے کہ خلافتِ ظاہری،

یعنی اسلام کے سیاسی غلبہ کے حوالہ سے حضرت صدیق اکبر افضل ہیں اور خلافتِ باطنی یعنی ولایت و قطبیت میں مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔

مگر یہ شبہ بھی محض ایک قیاس آرائی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ تمام اولیاءِ کاملین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ولایت میں بھی ساری اُمت کا پیشوا مانتے ہیں۔ حضور داتا علی ہجویری، امام محی الدین ابن عربی، شیخ فرید الدین عطار، امام ابوبکر بن اسحاق کلاباذی، حضرت مجدد الف ثانی و دیگر اولیاءِ کاملین، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ولایت میں سب سے بلند مرتبہ پر تصریحات دے چکے ہیں اور قرآن نے انہیں ''الاتقیٰ'' فرمایا ہے اور وہ صدیقیت کے قطب مدار ہیں، جو نبوت کے بعد سب سے بڑا درجہ ہے اور ولایت کا مقام تو صدیقیت سے نیچے ہے۔

سلاسل روحانیہ کے شیخین سے معروف نہ ہونے کے تاریخی اسباب

رہا یہ سوال کہ سلاسل طریقت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جاتے ہیں تو سنئے! شیخین کریمین کے دور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثرت تھی اور ہر صحابی براہِ راست بارگاہِ رسالت سے فیض یافتہ تھا، اس لیے حضراتِ شیخین سے کوئی روحانی سلسلۂ طریقت معروف نہ ہوا۔ اگرچہ صحابہ کرام شیخین کی صحبت سے وہ فیض پاتے تھے جو مؤمنوں میں صفاءِ قلب پیدا کرتا اور رزائلِ نفسانیہ سے ان کے باطن کو پاک کرتا ہے اور اسی کو مرشد کامل کی تربیت کا نام دیا جاتا ہے مگر صحابہ کرام چونکہ پہلے سے صحبتِ نبوی کی برکت سے صفاءِ قلب کی اعلیٰ کیفیات رکھتے تھے اور ان پر ''ویزکیھم'' کے جلوے برس چکے تھے، اس لیے شیخین کریمین سے کوئی سلسلۂ روحانی شہرت نہ پا سکا۔

مگر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں ان لوگوں کی کثرت ہوگئی جو صحبتِ نبوی سے فیض یافتہ نہ تھے، انہیں درسِ صفائے قلب اور تربیتِ نفس کی زیادہ ضرورت تھی جس کی تکمیل کیلئے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخصیت نہ تھی، پھر یہ سبب بھی ہوا کہ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ قیامِ خلافت کے فوراً بعد کوفہ چلے آئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت حرمین شریفین میں رہ گئی۔ کوفہ میں آپ نے روحانی تربیت پر زور دیا اور یوں تو آپ سے ہزاروں لوگوں نے روحانی تسکین کی دولت پائی اور وہ آپ کے خلفاء ہی تھے مگر سب سے زیادہ حصہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ملا، ان سے یہ نور حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ میں سب سے زیادہ نمودار ہوا، ان سے یہ دولت حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے پائی، ان سے یہ خاص نعمت حضرت معروف

کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منتقل ہوئی' ان سے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور ان سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پائی' آگے اُنہوں نے سارے جہان میں پھیلائی' یہ قدرت کی طرف سے ایک انتخاب ہوتا ہے' اللہ جسے چاہے دے دیتا ہے۔ ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ یہ ایک فضیلت ہے مگر دلیل افضلیت نہیں۔

اس کی مثال یہ ہے کہ قراءاتِ سبعہ متواترہ سبھی برحق ہیں' کوئی کسی سے بہتر اور افضل نہیں' مگر قرأتِ امام عاصم کو روایت حفص کی شکل میں جو وسعت' ہمہ گیری اور عالمگیر قبولیت حاصل ہوئی' وہ کسی کے حصہ میں نہ آسکی' آج سارے جہان میں روایتِ حفص پر ہی قرآن پڑھا جاتا ہے' باقی قراءات صرف کتبِ قرأت میں ملتی ہیں' میں خود قراءاتِ سبعہ کا قاری اور علم قراءاتِ سبعہ کی سب سے متداول درسی کتاب ''الشاطبیہ'' کا شارح بھی ہوں' الحمدللہ! میں کبھی حیران ہوتا ہوں کہ رب العزت کا فضل کیسے ایک شخص کو چن لیتا ہے مگر اس عموم فیضِ قرأت کو روایتِ حفص اور قرأتِ عاصم کے افضل الروایات یا افضل القراءات ہونے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

کیا تفضیلی لوگ حضرت حسن بصری کو حسنین کریمین سے افضل کہیں گے؟

چنانچہ مولا علی کرم اللہ وجہہ سے فیض باطنی کا سلسلہ آپ کے شاگرد' مصاحب اور تربیت یافتہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے چلا' اسی لیے وہ سلاسلِ روحانیہ جو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک جاتے ہیں وہ سب حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے آپ سے ملتے ہیں' مثال کے طور پر میرے سامنے اس وقت کتاب کلیاتِ امدادیہ پڑی ہے' اس میں حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چاروں سلاسلِ روحانیہ بیان کیے ہیں' ان میں سے شجرۂ قادریہ' شجرۂ نقشبندیہ اور شجرۂ سہروردیہ تینوں مختلف واسطوں سے جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تک جاتے ہیں' وہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ آگے حضرت سری سقطی ہیں' پھر حضرت معروف کرخی ہیں' پھر حضرت داؤد طائی ہیں' پھر حبیب عجمی ہیں' پھر امام حسن بصری ہیں' پھر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

جبکہ ان کا شجرۂ چشتیہ کسی دوسرے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک جاتا ہے' پھر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ (کلیاتِ امدادیہ شجرات وسلاسل' صفحہ 98-99' مطبوعہ دارالاشاعۃ' کراچی)

معلوم ہوا کہ تمام شجراتِ روحانیہ بواسطہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہی مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ملتے ہیں' ان میں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے اسماءِ گرامی کہیں نہیں ہیں۔ تو ہم تفضیلی فرقہ

سے پوچھتے ہیں کہ اگر حیدرِ کرار مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اس لیے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حتیٰ کہ شیخین سے افضل ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فیضِ روحانی اُمت کو ان کے ذریعہ ملا ہے نہ کہ شیخین کریمین یا کسی دوسرے صحابی کے واسطہ سے، تو اسی دلیل سے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حسنین کریمین سے بلکہ تمام ان صحابہ و اہلِ بیت سے جو اس وقت موجود تھے، افضل ٹھہرتے ہیں۔ کیا تفضیلی فرقہ اس کو مانتا ہے؟ اگر مانتا ہے تو ان کی تفضیلیت کدھر گئی؟ اگر نہیں مانتا تو پھر ان کی حجت کدھر گئی؟

اس لیے ماننا پڑے گا کہ کسی سے روحانی تربیت کا اجراء اس کیلئے وجہ فضیلت ضرور ہے مگر دلیل افضلیت نہیں خواہ وہ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہوں یا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ یا کوئی اور۔ افضلیت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ہے مگر روحانی فیض کا سلسلہ کسی اور سے چل رہا ہے، یونہی افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی ہے مگر روحانی سلسلہ مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے چل رہا ہے اور اس کے کچھ تاریخی اسباب تھے جو ابھی ہم نے بیان کیے ہیں جبکہ خود مولا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ، افضلیتِ شیخین پر خطبات ارشاد فرماتے ہیں اور آپ کی پیروی میں تمام اہلِ بیت اس عقیدہ کو دُہراتے ہیں جیسا کہ گزشتہ ابواب میں گزر چکا۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ تمام سلاسلِ روحانیہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ تک ہی جاتے ہیں، سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ذریعے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک جاتا ہے۔ کما هو معروف عند اهل هذه السلسلة.

گیارھواں شبہ: معمر بن راشد کے قول سے استدلال

عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں ابن حجر مکی کی الصواعق المحرقہ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان سے نقل کیا ہے کہ محدث عبدالرزاق کہتے ہیں: معمر (بن راشد ازدی) نے کہا: اگر کوئی شخص کہے: حضرت عمر، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں تو میں اس پر سختی نہیں کروں گا، اسی طرح اگر وہ کہے کہ میرے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں تو میں اس پر بھی سختی نہیں کروں گا بشرطیکہ وہ شیخین کی فضیلت مانے، ان سے محبت رکھے اور جو ان کا مقام ہے، اس کی تعریف کرے۔ محدث عبدالرزاق نے کہا: میں نے یہ بات وکیع سے کہی تو انہیں بھی اس پر تعجب ہوا اور اس کو پسند کیا۔

(زبدۃ التحقیق، صفحہ 229-230)

آگے عبدالقادر شاہ صاحب نے اس سے استدلال کیا کہ اگر حضرت المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو شیخین کریمین سے افضل جاننا عقیدۂ اہلِ سنت کے خلاف ہوتا تو اس کے روکنے سے معمر کا باز رہنا معصیت ہوتی،

معصیت سے روکنا تو واجباتِ شرعیہ سے ہے۔(زبدۃ التحقیق، صفحہ 230)

جوابِ اوّل

حیرت ہے عبدالقادر شاہ صاحب کی نظر بابِ تفضیل میں قولِ معمر پر گئی مگر اقوالِ پیغمبر اور ارشاداتِ حیدر پر نہ گئی، معمر حضرت امام زہری کا ایک شاگرد ہے، وہ اگر کہے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افضل ماننا بُرا نہیں لگتا تو عبدالقادر شاہ صاحب اس بات کو پکڑتے ہیں مگر خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ بات بہت بُری لگتی ہے اور وہ فرماتے ہیں: جو مجھے شیخین پر فضیلت دے، میں اسے حد مفتری لگاؤں گا اور ہم یہ قولِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیچھے چار اسانیدِ صحیحہ کے ساتھ نقل کر آئے ہیں۔ جو بات مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سنا گوارا نہیں، اگر وہ معمر کو گوارا ہے تو عبدالقادر شاہ صاحب سوچیں کہ وہ کس کے بیٹے ہیں؟ انہیں کس کی بات کا ساتھ دینا چاہیے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیثِ کثیرہ صحیحہ میں افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر نص فرما چکے، صحابہ کرام اس پر اجماع کر چکے، خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام ائمہ اہل بیت اس کو کھول کھول کر بتا چکے اور ائمہ کی تصریحات سامنے آگئیں کہ افضلیتِ صدیق کا منکر اہلِ سنت سے خارج ہے تو احادیثِ نبویہ و اقوالِ مرتضویہ و اجماعِ اُمتِ محمدیہ کے مقابل معمر کا قول کیا وزن رکھتا ہے۔

جوابِ دوم

ضروری ہے کہ قولِ معمر کو سمجھا جائے، چنانچہ اس کو امام ابن حجر مکی نے خوب سمجھا، ان کی تحقیق کے مطابق معمر کا کہنا: "**لو قال علی عندی افضل من ابی بکر و عمر لم اعنفه**" کہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو افضل ماننے والے پر سختی نہیں کروں گا، کا مطلب یہ ہے کہ میں اسے کافر نہیں قرار دوں گا کیونکہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع ظنی ہے، قطعی نہیں ہے۔ ظنی اس معنی میں ہے کہ ہم اس کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے معمر کا قول پیش کر کے اس پر جو طویل بحث کی ہے، اس کا یہ خلاصہ ہے کہ دیکھیے: صواعق المحرقہ صفحہ 80 تا 90، آخر میں آپ ساری گفتگو کا حاصل یہ نکالتے ہیں:

فَاِنَّنَا لَمْ نُكَفِّرِ القائلینَ بِاَفْضَلِیَّةِ علیٍّ علٰی ابی بکرٍ وعُمَرَ وَاِنْ کان ذٰلِکَ عِنْدَنَا خِلافَ ما اَجْمَعْنَا علیه کُلِّ عَصرٍ مِنّا الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی مَا مَرَّ اَوَّلَ هٰذَا البَابِ ۔(صواعق المحرقہ، صفحہ 90)

(ترجمہ:) "تو ہم شیخین پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے قائلین کی تکفیر نہیں کرتے، اگرچہ یہ

بات ہمارے نزدیک اس عقیدہ کے خلاف ہے جس پر ہم مسلمانوں نے ہر زمانہ میں اجماع کیا ہے تا زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ اس باب کے شروع میں گزر چکا"۔

کس قدر حیرت ہے، عبدالقادر شاہ صاحب کو صواعق المحرقہ سے قولِ معمر تو نظر آ گیا مگر اس پر امام ابن حجر مکی نے جو بحث کی وہ نظر نہ آئی اور آخر میں انہوں نے جو ماحصل پیش کیا وہ نظر نہ آیا۔ کیا زبدۃ التحقیق اسی کو کہتے ہیں! ما لکم کیف تحکمون ۔

☆☆☆☆☆

باب دوازدھم:
افضلیت کے حوالہ سے چند اہم علمی ابحاث

بحث اوّل:
شیعہ مذہب دعوائے افضلیتِ علی کی بنیاد پر ہی قائم ہوا تھا

اس جگہ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ شیعہ مذہب کا وجود ہی اس بنیاد پر قائم ہوا تھا کہ عبداللہ بن سبا یہودی نے مسلمانوں میں اختلاف و انتشار ڈالنے کیلئے لبادۂ اسلام اوڑھا اور عہد عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں صفوفِ اہلِ اسلام میں داخل ہو کر اس نے یہ شوشہ چھوڑا کہ دیکھو! حضرت علی رضی اللہ عنہ رشتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر تھے اور انہیں "انت منّی بمنزلة هارون من موسیٰ" کہا گیا تو وہ اہلِ اسلام میں سب سے افضل تھے' پھر یہ کیوں ہوا کہ وصالِ رسول کے بعد دوسرے لوگوں نے خلافت سنبھال لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے کر دیا گیا۔ اس نے مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کرنا شروع کیا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے اسے مدینہ پاک سے نکال دیا' وہ مصر چلا گیا' وہاں اس نے کھل کر یہ زہر پھیلانا شروع کیا' پھر وہ بصرہ گیا' پھر کوفہ پہنچا اور ہر جگہ اس نے لوگوں کے دل و دماغ میں یہی زہر گھولا' کوفہ والے اس کی زہریلی باتوں سے زیادہ متاثر ہوئے' چنانچہ مصر' بصرہ اور کوفہ ہی سے بلوائیوں کی جماعتیں آئیں اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ بلوائیوں میں خود عبداللہ بن سبا بھی موجود تھا' اگر آپ نے یہ تفصیلات دیکھنی ہیں تو میرے والد گرامی محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تحفہ جعفریہ" جلد اوّل کا مقدمہ پڑھیں جس میں انہوں نے سنّی کتب تاریخ اور شیعہ کتب تاریخ دونوں کے حوالہ جات سے شیعہ مذہب کی ابتداء و آفرینش کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے۔ اگر مزید تفصیل میں جانا ہے تو البدایہ والنہایہ' تاریخ الامم والملوک للطبری اور الکامل فی التاریخ لابن اثیر میں عہد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حالات دیکھیں۔

میں بہت اختصار کے ساتھ چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں تا کہ معلوم ہو کہ امام اعظم ابوحنیفہ' امام

شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور ان کے بعد ہر دور کے ائمہ دین افضلیتِ شیخین پر اجماع کا ذکر کیوں کر رہے ہیں، کیونکہ اسی سے انکار کے باعث شیعہ مذہب وجود میں آیا۔

امام ابن اثیر الکامل فی التاریخ میں یوں فرماتے ہیں:

''عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا، وہ عہدِ عثمان غنی میں اسلام لایا (اسلام کا لبادہ اوڑھا) پھر وہ حجاز میں آ گیا، پھر بصرہ و کوفہ گیا، اس نے اہلِ شام کو بھی بہکانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا، تو اس نے مصر میں ڈیرہ لگایا، وہ کہتا تھا: عجیب بات ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں واپس آئیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس نہ آئیں، تو اس نے عقیدۂ رجعت ایجاد کیا (شیعہ کہتے ہیں کہ آخر زمانہ میں امام مہدی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بارہ امام واپس دنیا میں آئیں گے، ابوبکر و عمر و عثمان کو قبروں سے نکال کر معاذ اللہ ان کو سزائیں دیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقام لیں گے، اس کو وہ رجعت کہتے ہیں) پھر اس نے کہا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَعَلِيٌّ وَصِيُّ محمدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ لَمْ يُجِزْ وَصِيَّةَ رَسُوْلِ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَوَثَبَ علٰى وصيَّةٍ وَاِنَّ عثمانَ اَخَذَهَا بِغَيْرِ حَقٍّ .

(الکامل فی التاریخ جلد 3 صفحہ 154، ذکر سن 35ھ، مطبوعہ بیروت)

(ترجمہ:) ''ہر نبی کا ایک وصی تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی ہیں تو اس سے بڑا ظالم کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت جاری نہ ہونے دے اور آپ کے وصی کا حق مارے، اس لیے عثمان کے پاس ناحق خلافت ہے''۔

یعنی عبداللہ بن سبا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنی طرف سے مقامِ وصیِ رسول پر کھڑا کر کے ان کو سب صحابہ سے افضل بتایا اور خلفاءِ راشدین کو ان کا حق غصب کرنے والا ٹھہرایا، یہ تو اہلِ سنت کی کتابِ تاریخ ہے، اب ایک شیعہ کتابِ تاریخ کی بات بھی پڑھیں:

وَذَكَرَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عبدَ اللّٰه بنَ سَبا كان يَهُودِيًّا فَاَسْلَمَ وَوَالٰى عَلِيًّا علیہ السلام وكَانَ يَقُوْلُ وَهُوَ علٰى يَهُودِيَتِهٖ فى يوشع بن نون وَصِيِّ موسٰى بِالْغُلُوِّ فقال فى اسلامه بعدَ وَفاةِ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وعلٰى آله فى عليٍّ علیہ السلام مِثْلَ ذلك وكان اولَ مَنْ اَشْهَرَ القولَ بفرضِ امامةِ عَلِيٍّ ومن هُنا قال مَنْ خَالَفَ الشيعةَ

اَنَّ اَصْلَ التَّشَیُّعِ وَالرِّفْضِ مَاخُوْذٌ مِنَ الْیَھُوْدِیَّۃِ ۔

(رجال کشی' صفحہ 101' تذکرہ عبداللہ بن سبا' مطبوعہ کربلا)

(ترجمہ:) "بعض اہلِ علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا ایک یہودی تھا' وہ اسلام لایا' اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اقرار کیا' وہ اپنی یہودیت میں موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون علیہ السلام کے بارے میں غلو رکھتا تھا تو اس نے اسلام لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسا ہی کیا (کہ وہ وصی رسول ہیں' لہٰذا سب سے افضل ہیں) اسی نے سب سے پہلے امامتِ علی کا ماننا فرض قرار دیا' یہیں سے مخالفین شیعہ کہتے ہیں کہ تشیع اور رفض کا اصل یہودیت سے ماخوذ ہے"۔

اسی طرح شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی ایرانی نے ناسخ التواریخ میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن سبا عہد عثمانی میں اسلام لایا' وہ پہلے یہودی تھا' اسے عثمان کا طرزِ حکومت پسند نہ آیا' وہ اُن پر اعتراضات کرنے لگا' عثمان نے اس کو مدینہ سے نکال دیا' وہ مصر چلا گیا' وہاں اس نے لوگوں سے کہا: ہر پیغمبر کا ایک وزیر و وصی ہوتا تھا' آگے اس کے الفاظ یہ ہیں:

ہمانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را علی علیہ السلام وصی وخلیفہ بود چنانکہ خود فرمود انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی ازیں میتواں دانست کہ علی علیہ السلام خلیفہ محمد است وعثمان این منصب را غصب کردہ با خود بستہ' عمر نیز بناحق ایں کار را بشوریٰ افگند۔

(ناسخ التواریخ' حالاتِ خلفاء' جلد سوم' صفحہ 237' مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ' تہران' ایران)

(ترجمہ:) "یونہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی وخلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' چنانچہ آپ نے خود فرمایا: اے علی! تم مجھ سے وہ تعلق رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا' اسی سے جانا جا سکتا ہے کہ علی ہی خلیفۂ محمد ہے اور عثمان نے اس منصب کو غصب کر کے خود پر آراستہ کیا ہے' عمر نے بھی اسی کام کو ناحق شوریٰ میں ڈالا"۔

یعنی آج شیعہ فرقہ اور تفضیلی ٹولہ حدیثِ نبوی: "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی" سے دلیل لے کر افضلیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار اور افضلیتِ شیخین سے انکار کرتے ہیں' بعینہٖ یہی استدلال شیعہ مذہب کے موجد نے اس مذہب کی ایجاد کرتے ہوئے کیا تھا۔ اسی نے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

وصی رسول بنا کر پیش کیا' یعنی ان کی افضلیت کا نظریہ ایجاد کیا' یوں مسلمانوں میں سر پھٹول شروع ہو گئی' اور نارِ فتنہ بھڑک اُٹھی' جس کا سب سے پہلا شکار سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہوئے اور یہ آگ آج تک بھڑک رہی ہے بلکہ پھیل رہی ہے اور جو شخص افضلیتِ شیخین سے انکار کرتا ہے وہ بالآخر شیعہ بن جاتا ہے۔

اسی لیے دورِ تابعین میں ائمہ مجتہدین نے افضلیتِ شیخین پر اجماع کیا اور اہلِ سنت و اہلِ حق ہونے کیلئے افضلیتِ شیخین کا ماننا ضروری قرار دیا اور یہ اجماعِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی روشنی میں تھا' تا کہ اس نارِ فتنہ کا سدِ باب کیا جائے اور رفض و تشیع کے راستے مسدود کیے جائیں۔

شیعہ مذہب کی بنیاد ہی افضلیتِ شیخین سے انکار ہے' حضرت شاہ عبدالعزیز کا ارشاد

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناء عشریہ کے بالکل آغاز میں شیعہ فرقوں کے وجود میں آنے پر روشنی ڈالی ہے جو بہت بصیرت افروز ہے۔ آپ نے اس پر طویل کلام فرمایا ہے' اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب شیخین کے زمانہ میں اسلام ہر طرح سے غالب آ گیا تو یہود نے مسلمانوں کی وحدت کے ٹکڑے کرنے کیلئے گہری چال چلی اور ان میں سے عبداللہ بن سبا یہودی یمنی لبادۂ اسلام اوڑھ کر صفوفِ اہلِ اسلام میں داخل ہوا' اس نے اوّل اوّل خاندانِ نبوی سے محبت کا اظہار کیا اور اہلِ بیتِ رسول سے محبت کی دعوت دی' مسلمانوں کو اس کی گفتگو بہت پسند آئی اور ان کے دلوں میں اس کیلئے ایک مقام پیدا ہو گیا' تب اس نے لوگوں سے کہا: جنابِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے افضل اور آپ کے وصی اور برادر ہیں' جب اس نے اپنے شاگردوں کو تمام صحابہ پر حضرت مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر قائل کر لیا تو اس نے انہیں تیسرا سبق یہ پڑھایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی نیابتِ رسول کے حق دار تھے' صحابہ نے مکر و حیلہ اور ظلم و تعدی سے وصیتِ پیغمبر کو ضائع کیا اور حقِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تلف کر کے خلافت سنبھال لی۔

اس کی ان باتوں کے سبب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں مناظرات و مجادلات کا آغاز ہوا' جب حضرت مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک یہ باتیں پہنچیں تو آپ نے ایسے لوگوں کی تہدید کیلئے کئی خطبات ارشاد فرمائے' اس کے بعد ابن سباء نے اپنے خاص الخاص قریبی شاگردوں سے یہ بھی کہا کہ دیکھو! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بسا اوقات ایسے اُمور ظاہر ہوتے ہیں جو انسانی قوت سے باہر ہیں اور یہ سب خواصِ الوہیت ہیں۔ اس لیے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں الوہیت سرایت کر گئی ہے' تب کئی لوگ الوہیتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قائل ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو زندہ جلانے کی دھمکی دی (اور تاریخی روایات

کے مطابق بعض کو جلا بھی دیا) اور ابن سبا یہودی کو عراق کی طرف جلاوطن کر دیا۔
تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ابن سباء کے پیدا کردہ اختلاف کے سبب چار گروہ پیدا ہو گئے:
اوّل: شیعہ اولیٰ، جن کو شیعہ مخلصین بھی کہتے ہیں، یہ لوگ پیشوایانِ اہلِ سنت ہیں، یہ لوگ مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روش پر قائم تھے، صحابہ کرام وازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہم کے حقوق کے پاسدار تھے، مشاجرات و مقاتلات کے باوجود ان کا سینہ ہر طرح کے غل ونفاق سے پاک تھا، ان کو شیعہ اولیٰ وشیعہ مخلصین کہا جاتا ہے (شیعہ کا معنی مددگار گروہ ہے، یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مددگار تھے اس لیے شیعانِ علی کہلائے) یہ لوگ شیطان لعین کے ہر شر سے محفوظ تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خطبات میں ان کی تعریف فرماتے تھے۔
دوم: فرقہ تفضیلیہ، جنابِ مرتضوی رضی اللہ عنہ را بر جمیع صحابہ تفضیل میدانند وایں فرقۂ آزاد نامی تلامذۂ آن لعین شدید، یہ لوگ (عبداللہ بن سباء یہودی کی مذکورہ تعلیمات کے مطابق) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل جانتے تھے، یہ آزاد لوگ شیطان لعین کے تلامیذ (شاگرد) ٹھہرے اور جنابِ مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہی کے حق میں تہدید فرمائی کہ جو مجھے شیخین پر فضیلت دے، میں اسے حد افتراء اسّی کوڑے ماروں گا۔
سوم: فرقۂ شیعہ سبّیہ، ان کو تبرائیہ بھی کہتے ہیں، یہ لوگ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ظالم وغاصب بلکہ کافر و منافق سمجھتے تھے، یہ شیطان خبیث کے اوسط تلامیذ تھے۔ خلفاءِ ثلاثہ، طلحہ وزبیر، عبدالرحمٰن بن عوف و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعنت کرنا ان کا شیوہ تھا۔ (معاذ اللہ!)
چہارم: فرقۂ شیعہ غُلاۃ، یہ لوگ شیطان لعین کے ارشد تلامذہ اور اخص الخواص دوست تھے، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل تھے۔
آخر میں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اینست اصل حدوثِ مذہب تشیع واز یجا معلوم میشود کہ اصول ارباب تشیع سہ فرقہ اند ولہٰذا در یک وقت پیدا شدید و بانی مبانی ایں ہر سہ فریق ہماں یک یہودے خبیث الباطن نفاق پیشہ بود۔ (تحفہ اثناء عشریہ، مقدمہ، صفحہ 3-5، مطبوعہ کتب خانہ اشاعتِ اسلام، دہلی)

(ترجمہ:) ''یہ ہے شیعہ مذہب کی پیدائش کا معاملہ، اس جگہ معلوم ہوا کہ اہلِ تشیع کے اصل میں

تین فرقے ہیں' یہ تینوں ایک وقت میں پیدا ہوئے اور تینوں کا بانی مبانی وہی خبیث الباطن نفاق پیشہ یہودی شخص تھا"۔

معلوم ہوا کہ شیعہ مذہب کی پہلی بنیاد ہی افضلیتِ شیخین سے انکار اور افضلیتِ علی کے اقرار پر رکھی گئی اور تفضیلی فرقہ بھی شیعوں کی ایک قسم ہے۔

بحث دوم: ہر نسبتِ رسول عظیم فضیلت ہے مگر دلیلِ فضیلت نہیں

ہر نسبتِ رسول عظیم فضیلت ہے خواہ وہ نسبتِ زوجیت ہو' نسبتِ ذریت ہو' نسبتِ دامادی ہو' یا نسبت قرابت داری' انسان تو انسان ہے' جس پتھر' درخت یا جانور کو آقائے دو عالم ﷺ سے نسبت حاصل ہو جائے' وہ بے مثال ہو جاتا ہے' زمین کا وہ حصہ جو آج جسمِ رسول ﷺ سے متصل ہے وہ ائمہ دین کے نزدیک کعبہ سے افضل ہے' جنت سے افضل ہے' بلکہ اللہ کے عرشِ اعظم سے افضل ہے۔ کما ذکرہ القاضی عیاض فی شفاء ہ والشیخ المحقق فی مدارجہ' بلکہ اللہ تعالیٰ نے "وانت حلٌ بھذا البلد" کہہ کر ترابِ نعلینِ رسول ﷺ کی قسم یاد فرمائی۔

لہٰذا رسول اکرم ﷺ سے زوجیت' ذریت' دامادی یا قرابت داری کا حاصل ہونا بے شک اللہ کی عظیم مہربانی اور بہت بلند فضیلت ہے جو اس فضیلت کو نہ مانے' وہ حقیقت میں عظمتِ نبوت و رسالت کا منکر ہے۔

مگر یہ سارے رشتے جزوی فضائل ہیں' ان کو مدارِ افضلیت نہیں ٹھہرایا جا سکتا ہے' تفضیلی فرقہ ذریتِ رسول' دامادیٔ رسول اور قرابت داریٔ رسول کو مدارِ افضلیت قرار دیتا اور اس کی آڑ میں افضلیتِ شیخین کے منصوص اور مجمع علیہ عقیدۂ اہلِ اسلام سے انکار کرتا ہے تاکہ تشیع و رفض کا دروازہ کھلے۔

تو ہم اس مقام پر تفضیلی ٹولہ سے چار سوال کرتے ہیں' اگر وہ ان میں غور کریں تو انہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ مدارِ افضلیت کیا چیز ہے؟

(1) اگر نسبتِ زوجیت معیارِ افضلیت ہو تو لازم آئے گا کہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں' اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد سیدنا عمر فاروق سے افضل ہوں' بلکہ تمام ازواجِ مطہرات بشمول خلفاءِ راشدین تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہوں اور ایسا کہنا اجماعِ اُمت کے خلاف ہے۔

(2) اگر نسبتِ ذریتِ رسول، معیارِ افضلیت ہو تو لازم آئے گا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنے والد مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں بلکہ قیامت تک جتنے فاطمی سادات ہیں وہ سب ذریتِ رسول اور خونِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی وجہ سے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ہوں کیونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ذریتِ رسول میں سے نہیں ہیں، تو کیا تفضیلی لوگ اسے تسلیم کریں گے؟ بلکہ اس سے یہ لازم آئے گا کہ ہر فاطمی سیّد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہے کیونکہ وہ خونِ رسول اور جزوِ مصطفیٰ ہے۔

تفضیلی لوگ جو اکثر سادات سے ہیں، ذریتِ رسول کو سب سے افضل کہنے پر زور دیتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ اس طرح ہر سیّد، مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ٹھہرتا ہے، افضلیتِ علی رضی اللہ عنہ پر زور دینے والے خود کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے افضل ٹھہرا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اولادِ رسول ہونا بے شک عظیم فضیلت ہے، اس کا منکر جہنمی ہے مگر یہ مدارِ افضلیت نہیں ہے۔

(3) اگر دامادیٔ رسول کی نسبت کو معیارِ افضلیت کہا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شیخین سے افضل ہیں اور اُمت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ معلوم ہوا کہ دامادِ رسول ہونا بے شک عظیم جزوی فضیلت ہے، اس فضیلت کا منکر پکا منافق ہے، مگر یہ مدارِ افضلیت نہیں ہے۔

(4) اگر قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بناء پر کوئی سب سے افضل ہے تو حضرت عباس عمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب صحابہ واہل بیت سے افضل ہیں کیونکہ وہ عم ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ عم زادہ ہیں، ظاہر ہے چچا قرابت میں چچازاد سے قریب تر ہے، اسی لیے چچا عصبہ ہے اور چچازاد عصبات میں شامل ہی نہیں۔ متن قدوری میں عصبات کی ترتیب یوں لکھی ہے:

البنون ثم بنوهم ثم الاب ثم الجد ثم بنو الاب وهم الاخوة ثم بنوا الجد وهم الاعمام ثم بنو اب الجد .

(قدوری، کتاب الفرائض، باب: العصبات، صفحہ 260، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

(ترجمہ:) ''پہلے بیٹے، پھر پوتے، پھر باپ، پھر دادا، پھر باپ کے بیٹے یعنی بھائی، پھر دادا کے بیٹے یعنی چچے، پھر دادا کے باپ کے بیٹے یعنی دادا کے بھائی''۔

اور علمِ میراث کے مطابق جب ذوی الاسہام سے کوئی مال بچ جائے تو وہ عصبات کو ملتا ہے کیونکہ عصبات انسان کے سب سے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں، اسی لیے قرب العصبات (سب سے قریبی

عصبہ) بیٹا ہوتا ہے پھر پوتا' پھر باپ' پھر دادا' پھر بھائی' پھر چچا' پھر دادا کا بھائی' گویا قرابت داری میں چچازاد بہت پیچھے ہے حتیٰ کہ اسے عصبات میں شامل ہی نہیں کیا گیا اور چچا قرابت داری میں بہت قریب ہے وہ چھٹے نمبر پر عصبہ ہے۔ اس میں تفضیلی لوگوں کیلئے سامانِ ہدایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت کی بناء پر سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل بتاتے اور انہیں شیخین سے بھی آگے لے جاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں: یہ ناانصافی ہے' اگر قرابتِ رسول ہی مدارِ افضلیت ہے تو تم پر لازم تھا کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ اور جناب سیدنا عباس عمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے افضل قرار دیتے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ کی مثل ٹھہراتے تھے' ایک بار وہ کسی شخص کے رویہ کی وجہ سے پریشان ہوئے اور بارگاہِ نبوی میں شکایت لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا:

مَنْ آذٰی عَمِّی فَقَدْ آذَانِی فَاِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْهِ ۔

(ترمذی' کتاب: المناقب' حدیث: 37580)

(ترجمہ:) ''یعنی جس نے میرے چچا کو ستایا اُس نے مجھے ستایا کیونکہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی مثل ہے''۔

لہٰذا تفضیلیوں سے ہمارا سوال ہے کہ وہ قرابت داری کی وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل کیوں نہیں قرار دیتے؟ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اپنے باپ کی مثل قرار دے رہے ہیں۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرابت داریٔ رسول اگرچہ بے شک عظیم الشان فضیلت ہے جو اسے نہیں مانتا وہ پکا منافق ہے' مگر یہ جزوی فضیلت ہے' یہ دلیلِ افضلیت نہیں ہے۔

یہاں سے عبدالقادر شاہ صاحب کے ان بہت سے سوالوں کا جواب مل گیا جو اُنہوں نے ''زبدۃ التحقیق'' میں اُٹھائے ہیں' مثلاً اُنہوں نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تکمیل الایمان سے حوالہ دیا کہ کئی محدثین نے کہا ہے کہ خلفاءِ اربعہ کی افضلیت ماسوائے اولادِ پیغمبر کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر کا حوالہ دیا کہ متعدد صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے ہیں' ابن حزم کا حوالہ دیا کہ ابراہیم نخعی اور مسروق و دیگر تابعین حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ سے افضل مانتے تھے اور ابن حزم ہی کا نظریہ پیش کیا کہ وہ ازواجِ مطہرات کو سب اُمت سے افضل مانتے ہیں' مگر ان سب حوالہ جات سے جزوی فضائل مراد ہیں' اکثر صحابہ کرام و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم میں وہ جزوی خصوصیات ہیں جو انہیں تمام دیگر
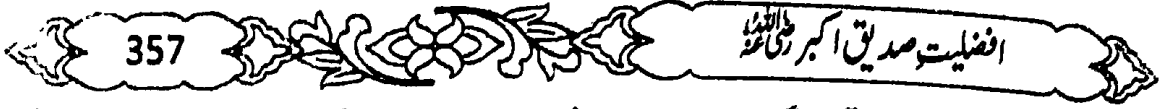
صحابہ و اہلِ بیت سے ممتاز کرتی ہیں مگر وہ مدارِ افضلیت نہیں ہیں اور جس نے کسی کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا افضل کہا ہے تو دراصل اس کی اسی جزوی خصوصیت کو بیان کیا ہے۔

بحث سوم: مدارِ افضلیت یہ ہے کہ کس کی محنت سے دینِ اسلام کو سب سے زیادہ فائدہ ہوا؟

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اولادِ رسول ہونا، دامادِ رسول ہونا اور قرابت دارِ رسول ہونا جزوی فضائل ہیں، یہ چیزیں مدارِ افضلیت نہیں ہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ مدارِ افضلیت کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس صحابی کی کوششوں سے دین کو سب سے زیادہ فائدہ ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے جو پیغام لے کر آئے، اس کے پھیلانے میں جس صحابی نے سب سے زیادہ مدد کی اور آپ کو اپنے کارِ تبلیغ میں جس کی طرف سے سب سے زیادہ نفع ملا وہ دین میں سب سے افضل ہے اور اسی کا ثواب و اجر سب سے زیادہ ہے اور اللہ کے ہاں اسی کا درجہ سب سے بلند ہے۔

اور اس میں شک نہیں کہ جس کی مالی و جانی اور علمی و تدبیری کوششوں سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ کے صحابہ و اہلِ بیت میں سے سب سے زیادہ مدد ملی وہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہا اس کا اعتراف و اعلان فرماتے تھے۔ پیچھے بابِ احادیث میں یہ باتیں ہم تفصیل سے لکھ آئے ہیں، مثلاً:

اوّل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے آخری خطبہ میں اپنی اُمت کو بتایا کہ میرے ساتھ سب سے زیادہ کس نے احسان کیا اور کون ہر موقع پر میرے لیے سب سے زیادہ مددگار ثابت ہوا؟ تو آپ نے فرمایا:

ان امن الناس علی فی صحبته وماله ابو بكر .

(بخاری، حدیث:3654)(مسلم، حدیث:6170)(ترمذی، حدیث:3660)

(ترجمہ:)"بے شک اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ مجھ پر جس نے سب سے زیادہ احسانات کیے ہیں، وہ ابوبکر ہے"۔

دوم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ لوگو! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ جب میں دعوتِ اسلام لے کر اُٹھا تو تم کہتے تھے: تم جھوٹ کہتے ہو اور ابوبکر نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ وَوَاسَانِي بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ

فَهَلْ اَنْتُمْ تارِكولي صَاحِبي ۔(بخاری، حدیث:3661)

(ترجمہ:)"بے شک جب اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے کہا: تم جھوٹ کہتے ہو،اور ابو بکر نے کہا: آپ سچ کہتے ہیں اور اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ میری مدد کی، تو کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی کو تکلیف دینے سے باز نہیں رہ سکتے"۔

حالانکہ اس ابتدائی دورِ بعثت میں مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تصدیقِ رسالت کرنے والے تھے، مگر جس کی تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ نفع دے رہی تھی وہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی لیے آقائے کریم رضی اللہ عنہ انہی کی تصدیق کا ذکر کر رہے ہیں اور انہی کی جانی و مالی قربانیوں کا حوالہ دے رہے ہیں۔

سوم: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلا وَقَدْ كَافَأْنَاهُ ما خلا ابو بكر فَاِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔(ترمذی، حدیث: 3661)(مسند حمیدی، حدیث:250)(مسند احمد بن حنبل جلد2 صفحہ 386)

(ترجمہ:)"جس کسی نے ہم پر احسان کیا، ہم نے ضرور اس کا بدلہ اسے دے دیا، سوا ابو بکر کے کہ بے شک اس کا ہم پر وہ احسان ہے جس کا بدلہ اسے روزِ قیامت اللہ ہی عطا فرمائے گا"۔

چہارم: آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ما نَفَعَنى مالٌ مَا نَفَعَنِي مَالُ اَبى بكر ۔(سنن ابن ماجہ، حدیث:94)

(ترجمہ:)"مجھے کسی مال نے وہ نفع نہیں دیا جو مالِ ابو بکر نے نفع دیا"۔

جب مکہ مکرمہ میں اعلانِ نبوت ہوا تو اس کی حمایت میں سب سے پہلی جو طاقتور اور مؤثر آواز اُٹھی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی، پھر اُنہوں نے اس ابتدائی دور میں ان غلاموں کو خرید کر آزاد کیا جن کو اسلام لانے کی وجہ سے مارا جاتا تھا، یہ ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں اور ابتدائی دور میں جب کفار نے ایک بار رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیا اور آپ کو ایذاء دینے لگے تو خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم میں سے کوئی آپ کو چھڑانے کیلئے آگے نہ بڑھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اُنہوں نے کسی کافر کو مارا، کسی کو دھکا دیا اور آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے چھڑایا۔ لہٰذا وہ اشجع الناس ہیں۔ یہ سب تفصیلات ہم پیچھے بیان کر...

آ ئے ہیں۔ لا حاجۃ الٰی اعادۃِ کل شیء ھنا ۔

تو اس لیے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی قرآن و حدیث‘ حق و انصاف اور عقل وشعور کی روشنی میں سب صحابہ واہلِ بیت سے افضل ہیں اور رب کا قرآن بار بار گواہی دے رہا ہے کہ جن لوگوں نے دین کیلئے سب سے زیادہ قربانیاں دیں اور سب سے پہلے دیں‘ وہی سب سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آیت اوّل: لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔

(سورۃ الحدید‘ آیت:10)

(ترجمہ:) ”تم میں سے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل مال خرچ کیا اور جہاد کیا‘ وہ پچھلوں سے برابر نہیں ہیں‘ ان کا درجہ اللہ کے ہاں ان سے بہت بلند ہے جنہوں نے اس کے بعد مال خرچ کیا اور جہاد کیا اور اللہ نے سب سے حسنیٰ (جنت) کا وعدہ فرمایا ہے“۔

اور کوئی شک نہیں کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مال خرچ کیا اور آقا کیلئے لڑائی لڑی تو وہی عنداللہ درجہ میں سب سے عظیم تر ہیں۔

آیت دوم: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔(سورۃ التوبہ‘ آیت:20)

(ترجمہ:) ”جو لوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا‘ وہ اللہ کے ہاں سب سے عظیم درجہ رکھتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں“۔

اس آیت کے مطابق دیکھیں تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے عظیم‘ ان کی ہجرت سب سے عظیم اور ان کا مالی و جانی جہاد سب سے پہلے اور سب سے عظیم‘ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا درجہ بھی سب سے عظیم۔

آیت سوم: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۝ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ۝ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۝

(سورۃ اللیل‘ آیت:17 تا 21)
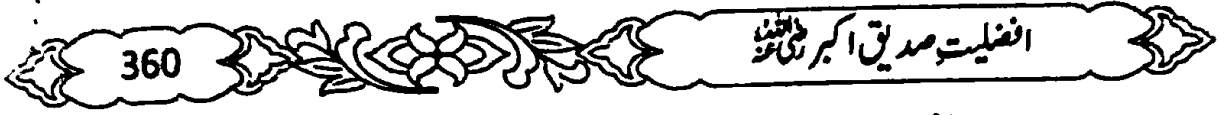
(ترجمہ:) ''اور جہنم سے اس کو دور رکھا جائے گا جو سب سے بڑھ کر اللہ سے ڈرنے والا ہے' وہ اپنا مال راہِ خدا میں دیتا ہے تا کہ وہ ستھرا ہو جائے اور اس پر کسی کا احسان نہیں کہ اس کا بدلہ دیا جائے سوا اس کے کہ وہ اپنے ربِ اعلیٰ کی رضا چاہتا ہے اور عنقریب اس کا رب اس سے راضی ہوگا''۔

یہ آیت بھی ابتداءِ اسلام میں حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی ان کاوشوں اور کوششوں کا بیان ہے جن کے سبب وہ درجۂ اتقیٰ پر فائز ہوئے' پیچھے بابِ آیات میں اس کی خوب وضاحت ہوگئی ہے۔ گفتگو صرف یہ ہو رہی ہے کہ افضلیت کا مدار و معیار یہ ہے کہ جس کی محنت سے دین کو سب سے زیادہ فائدہ ہوا' وہی سب سے افضل ہے۔

یہ تو وہ نفع ہے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات سے اسلام اور پیغمبر اسلام کو ابتدائی دور میں ہوا۔ پھر یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اہم معاملہ میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے' بلکہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اتانی جبریل فقال ان اللّٰہ یأمرك ان تستشیر ابا بکر .

(تاریخ الخلفاء بروایت ابن عساکر صفحہ 35)

(ترجمہ:) ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے' اُنہوں نے فرمایا: بے شک اللہ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابوبکر صدیق سے مشورہ کیا کریں''۔

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر اہم مقام پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے قریب تر رکھتے تھے' غزوات میں سب سے اہم غزوۂ بدر ہے' اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عریشہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رکھا' باقی سب صحابہ کو میدانِ جنگ میں اُتارا' پھر اُنہوں نے اپنی کم سن بیٹی خدمتِ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دی حالانکہ قریباً چھیالیس برس کی عمر کا تفاوت تھا' کیا قربانی کی اس سے بڑی مثال دی جا سکتی ہے؟

الغرض! آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے سب سے زیادہ نفع رساں ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے' پھر وصالِ نبوی کے بعد اُمت بڑے بڑے مہیب خطرات میں گھر گئی' اس وقت دینِ اسلام کی کشتی کو بھنور سے نکالنے والے حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ تھے' حتیٰ کہ بیہقی و ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول

نقل کیا ہے کہ فرمایا:

وَالَّذِی لا الٰہ اِلَّا ھُوَ لَوْلَا اَنَّ اَبَا بَکْرٍ اِسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰہُ ۔

(تاریخ الخلفاء فیما وقع فی خلافتہٖ صفحہ 56 مطبوعہ دار المنار مصر)

(ترجمہ:)''اس رب کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں' اگر ابو بکر صدیق کو خلیفہ نہ بنایا جاتا تو اللہ کی عبادت کا سلسلہ ختم ہو جاتا''۔

پھر دینِ اسلام کو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے جو سب سے بڑا نفع ہوا' یہ ہے کہ آپ نے اپنے عہد مبارک و میمون میں قرآن کریم کو جمع فرما دیا' وہ تمام تحریراتِ قرآنیہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لکھوائی تھیں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس متفرق موجود تھیں' کسی کے پاس کوئی آیت لکھی پڑی تھی' کسی کے پاس کوئی' وہ تحریرات کاغذوں پر تھیں' چمڑوں پر تھیں' کپڑوں پر تھیں' وغیرہ۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان تمام تحریرات میں سے ہر آیت کو دو گواہیوں کے ساتھ قبول کیا گیا پھر ان سب کو ایک بڑے تھیلے میں جمع کر دیا گیا اور کہا گیا: ''ھذا ھو القرآن'' یہ ہے قرآن۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی تھیلے کی سب تحریرات کو کتابی شکل میں لکھ دیا اور اس کی سات نقلیں بنا کر کوئی مکہ بھیج دی' کوئی کوفہ' کوئی شام' کوئی یمن اور حکم دیا کہ ان سے آگے نقلیں تیار کر لی جائیں' تو آج وہی قرآن نقل در نقل ہم تک آیا ہے' اگر صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ یہ کارنامہ نہ کرتے تو قرآن ہم تک محفوظ شکل میں کیسے پہنچتا۔

حتیٰ کہ حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدمتِ مصاحف میں سب اُمت سے بڑا اجر صدیق اکبر کا ہے' اُنہوں نے سب سے پہلے قرآنِ کریم کو ایک جگہ جمع کیا۔

(تاریخ الخلفاء بروایت مسند ابی یعلیٰ' صفحہ 59)

یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآنِ کریم کو حقیقت میں جمع نہیں کیا بلکہ اُنہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ کو کتابی شکل دے دی۔ لہٰذا حقیقت میں جامع قرآن حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس لحاظ سے جامع ہیں کہ اُنہوں نے قرآنِ کریم کو سب سے پہلے ایک کتاب کی صورت میں جمع کیا تو حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا سبب دین کیلئے اللہ ورسول کیلئے اور قرآن کیلئے ان کی یہ خدمات ہیں۔

پھر آپ کے دور میں فتوحاتِ اسلامیہ کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو گیا اور عہد فاروقی و عثمانی میں

ہونے والی تمام فتوحات حقیقت میں فتوحاتِ صدیقیہ ہی کا تسلسل ہیں' ان کا سرچشمہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے صرف پچیس برسوں میں اسلام دنیا کے ایک بڑے حصے پر پھیل گیا۔

یقیناً دینِ اسلام کیلئے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تدبر' صلابت اور دشمنانِ اسلام پر ان کی شدت نے عظمتِ اسلام کو چار چاند لگائے' عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مال نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کارِ تبلیغ وغلبۂ دین میں بے حد تعاون کیا اور بڑا اہم کردار ادا کیا' مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تلوار ذوالفقار نے بدر سے لے کر حنین تک ہر میدان میں اہم ترین کردار ادا کیا اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی تلوار نے دینِ اسلام کو ہر میدان میں وہ غلبہ دلایا جس کی مثال کہیں نہیں ہے' مگر ان سب صحابہ کی خدمات پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات بہت بھاری ہیں۔ اس لیے ان کا اجر وثواب سب سے زیادہ ہے اور اللہ کے ہاں ان کا مقام سب سے بلند ہے۔ ائمہ محدثین جب کہتے ہیں کہ صدیقِ اکبر کی افضلیت ان کے اجر وثواب کی کثرت پر مبنی ہے تو ان کا اشارہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات کی طرف ہوتا ہے کیونکہ اجر وثواب کسی خدمت پر ہی دیا جاتا ہے' تو اصل مدارِ افضلیت آپ کی خدمت اور آپ کے کارہائے نمایاں ہیں۔

بحث چہارم: اسلام میں مدارِ افضلیت نسب نہیں' ایمان ہے

یہ بات ہم پہلے بھی اختصاراً بتا چکے ہیں' دوبارہ تفصیل سے بتاتے ہیں کہ اسلام میں مدارِ افضلیت نسب نہیں' ایمان اور عمل ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

(1) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (سورۃ الحجرات' آیت:13)

(ترجمہ:) ''اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبائل بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو' بے شک اللہ کے ہاں تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں سب سے تقویٰ والا ہے''۔

(2) وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ (سورۃ البقرۃ' آیت:221)

(ترجمہ:) ''اور مؤمن غلام مشرک (آزاد) سے اچھا ہے خواہ وہ مشرک تمہیں بھلا لگے''۔

(3) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ

وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ○ (سورۃ النساء، آیت:1)

(ترجمہ:) ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو! جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی بنائی اور ان دونوں سے کثیر مردوں عورتوں کو پھیلایا اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر تم باہم سوال کرتے ہو اور رشتوں (کی پامالی) سے ڈرو، بے شک اللہ تم پر نگہ دار ہے''۔

ان تمام آیاتِ مقدسہ میں سب انسانوں کو نسب کے لحاظ سے برابر بتایا گیا ہے اور ان میں فضیلت کا معیار ایمان اور تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے اور اس مضمون کی آیات قرآنِ کریم میں بہت ہیں، ہم نے اختصاراً تین لکھی ہیں۔

اور احادیث کا ذخیرہ اس مضمون کے ارشاداتِ نبویہ سے بھرا پڑا ہے، ہم نے اس کا کچھ حصہ اپنے رسالہ ''اسلام میں کفو کی اہمیت'' میں جمع کیا ہے، چند احادیث یہاں لکھی جاتی ہیں:

(4) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد کیا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے تم سے جاہلیت کا عیب دور کر دیا اور باپ دادا پر فخر کرنا ختم کر دیا، اب لوگوں کی دو ہی قسمیں ہیں: پرہیزگار متقی آدمی جو اللہ کے ہاں مکرم ہے، دوسرا نافرمان بدبخت جو اللہ کے ہاں رسوا ہے، سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی: ''يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى الخ'' (ترمذی، کتاب: التفسیر، سورۃ الحجرات، حدیث:3270)۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ (درمنثور)

(5) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وسط ایامِ تشریق میں خطبۂ وداع دیا، آپ نے فرمایا: اے لوگو! سن لو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے، سن لو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں نہ عجمی کو عربی پر فضیلت ہے، کسی اسود کو احمر پر یا احمر کو اسود پر کوئی فضیلت نہیں، فضیلت صرف تقویٰ سے ہے، بے شک اللہ کے ہاں تم میں سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہے، سنو! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا؟ لوگوں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا: جو حاضر ہے وہ غیر حاضر تک پہنچا دے''۔

(درمنثور بروایت ابن مردویہ و بیہقی، جلد 7 صفحہ 579)

(6) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے یہ انساب کسی کیلئے بڑائی لانے والے نہیں ہیں، تم سب اولادِ آدم ہو، کسی کو کسی پر فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے ساتھ، اللہ روزِ قیامت کسی کے حسب یا نسب کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، تم میں سے اللہ کے ہاں معزز تر وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جلد 4 صفحہ 145-158)

(7) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ روزِ قیامت فرمائے گا: میں نے تمہیں حکم دیا مگر تم نے میرے وعدہ کو ضائع کیا، تم نے اپنے انساب کو بڑا جانا، آج میں اپنے نسب (تعلق) کو بلند کروں گا اور تمہارے انساب کو پست کر دوں گا، متقین کہاں ہیں! متقین کہاں ہیں! بے شک اللہ کے ہاں سب سے مکرم تم میں سے متقین ہیں۔

(درمنثور بروایت حاکم، ابن مردویہ، بیہقی، جلد 7 صفحہ 579)

ان آیات و احادیث کے لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ اللہ کے ہاں کسی کا نسب معیارِ افضلیت نہیں بلکہ ایمان اور تقویٰ معیارِ افضلیت ہے۔ اہلِ تشیع اور تفضیلی لوگ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اقوال در افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ کو صدیق اکبر پر اس لیے فضیلت دیتے ہیں کہ آپ کا نسب رسول اللہ ﷺ سے قریب تر ہے، حالانکہ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ اندازِ فکر ہی غلط ہے۔

قرابتِ رسول ﷺ وجہِ فضیلت ہے مگر دلیلِ افضلیت نہیں

یہاں ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نسبی یا سسرالی قرابت، بے شک عظیم فضیلت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑ رہا ہوں: کتاب اللہ اور میری عترت (میرے اہل بیت) جب تک تم ان سے وابستہ رہو گے تم گمراہ نہیں ہو گے۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث: 3786)

آپ ﷺ نے فرمایا:

مثل اهل بيتي فيكم كسفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق .

(مجمع الزوائد جلد 9 صفحہ 71، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف، بیروت)

(ترجمہ:) ''میرے اہلِ بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے رہ گیا وہ غرق ہو گیا''۔

نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی بھی ہے:

كُلُّ حَسَبٍ وَنَسَبٍ يومَ القيامةِ مُنْقَطِعٌ اِلَّا سَبَبِی ونَسَبِی ۔

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد 7 صفحہ 114 'کتاب النکاح' مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

(ترجمہ:) ''روزِ قیامت ہر سسرالی یا نسبی رشتہ منقطع ہو جائے گا مگر میرا سسرالی یا نسبی رشتہ منقطع نہ ہوگا''۔

تو نسبِ رسول، عظیم فضیلت ہے اور اس فضیلت کا منکر گستاخِ رسول ہے، اہلِ بیتِ رسول پر ہم سو جان سے قربان! مگر یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ سے نسبی و سسرالی رشتہ سے بڑھ کر اللہ کے ہاں اہم تر یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ سے رشتۂ ایمان و اطاعت مضبوط تر ہو، اسی لیے پورے قرآن کریم میں اللہ کے ہاں قرب اور عظمت کی بنیاد قوتِ ایمان، عملِ صالح اور اللہ و رسول کی اطاعت کو بتایا گیا ہے، کسی نسب کو نہیں۔ تو فرمایا گیا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌO (سورۃ آل عمران، آیت:31)

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍO اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۔(سورۃ العصر، آیت:2-3)

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍO (سورۃ التین، آیت:6)

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَO اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَO (سورۃ یونس، آیت:62-63)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَO

(سورۃ النور، آیت:52)

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًاO (سورۃ الاحزاب، آیت:71)

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔

(سورۃ النساء، آیت:13)

لہٰذا جس کا ایمان جس قدر مضبوط اور وزنی ہے، اللہ کے ہاں وہ اسی قدر افضل ہے تو یہاں چار طرح کے مؤمن افراد سامنے آتے ہیں:

(1) ایک وہ ہے جس کے پاس نسبِ رسول ہے نہ عملِ صالح، صرف ضعیف سا ایمان ہے، یہ سب سے ضعیف تر درجہ ہے۔

(2) دوسرا وہ ہے جس کے پاس نسبِ رسول ہے مگر عملِ صالح کچھ نہیں اور وہ خدانخواستہ فسق و فجور میں مبتلا ہے، اس کا درجہ پہلی قسم سے بہتر ہے کیونکہ نسبِ رسول روزِ قیامت بہرحال کام آئے گا، ابھی حدیث گزری کہ نسبِ رسول منقطع نہ ہوگا۔

(3) جس کے پاس نسبِ رسول ہے اور عملِ صالح بھی ہے، یقیناً یہ پہلی دونوں قسموں سے افضل ہے۔

(4) جس کے پاس نسبِ رسول تو نہیں مگر عملِ صالح بہت ہی قوی ہے تو یہ درجہ سب سے بلند ہے کیونکہ گزشتہ تمام آیات کی روشنی میں عظمتِ ایمانی، عظمتِ جسمانی سے بہت بلند اور تیز تر ہے۔

جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے قرابتِ رسول تو ہے مگر اس قدر نہیں جس قدر مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نسب مرہ بن کعب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے، یعنی ساتویں پشت میں، یہ اُن کا نسبی تعلق ہے جبکہ وہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسر ہیں، یہ سسرالی رشتہ ہے اور صدیق اکبر کا ایمانی رشتہ جناب مولا مرتضیٰ کی نسبت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر گہرا، مضبوط اور عظیم ہے کہ دونوں میں بُعد بعید ہے۔ نصرتِ دین، نصرتِ رسول اور نصرتِ قرآن میں ان کی خدمت اتنی عظیم ہیں کہ ان تک کسی کی رسائی نہیں، گزشتہ بحث میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں۔ لہٰذا عقل و استدلال اور عدل و انصاف کی روشنی میں آپ ہی افضل الامۃ ہیں۔

بحث پنجم: ایمانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پوری اُمت کے ایمان سے بھاری ہے

یہاں چلتے چلتے ہم ایک اور بات پر روشنی ڈالتے جائیں تو بہتر ہے۔ یہ بات ہم پیچھے اختصاراً بیان کر چکے ہیں، مگر اسے کچھ کھول کر بتاتے ہیں کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان ساری اُمت کے ایمان سے بھاری ہے، اس کے چند دلائل ہیں:

اوّل: کثیر روایات کے مطابق اس اُمت میں وہی پہلے مؤمن ہیں، بلکہ ابن عساکر نے طریق حارث سے روایت کیا کہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ آمَنَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْ بَکْرٍ۔ (تاریخ الخلفاء، باب: ابوبکر الصدیق، فصل فی السلامہ، صفحہ 28)

(ترجمہ:) ''(آزاد) مردوں میں سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ ابوبکر صدیق ہیں''۔

دوم: امام ابن عبدالبر نے (جن کے بعض اقوال سے تفضیلی فرقہ دلیل لاتا ہے) اپنی سند کے ساتھ شعبی سے روایت کیا ہے، اُنہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، یا ان سے پوچھا گیا: "اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَوَّلَ اِسلامًا" اسلام لانے میں سب سے پہلے انسان کون ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار نہیں سنے:

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقةٍ — فاذکر اخاك ابا بکر بما فعلا
خیر البریة اتقاها واعدلها — بعد النبی واوفاها بما حملا
والثانی التالی المحمود مشهدهٗ — واوّل الناس ممن صدق الرسلا

(الاستیعاب، حرف العین، عبداللہ بن ابی قحافہ الصدیق، جلد 2 صفحہ 244، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

(ترجمہ:) "یعنی جب تم کسی ثقاہت والے شخص کا غم یاد کرو تو اپنے بھائی ابوبکر کو اس کے کردار کی وجہ سے ضرور یاد رکھو، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ساری مخلوق (اُمت) سے افضل ہیں، سب سے زیادہ متقی ہیں، سب سے زیادہ عادل ہیں اور اپنی ذمہ داری کو سب سے زیادہ نبھانے والے ہیں، وہ ثانی اثنین ہیں، نبی کے پیچھے ہیں، ان کی صحبت محمود ہے اور (اس اُمت میں) سب سے پہلے شخص ہیں جس نے رسولوں کی تصدیق کی"۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قولِ ابن عباس و اشعارِ حسان رضی اللہ عنہما کو طبرانی کبیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ 28)

سوم: ابونعیم نے حلیہ میں فرات بن سائب سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے (صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "عَلیٌّ افضلُ عِندَكَ اَمْ اَبُو بکرٍ وعُمرُ" آپ کے نزدیک حضرت علی افضل ہیں یا ابوبکر و عمر؟ (رضی اللہ عنہم) کہتے ہیں: یہ سن کر ان پر رعشہ طاری ہو گیا اور ان کے ہاتھ سے عصا گر گیا، پھر وہ کہنے لگے: میرا گمان نہ تھا کہ میں ایسے زمانہ تک زندہ رہوں گا جس میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی کو برابر ٹھہرایا جائے گا، اللہ ان پر انعام فرمائے، وہ دونوں اسلام کا سر ہیں، پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں، یا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ؟ اُنہوں نے فرمایا:

وَاللّٰہِ لَقَدْ آمَنَ اَبُو بکرٍ بِالنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زَمَنَ بُحَیرا الرَّاھِبِ حِیْنَ مَرَّ بِہٖ وَاخْتَلَفَ

فیما بَیْنَہٗ وَبَیْنَ خَدِیْجَۃَ حتی اَنْکَحَھُما وذٰلک کُلُّہٗ قَبْلَ اَنْ یُوْلَدَ عَلِیٌّ ۔

(تاریخ الخلفاء، باب ابوبکر الصدیق، فصل فی اسلامہ، صفحہ 28)

(ترجمہ:) ''اللہ کی قسم! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بحیرا راہب کے زمانہ میں اسلام لے آئے تھے جب وہ اس کے پاس سے گزرے تھے اور انہی نے آپ کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے درمیان دوڑ دھوپ کی، حتیٰ کہ دونوں کا باہم نکاح کر دیا اور یہ سب اس وقت تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے''۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ علامہ محبّ طبری نے ''الریاض النضرۃ'' جلد اوّل باب: فضائل الصدیق میں ایسی روایات لکھی ہیں جن کے مطابق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوت سے قبل تجارت کیلئے ملک شام کی طرف گئے، وہاں راستہ میں بصرہ میں ان کی بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی، اس نے ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بارے میں آگاہ کیا، تو اسی وقت سے ان کے دل میں آپ کی نبوت و رسالت جاگزیں ہوگئی تھی، بس وہ آپ کے اعلان کے منتظر تھے، جونہی آپ نے اعلانِ نبوت کیا تو وہ فوراً اسلام لے آئے، کوئی پس و پیش نہیں کیا۔ اسی لیے حدیثِ نبوی ہے کہ میں نے جس کو بھی دعوتِ اسلام دی، اس نے کچھ تردّد کیا سوائے ابوبکر کے، اس نے بلا تردّد میری دعوت قبول کی۔ (ابن اسحاق، ابونعیم، ابن عساکر)

کیونکہ ایمان تو پہلے ہی ان کے دل میں موجود تھا، صرف دعوت کا انتظار تھا اور صحابیٔ رسول حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی بحیرا راہب سے ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی باہم شادی سے پہلے کی بات ہے، پھر اس شادی میں بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہم کردار ادا کیا اور یہ ساری باتیں اس وقت ہوئیں جب حضرت مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور واقعۃً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی تب حضرت مولا مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے، یہ شادی اعلانِ نبوت سے پندرہ برس پہلے ہوئی، جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر بالاتفاق پچیس برس تھی اور اعلانِ نبوت کے وقت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر نو برس سے زائد نہ تھی، گویا وہ اس شادی کے چھ برس بعد پیدا ہوئے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سے بھی پہلے سے اپنے دل میں ایمان بالرسالۃ لیے ہوئے تھے۔

یہ حقائق تفضیلی فرقہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں، اگر انہوں نے آنکھوں پر پٹی نہ باندھ رکھی ہو،

کیونکہ وعلٰی ابصارھم غشاوۃٌ کا کوئی علاج نہیں ہے۔

چہارم: امام عبدالرحمٰن السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد قال اِنَّہٗ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ خلائِقُ مِنَ الصَّحابۃِ والتَّابعینَ وغَیرِھم بل ادّعٰی بعضُھم الاجماعَ عَلیہ ۔(تاریخ الخلفاء صفحہ 28)

(ترجمہ:) ''حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے کو صحابہ وتابعین ودیگر لوگوں میں سے کثیر مخلوق نے بیان کیا ہے' بلکہ بعض نے اس پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے''۔

پنجم: پھر اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں کہ سب سے پہلے جس آزاد مرد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہیں' کما ذکرناہ سابقًا ۔ اور سب سے پہلے انہی نے کارِ تبلیغِ دین میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ' مولا علی المرتضیٰ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ جو لوگ ابتداءِ اسلام میں ایمان لائے' وہ دعوتِ صدیق اکبر ہی سے متاثر ہوئے' گویا تحریکِ اسلام وایمان کا آغاز صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ہی سے ہوا' لہٰذا بعد میں ایمان لانے والے ہر شخص کے ایمان میں ان کا ایمان شامل ہے کیونکہ ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

مَن سنّ فی الاسلام سنۃً حسنۃً فلہ اجرھا واجر من عمل بھا الٰی یوم القیامۃ من غیر ان ینقص من اجودھم مشیءٌ ۔ (کنز العمال جلد 12 صفحہ 493' حدیث 35614)

ششم: اسی لیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر صدیقِ اکبر کا ایمان ایک پلّہ میں اور ساری اُمت کا ایمان دوسرے پلّہ میں رکھا جائے تو ان کا ایمان ساری اُمت سے بھاری رہے گا''۔

اور یہ حدیث بھی ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساری اُمت کے ساتھ تولا گیا اور ابوبکر ساری اُمت سے بھاری رہا۔

(کنز العمال بروایتِ ابن عساکر جلد 13 صفحہ 12' حدیث 36111)

تو چونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان سب سے اقدم' سب سے اسبق' سب سے اقویٰ اور سب سے اثقل ہے' اس لیے ان کا درجہ بھی سب سے برتر' بہتر اور بلند تر ہے۔

بحث ششم: جُزوی فضیلت تو قریباً ہر معروف صحابی کیلئے ثابت ہے

تفضیلی فرقہ ان اقوال کو پیش کرتا ہے اور زبدۃ التحقیق میں عبدالقادر شاہ صاحب نے بعض ائمہ کے وہ اقوال پیش کیے ہیں جن میں بعض صحابہ کو ان کے جزوی فضائل اور ان کی خصوصیات کے سبب دوسرے صحابہ سے ممتاز بتایا گیا ہے' جیسے بعض نے حضرت ابراہیم پسرِ رسول ﷺ اور سیّدہ خاتون جنت جنابِ فاطمۃ الزہراء بنت رسول ﷺ کو جزوِ رسول ہونے کی وجہ سے تمام سے افضل کہا ہے۔ بعض نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کی فقاہت و رسوخ فی العلم کی وجہ سے دوسرے صحابہ سے افضل کہا ہے۔ کچھ نے ازواجِ مطہرات کو اس سبب سے کہ وہ جنت میں درجۂ مصطفیٰ ﷺ میں ہیں' سب اُمت سے افضل کہا ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام نے حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کو ان کے قربِ رسول ﷺ کی وجہ سے دوسرے صحابہ سے افضل کہا ہے۔ اس سے وہ یہ الجھاؤ پیدا کرتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ افضلیتِ صدیق اکبر کا مسئلہ اجماعی نہیں ہے' اگر یہ مسئلہ اجماعی ہوتا تو صدیقِ اکبر کے سوا دوسروں کو افضل نہ مانا جاتا۔ عبدالقادر شاہ صاحب نے انہی باتوں پر اپنی کتاب میں سارا زور لگایا ہے اور اس سے افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اہلِ سنت کے اجماعی عقیدہ کو متزلزل کرنے کی کوشش کی ہے۔

مگر ان سب باتوں کا یہی جواب ہے کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا جس کسی صحابی یا اہلِ بیت کو کہیں افضل کہا گیا ہے تو اس سے مراد اس کی وہ جزوی فضیلت اور خصوصیت ہے جس میں وہ دوسروں سے ممتاز ہے' اس سے مراد اس کی افضلیتِ مطلقہ نہیں ہے' افضلیتِ مطلقہ اُمت میں صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے' اسی کو رسول اللہ ﷺ نے بیسیوں احادیث میں بیان فرمایا' اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا' اسی کو مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے اقوالِ کثیرہ و خطباتِ عدیدہ میں بڑے پُرجلال انداز میں واضح فرمایا اور اسی پر آج تک اجماعِ اہلِ سنت چلا آ رہا ہے۔ رہے جزوی فضائل تو وہ قریباً ہر معروف صحابی کیلئے ثابت ہیں' ہم ذیل میں اس کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں۔

دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جزوی فضائل و خصوصیات

اوّل: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا قرآنِ کریم میں نام لیا گیا جبکہ کسی دوسرے صحابی یا اہلِ بیت کا قرآن میں نام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا ۔ (سورۃ الاحزاب' آیت:37)

(ترجمہ:) "جب زید نے اس عورت سے اپنی حاجت نہ رکھی تو ہم نے اس عورت (سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا) کا نکاح آپ سے کر دیا"۔

تو کیا حضرت زید رضی اللہ عنہ کی اس خصوصیت کے سبب کہ ان کا نام قرآن میں آیا ہے، انہیں تمام صحابہ سے مطلقاً افضل قرار دیا جائے گا؟ نہیں! بلکہ یہ نکتہ بھی ہے کہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر قرآن میں آ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "زوجنا کھا" ہم نے اس عورت کا نکاح اے رسول آپ سے کر دیا۔ تو کیا اس وجہ سے وہ تمام ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطلقاً افضل ہو گئیں؟ ہر گز نہیں! یہ ایک جزوی فضیلت ہے، مطلق افضلیت سیدہ عائشہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کیلئے ہے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص فرمائی:

فضل عائشة علی النسآء کفضل الثرید علیٰ الطعام (بخاری و مسلم)

یا ایک قول یہ ہے کہ عورتوں میں سب سے افضل سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا ہیں کیونکہ انہیں "سیدة نساء اهل الجنة" فرمایا گیا۔

یونہی صحابہ میں مطلق افضلیت سیدہ عائشہ صدیقہ کے والد گرامی جناب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔

دوم: (1) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظیم خصوصیات ہیں، وہ مرادِ رسول ہیں، ان کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی:

اَللّٰهم اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاِیمانِ عُمَر بن الخطاب (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک و دیگر)

(2) انہی کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر اُمت میں ایسے لوگ ہوئے جو (وحی الٰہی کے مطابق) بات کرتے ہیں حالانکہ وہ پیغمبر نہیں ہوتے، اگر میری اُمت میں کوئی ایسا ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔

(بخاری و مسلم و ترمذی)

(3) انہی کیلئے فرمایا گیا:

لَوْ کَانَ بَعْدِی نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَر بنَ الخطابِ (ترمذی، مسند احمد، طبرانی)

(4) انہی کیلئے فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَر وَقَلْبِهٖ (ترمذی، مجمع الزوائد)

یونہی ان کی اَن گنت خصوصیات ہیں، تو کیا ان کی وجہ سے وہ تمام صحابہ و اہلِ بیت بشمول صدیقِ اکبر و مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے افضل ٹھہرائے جائیں گے؟ نہیں! تو پھر تفضیلی لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی

بعض خصوصیات کو پکڑ کر انہیں تمام صحابہ سے کس طرح افضل بنا دیتے ہیں، نہ احادیثِ نبویہ کو دیکھتے ہیں نہ اجماعِ صحابہ کو۔

سوم: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بھی کتنی ہی خصوصیات ہیں، مثلاً:

(1) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا، آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کیلئے فرمایا:

هٰذِهٖ يَدُ عُثمانَ فَضَرَبَ بِها علٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ عثمانَ (بخاری، حدیث:3699)

(2) ان کو دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پنڈلی ڈھانپ لی اور فرمایا:

اَلاَ اَسْتَحْيِى مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحِىْ مِنْهُ الْمَلٰئِكَةُ (مسلم، حدیث:6209)

(ترجمہ:) "کیا میں اس شخص سے حیاء نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں"۔

(3) انہی کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کا ایک رفیق ہے اور جنت میں میرا رفیق عثمان ہے۔

(ترمذی، حدیث:3698)

(4) جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے لشکر کا سارا سامان اور سواریاں مہیا کر دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا ضَرَّ عُثمانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ اليومِ (ترمذی، حدیث:3700)

(ترجمہ:) "آج کے بعد عثمان جو عمل کرے، اسے کچھ نقصان نہیں"۔

(5) اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش انبیاء کے صحابہ میں سے صرف حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خصوصیت ہے کہ ان کے عقد میں کسی پیغمبر کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں، اس لیے انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے، ان کی دیگر خصوصیات بھی ہیں۔

تو کیا تفضیلی فرقہ ان کی ان خصوصیات کے سبب انہیں بشمول مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل مان لے گا؟ نہیں! تو پھر وہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بعض خصوصیات کے سبب انہیں کس طرح تمام صحابہ سے افضل قرار دیتا ہے۔

چہارم: یونہی مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بھی اَن گنت خصوصیات ہیں:

(1) ان کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کل میں جھنڈا اُسے دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا، اس

سے اللہ محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتا ہے' پھر وہ جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔

(بخاری' حدیث:3702)(مسلم' حدیث:6222)

(2) انہی سے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انهٗ لانبی بعدی ۔

(بخاری' حدیث:3706)(مسلم' حدیث:6217)

(ترجمہ:)"اے علی! تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام' البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

(3) انہی کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهم ادرِ الحق مع علی حیث دار ۔(ترمذی' حدیث:3714)

(ترجمہ:)"اے اللہ! حق کو اُدھر پھیر دے جدھر علی پھرے"۔

(4) انہی کیلئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا یُحِبُّ عَلِیًّا منافقٌ ولا یُبْغِضُه مومنٌ ۔(ترمذی' حدیث:3717)

(ترجمہ:)"کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھتا اور کوئی مؤمن اس سے بغض نہیں رکھتا"۔

(5) انہی کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اے علی! کسی کیلئے جائز نہیں کہ جنابت میں مسجد (نبوی) سے گزرے سوا میرے اور تمہارے۔(ترمذی' حدیث:3727)

الغرض! سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی بہت خصوصیات ہیں' ان کے ذریعے نسلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چلایا گیا' وہ برادرِ مصطفیٰ' شوہرِ زہراء اور پدرِ حسن مجتبیٰ و سید الشہداء ہیں' مگر ان سب خصوصیات کے باوجود ان کیلئے افضلیتِ مطلقہ نہیں ہے۔ افضلیتِ مطلقہ صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔

پنجم: حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں' کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِکُلِّ نبیٍّ حَوَارِیٌّ وَحَوَارِیَّ الزُّبیرُ ۔(بخاری' حدیث:3719)

(ترجمہ:)"ہر نبی کیلئے ایک حواری تھا (خاص مددگار ساتھی) اور میرا حواری زبیر ہے"۔

ششم: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کیلئے اُحد میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ارم سعد فداك ابی وامی ۔(بخاری' حدیث:3725)(مسلم' حدیث:6233)

ہفتم: حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کیلئے ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا:

ان لکل امة اَمِينًا وَاِنّ اَمِينَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بنُ الجَرَّاحِ ۔

(بخاری، حدیث:3744)(مسلم حدیث:6252)

(ترجمہ:) ''ہر اُمت کا ایک امین ہے اور اے اُمت! ہمارا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے''۔

ہشتم: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کیلئے فرمایا گیا:

خالد سيف من سيوف الله ۔ (بخاری، خدیث:3757)

(ترجمہ:) ''خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے''۔

نہم: حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اُبی! اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں! اُنہوں نے عرض کیا: کیا اللہ نے میرا نام لیا تھا؟ فرمایا: ہاں! تو وہ زار زار رو پڑے۔

(مسلم، حدیث:6342)

دہم: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اهتز لها عرش الرحمن ۔ (مسلم، حدیث:6347)

(ترجمہ:) ''سعد کے جنازہ کیلئے خدائے رحمٰن کا عرش حرکت میں آیا ہے''۔

میں نے دس مثالیں بطورِ نمونہ پیش کر دی ہیں، ورنہ یہ سلسلہ بہت طویل ہے، اس موضوع پر پوری کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مختلف خصوصات کے حوالہ سے یہ حدیث پیچھے گزر گئی ہے کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری اُمت کیلئے میری اُمت میں سے رحیم تر ابوبکر ہے، دین میں سب سے سخت عمر ہے، حیاء میں سب سے سچا عثمان ہے، سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا علی ہے، قرآن کی سب سے بہتر تلاوت کرنے والا اُبی بن کعب ہے، حلال و حرام کو سب سے بہتر جاننے والا معاذ بن جبل ہے، علمِ فرائض کا زیادہ جاننے والا زید بن ثابت ہے اور سنو! ہر اُمت کا امین ہے اور اس اُمت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث:153)

معلوم ہوا کہ ہر صحابی میں کوئی نہ کوئی علمی، خُلقی، خِلقی اور وہبی خصوصیت ہے جو اسے دوسرے صحابہ سے ممتاز و ممیز کرتی ہے اور وہ اس میں دوسروں سے افضل ہے، مگر یہ افضلیت خاصہ جزئیہ ہے، اگر کسی خاص فضیلت و خصوصیت کے حوالہ سے کسی کو کہیں افضل کہہ دیا گیا ہے تو اس کی آڑ لے کر افضلیتِ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اُمت کے اجماع سے انکار اور اہلِ سنت کے اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنانا دین کی کوئی خدمت نہیں اور ایسا کرنا اہلِ علم و اہلِ تحقیق کا شیوہ نہیں۔

بحث ہفتم: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے اعلم بھی ہیں

حق یہ ہے کہ از روئے علم بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل و اعلیٰ ہیں' چنانچہ دورِ نبوی میں اور اس کے بعد کتنے ہی مقامات ہیں جن میں صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا سب سے اعلم ہونا کھل کر سامنے آیا' اس کے چند دلائل ملاحظہ ہوں:

دلیل اوّل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا: اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ دنیا میں رہنا ہے یا اللہ کے ہاں جو نعمت ہے اسے اختیار کرنا ہے' تو اس بندے نے اللہ کے ہاں والی نعمت کو اختیار کر لیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سن کر رو پڑے' ہمیں ان کے رونے پر تعجب ہوا کہ آقا ﷺ نے تو کسی بندے کے بارے میں خبر دی تھی:

فكانَ رسولُ اللهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ وَكانَ ابو بكر اَعْلَمنَا .

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث: 3654)

(ترجمہ:) ''تو رسول اللہ ﷺ ہی کو اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے''۔

اسی خطبہ کے آخر میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سنو! جس نے مجھ پر اپنی صحبت اور اپنے مال کے ساتھ سب سے زیادہ احسان کیا وہ ابوبکر ہے' اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اسلام کی اخوت اور مؤدت ہی بہتر ہے' مسجد میں ابوبکر کے سوا کسی کا دروازہ باقی نہ رکھا جائے۔

(بخاری' حدیث: 3654)

یعنی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی تہہ تک پہنچنے والے سب سے زیادہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ زندگی بھر کے ساتھی اور محرم راز تھے۔

دلیل دوم

نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا کیا' اس پر ہم باب

احادیث کے آغاز میں کتنی ہی احادیث بیان کر چکے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرھم ۔ (ترمذی، حدیث:3673)

(ترجمہ:) ”جب کسی قوم میں ابوبکر موجود ہو تو کسی دوسرے آدمی کا حق ہی نہیں کہ انہیں نماز پڑھائے“۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ارشاد ہے:

یَؤُمُّ الْقَومَ اَقْرَأُھُم لکتابِ اللّٰہ فان کانوا سواءً فاعلمھم ۔

(بخاری، کتاب: الاذان) (سنن ابوداؤد، کتاب: الصلوٰۃ)

(ترجمہ:) ”قوم کو وہ شخص نماز پڑھائے جو ان میں سب سے بہتر قاری ہو“۔

معلوم ہوا کہ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے بڑھ کر قاری بھی تھے اور سب سے بڑھ کر عالم بھی، یہ باتیں ہمیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے معلوم ہو رہی ہیں، اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کوئی بڑا قاری و عالم ہوتا تو آپ کبھی یہ نہ فرماتے کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو نماز پڑھانے کا حق نہیں۔

دلیل سوم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انسابِ عرب کے سب سے بڑے عالم تھے اور عرب میں وہی سب سے بڑا عالم سمجھا جاتا تھا جو انسابِ عرب کا زیادہ جاننے والا ہوتا۔ ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قریش میں علمِ انساب کے سب سے بڑے عالم تھے اور پورے عرب کے انساب کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، وہ فرماتے تھے:

اِنَّمَا اَخَذْتُ النَّسَبَ مِن ابی بکرِ نِالصدیقِ و کان ابو بکر نِ الصدیقُ مِنْ اَنْسَبِ الْعَرَبِ ۔ (تاریخ الخلفاء، باب: صدیق اکبر، صفحہ 34، مطبوعہ دار المنار، مصر)

(ترجمہ:) ”میں نے علمِ انساب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عرب کے سب سے بڑے نسّاب تھے“۔

خود مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو قبائلِ عرب پر پیش کیا (کہ کوئی قبیلہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو) تو میں آپ کے ساتھ تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، ہم مجالسِ عرب میں

سے ایک مجلس پر پہنچے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا:

وکان ابو بکر مُقدَّمًا فی کل خیرٍ وکان رجلًا نَسّابةً .

(ترجمہ:) ''اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہر خیر میں سب پر مقدم ہی ہوتے تھے اور وہ علمِ انساب کے بہت بڑے ماہر تھے''۔

اُنہوں نے پوچھا: یہ قوم کون سی ہے؟ اُنہوں نے کہا: ہم بنو ربیعہ سے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بولے: تم لوگ ربیعہ کے کس حصہ سے ہو؟ ہامّہ سے یا ھازل سے؟ اُنہوں نے کہا: ہم ھامّہ عظمیٰ سے ہیں۔ پوچھا: ھامّہ عظمیٰ کی کس شاخ سے ہو؟ کہنے لگے: ذُھل اکبر سے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا عوف تمہی میں سے تھا جس نے کہا تھا: وادیٔ عوف میں کوئی آزاد نہیں؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا صاحبِ لواء مقتدائے قبائل بسطام بن قیس تمہی میں سے تھا؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا بادشاہوں کا قاتل حوفزان تمہی میں سے تھا؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا قوم کا محافظ پڑوسی کا حامی جساس بن مُرہ تمہی میں سے تھا؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا منفرد شملے والا مزدلف تمہی میں سے تھا؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا تم کِندی بادشاہوں کے ننھیال ہو؟ کہنے لگے: نہیں! پوچھا: کیا تم بنولخم کے بادشاہوں کے سسرال ہو؟ کہنے لگے: نہیں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا؟ پھر تم ذھل اکبر سے نہیں ہو' ذھل اصغر سے ہو' الخ۔

(البدایہ والنہایہ بروایت ابونعیم حاکم وبیہقی' جلد 3 صفحہ 139' مطبوعہ دار الریان' بیروت)

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علمِ انسابِ عرب میں اس قدر گہرا ادراک رکھتے تھے کہ خود کوئی قبیلہ والے اپنے بارے میں اتنا نہیں جانتے تھے جتنا ان کے بارے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو علم ہوتا تھا۔

گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ علومِ قرآن وحدیث کے علاوہ علومِ عمرانیہ میں بھی سب سے آگے تھے۔

دلیل چہارم

علم تعبیر رؤیا میں بھی کوئی صحابی صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ہم پلّہ نہ تھا۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے جو اس علم میں بالاتفاق سب سے مقدم ہیں' فرمایا:

کَانَ اَبُو بکرٍ اَعْبَرَ ھٰذِہِ الاُمةِ بعدَ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَخرَجَہُ ابنُ سَعْدٍ .

(تاریخ الخلفاء' صفحہ 35)

(ترجمہ:) ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس اُمت میں علمِ تعبیر کے سب سے بڑے جاننے والے تھے''۔

اور صحاح ستہ میں ایسی کثیر احادیث ہیں کہ جب کوئی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا خواب بیان کرتا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی عرض کرتے تھے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں اس کی تعبیر کروں؟ تو آپ اجازت دیتے اور ان کی تعبیر کی تصدیق فرماتے' اور اگر کوئی کمی ہوتی تو اس پر آگاہ بھی فرماتے' تو وہ کون سا علم ہے جس میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب صحابہ کے امام نہیں ہیں؟

دلیل پنجم

حدیبیہ میں جب صلح ہوئی تو اس میں کفارِ مکہ کی ظالمانہ شرائط مان لی گئیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر شدید رنج وغم طاری ہوا' وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا ہم مسلمان نہیں! کیا وہ مشرکین نہیں! کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول نہیں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! یہ سب ٹھیک ہے اور اللہ اپنے رسول کی مدد کرے گا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور یہی سوالات کیے۔ آقا نے بھی یہی جواب دیا جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں ہمیشہ صوم و صدقہ کرتا رہا' اس خطاء کی معافی کیلئے کہ میں نے یہ باتیں کیوں کہی تھیں۔

(سیرت ابن ہشام' صفحہ 400) (البدایہ جلد 4 صفحہ 170)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا علم اور کلام بعینہٖ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اور ارشاد کے مطابق ہوتا تھا' اسی لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملہ میں سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی سے مشورہ کرتے تھے بلکہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عساکر کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے' جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَتَانِی جبریلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُكَ اَنْ تَسْتَشِیرَ اَبَا بکرٍ (تاریخ الخلفاء' صفحہ 35)

(ترجمہ:) ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا: اللہ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابوبکر سے مشورہ کریں''۔

تو جس سے مشاورت کا حکم اللہ رب العزت اپنے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمائے' اس سے بڑا عالم کون ہوسکتا ہے؟

دلیل ششم

طبرانی اور ابونعیم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن بھیجنا چاہا تو لوگوں سے مشورہ کیا' جن میں حضرت ابوبکر' عمر' عثمان' علی' طلحہ' زبیر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم تھے' ہر آدمی نے اپنی رائے دی' آپ نے فرمایا: اے معاذ! تم کیا سمجھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: میری رائے وہی ہے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ فَوْقَ سَمَاءِهٖ اَنْ يُخْطِئَ اَبو بَكْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ 35)

(ترجمہ:) "بے شک اللہ آسمان سے اوپر اس بات کو ناپسند رکھتا ہے کہ ابوبکر خطاء کرے"۔

دلیل ہفتم

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو کئی لوگوں نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا' اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال یہی تھا کہ ان کے خلاف جہاد نہ کیا جائے کیونکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عِنَاقًا مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ لَقَاتَلْتُهُمْ ۔

(ترجمہ:) "اللہ کی قسم! اگر وہ ایک رسی بھی مجھے نہ دیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول نے فرض کی ہے تو میں ضرور ان سے لڑائی کروں گا"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تب اللہ نے میرا سینہ اس کیلئے کھول دیا جس کیلئے ابوبکر کا سینہ کھولا تھا اور میں نے جانا کہ وہی حق ہے۔ (مسند احمد جلد 2 صفحہ 529)

بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: اس رب کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اگر ابوبکر صدیق خلیفہ نہ بنتے تو کبھی اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ یہ بات اُنہوں نے تین بار کہی' لوگوں نے کہا: ایسا کیوں ہے؟ اُنہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سات سو افراد کے ساتھ شام کی طرف بھیجا تھا' جب وہ مقامِ ذی خشب تک پہنچے تو رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا' تب مدینہ طیبہ کے آس پاس قبائلِ عرب مرتد ہو گئے۔

فَاجْتَمَعَ اِلَيْهِ اَصْحَابُ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالُوْا يَا اَبَا بكرٍ رَدِّ هٰؤُلَاءِ تُوَجِّهُ هٰؤُلَاءِ اِلَى الرُّوْمِ وَقَدِ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ حَوْلَ المدينةِ فَقَالَ وَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ لَوْ جَرَّتِ الْكِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا رَدَدْتُ جَيْشًا وَجَّهَهٗ رَسُوْلُ

اللہ ﷺ ۔(البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 309 'مطبوعہ دارالریان' مصر)

(ترجمہ:) "چنانچہ اصحابِ رسول ﷺ جمع ہو کر آئے اور کہنے لگے: اے ابوبکر صدیق! اس لشکر کو واپس بلا لو! آپ انہیں روم کی طرف بھیج رہے ہیں جبکہ مدینہ کے آس پاس عرب مرتد ہو گئے ہیں؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اس رب کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں' اگر (بالفرض) جنگل کے درندے آ کر ازواجِ رسول ﷺ کو پیروں سے پکڑ کر لے جانے لگیں تو بھی میں اس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا"۔

البدایہ میں آگے سارا واقعہ یوں لکھا ہے کہ چنانچہ یہ لشکرِ اسامہ روانہ کیا گیا تو وہ جدھر گیا کفار پر دہشت طاری ہوئی اور وہ سوچنے لگے' جب اہلِ اسلام نے باہر اتنا بڑا لشکر بھیجا ہے تو ان کے مرکز (مدینہ طیبہ) میں نہ جانے کتنی بڑی تعداد جہاد کیلئے موجود ہے' اس سے وہ خوف زدہ ہوئے اور یہ لشکر سالم و غانم واپس لوٹا اور اسے مرتدین کے مقابلہ کیلئے مزید بھیجا گیا اور ہر طرف کامیابی ہوئی۔

بحث ہشتم: بارگاہِ رسول ﷺ میں مقامِ صدیقِ اکبر سب سے زیادہ ہے

(1) پیچھے بابِ احادیث میں ایسی متعدد احادیث گزر چکی ہیں اور اقوالِ صحابہ کرام گزر چکے ہیں جن کے مطابق نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں جو مقام و مرتبہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا وہ کسی اور کا نہ تھا۔ ان کے بعد جس کا مقام و مرتبہ تھا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے' یہ آپ نے پڑھ لیا کہ ہر اہم معاملہ میں نبی اکرم ﷺ سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مشاورت کرتے تھے۔

(2) آپ کی بارگاہ میں صرف حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہی آپ کی طرف نگاہ اُٹھاتے تھے اور نگاہیں دو چار کر کے بات کرتے تھے' کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا تھا' آپ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے۔ (ترمذی)

(3) مجمع انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بارگاہِ رسول ﷺ مکمل بھر جاتی تو بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے جگہ خالی رکھی جاتی' ان کی جگہ پر کوئی نہ بیٹھتا' جب وہ آتے تو ان کی جگہ پر وہی بیٹھتے' پھر آقا ﷺ ان کی طرف رُخ کر کے کلام فرماتے' باقی سب لوگ سننے والے ہوتے۔ (مستدرک للحاکم جلد 3 صفحہ 293)

(4) نبی اکرم ﷺ نے جب اخذ زکوٰۃ کیلئے عمال بھیجے تو آپ سے عرض کیا گیا: آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجیں گے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! مجھے ان سے بے نیازی نہیں' یہ دونوں میرے لیے سمع و بصر

کی طرح ہیں۔ (مستدرک)

(5) آپ نے فرمایا: میرے بعد تم جن کی اقتداء کرو وہ ابوبکر و عمر ہیں۔ (ترمذی) یعنی میری غیر موجودگی میں جو فیصلہ کرنا ہو یہ دونوں کریں، یا میرے وصال کے بعد جو اُمت کے مقتدیٰ ہوں وہ یہ دونوں ہیں اور ہر جگہ آپ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام ہی پہلے لیتے تھے، کبھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام پہلے نہ لیا۔

(6) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمائش کر کے ان سے شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں ان کی لکھی ہوئی منقبت سنتے اور منقبت سن کر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی سے تبسم فرماتے۔ (مستدرک) عظمتِ کبریٰ کسی دوسرے صحابی یا اہلِ بیت کو نہ بخشی گئی۔

معلوم ہوا کہ شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں منقبت لکھنا اور پڑھنا سنتِ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے اور منقبتِ صدیق رضی اللہ عنہ سن کر خوشی سے جھومنا سنتِ محبوبِ رحمٰن ہے۔

(7) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: اے ابوبکر و عمر! تم جس رائے پر اکٹھے ہو جاؤ، میں اس رائے پر تمہاری مخالفت نہیں کروں گا۔ (درمنثور جلد 2 صفحہ 359)

(8) اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے سب سے پہلے ابوبکر جنت میں جائے گا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب: السنۃ، حدیث: 4652)

(9) اور آپ نے شیخین کو تمام کہول جنت کا سردار قرار دیا۔ (ترمذی) گویا جیسے دنیا میں وہ بارگاہِ نبوی میں سب سے ممتاز تھے، آخرت میں جنت کے اندر بھی سب اُمت کے سردار ہوں گے۔

(10) آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس طرح دنیا میں میرے دائیں بائیں ابوبکر و عمر ہوتے ہیں، روزِ قیامت بھی ہم تینوں یوں اکٹھے اُٹھیں گے کہ میرے دائیں ہاتھ میں ابوبکر کا ہاتھ ہوگا اور بائیں میں عمر بن خطاب کا ہاتھ۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث: 3669)

اس حدیث میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دائیں رکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی افضلیت کو واضح فرمایا گیا ہے۔

(11) آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جیسے دنیا میں میرا سب سے قریبی ساتھی ابوبکر ہے، حوضِ کوثر پر بھی میرا قریب تر ساتھی وہی ہوگا۔ (ترمذی، حدیث: 3670)

(12) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میرے دو وزیر زمین میں ہیں، دو آسمان میں، زمین میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں

اور آسمان میں جبریل و میکائیل علیہما السلام۔ (ترمذی، حدیث: 3680) یعنی میرے تمام صحابہ و اہلِ بیت میں شیخین کا وہ مقام ہے جو فرشتوں میں جبریل و میکائیل کا ہے۔

(13) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو بازار میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے آگے چلتے دیکھا تو فرمایا: تم اس سے آگے چل رہے ہو کہ انبیاء کے بعد اس سے بہتر شخص پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔

(معجم اوسط للطبرانی، جلد 5 صفحہ 271، حدیث: 7306)

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو اپنی بارگاہ میں تمام صحابہ پر اس قدر بلند و برتر کر دیا کہ کسی کیلئے شک کی گنجائش نہ رہ جائے۔

(14) اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَمْ اَعْقَلْ اَبَوَيَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يومٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰـهِ طَـرَفَـيِ النَّـهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ۔ (صحیح بخاری، کتاب: الصلوٰۃ، باب: المسجد یکون فی الطریق، حدیث: 476) (صحیح بخاری، کتاب: مناقب الانصار، باب: ھجرۃ النبی، حدیث: 3905)

(ترجمہ:) ''میں نے جب سے ہوش سنبھالا، میں نے اپنے والدین کو دینِ اسلام پر پابند پایا اور کوئی دن ہم پر ایسا نہ گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن کی دونوں طرفوں صبح اور شام میں ہمارے پاس تشریف نہ لائے ہوں''۔

اس کے علاوہ یہ حدیث بخاری، کتاب: الکفالۃ اور کتاب: الادب میں بھی ہے۔

یہ حدیث بھی کس قدر واضح کر رہی ہے کہ بارگاہِ نبوی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ سب صحابہ سے بلند ہے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی محبت و عنایت سے جس کو جتنا نوازا، اسی قدر وہ دوسروں سے بلند ہے اور جس قدر عنایت و قربت آپ نے جنابِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی کسی کو عطا نہ فرمائی، حتیٰ کہ اس قدر قربت و عنایت اپنے کسی قریب ترین عزیز کو بھی عطا نہ فرمائی۔

(15) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کے سب سے بلند ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ کفار بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انہی کو مسلمانوں میں سب سے اہم تر گردانتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ اُحد میں جب مسلمانوں کو ان کی اپنی ایک غلطی کے باعث تکلیف پہنچی اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور قریباً سبھی زخمی ہوئے تو آخر میں ابوسفیان نے کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر پکارا:

"افی القوم محمد" کیا لوگوں میں محمد ﷺ موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: "لا تجیبوہ" اسے جواب نہ دو، پھر اس نے پکار کر کہا: "افی القوم ابن ابی قحافۃ" کیا لوگوں میں ابوقحافہ کا بیٹا (ابوبکر صدیق) موجود ہے (زندہ ہے)؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا: "افی القوم ابن الخطاب" کیا خطاب کا بیٹا موجود ہے (زندہ ہے)؟ جب کوئی جواب نہ آیا تو اس نے کہا: "ان ھؤلاء قد قتلوا فلو کانوا احیاء لاجابوا" یہ (تینوں) تو قتل ہو گئے' اگر یہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ برداشت نہ کر سکے اور کہنے لگے: اے دشمنِ خدا! تم جھوٹ کہتے ہو' تیرے غم واندوہ کیلئے اللہ نے ہمیں زندہ رکھا ہے۔

(بخاری' کتاب: المغازی' باب: غزوۂ اُحد' حدیث: 4043)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوسفیان نے رسول اکرم ﷺ کے بعد جس کا نام لیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں' اُن کے بعد اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نام لیا' گویا اس وقت کفار بھی سمجھتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد مسلمانوں میں سب سے اہم افراد حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

والفضل ما شھدت بہ الاعداء ۔

اسی طرح جب قریشِ مکہ نے معاہدۂ حدیبیہ کو توڑا اور حدودِ حرم میں نبی اکرم ﷺ کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر شب خون مارا تو اس کے بعد قریش کو ندامت آئی اور احساس ہوا کہ اب اس کا انجام خیر نہ ہوگا' نبی اکرم ﷺ اس کا بدلہ لیں گے تو ابوسفیان بھاگا ہوا مدینہ طیبہ آیا اور نبی اکرم ﷺ سے اس واقعہ پر معذرت کی اور معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید چاہی تو آپ نے انکار فرمایا' تب وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے مدد چاہی' آپ نے بھی اسے وہی جواب دیا جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا۔ پھر وہ سیّدہ خاتونِ جنت اور جنابِ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا' اُنہوں نے بھی وہی جواب دیا' تب وہ بے نیل مرام واپس چلا گیا۔ (مدارج النبوۃ' تیسری قسم' ذکر سن ہجری آٹھ' جلد 3 صفحہ 99' مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت' لاہور)

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں میں نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے اہم تر شخصیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں' اگر کوئی تفضیلی اسے نہیں مانتا تو وہ خود سوچے کہ کہاں کھڑا ہے' گویا افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ ایسا اجماعی معاملہ ہے کہ اس میں کسی اپنے یا پرائے کو شک تھا ہی نہیں۔

(16) صحابیٔ رسول ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

كان ابو بكر و عُمرُ يقُوْمَانِ فِي الصَّفِ الْمُتَقَدِّمِ عَنْ يَمِيْنِه .
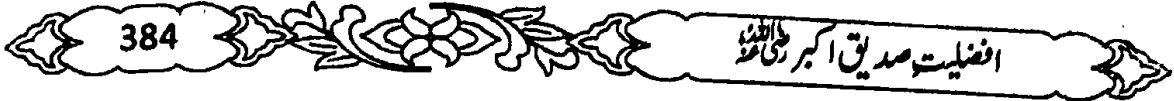
(سنن ابوداؤد کتاب: الصلوٰۃ حدیث:1007)

(ترجمہ:) ''یعنی ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نماز میں پہلی صف میں نبی اکرم ﷺ کے دائیں کھڑے ہوتے تھے''۔

اس سے بھی ان کی صفوف اہلِ اسلام میں سب سے مرکزی حیثیت کا پتا چلتا ہے۔ ان کا ہمیشہ صفِ اوّل میں آقا ﷺ کے دائیں طرف کھڑا ہونا جہاں نماز باجماعت کے ساتھ ان کی بے پناہ وابستگی کا اظہار کرتا ہے' وہاں اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بارگاہِ مصطفوی میں ان کا مقام سب سے بلند تر تھا اور ہے۔

(17) اگر کسی معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور کسی دوسرے صحابی کے درمیان کوئی اختلاف ہو جاتا جس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پریشان ہوتے تو آقا ﷺ سے ان کی پریشانی دیکھی نہیں جاتی تھی' حتیٰ کہ ہر حال میں دوسرے صحابی کو ڈانٹ اور سرزنش پڑتی خواہ بظاہر زیادتی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہوتی۔ یہ اس لیے تھا تاکہ ان کے مقام و مرتبہ میں کوئی فرق نہ آئے۔ چنانچہ ہم یہ حدیث پیچھے بابِ احادیث میں لکھ آئے ہیں کہ ایک بار حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان کوئی تنازع ہوا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنابِ عمر رضی اللہ عنہ کو کچھ سخت کہہ دیا' پھر انہیں احساس ہوا کہ ان کی طرف سے زیادتی ہوئی ہے' وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس انہیں منانے گئے' وہ نہ مانے' تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پریشان ہو کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور ماجرا کہا' اس کے بعد جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آقا ﷺ نے انہیں ڈانٹ پلائی اور فرمایا: جب تم سب لوگ مجھے جھٹلاتے تھے' تب ابوبکر نے میری تصدیق کی اور مجھ پر جان و مال کو نچھاور کیا' تو تم میری وجہ سے میرے (سب سے قریبی) ساتھی کو چھوڑو گے یا نہیں؟

(بخاری' کتاب: فضائل اصحاب النبی' حدیث:3661)

الغرض! بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں جو مقام جنابِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا خود آقا نے بنایا وہ کسی اور کیلئے تھا نہ آقا نے بنایا۔ اور اس پر سب صحابہ کا اجماع ہے' اسی لیے آقا ﷺ نے انہیں اپنے مصلّٰی پر کھڑا کیا اور اپنی ساری جماعت یعنی تمام صحابہ و اہلِ بیت کو ان کے پیچھے ٹھہرایا' اب جو شخص اسے نہیں مانتا وہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی بھر کی تعلیم سے منکر ہے۔

بحث نہم: تفردات کی وجہ سے اجماع کو باطل نہیں ٹھہرایا جا سکتا

افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام صحابہ کا اجماع ہو چکا' خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعدد اقوال میں ارشاد فرمایا کہ خلافتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس لیے اجماع ہوا کہ وہی سب صحابہ سے افضل تھے' یہی بات سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نص فرمائی' اسی کو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ نے صراحت سے واضح کیا۔ اب انعقادِ اجماعِ اخیارِ اُمت کے بعد اگر کسی شخص کا قول اس کے خلاف آتا ہے تو وہ قابلِ حجت نہیں ہے' اسے ردّ کیا جائے گا' بلکہ پہلے دیکھا جائے گا کہ اس کی اسنادی حیثیت کیا ہے' ممکن ہے وہ یونہی کسی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو اور ممکن ہے اس کی کوئی تاویل ہو۔ اجماعِ اُمت کے خلاف جو رائے کسی کی طرف سے آئے وہ از قسم تفردات ہے' اگر اس کی تاویل ہو سکے تو بہتر ورنہ مردود ہے۔ اجماع تب ہی باطل ہو سکتا ہے جب اس کے خلاف اُمت نیا اجماع کرے مگر یہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ کی بات ہے' جس بات پر صحابہ کرام اجماع کریں تو ساری اُمت کو ان کے اتباع کا حکم ہے' ان کے خلاف کسی اجماع کی بھی حیثیت نہیں اور عملاً ایسا ممکن ہی نہیں۔

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر تمام صحابہ نے اجماع کیا ہے' اب اس کے خلاف کسی قولِ شاذ کی کیا حیثیت ہے' اگر وہ کسی صحابی یا تابعی کی طرف منسوب ہے تو پہلے اس کی اسناد کو صحیح ثابت کرنا پڑے گا اور اجماعِ اُمت کے خلاف اقوال عموماً یونہی گھڑ کر کسی کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں' اگر وہ بالفرض درست ثابت ہوں تو اس کی تاویل ضروری ہے تاکہ وہ اجماع کے مطابق ہو جائیں کیونکہ اجماع سے ہٹ کر ضلالت ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولیٰ ونصله جهنم .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰـه لا یـجـمـع امتی علی الصلاۃ وید اللّٰه علی الجماعة ومن شذ شذ فی النار . (ترمذی' کتاب: الفتن' حدیث: 2167)

(ترجمہ:) ''آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی' وہ سب جہنم میں جائیں گے سوا ایک کے''۔

پوچھا گیا: وہ کون ہیں؟ فرمایا:

ما انا علیه واصحابی ۔

(ترمذی، کتاب: الایمان، ر بحث: 2640) (ابن ماجہ، کتاب: الفتن، حدیث: 3992)

(ترجمہ:) ''جس راستہ پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں''۔

عبدالقادر شاہ صاحب اور دوسرے تفضیلی لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر کتب تاریخ و سیرت سے ایسے اقوال لاتے ہیں جن سے وہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنائیں، جیسے ابن عبدالبر کا قول کہ بعض صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل مانتے تھے۔ معمر تابعی کا قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیخین سے افضل ہیں، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل مانتے تھے، وغیرہ۔ ایسے تمام اقوال کی حقیقت ائمہ دین واضح کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر انعقادِ اجماع کے بعد ان اقوال کی کچھ حیثیت نہیں، چنانچہ صاحب نبراس علامہ عبدالعزیز پرھاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان نقل عن احد من علماء السنة ما یخالف هذا فهو مردودٌ علی الناقل فلا تلتفتنَّ الی اقاویل موسوسة حادثه بعد انعقاد الاجماع حکاها بعضهم منها قول ابن عبد البر ومنها ما حکاه الخطابی ومنها قول معمر ۔

(مرام الکلام فی عقائد الاسلام، الکلام فی فضیلۃ ابی بکر، صفحہ 46، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، ملتان)

(ترجمہ:) ''اب اگر علماءِ سنت میں سے کسی سے ایسا قول منقول ہو جو اس کے خلاف ہے (افضلیتِ شیخین پر اجماع کے خلاف ہے) تو ایسے وسوسہ انگیز اقوال کی طرف مت توجہ کرو، یہ انعقادِ اجماع کے بعد پیدا ہوئے ہیں، بعض علماء نے انہیں نقل کیا ہے، جسے ابن عبدالبر کا قول جو خطابی نے حکایت کیا ہے اور جیسے معمر کا قول ہے''۔

اسی طرح امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ابن عبدالبر کے قول پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان الائمة انما اعرضوا عن هذه المقالة لشذوذها ذهابًا الی ان شذوذ المخالف لا یقدح فیه او رأوا انها انما حادثةٌ بعد انعقاد الاجماع فکانت فی حیز الطرد والرد ۔ (الصواعق المحرقہ صفحہ 81)

(ترجمہ:) ''ائمہ نے ابن عبدالبر کے اس قول سے اعراض کیا ہے کیونکہ یہ شاذ ہے' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اجماع سے منحرف شاذ قول اس میں کوئی نقص نہیں لاتا' یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قول انعقادِ اجماع کے بعد ظاہر ہوا' لہٰذا یہ پھینک دینے اور ردّ کر دینے کے لائق ہے''۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی بات پر اجماع منعقد ہو جائے تو اس کے بعد کسی کا اس کے خلاف قول کرنا اس میں کوئی نقص نہیں لاتا۔

ایسے تمام اقوال اگر درست ہیں تو ان کی یہ تاویل ہے کہ اس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جزوی فضائل مراد ہیں' ان کے لحاظ سے وہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ شیخین سے ممتاز و ممیز اور افضل ہیں۔ مگر افضلیتِ مطلقہ خود زبانِ رسالت نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے بیان فرما دی اور اس پر تمام صحابہ کرام اجماع کر چکے اور تمام اہلِ سنت کا اتفاق و اجماع ہو چکا۔ افضلیتِ مطلقہ کا مدار اس پر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اجر و ثواب عنداللہ سب سے زیادہ ہے اور دین کیلئے ان کی قربانیوں کے باعث اللہ و رسول کے ہاں ان کا درجہ و مقام سب سے بلند ہے۔

اس جگہ ہم ایک قدم آگے بڑھ کر ایک بات کہتے ہیں' تمام تفضیلی لوگ اسے غور سے پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

دیکھئے! تفردات سے شاید ہی کوئی موضوع خالی ہو' ہر موضوع پر کوئی نہ کوئی قول ایسا ملتا ہے جو اجماع اُمت کے خلاف ہے تو یقیناً اس کی تاویل لازم ہے اور اسنادی جانچ پڑتال ضروری ہے' جیسے:

اوّل

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف قول منسوب ہے کہ اُنہوں نے فرمایا:

قولوا انه خاتم النبيين ولا تقولوا لا نبي بعده ۔ (درمنثور زیر آیت: وخاتم النبیین)

(ترجمہ:) ''یہ کہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

دوم

امام محی الدین ابن عربی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فان النبوة التي انقطعت بوجود رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انما هي نبوة التشريع لا مقام النبوة ۔ (الفتوحات المکیہ' جلد 2 صفحہ 30' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

(ترجمہ:) ''یعنی جو نبوت رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے سے منقطع ہوگئی وہ نبوتِ تشریع ہے نہ کہ مقامِ نبوت''۔

سوم

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر مرزائی لوگ بہت پڑھتے ہیں:

نفس چواز وسوسہ خالی شود مہمان وحیٔ اجلالی شود

(ترجمہ:) ''یعنی نفس جب وسوسہ سے خالی ہوجائے تو وہ وحی اجلالی کا مہمان بنتا ہے''۔

تفضیلیوں کی طرح مرزائی لوگ بھی ختمِ نبوت پر آیات' احادیث اور اجماعِ اُمت کو ٹھکرا کر ایسے اقوال ڈھونڈ ڈھونڈ کر لاتے ہیں جن سے وہ عقیدۂ ختمِ نبوت کو مشکوک بنائیں اور تمام گمراہ فرقوں کا یہی طریقہ ہے۔ تو کیا ان اقوال کی وجہ سے عقیدۂ ختمِ نبوت مشکوک ہو جائے گا؟ اور دیگر عقائد متزلزل ہو جائیں گے؟ معاذ اللہ! نہیں! بلکہ ان اقوال کی اسنادی حیثیت کو دیکھا جائے گا یا ان کی تاویل کی جائے گی۔ میں نے اس موضوع پر اپنی کتاب ''دلائل ختمِ نبوت'' میں کافی تحقیقی کام کیا ہے جو لائقِ مطالعہ ہے۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول: ''لا تقولوا لا نبی بعدهٗ'' کا یہ معنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قربِ قیامت میں آنے سے انکار کیلئے حدیث ''لا نبی بعدی'' کو استعمال نہ کرو جیسا کہ مرزائی لوگ کرتے ہیں۔

شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ مقامِ نبوت جاری ہے جو الہام کی صورت میں ہے' مگر اسمِ نبوت مسدود ہے' کسی کو اسمِ نبی سے موسوم نہیں کیا جاسکتا کہ اس پر ایمان نہ لانے والا کافر ہو' شیخ اکبر نے یہ وضاحت فتوحات میں بار بار فرمائی ہے جو ہم نے دلائل ختمِ نبوت میں تفصیل سے نقل کی ہے۔

الغرض! اُمت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف جو قول ملے' اس کی تاویل ہوتی ہے' اس کی وجہ سے عقیدہ متزلزل نہیں ہوسکتا' ورنہ کوئی عقیدہ سلامت نہیں رہے گا۔

چہارم

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا:

من قال ان محمدًا رأی ربه فقد اعظم الفرية علی الله۔

(مسلم' کتاب: الایمان' حدیث: 439) (ترمذی' کتاب: التفسیر' سورۃ: 6' باب: 5)

(ترجمہ:) ''جس نے یہ کہا کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے' اُس نے اللہ پر عظیم بہتان باندھا''۔

تو کیا اس قول کی وجہ سے اُمت یہ عقیدہ ترک کر دے کہ شبِ معراج رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا؟ نہیں! بلکہ اس قول کی تاویل کی جائے گی کہ اس رؤیت سے مراد احاطۂ ذاتِ قدرت ہے۔ میں نے اپنی لکھی تفسیر برہان القرآن میں دو تین مقامات پر اس کی وضاحت لکھی ہے' جیسے سورۂ انعام' بنی اسرائیل اور نجم۔

پنجم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک قول مروی ہے کہ اموات کو تلاوتِ قرآن کریم کا ایصالِ ثواب جائز نہیں ہے۔ آج فرقۂ اہلِ حدیث اس قول کو شد و مد سے اہلِ سنت کے خلاف پیش کرتا ہے' مگر شرح الصدور میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خود شافعی ہیں' اس قول کو مرجوح قرار دیا ہے اور تلاوت کے ایصالِ ثواب پر زور دیا ہے اور احادیث لکھی ہیں' تو کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ایک قول کو لے کر ایصالِ ثواب کے جواز کو مشکوک اور غیر اجماعی عقیدہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ نہیں! بلکہ اس کی قول کی تحقیق یا تاویل کی جائے گی' یہی حال افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع کا ہے۔ عبدالقادر شاہ صاحب کو چند مرجوح اقوال لکھ کر عقیدۂ اہلِ سنت کو متزلزل کرنے سے باز آنا چاہیے کیونکہ اسی عقیدۂ افضلیت کے تزلزل سے رفض و تشیع کا دروازہ کھلتا ہے۔

ششم

اُمت کا اجماع ہے کہ کسی عورت کو نبوت نہیں دی گئی' قرآن میں اس کی صراحت ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ ۔(سورۃ النحل' آیت:43)

مگر حضرت امام قرطبی اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں ''وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ'' (سورۃ آل عمران' آیت:42) کے تحت لکھتے ہیں:

والصحیح ان مریم نبیۃٌ لان اللّٰہ تعالٰی اوحٰی الیھا بواسطۃ الملک کما اوحٰی الٰی سائر النبیین ۔ (تفسیر الجامع لاحکام القرآن' جلد 4 صفحہ 83' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''یعنی صحیح یہ ہے کہ سیدہ مریم نبیّہ ہیں کیونکہ اللہ نے ان کی طرف بذریعۂ فرشتہ وحی

فرمائی جیسا کہ اس نے تمام انبیاء کی طرف وحی بھیجی''۔

تو کیا اس قول کو لے کر یہ عقیدہ کہ عورت نبیہ نہیں ہو سکتی' مشکوک اور غیر مجمع علیہ قرار دیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ کہا جائے گا کہ یہاں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ سے سہو اور تسامح ہوا ہے' یہ ان کا تفرد ہے' یا نبوت سے ان کی مراد الہام ہے جو دوسروں کیلئے حجت نہیں ہے اور اس کا ابلاغ لازم نہیں ہے۔

ہفتم

یہ عقیدۂ اجماعیہ ہے کہ انبیاء کرام رضی اللہ عنہم کی وحی میں شیطان دخیل نہیں ہو سکتا' وہ ایسا نہیں کر سکتا کہ ان کی زبان پر بول پڑے' یا ان کی آواز میں اپنی آواز ملا دے اور یوں لوگوں تک شرکیہ پیغام پہنچا دے مگر آیتِ قرآنیہ ''وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ'' (سورۃ الحج' آیت:52) کے تحت متعدد مفسرین نے وہ روایت لکھ دی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرمِ کعبہ میں سورۂ نجم تلاوت فرما رہے تھے تو شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا دی اور کہا: ''تلك الغرانيق العلا وان شفاعتهن لترجى'' جیسا کہ امام نسفی نے معالم التنزیل میں لکھا' یا تفسیر جلالین میں ایسا لکھا ہے' مگر یہ روایت مردودہ ہے' تمام محقق علماء نے اس کا ردّ لکھا ہے۔ میں نے آیتِ مذکورہ کے تحت اپنی تفسیر برہان القرآن میں طویل بحث لکھی ہے اور اس روایت کا ردّ کیا ہے اور جو کچھ بعض مفسرین سے اس کے خلاف آیا ہے اس کا صحیح محمل پیش کیا ہے۔ ایسے ہی قرآن کریم میں کئی ایسے تفسیری مقامات ہیں جہاں بعض مفسرین کی عبارات قابلِ تاویل ہیں اور وہاں ایسی اسرائیلیات روایات آ گئی ہیں جن کا ردّ ضروری ہے۔ جیسے ''وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَO'' (سورۃ ص' آیت:34) ''فَطَفِقَ مَسْحًاۢ بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِO'' (سورۃ ص' آیت:33) ''وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا'' (سورۃ یوسف' آیت:24) اور ''اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍO'' (سورۃ ص' آیت:41) وغیرہ آیات کے تحت تفاسیر میں ایسی روایات مندرج ہیں کہ اگر انہیں مان لیا جائے تو عصمتِ انبیاء کا اجماعی عقیدہ ہوا میں اُڑ جائے گا۔ تو ضروری ہے کہ ان روایات کا ردّ کیا جائے یا ان کی بہتر تاویل کی جائے' اگر ہو سکے۔ یہی حال ان روایات کا ہے جنہیں عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' میں افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جیسے عقیدۂ اجماعیہ کے خلاف لکھا ہے' وہ مردودہ یا ماؤلہ ہیں۔

بلکہ میں کہتا ہوں کہ عبدالقادر شاہ صاحب! اگر بعض تفردات کی وجہ سے اجماع باطل ہو جاتا ہے تو

آپ کے جداعلیٰ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اجماعی نہ رہی کیونکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت پر اجماع نہیں ہے کیونکہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے خلاف خروج کیا' جیسے حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت زبیر بن عوام' حضرت عبداللہ بن زبیر اور اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم۔

تو کیا اس قول کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ برحق خلیفۂ راشد نہ ماننے والا بھی اہلِ سنت میں سے ہے؟ نہیں! بلکہ اس قول کی تاویل کی جائے گی یا اس کا ردّ کیا جائے گا' یہی معاملہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماعِ صحابہ و اجماعِ اہلِ سنت کا ہے کہ اس کے خلاف اگر کوئی قول ہے تو وہ مأوّل ہے یا مردود ہے۔

ماضی قریب کے پیشوایانِ اہلِ سنت کے فتاویٰ کہ منکر افضلیت صدیق بدعتی اور خارج از اہلِ سنت ہے

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یہ کام کیا کہ افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کتاب بھی لکھی اور کثیر محدثین کبار اور فقہاء ذوی الوقار سے استفتاء کیا' ان کے استفتاء میں دو سوالات تھے:

اوّل: جو شخص افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منکر ہے اور مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو تمام صحابہ پر افضل جانتا ہے' کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ اور کیا وہ اہلِ سنت میں سے ہے؟

دوم: جو شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق قرار دیتا اور ان پر سبّ وشتم کرتا ہے' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اسے امام بنانا جائز ہے؟

تو اپنے وقت کے تمام ائمہ کبار نے فتویٰ دیا کہ مذکورہ دونوں نظریات کا حامل شخص اہلِ سنت سے خارج اور بدعتی و گمراہ ہے' ذیل میں ان میں سے چند جلیل القدر پیشوایانِ اہلِ سنت کے فتویٰ جات اختصاراً و خلاصۃً پیش کرتا ہوں' یہ تمام فتویٰ جات مفتی غلام سرور قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ'' کے آخر میں مندرج ہیں۔ سنی فاؤنڈیشن' بریڈفورڈ' برطانیہ نے یہ کتاب زرِ کثیر خرچ کر کے بڑی آب و تاب کے ساتھ طبع کی ہے جو مجھے پہنچائی گئی ہے' میں اس میں سے کچھ فتاویٰ نقل کر رہا ہوں:

فتویٰ نہم (9)

مفتی اعظم ہند شہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ' بریلی شریف

الجواب:

(1) جو شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما پر افضل بتائے' گمراہ و بدمذہب ہے' اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے' ایسے کو امام بنانا گناہ' امام بنانے والے گمراہ ہوں گے۔ واللہ اعلم!

(2) کسی صحابی کے متعلق سوءِ عقیدت بدمذہبی و گمراہی و استحقاقِ جہنم ہے کہ حضور اقدس کے ساتھ بغض ہے' ایسا شخص رافضی ہے اگرچہ چاروں ائمہ کو مانے اور اپنے آپ کو سنّی کہے' مثلاً حضرت امیر معاویہ ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ ہندو غیرہ۔

فتویٰ دہم (10)

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

الجواب:

(1) اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت علیٰ جمیع الصحابہ پر ہے' اس کا منکر ''شَذَّ فی النار'' کی وعید کے تحت ہے۔ نعوذ باللّٰہ من ذلك!

(2) حضرت امیر معاویہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں' ان کی شان میں گستاخی کرنا اگر الزام کفر نہیں تو کفر میں داخل ضرور ہے۔ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا دیگر اہل بیت سے دشمنی کی یا انہیں سب وشتم کرتے کراتے تھے' سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔

فقط: محمد قمر الدین سیالوی غفرلہ' ضلع سرگودھا' پاکستان

10 رمضان المبارک 1389ھ

فتویٰ یازدھم (11)

غزالی زماں' رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

الجواب:

(1) شیخین کریمین صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اہل سنت کا اجماعی متفق علیہ عقیدہ ہے' اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے' اس لیے اس کی اقتداء بھی جائز نہیں ہے۔

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں، تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بالاتفاق اہل سنت کے نزدیک واجب الاحترام ہیں، اس لیے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں۔

سید احمد سعید کاظمی (9 اگست 1969ء)

فتویٰ دوازدھم (12)

مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ سید ابوالبرکات سید احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حزب الاحناف، لاہور

الجواب وھو الموفق للصواب!

(1) جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ تفضیلی شیعہ ہے، ضال، مضل، گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے، وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں، ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔

(2) جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہتا اور مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے، اس کو امام بنانا گناہ ہے، اس کے پیچھے نماز قریب حرام اور واجب الاعادہ ہے، وہ شخص اہل سنت و جماعت سے نہیں۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ خادم الحدیث دار العلوم حزب الاحناف، لاہور

فتویٰ سیزدھم (13)

مفسر قرآن شارح مشکوٰۃ حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، گجرات، پاکستان

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین اور شیعہ ہے، غالباً تقیہ کر کے اہل سنت بنا ہوا ہے، ایسے شخص کو فوراً اہل سنت کی مسجد سے علیحدہ کر دیا جائے اور کوئی مسلمان اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے، اگر امامت کے لالچ میں توبہ بھی کرے تو زبانی اعتبار نہ کرو، تحریر کروالو، یہ عقائد بالکل رافضیوں کے ہیں۔

فقیر احمد یار بدایونی نعیمی، گجرات، پاکستان

فتویٰ چہاردھم (14)

مفسر قرآن شارح بخاری شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ مفتی غلام رسول رضوی، جامعہ رضویہ فیصل آباد

الجواب وھو الموفق للصواب!

(1) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اُمت مسلمہ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اوّلیہ پر اتفاق ہے،

افضلیت کلی مشکک ہے جس کا اعلیٰ ترین فرد حضرت صدیق اکبر ہیں، پھر حسب مراتب دیگر ارباب خلافت راشدہ، اسی پر اُمتِ حنفیہ کا اتفاق ہے، اس کے برعکس عقیدہ رکھنا تشیع ہے اور محض جہالت، ضلالت، ایسا شخص ہرگز ہرگز سنّی نہیں اور نہ ہی اہل سنت و جماعت کی مسجد میں امامت کے قابل ہے، ایسے شخص کو ہرگز ہرگز سنیّوں کا امام نہ بنایا جائے۔

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، ثقہ اور صالح صحابی ہیں، آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور آپ کو بُرا کہنا رفض ہے، ایسا شخص جو آپ کو بُرا کہے شیعہ ہے، وہ ہرگز ہرگز سنّی نہیں، اس کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز نہ پڑھی جائے، اسے اہل سنت و جماعت کی مسجد میں قطعاً امام نہ رکھا جائے۔

واللہ ورسولہٗ اعلم!

غلام رسول قادری رضوی غفرلہٗ، مفتی جامعہ رضویہ، لائل پور (10 اگست 1969ء)

فتویٰ پانزدھم (15)

شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد خلیل خاں القادری البرکاتی رحمۃ اللہ علیہ

(1) بعد انبیاء و مرسلین تمام مخلوقاتِ الٰہی انس و جن و ملک سے افضل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی رضی اللہ عنہم تو جو شخص مولا علی رضی اللہ عنہ کو صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل بتائے وہ گمراہ بدمذہب ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔ فتاویٰ خلاصہ البحر الرائق اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ، نیز کتب کثیرہ میں ہے:

اِنْ فَضَّلَ علیًّا علیهما فمبتدعٌ .

اور غنیّہ وردالمختار وغیرہ میں ہے:

اَلصَّلٰوۃُ خلفَ المبتدعِ تکرہُ بکلِّ حال .

(2) حضرت امیر معاویہ، ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان اور والدہ ماجدہ حضرت ہند حتیٰ کہ وحشی جنہوں نے قبل اسلام حضرت سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا، الغرض کسی صحابی کے ساتھ سوءِ عقیدت بدمذہبی وگمراہی واستحقاقِ جہنم ہے۔

العبد: محمد خلیل خاں القادری البرکاتی

فتویٰ ششدھم (16)

فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نور اللہ نعیمی محدث بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

الجواب اللّٰھم اجعل لی الفور والصواب!

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ اظہر من الشمس ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما بعد الانبیاء والمرسلین افضل البشر ہیں اور یوں ہی حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما صحابی اور واجب الاحترام ہیں' لہٰذا اس کے برعکس عقیدہ رکھنے والے شخص کے پیچھے سنّی کی نماز مکروہ تحریمی' واجب الاعادہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

حررہٗ: ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی غفرلہٗ' خادم دار العلوم حنفیہ فریدیہ' بصیر پور' ضلع ساہیوال

(2 رجب المرجب 1389ھ/16 اکتوبر 1969ء)

فتویٰ ہفدھم (17)

شیخ القرآن والحدیث علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

الجواب وھو الموفق للصواب!

جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما پر افضل سمجھے یا حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو بُرا بتائے' ان سے بدعقیدگی رکھے' ہر دو صورتوں میں ایسا شخص فاسق ومبتدع ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا گناہ ہے اور جو نماز اس کے پیچھے پڑھی جائے وہ مکروہ تحریمی' واجب الاعادہ ہے۔

فقط واللہ اعلم!

ابوالبیان غلام علی غفرلہٗ' خادم الافتاء ومدیر الجامعہ الحنفیہ 'اشرف المدارس' اوکاڑہ' 21 ستمبر 1969ء

فتویٰ ہشدھم (18)

شیخ الحدیث مفتی محمد اعجاز رضوی رحمۃ اللہ علیہ' جامعہ نعمانیہ' لاہور

الجواب:

(1) حضرت سرکار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل البشر بعد از انبیاء ومرسلین ہونا دلائل قطعیہ یقینیہ اجماعیہ سے ثابت اور مسلک اہل سنت کا جزء ہے جو صدیق اکبر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما سے مولائے کائنات حیدر کرار کو افضل بتائے وہ اہلِ سنّت سے نہیں' فاسق وضال ہے' اسے امام بنانا حرام' حرام حرام اشد حرام ہے' یہ عقیدہ رکھنا فسق فی العقیدہ ہے اور فاسق فی العقیدہ کے پیچھے ائمہ مجتہدین کا

اتفاق ہے کہ نماز باطل و ناجائز ہے۔

(2) (معاذ اللہ!) سرکار امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع میں یہ گالی نہ دے گا مگر خارجی، رافضی، ناصبی اور زندیق وملحد، ایسے شخص کو امام بنانا کیسا؟ اسے اہل سنت کہنا ناجائز و باطل ہے۔ واللہ اعلم ورسولہ اعلم!

فقیر قاری محمد اعجاز الرضوی، خادم الحدیث دار العلوم جامعہ نعمانیہ، لاہور

(19 رمضان المبارک 1389ھ)

فتویٰ نودھم (19)

محسن اہل سنت حضرت علامہ مولانا حامد علی خان رحمۃ اللہ علیہ، مدرسہ خیر المصادر، ملتان

الجواب: اہل سنت و جماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ افضلیت خلفاءِ راشدین بہ ترتیب خلافت ہے۔ اور اصحابِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُل عدول ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت مسلّم و ثابت ہے، لہٰذا جو شخص ان کی شان میں دریدہ دھنی کرے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ اہل سنّت سے خارج اور بدعتی اور رافضی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، علماء کرام نے جو تحریر فرمایا ہے، وہ صحیح ہے۔

حررہٗ: حامد علی خاں، مفتی مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد، چوڑی سرائے، ملتان

فتویٰ بستم (20)

فخر السادات مولانا مفتی سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد)

الجواب:

(1) حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو افضل بتانے والا شخص ہرگز اہل سنّت و جماعت سے نہیں، بلکہ گمراہ بدمذہب ہے، اس کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری، امام ابو منصور سے نقل کرتے ہیں جو اکابر شوافع سے ہیں، انہوں نے فرمایا: اہل سنت و جماعت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ سب صحابہ سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھنے والا چونکہ مبتدع اور فاسق العقیدہ ہے، لہٰذا اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی اور

واجب الاعادہ ہے جیسا کہ غنیہ' صغیری' مراقی طحطاوی اور درمختار میں ہے۔ واللہ اعلم!

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بتانے والا اہل سنت سے خارج' گمراہ اور بدمذہب ہے' اسے بھی امام بنانا گناہ ہے' اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

مفتی سید محمد افضل حسین شاہ غفرلہ' مفتی جامعہ قادریہ رضویہ' لائل پور' 17 شوال 1389ھ

فتویٰ بست ویکم (21)

عارف کامل عالم ربانی حضرت مولانا غلام احمد خان نقشبندی غزنوی رحمۃ اللہ علیہ (غزنی' افغانستان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ الجواب:

اِنَّ مَنۡ فَضَّلَ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ على الصديقِ الاكبر والفاروق الاعظم ولا يستحيي من اللّٰـه فی شانِ سيدنا امير المؤمنين معاوية رضی اللہ عنہ حتٰى يسبَّهٗ ويفسّقهٗ اعاذنا اللّٰهُ من هٰذا الاعتقاد الباطل السوء فهٰذا فِی الشخصانبِ خارجانِ من طريقةِ اهلِ السنةِ والجماعةِ لاريبٍ وارتيابٍ وليسا بد اخلاقٍ فی الفرقة الناجية' فايّاك والصلاةَ خلفَهُما فَاِنَّهُمَا مِنۡ اَهۡلِ التَّشُّيع حقيقةً وَاِنۡ لم يُقرّا بهٖ لسنًا ۔ هٰذا هو الحقُّ فاِنّهما ممّن يقولون بافواهم ما ليس فی قلوبهم' فقط ۔

الراقم: احمد جان الاحرار النقشبندی عفی عنہ' افغانستان' کابل' ولایت غزنی حکومت قراباغ' قریہ اختر خیل (15 شوال المکرم 1389ھ)

(ترجمہ:) ''بے شک جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے اور امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اللہ سے حیا نہ رکھے بلکہ انہیں گالی دے اور فاسق کہے' اللہ ہمیں ایسے باطل اور بُرے اعتقاد سے محفوظ رکھے' تو یہ دونوں شخص طریقہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں' اس میں کوئی شک وشبہ نہیں' تو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو یہ اہلِ تشیع میں سے ہیں' وہ فرقۂ ناجیہ میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ اہلِ تشیع میں سے ہیں' خواہ وہ زبان سے اس کا اقرار نہ کریں' یہی حق ہے' وہ ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں کہ خود ان کے دل اس پہ گواہی نہیں دیتے۔ فقط''۔

الراقم: احمد جان الاحرار نقشبندی عفی عنہ' افغانستان' کابل' ولایت غزنی حکومت قراباغ قریہ اختر خیل

فتویٰ بست دوم (22)

علامہ مفتی غلام رسول صاحب خلیفہ مجاز حضرت امیر ملت پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

الجواب:

(1) جمیع اہل سنت و جماعت کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ میں انبیاء کرام و رُسل عظام کے بعد تمام بنی آدم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل ہیں' پھر حضرت عمر' پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسا کہ شرح فقہ اکبر' شرح عقائد اور شاہ فضل رسول قادری بدایونی کی المعتقد میں اور اس کے حاشیہ میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے' اس اجماع کا منکر و مخالف بدعتی اور اہلسنت سے خارج ہے' اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ (ملخصاً)

(2) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں' ان کی شان میں نازیبا الفاظ کہنے والا اپنے ایمان کو تباہ کرتا ہے' وہ ملعون ہے' وہ اہل سنت سے خارج ہے' اس کے پیچھے نماز بھی ناجائز ہے۔

احقر العباد: غلام رسول گوہر' مدیر انوار الصوفیہ' قصور (25 مئی 1970ء)

فتویٰ بست و سوم (23)

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ پیر سید اختر حسین شاہ جماعتی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (علی پور شریف)

الجواب بعون التواب حامدًا و مصلّیًا مسلّمًا!

(1) اہل سنت و جماعت کے مسلّمات میں سے یہ کہ امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما' حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے افضل ہیں' علماء اہل سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ ''من علامات اهل السنة والجماعة تفضيلُ الشيخين'' (شرح فقہ اکبر) شرح عقائد میں ہے: ''علٰى هٰذا وجدنا السلف''۔

شیخین کریمین رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں' جو شخص اس افضلیت کا منکر ہے وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے' یہ شخص بدمذہب اور بدعتی ہے۔

(2) جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہے وہ خود فاسق ہے' بدمذہب' بے دین ہے اور زمرۂ اہل سنت سے خارج ہے' اسے امام بنانا حرام اور اس کے پیچھے اقتداء قطعاً جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب!

حررہٗ: غلام رسول' مفتی و مدرس مدرسہ نقشبندیہ جماعتیہ' علی پور شریف' سیالکوٹ (24 دسمبر 1971ء)

فتویٰ بست و چہارم (24)

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری رحمۃ اللہ علیہ (کراچی)

(1) جو شخص حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما سے بہتر کہے وہ سنّی نہیں اور یہ شخص محبّ علی رضی اللہ عنہ بھی نہیں، چنانچہ صواعق محرقہ میں امام ابن حجر فرماتے ہیں: جس بات پر ملت کے بزرگ اور اُمت کے عالم متفق ہیں، یہ ہے کہ اس اُمت میں سب سے افضل ابوبکر پھر عمر۔

(2) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس صحابی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیکی رشتہ دار ہیں، صرف پانچ واسطوں سے ان کا نسب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ جو شخص انہیں بُرا کہتا ہے وہ رافضی ہے یا خارجی، وہ اہل سنّت سے نہیں ہوسکتا۔

فقیر: عبدالمصطفیٰ الازھری، شیخ الحدیث دارالعلوم جامعہ امجدیہ، کراچی

فتویٰ بست و ششم (26)

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی تقدس علی رضوی (جامعہ راشدیہ، خیر پور، سندھ)

مفتی غلام سرور قادری کا جواب حق و صواب ہے ''والحق احق ان یتبع'' یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جمیع اہل سنّت کے اتفاق کے مطابق تمام صحابہ سے افضل ہیں پھر تمام صحابہ واجب الاحترام ہیں، اس سے ہٹ کر چلنے والا اہل سنّت سے خارج ہے۔

فقیر: تقدس علی رضوی بریلوی غفرلہٗ، شیخ الجامعہ الراشدیہ، پیر گوٹھ، خیر پور

فتویٰ بست و ہفتم (27)

پیر طریقت، رہبر شریعت، پیر سید افضل حسین شاہ

نبیرۂ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ (علی پور سیداں سیالکوٹ)

(1) اہل سنّت کے مسلّمات میں سے ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے افضل ہیں، علماءِ اُمت نے تصریح فرمائی ہے کہ علامت اہل سنّت یہ ہے کہ وہ ان دو بزرگوں کو تمام صحابہ سے افضل جانے، جو شخص شیخین کی افضلیت کا منکر ہو اہل سنّت سے خارج ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے، ایسے کو امام نہ بنایا جائے۔

(2) جو شخص حضرت امیر المؤمنین معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ فاسق کہتا ہے وہ خود بڑا فاسق، بدمذہب، بددین

ہے ایسا شخص اہل سنت کے زمرہ سے خارج ہے ان کا اہل سنت و جماعت سے کوئی تعلق نہیں اس کو امام بنانا بھی ناجائز و حرام ہے اس کے پیچھے نماز کلیۃً نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب!

جواب ہمارے دین وفقہ کے عین مطابق ہے۔ اختر حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ

حررہٗ غلام رسول مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف 24 دسمبر 1971ء

فتویٰ بست ہشتم (28)

حافظ الحدیث استاذ الاساتذہ پیر سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (بھکھی شریف، گجرات)

آپ نے بھی تمام فقہاء مذکورین کی تائید کرتے ہوئے فرمایا:

الجوابُ صحیحٌ وخلافُہٗ قبیحٌ .

''یہ جواب صحیح ہے اور اس کے خلاف چلنا قبیح ہے''۔

سید جلال الدین مفتی و شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف، تحصیل پھالیہ گجرات

اس کے علاوہ جن جلیل القدر شیوخ الحدیث، فقہاء گرامی اور مفتیان نے اس فتویٰ کی تائید کی ان میں سے بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(29) ۔ شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ علامہ حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ

(30) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام جہانیاں معینی ڈیرہ غازی خان

(31) شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ جامعہ رضویہ مظہر العلوم ملتان

(32) حضرت علامہ شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

(33) مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ لاہور

(34) مجاہد اہل سنت حضرت مولانا علامہ محب النبی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی

(35) شیخ الحدیث علامہ مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ راولپنڈی

(36) پیر طریقت رہبر شریعت پیر سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دربار عالیہ نقشبندیہ کرمانوالہ شریف (ساہیوال)

(37) شیخ الحدیث استاذ العلماء مفسر قرآن ابوالنصر علامہ سید منظور احمد شاہ صاحب جامعہ فریدیہ ساہیوال

(38) مفسر قرآن شیخ القرآن والحدیث علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مہتمم جامعہ اویسیہ بہاولپور

(39) شیخ الحدیث علامہ مولانا محمد عبدالکریم ابدالوی چشتی مہتمم جامعہ چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

سادات کرام کا افضلیتِ صدیق پر فتویٰ کہ اس کا منکر رافضی ہے

قرائین کرام! غور کریں کہ مذکورہ بالا مفتیان کرام میں کئی ساداتِ کرام ہیں، جیسے غزالی زماں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ الحدیث سید جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ مفتی سید محمد افضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیرطریقت سید اختر حسین شاہ جماعتی علی پور اور پیرطریقت پیر سید محمد علی شاہ کرمانوالہ شریف ودیگر۔

ان سادات کرام علماء ومشائخ نے اپنے اجدادگرامی سیدنا مولا علی المرتضیٰ، سیدنا امام حسن مجتبیٰ، سیدنا امام زین العابدین، سیدنا امام محمد باقر، سیدنا امام جعفر صادق، امام محمد بن حنفیہ، امام علی رضا وغیرہم رضی اللہ عنہم وارضاہم کے وہ نظریات جو ہم پیچھے لکھ آئے ہیں، کی خوب پہرہ داری کی ہے اور یہی اولاد کا حق ہے کہ اپنے آباءِ گرامی کے چھوڑے ہوئے راہِ حق پر ثابت قدمی دکھائی جائے اور آباء بھی وہ ہیں جو سردارانِ جنت ہیں۔ عبدالقادر شاہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اسی راستہ پر گامزن رہتے اور اپنے آباء گرامی کا راستہ ترک نہ کرتے۔

اس میں ان تمام سادات کیلئے درسِ عمل ہے جو قلتِ تدبّر کے باعث تفضیلی فرقہ کے ہتھے چڑھ جاتے اور نسبی تفاخر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بلکہ اُمت کے اجماعی مؤقف سے انحراف کر بیٹھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو راہِ حق پر استقامت عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

باب سیزدھم:
مناقبِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ

تفضیلی لوگوں کا عجیب ظالمانہ طریقہ ہے، جب کوئی شخص افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے اجماعی عقیدہ کے تحفظ میں قلم اُٹھاتا ہے تو وہ اسے بغضِ علی اور بغضِ اہلِ بیت کا مرتکب قرار دیتے ہیں تاکہ وہ عوام الناس کو اس کے خلاف بھڑکا سکیں۔ اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ آخر میں مناقبِ اہلِ بیتِ رسول ﷺ کا باب بڑھایا جائے، اگرچہ اس موضوع پر ''عظمتِ اہلِ بیت رسول ﷺ'' کے نام سے میری کتاب بازار میں دستیاب ہے جو ساڑھے تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں اہلِ بیت کرام کے اجتماعی فضائل کیلئے الگ باب ''عظمت و سیرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ'' کا الگ باب ہے۔ مناقب سیّدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا الگ باب ہے، عظمت و سیرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کا الگ باب ہے، سیرت و عظمت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا الگ باب ہے، جس میں پورا واقعۂ کربلا، اقوالِ صحابہ اور معتبر تاریخی حوالہ جات کے ساتھ لکھا گیا ہے، پھر ایک الگ باب میں سیدنا امام زین العابدین سے لے کر امام مہدی تک تمام ائمہ اہل بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مناقب، فضائل اور ان کی سیرت کو الگ الگ فصول میں بیان کیا گیا ہے۔

الغرض! عظمتِ اہلِ بیت رسول ﷺ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں رہا جس پر روشنی نہیں ڈالی گئی، یہ کتاب مارکیٹ میں موجود ہے، ہر سنّی مسلمان کو اس سے استفادہ کرنا چاہیے، بہرحال ہم اسی کتاب سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ پر ہمارا قلم اُٹھانا عقائد اہلِ سنت کے تحفظ کیلئے ہے تاکہ ان میں رافضیت کا دروازہ کھولنے والے کامیاب نہ ہو سکیں ورنہ اہلِ بیت رسول ﷺ پر ہم دل و جان سے قربان ہیں، قرآن وسنت میں ان کے جو فضائل مذکور ہیں اُن سے انکار کرنے والا حقیقت میں گستاخِ رسول ہے، اس کا اسلام سے کیا واسطہ؟

اہلِ بیت رسول ﷺ کے اجتماعی فضائل

پہلی آیت:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ○ (سورۃ آل عمران' آیت:61)

(ترجمہ:) ''تو جو شخص آپ سے جھگڑے بعد ازاں کہ آپ کے پاس علم آ گیا ہے تو آپ فرمائیں کہ آ جاؤ! ہم اپنے بیٹے لاتے ہیں تم اپنے بیٹے لے آؤ' ہم اپنی بیٹیاں لے آتے ہیں تم اپنی بیٹیاں لے آؤ' ہم خود آ جاتے ہیں تم بھی آ جاؤ' پھر ہم ایک دوسرے کیلئے ہلاکت کی دعا کرتے ہیں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجتے ہیں''۔

یہ آیت اس لیے اُتری کہ نجران کے عیسائیوں نے آپ ﷺ سے الوہیتِ عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کی جب وہ کسی طرح قبولِ حق پر تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتار کر ان کو دعوت مباہلہ دی۔
تو اس آیت کے نزول پر نبی اکرم ﷺ مولا علی المرتضیٰ' سیدہ فاطمۃ الزہراء' حسن مجتبیٰ اور حسین مقتدیٰ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر نکلے' نصاریٰ نجران دور ہی سے بھاگ گئے اور کہنے لگے: ہم ایسے مقدس لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اگر اُنہوں نے ہمارے خلاف دعا کر دی تو ہم میں سے کوئی زندہ نہیں بچے گا' چنانچہ اُنہوں نے جزیہ ادا کرنے پر صلح کر لی' یوں نجران کا علاقہ اسلام کے قبضہ میں آ گیا۔ (تفسیر کبیر)

دوسری آیت

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○
(سورۃ الاحزاب' آیت:33)

(ترجمہ:) ''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت رسول! تم سے ہر بُرائی دور کر دے اور تمہیں خوب پاک کر دے''۔

اس آیت کے نزول پر نبی اکرم ﷺ نے مولا علی المرتضیٰ' جناب خاتونِ جنت اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو بلایا' ان پر اپنی چادر مبارک ڈالی اور فرمایا: اے اللہ! یہ میرے اہلِ بیت اور میرے قریبی ہیں' ان سے ہر رجس دور کر دے اور انہیں خوب پاک فرما دے۔ (ابن جریر' ابن ابی حاتم' طبرانی)

اس آیت کے تحت مزید قیمتی علمی مباحث ہیں جن کیلئے آپ ہماری کتاب مذکور ''عظمت اہلِ بیت رسول ﷺ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

تیسری آیت

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورۃ الشوریٰ آیت:25)

(ترجمہ:) ''آپ فرمادیں! میں اس تبلیغِ دین پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا مگر یہ کہ میرے اقارب سے محبت رکھو''۔

اس آیت کے تحت قریباً تمام مفسرین نے وہ احادیث نقل کی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے اہلِ بیتِ رسول ﷺ سے محبت کو لازم قرار دیا ہے' اس کی تفصیل کیلئے آپ میری لکھی تفسیر ''برہان القرآن'' دیکھیں۔

چوتھی آیت

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ (سورۃ الدھر آیت:8)

(ترجمہ:) ''اور وہ اللہ کی محبت میں مسکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں''۔

میں نے کتابِ مذکور ''عظمت اہلِ بیت رسول ﷺ'' میں اور اپنی تفسیر ''برہان القرآن'' میں اس آیت کے تحت وہ واقعہ احادیث کی روشنی میں لکھا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک یہودی کے ہاں اُجرت پر کام کیا' اس سے آپ کو جَو ملے' آپ نے وہ گھر والوں کو لا کر دیئے' اُنہوں نے جَو کا تیسرا حصہ پیس کر کھانا تیار کیا' جب کھانے بیٹھے تو ایک مسکین نے آ کر اللہ کے نام پر کھانا مانگا' اہلِ بیت رسول ﷺ نے وہ کھانا مسکین کو دے دیا' دوسرے دن اُنہوں نے جَوؤں کا دوسرا حصہ پیس کر کھانا تیار کیا' جب کھانے لگے تو کسی یتیم نے آ کر اللہ کے نام پر کھانا مانگا' اُنہوں نے کھانا اُسے دے دیا' تیسرے دن جوؤں کا باقی حصہ پکایا گیا' جب کھانے بیٹھے تو کسی اسیر (غلام) نے یہی صدا لگائی' اُنہوں نے وہ کھانا اسے دے دیا' تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری' بلکہ پوری سورۃ الدھر نازل ہوئی۔ (در منثور' جلد 10 صفحہ 371' سورۃ الدھر)

اور اللہ رب العزت نے جنت میں اہلِ بیت کا مقام بیان فرمایا۔

حدیث اوّل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے' رات ہمارے ہاں

آرام فرمایا' حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں سوئے ہوئے تھے' حسن رضی اللہ عنہ نے رات کو پینے کیلئے کچھ مانگا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھ کر ہمارے گھر میں کھڑی بکری کا دودھ دوہا اور حسن کو پلانا چاہا تو حسین بھی جاگ گئے' اُنہوں نے دودھ کا پیالہ پکڑنے کی کوشش کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں روک دیا۔ جناب فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا آپ کو حسن زیادہ پیارا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں! بات یہ ہے کہ حسن نے پینے کیلئے پہلے مانگا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَنَا وَاِیَّاكِ وَهٰذَیْنِ وَهٰذَا الرَّاقِدُ یَعْنِیْ عَلیًّا یَوْمَ الْقِیَامَةِ فی مکانٍ واحدٍ .

(معجم کبیر للطبرانی' جلد 3 صفحہ 40' حدیث: 2622 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

(ترجمہ:) ''میں اور تم (فاطمہ) اور یہ دونوں (حسن و حسین) اور یہ سونے والا یعنی حضرت علی' ہم سب روزِ قیامت (جنت میں) ایک ہی مقام میں ہوں گے''۔

دوسری حدیث

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں: ایک دن میں نے اپنی والدہ سے عرض کیا: امی جان! آج میں نمازِ مغرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ادا کروں گا اور واپس نہیں آؤں گا' جب تک میں آپ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے دعا نہیں کروالیتا۔ چنانچہ میں نے نمازِ مغرب جا کر آپ کے ساتھ پڑھی' پھر بیٹھا رہا حتیٰ کہ عشاء بھی آپ کے ساتھ پڑھی' نماز کے بعد لوگ چلے گئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے لگے' جب آپ فارغ ہو کر گھر جانے لگے تو میں پیچھے چل پڑا' آپ نے میری آواز سن لی اور فرمایا: ''مَنْ هٰذا حذیفةُ'' کون ہے یہ حذیفہ؟ میں نے کہا: جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نے فرمایا: ''مَا حَاجَتُكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ'' تمہاری کیا حاجت ہے؟ اللہ تمہاری بخشش کرے اور تمہاری والدہ کی بخشش کرے! اس کے بعد آپ نے فرمایا: یہ فرشتہ آیا ہے جو پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا تھا' اس نے اللہ سے اجازت مانگی تھی کہ مجھے آکر سلام کہے' اس نے مجھے یہ بشارت دی ہے:

اِنَّ فَاطِمَةَ سَیِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ . (ترمذی شریف' کتاب: المناقب' حدیث: 3781)

(ترجمہ:) ''بے شک فاطمہ تمام اہلِ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور بے شک حسن و حسین

تمام اہلِ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں''۔

تیسری حدیث

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک درجہ ہے جسے وسیلہ کہتے ہیں' جب تم اللہ سے دعا کرو تو میرے لیے اس وسیلہ (اس درجہ) کی دعا کیا کرو (کہ اے اللہ! ہمارے رسول کو یہ مقام عطا فرما) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس درجہ میں کوئی آپ کے ساتھ بھی ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علی و فاطمة والحسن والحسین .

(کنز العمال بروایت ابن مردویہ' جلد 13 صفحہ 640' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''یعنی ہاں! میرے ساتھ وہاں علی' فاطمہ اور حسن و حسین ہوں گے رضی اللہ عنہم''۔

چوتھی حدیث

امام موسیٰ کاظم نے امام جعفر صادق سے' اُنہوں نے اپنے والد امام باقر سے' اُنہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے' اُنہوں نے اپنے والد امام حسین سے اور اُنہوں نے اپنے والد مولا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ .

(ترمذی' کتاب: المناقب' باب: مناقب علی' حدیث: 3733)

(ترجمہ:) ''جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت رکھی وہ روزِ قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا''۔

ہم عرض کرتے ہیں: اے اللہ! ہمیں بھی تیرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے' مولا علی المرتضیٰ' جنابِ سیدہ خاتونِ جنت فاطمۃ الزہراء اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم وارضاھم سے والہانہ محبت و عقیدت ہے۔ اے اللہ! اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق ہمیں روزِ قیامت اپنے محبوبِ کریم اور ان کی آلِ پاک کے جلووں میں اُٹھا اور ان کے ساتھ جنت میں ان کے غلاموں میں جگہ عطا فرما۔

مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب

پہلی آیت

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ O (سورۃ الشعراء آیت:214)

(ترجمہ:) "اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں"۔

مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب یہ آیت اُتری تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کو جمع کیا' تیس آدمی جمع ہوئے' اُنہوں نے کھایا پیا' پھر اُنہوں نے ان سے فرمایا: میری طرف سے میرا قرض کون اپنے ذمہ لیتا ہے' کون میرے وعدے پورے کرتا ہے اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور میرے اہل و عیال میں میرا نائب ہوگا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ رضی اللہ عنہ! میں حاضر ہوں۔

(مجمع الزوائد' کتاب: المناقب' باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

یعنی اس آیت کے نزول پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی والہانہ محبت و وفاداری کا اظہار کیا تو بدلے میں ان کو مژدۂ جنت عطا فرمایا گیا۔

دوسری آیت

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ O (سورۃ التوبہ' آیت:100)

(ترجمہ:) "اور سبقت لے جانے والے پہلے مسلمان یعنی مہاجرین' انصار اور جنہوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی' اللہ ان سے راضی ہے وہ اللہ سے راضی ہیں' اللہ نے ان کیلئے جنتی باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے' یہ بڑی کامیابی ہے"۔

یہ آیت ان صحابہ کیلئے اُتری جو ایمان لانے میں ساری اُمت سے سبقت لے گئے' پھر ان سبقت والوں میں سے مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جو بالاتفاق پہلے چار مسلمانوں میں سے ہیں اور بعض روایات کے مطابق وہی پہلے مسلمان ہیں' گویا اس آیت میں ان کا حصہ بہت بڑا ہے' اللہ ان سے اپنی رضا کا اعلان فرماتا ہے اور ان کیلئے جنتی باغات کا مژدہ سناتا ہے۔

تیسری آیت

اِذَا نَاجَیۡتُمُ الرَّسُوۡلَ فَقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیۡ نَجۡوٰىکُمۡ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ وَ اَطۡهَرُ ۔

(سورۃ المجادلہ' آیت:12)

(ترجمہ:) ''اے مؤمنو! جب تم رسول اکرم ﷺ سے کوئی رازداری کی بات کرنے لگو تو اپنی گزارش پیش کرنے سے قبل کوئی صدقہ دو' یہ تمہارے لیے بہتر اور پاکیزہ راستہ ہے''۔

جب یہ آیت اُتری تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے ایک دینار صدقہ کیا پھر وہ حضور ﷺ سے عرض ومعروض کرنے لگے' ابھی وہاں سے اُٹھے نہ تھے کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

(درمنثور' ابن ابی حاتم' ابن جریر وغیرہ)

گویا قرآن کریم میں یہ وہ آیت ہے جس پر صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا' یہ بھی آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

پہلی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے مابین بھائی بندی بنائی' بعض کو بعض کا بھائی قرار دیا' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آئے' ان کی آنکھوں میں آنسو تھے' عرض کیا: یارسول اللہ رضی اللہ عنہ! آپ نے اپنے صحابہ میں مواخات کی ہے' سب کیلئے بھائی بنا دیئے ہیں مگر میرے ساتھ کسی کی بھائی بندی نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انت اخی فی الدنیا والاخرۃ ۔

(ترمذی' کتاب: المناقب' باب: مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ' حدیث:3720)

(ترجمہ:) ''تم دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو''۔

دوسری حدیث

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی جنگ میں فرمایا: کل میں جھنڈا اُسے دوں گا جسے اللہ اور اُس کا رسول اپنا محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور اُس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے' اللہ اس کے ہاتھ پر فتح کردے گا۔ تو اگلے دن آپ نے وہ جھنڈا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔

(بخاری' باب: فضائل اصحاب النبی' حدیث:3702)(مسلم' کتاب: الفضائل' حدیث:6222)

تیسری حدیث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يُّجْنِبَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ ۔

(ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث: 3727)

(ترجمہ:) "کسی کیلئے حلال نہیں کہ اس مسجد (نبوی) میں سے میرے اور تیرے سوا جنابت کے ساتھ گزرے"۔

چوتھی حدیث

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک میں اپنا نائب بنایا۔ وہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

اما ترضٰی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی غیر انهٗ لا نبی بعدی ۔

(بخاری، حدیث: 3706) (مسلم، حدیث: 6218)

(ترجمہ:) "کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ میرے ساتھ تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

پانچویں حدیث

اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَّلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ ۔ (ترمذی، کتاب: المناقب، حدیث: 3717)

(ترجمہ:) "کوئی منافق، علی سے محبت نہیں رکھتا اور کوئی مؤمن اس سے بغض نہیں رکھتا"۔

نسلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مناقب و محامد

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک یعنی سادات کرام جو دنیا میں ہر طرف پھیلے ہیں اور ان کی رگوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون دوڑتا ہے، انہیں اللہ رب العزۃ نے خصوصی نعمت سے نوازا ہے اور احادیثِ مبارکہ میں ان کے فضائل بھی وارد ہیں۔ چند فضائل لکھے جاتے ہیں:

پہلی فضیلت

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حجۃ الوداع سے واپسی پر مقامِ غدیر خُم پر پہنچے تو آپ نے وہاں لوگوں سے خطاب فرمایا، جس میں یہ بھی فرمایا:

اَنَا تَارِكٌ فيكم الثَّقَلَيْنِ اَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهٖ وَاَهْلُ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُم اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ اُذَكِّرُكُم اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ ۔(مسلم شریف، کتاب: فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: فضائل علی بن ابی طالب)

(ترجمہ:) ''اے لوگو! میں تمہارے اندر دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے تو اللہ کی کتاب کو تھام لو اور اس سے دلیل پکڑو اور دوسری چیز میرے اہلِ بیت ہیں، میں تمہیں ان کے بارے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں ان کے بارے میں اللہ کا خوف دلاتا ہوں''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اسے پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور میری عترت، میرے اہل بیت۔(ترمذی، کتاب: المناسب، باب: مناقب اہلِ بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

یعنی جس طرح قرآن اُمت میں ہمیشہ کیلئے موجود ہے، آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تا قیامت موجود ہے، حتیٰ کہ امام مہدی بھی آلِ رسول میں سے آئیں گے اور اُمت کو حکم دیا گیا ہے کہ قرآن پر عمل کریں اور آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیں۔

دوسری فضیلت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق ومن قاتلنا في آخر الزمان كمن قاتل مع الدجال .

(مجمع الزوائد بحوالہ بزار وطبرانی، جلد 9 صفحہ 171، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف، بیروت)

(ترجمہ:) ''میرے اہلِ بیت کی مثال سفینۂ نوح کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا، جو اس سے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا اور جس نے ہم اہلِ بیت سے آخری زمانہ میں جنگ کی

وہ ایسا مجرم ہے جیسے اُس نے دجال کا ساتھی بن کر (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے) جنگ کی''۔
یعنی کشتی نوح علامتِ نجات ہے اسی طرح جو آخرت میں نجات چاہتا ہے وہ محبتِ آلِ رسول ﷺ کا دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔

تیسری فضیلت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُلّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي .

(سنن کبریٰ للبیہقی جلد 7 صفحہ 114' کتاب: النکاح' مطبوعہ دار المعرفۃ' بیروت)

(ترجمہ:) ''روزِ قیامت ہر رشتہ اور ہر نسب منقطع ہو جائے گا' مگر میرا رشتہ اور میرا نسب منقطع نہیں ہوگا''۔

گویا سادات کرام کے نسب کی وجہ سے ان کا احترام لازم ہے خواہ وہ کیسے گناہگار ہوں' بشرطیکہ کفر میں مبتلا نہ ہوں' جیسے آج بعض دعویدارانِ سیادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکتے اور خلفاءِ راشدین و ازواجِ نبی پر معاذ اللہ لعنت بھیجتے ہیں' ایسے لوگ آلِ رسول سے نکل گئے بلکہ اسلام سے نکل گئے' نسبِ رسول روزِ قیامت بھی منقطع نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے آلِ رسول ﷺ کے ساتھ خصوصی رعایت کی جائے گی مگر آلِ رسول کیلئے جائز نہیں کہ اس نسبِ رسول پر تکیہ کر کے اطاعتِ رسول چھوڑ دیں' ورنہ اللہ کی پکڑ آ سکتی ہے۔

بہرحال صحیح العقیدہ سنّی سید حد درجہ قابلِ احترام ہے' اصل میں یہ احترام اس خونِ رسول کا ہے جو اس کی رگوں میں دوڑ رہا ہے' یہی سبق ہمیں ہمارے آباء نے سکھایا ہے' میرے والد گرامی محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار کسی سید طالب عالم کو اس کی کسی غلطی کے باعث اپنے مدرسہ سے فارغ کر دیا' جب وہ سامان اُٹھا کر مدرسہ کے گیٹ تک پہنچا تو والد صاحب اس کے پیچھے ننگے پاؤں ننگے سر بھاگے اور اس کا سامان پکڑ لیا اور ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگی اور عرض کیا: اے شہزادے! آپ ہی کا مدرسہ ہے' ہم تو آپ کا صدقہ کھاتے ہیں' ایسا نہ ہو کہ آپ روزِ قیامت اپنے نانا جان سے میری شکایت کریں اور میں محرومِ شفاعت ہو جاؤں۔ سبحان اللہ!

چوتھی فضیلت

حضرت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (جو نبی اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَآلِ محمدٍ ۔

(دارمی جلداوّل صفحہ 382 'کتاب الزکوٰۃ' مطبوعہ دارالفکر' بیروت)

(ترجمہ:) ''یہ صدقہ (صدقاتِ واجبہ) لوگوں (کے مال) کی میل ہیں اور یہ محمد وآلِ محمد ﷺ پر حلال نہیں ہیں''۔

یعنی یہ آلِ رسول ﷺ کا احترام ہے کہ ان پر صدقاتِ واجبہ' مثل زکوٰۃ' فطرانہ وغیرہ حرام کیے گئے کیونکہ اللہ ورسول انہیں لوگوں کے مال کی میل نہیں کھلانا چاہتے۔

میں نے یہ تمام فضائل اہلِ بیتِ رسول ﷺ اپنی کتاب ''عظمت اہلِ بیت رسول ﷺ'' سے منتخب کر کے لکھے ہیں۔ تفصیل کیلئے یہ کتاب پڑھیں' یہ فضائل ہم نے اس لیے لکھے ہیں تا کہ قارئین کرام کو اگر کوئی تفضیلیہ ہمارے بارے میں ورغلائے کہ یہ لوگ بغضِ آلِ رسول میں ایسی کتابیں لکھتے ہیں تو قارئین کرام! اس کے سامنے ہمارے تحریر کردہ یہ فضائل رکھ دیں۔ ان شاء اللہ! اس کا منہ بند ہو جائے گا۔ یوں بھی ہمارا جی چاہتا ہے کہ بہانے بہانے ذکر آلِ رسول ﷺ چھیڑا جائے' کیونکہ یہ ذکر ذریعۂ نجات ہے۔

اہلِ بیت کرام کی بارگاہ میں مصنف کا منظوم کلام

یہاں مجھے مناسب معلوم ہوا کہ میں اپنی کتاب ''کلامِ طیب'' میں سے اہلِ بیت رسول ﷺ کی شان میں اپنا کچھ منظوم کلام بھی پیش کر دوں تا کہ ہمیں معاذ اللہ بغض علی و بغض اہل بیت کا طعنہ دینے والوں کو کچھ خوفِ خدا آ جائے' یا کچھ شرم محسوس ہو۔

شانِ مولا علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ

سردارِ انبیاء کا برادر علی علی ... اور دخترِ رسول کا شوہر علی علی

مولا علی ہے شبّر و شبیر کا پدر ... اولادِ مصطفیٰ کا ہے مصدر علی علی

مَن کنت مولا قولِ رسولِ کریم ہے ... سب مؤمنوں کا مولا و دلبر علی علی

صدیق کا ہے جانی بھائی عمر کا ہے ... عثماں غنی کا بھی ہے برادر علی علی

سب سنّیوں کا مولائے حیدر ہے پیشوا — ہر سنّی کا ہے نعرۂ حیدر علی علی
بدر و اُحد کا غازی مجاہد حنین کا — شیر خدا و فاتح خیبر علی علی
میرے نبی کو حق نے بنایا ہے شہر علم — علمِ نبی کے شہر کا ہے در علی علی
سورج کیوں نہ لوٹے پڑے سجدۂ علی — پہلا نمازی کعبہ کا گوہر علی علی
طیبؔ وہی ہے مؤمن علی سے ہے جس کو پیار — ایمان اور دین کا مظہر علی علی

شانِ سیدہ خاتونِ جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

کیا تیرا مرتبہ ہے اے دخترِ رسول — عالم سے تُو وراء ہے اے دخترِ رسول
تو خوش تو آقا خوش ہیں تیرے غم سے ان کا غم — تو جزوِ مصطفیٰ ہے اے دخترِ رسول
تری عظموں پہ قرباں مری روح اور مری جاں — تو زوجِ مرتضیٰ ہے اے دخترِ رسول
دو نور تجھ سے پھوٹے اک ہوا کیا حسین — اک حسنِ مجتبیٰ ہے اے دخترِ رسول
ترے فقر و فاقہ پر میں صد جاں سے ہوں نثار — تو مخزنِ رضا ہے اے دخترِ رسول
چشمِ فلک نے دیکھا نہ رنگِ رِدا ترا — تو منبع حیاء ہے اے دخترِ رسول
ہوتا تھا رات بھر سے بھی سجدہ ترا طویل — تو پیکرِ صفا ہے اے دخترِ رسول
ہو کر بتول نکلے تو دنیا کے واسطے — یہ تجھ پر افتراء ہے اے دخترِ رسول
طیبؔ کو بخشوانا بروزِ جزا کہ وہ — ترے در کا اک گدا ہے اے دخترِ رسول

عظمتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

ذاتِ رسولِ پاک کا نقشہ حسن حسین — حُسنِ رُخِ رسول کا جلوہ حسن حسین
حق نے چلایا ان سے ہے نسل رسول کو — ذُرّیتِ نبی کا ہیں منبع حسن حسین
سارے جہاں میں ان کی سخاوت کی دھوم ہے — جود و کرم عطا کا ہیں دریا حسن حسین
خلقِ نبی شجاعتِ حیدر کی ہیں نمود — اور وارثانِ عفتِ زہرا حسن حسین
نازل ہے ان کی شان میں سورۂ ھل اتی — اور آیۂ مودتِ قربیٰ حسن حسین
جانِ نبی و قلبِ علی کا ہیں یہ قرار — دو غنچہ ہائے گلبُنِ زہرا حسن حسین
وہ راکبانِ دوشِ حبیبِ خدا رہے — آقا نے جن کو یوں ہے نکھارا حسن حسین

فرمانِ مصطفیٰ ہے یہ میرے دو پھول ہیں
ہیں قلبِ مصطفیٰ کا سہارا حسن حسین
طیبؔ کو یاد رکھنا بروزِ جزا کہ ہے
وہ ادنیٰ اک غلام تمہارا حسن حسین

عظمت وشہادتِ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

حکم کتابِ حق ہے مودت حسین کی
لازم ہے مؤمنوں پہ محبت حسین کی
قربان راہِ حق میں کیا سارا خاندان
بے مثل ہے جہاں میں سخاوت حسین کی
کٹوا دو سر جھکاؤ نہ باطل کے سامنے
پیغام دے رہی ہے شہادت حسین کی
مجھ سے حسین ہے اور میں ہوں حسین سے
قولِ نبی سے چمکی ہے رفعت حسین کی
ان کے لیے رسول نے سجدہ کیا دراز
قلبِ نبی میں ایسی ہے اُلفت حسین کی
قرآن پڑھ رہے ہیں وہ نیزے کی نوک پر
ہے لازوال ایسی تلاوت حسین کی
تیغوں کے سائے میں ہے سجدہ ادا کیا
نازاں ہے جس پہ حق وہ عبادت حسین کی
طیبؔ درِ حسین سے جنت کی بھیک مانگ
رب ہے مرے حسین کا جنت حسین کی

کربلا کی داستانِ رنج وغم

اے حسین ابنِ علی اے تاجدارِ کربلا
ہو تجھے میرا سلام اے شاہسوارِ کربلا
یاد ہے اُمت کو وہ خونِ رگِ شاہِ رُسل
ہو گیا سیراب جس سے ریگزارِ کربلا
خونِ اہل بیت نے سینچے شہادت کے جو پھول
بھول جائیں کیسے ہم وہ لالہ زارِ کربلا
اے خوشا دل جو غمِ آلِ نبی سے ہے حزیں
اللہ اللہ آنکھ ہے جو اشکبارِ کربلا
اے علی اکبر تجھے تیری جوانی کو سلام
ہو مبارک تجھ کو اے وجہِ وقارِ کربلا
جملہ اہلِ دیں کا ہو عون و محمد کو سلام
خلد کا دولہا بنا ہر جانثارِ کربلا
دوڑتے گھوڑے ہیں لاشوں پر نبی کی آل کی
خون کے آنسو ہے رُلاتا حالِ زارِ کربلا
ہو علی اصغر کو طیبؔ کا غلامانہ سلام
تہنیت ہو اے گلابِ نو بہارِ کربلا

☆☆☆☆☆

باب چہاردھم:
افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر دلائل کتبِ شیعہ سے

یہاں تک ہم نے ساری کتاب میں جو کچھ لکھا وہ کتبِ اہلِ سنت سے تھا کیونکہ ہمارے مخاطبین وہ تفضیلی لوگ تھے جو خود کو اہلِ سنت میں سے سمجھتے ہیں۔ وما هم منهم، انهم من الشيعة ۔اب آخر میں ہم نے سمجھا کہ بڑے اختصار کے ساتھ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر کتبِ شیعہ سے بھی بعض حوالہ جات پیش کر دیئے جائیں، اگر چہ اس موضوع پر میرے والد گرامی محقق اسلام علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''تحفہ جعفریہ'' حرفِ آخر ہے، تفصیل وہاں دیکھی جائے۔ میں چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں تا کہ میری اس کتاب کے پڑھنے والے علماء وفضلاء اہلِ سنت شیعوں کے سامنے بھی عقیدۂ افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پورے اعتماد کے ساتھ بیان کر سکیں۔

دلیل اوّل از کتبِ شیعہ: اسلام لانے والا پہلا آزاد مرد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں

مشہور شیعہ مفسر ابو علی فضل بن حسن طبرسی 564ھ ''والسابقون الاوّلون من المهاجرين والانصار'' کے تحت لکھتا ہے:

ان اوّل من اسلم بعد خديجة ابو بكر ۔

(تفسیر مجمع البیان، سورۃ التوبہ، آیت:100، جلد 5 صفحہ 113، مطبوعہ موسسہ اعلمی، بیروت)

(ترجمہ:) ''بے شک حضرت خدیجہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بعد جو شخص سب سے پہلے اسلام لایا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

علامہ طبرسی کے شیعہ ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور اس میں بھی کلام نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی قرآنی وحی کے نزول پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تھی اور انہوں نے فوراً ورقہ بن نوفل سے تصدیق کروا کر ایمان قبول کر لیا تو مطلقاً پہلا مؤمن حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔ اور علامہ طبرسی کے مطابق اس کے بعد سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

تو پھر اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام لانے والا پہلا آزاد مرد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔
مشہور شیعہ مؤرخ علامہ ابوالحسن علی بن حسین بن علی مسعودی متوفی 346ھ لکھتا ہے:

وقد اختلف فی اوّل من اسلم منهم من رای ان ابا بکر الصدیق کان اوّل الناس اسلامًا واسبقهم ایمانًا ثم بلال بن حمامة ثم عمرو بن عنبسة ومنهم من ذهب الی ان اوّل من اسلم من النسآء خدیجة ومن الرجال علی ومنهم من رای ان اوّل من اسلم زید بن حارثة حب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم خدیجة ثم علی کرم الله وجهه ۔ (مروج الذہب، جلد 2 صفحہ 300، ذکر مبعثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ترجمہ:) "یعنی سب سے پہلے اسلام لانے والے شخص میں اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے اور ایمان میں سب پر سبقت لے جانے والے ہیں، ان کے بعد حضرت بلال بن حمامہ پھر عمرو بن عنبسہ ہیں، رضی اللہ عنہم۔ بعض نے کہا: عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں اور مردوں میں سب سے پہلے مسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض نے کہا کہ سب سے پہلا مسلمان محبوبِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت خدیجہ ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ"۔

علامہ مسعودی بھی پکا شیعہ ہے بلکہ خطرناک شیعہ ہے، وہ تقیہ کے پردے میں چھپ کر وار کرتا ہے، مذکورہ بالا عبارت میں اس نے ابوبکر صدیق لکھ دیا ہے تاکہ اس کی حقیقت چھپی رہے، جبکہ اس کا تقیہ طشت از بام ہے، میرے والد گرامی محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الکتب میں اس کے تشیع پر خود کتبِ شیعہ سے ناقابلِ تردید دلائل لکھے ہیں، خود شیعہ محققینِ رجال اسے شیعہ مصنفین میں سے لکھتے ہیں۔ دیکھئے: ماحقانی تنقیح المقال، آغا بزرگ تہرانی کی الذریعہ الی تصانیف الشیعہ اور شیخ عباس قمی کی الکنی والالقاب وغیرہ۔

بہرحال علامہ مسعودی کے بقول مختلف اقوال ہیں، کسی کے نزدیک ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہیں، کسی کے خیال میں حضرت خدیجہ ہیں، کسی کے قول میں زید بن حارثہ ہیں اور کسی کے بقول حضرت مولا علی المرتضٰی ہیں، رضی اللہ عنہم۔ گویا یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا آزاد مرد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں، ایک غلام، ایک بچے اور ایک عورت کے مقابلہ میں ایک آزاد بالغ مرد کی گواہی

کی جو افضلیت ہے وہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تمام دیگر پر افضلیت ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ علامہ طبری اور مؤرخ مسعودی نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس بحث ہی میں نہیں لانا چاہیے کہ کون پہلے اسلام لایا؟ کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے نہیں' وہ بچپن ہی سے تربیتِ مصطفوی کی وجہ سے اسلام پر تھے' ہم کہتے ہیں: ہاں! یہ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت ہے کہ وہ بچپن ہی سے اسلام پر تھے مگر اس سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ انسان دعوتِ حق سن کر اپنے تمام خاندان' ماحول اور تمام دنیوی تعلقات کو منقطع کر کے داعیِ حق کو لبیک کہے جو قبولِ حق کیلئے جتنی قربانی دے' اتنا بڑا اجر پائے گا' اگر پیدائشی مسلمان ہونا دلیلِ افضلیت ہو تو اسلام لانے والے صحابہ کرام کی اولاد ان سے افضل ٹھہرے گی کیونکہ اولاد کو بچپن سے اسلام مل گیا' پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا چاہیے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا چاہیے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ابان بن عثمان اپنے باپ سے افضل ٹھہرے گا۔ علیٰ ھذا القیاس!

دلیل دوم از کتبِ شیعہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُمت میں سب سے پہلے آبیاری شجر اسلام کی

چونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے آزاد' بالغ' مسلم مرد تھے' اس لیے آپ ہی نے سب سے پہلے اُمت میں سے کارِ دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ظہورِ اسلام کے وقت آٹھ سے دس سالہ بچے تھے' عمر رسیدہ لوگوں کو دعوتِ اسلام دینا ان کیلئے مشکل تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا خاتونِ خانہ ہونے کے سبب کارِ دعوت سے معذور تھیں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غلام ہونے کی وجہ سے آزاد لوگوں پر اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے اور ظہورِ اسلام سے قبل عربی ماحول میں غلاموں کو کوئی ایسا اہم مقام نہیں دیا جاتا تھا کہ ایک غلام کی دعوت پر آزاد لوگ اپنا آبائی دین چھوڑ دیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی تھے جن کا اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مددگاری کیلئے انتخاب کیا۔ چنانچہ شیعہ مؤرخ علامہ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کہتا ہے:

ثم اسلم ابو بکر رضی اللہ عنہ ودعا قومہٗ الی الاسلام فاسلم علیٰ یدیہ عثمان بن عفان والزبیر بن العوام وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحۃ بن عبید اللہ فجاء بھم الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاسلموا۔

(مروج الذھب جلد 2 صفحہ 299' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ' بیروت)

(ترجمہ:) ''پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے' اور اُنہوں نے اپنی قوم (قریش) کو دعوتِ اسلام دی تو ان کے ہاتھوں پر عثمان بن عفان' زبیر بن عوام' عبدالرحمٰن بن عوف' سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم اسلام لائے' حضرت ابوبکر ان سب کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے اور اُنہوں نے اسلام قبول کرلیا''۔

گویا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کوشش ہی سے السابقون الاوّلون میں سے اہم ترشخصیات اسلام میں داخل ہوئیں۔ مذکورہ بالا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور یہ سب دعوتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اسلام میں آئے۔ گویا حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے سوا تمام عشرہ مبشرہ صحابہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی دائرۂ اسلام میں داخل کیا' یعنی جب عمارتِ اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُمت میں سب سے اہم تر کردار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ہی ادا کیا' یہی معیارِ افضلیت ہے۔

دلیل سوم از کتبِ شیعہ: اسلام صدیق اکبر نے سب سے پہلے فضاءِ مکہ میں ارتعاش پیدا کیا

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ ظہورِ اسلام کے وقت حضرت مولا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ عمر کے لحاظ سے بچوں میں سے تھے اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پروردہ تھے' ان کی حمایتِ اسلام سے کفار پر اثر نہیں ہوا' اُنہوں نے کہا کہ وہ تو خود پیغمبرِ اسلام کے پروردہ بچے ہیں' اگر وہ اسلام کی حمایت کرتے ہیں تو اس میں تعجب کی بات کیا ہے' وہ یہی کریں گے۔ جنابِ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اسلام پر بھی اُنہوں نے کہا: اگر بیوی شوہر کی حمایت نہ کرے گی تو کیا کرے گی۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے اسلام پر بھی اُنہوں نے سوچا کہ اگر غلام اپنے آقا کی بات نہیں مانے گا تو کیا کرے گا؟ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جیسے دانا' مدبر' اہلِ علم' ماہرِ علمِ انسابِ عرب اور ماہرِ علمِ تعبیر' آزاد' سن رسیدہ شخص کا اسلام لانا ہی وہ پہلا واقعہ تھا جس نے تمام قریش اور تمام اہلِ مکہ کو دعوتِ اسلام کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور ان کے سلام لانے سے مکہ میں ایک شور بپا ہوا۔

مشہور شیعہ مؤرخ مرزا محمد رفیع مشہدی متوفی 1124ھ اپنی منظوم تاریخ اسلام بنام حملہ حیدری میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

که نزدِ رسول خدا کرد جا (1) ابو بکر خواندش رسول خدا

چو شد دینِ اسلام او را قبول (2) پزیرفت اسلام نزد رسول
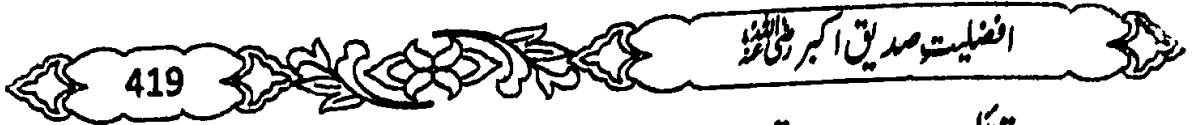
بقوم و قبائل در افتاد شور (3) بآں گاہ بر خواست شور نشور
بہر بزمے ہر مرد و زن انجمن (4) ز کفر و ز اسلام او بد سخن
ہمہ قومِ کفار زار و نزار (5) ز غیرت ہمہ دیدہ ہا اشکبار
چوں او بزرگے ز بس ترس و بیم (6) شو دیار ایں نورسیدہ یتیم
ہمہ دین ما زیرپا آورند (7) رہِ بندگی را بجا آورند
چو او با یتیمے بجاں گشت یار (8) بکارش شور گردشِ روزگار

(ترجمہ:)(1) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے' آپ نے انہیں ابوبکر کہہ کر پکارا'

(2) جب انہیں دینِ اسلام پسند آ گیا تو انہوں نے بارگاہِ رسول میں اسلام قبول کرلیا'

(3) تو قوم وقبائل میں شور مچ گیا جیسا کہ روزِ محشر کا شور ہوگا'

(4) ہر مجلس میں سب مرد وزن انہی کے کفرواسلام کے بارے میں گفتگو کرنے لگے'

(5) تمام قومِ کفار کی حالت بہت زار تھی اور غیرت سے ہر آنکھ اشکبار تھی'

(6) کہ جب ایسا بزرگ آدمی ایسے خوف وخطر کے دور میں اس نوظہور پذیر یتیم کا یارومددگار ہوگیا ہے'

(7) تو یہ لوگ ہمارے دین کو جڑ سے اکھیڑ دیں گے اور اپنی عبادت کا راہ استوار کرلیں گے'

(8) جب وہ اس یتیم کا دل وجان سے مددگار ہوگیا ہے تو گردشِ روزگاران کے حق میں ہو جائے گی۔ (حملہ حیدری صفحہ 8' مطبوعہ کتاب فروشی اسلام' بازار شیرازی' تہران)

الغرض! افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کتبِ شیعہ کی روشنی میں بھی بے غبار ہے۔

دلیل چہارم از کتبِ شیعہ: نصرتِ اسلام میں سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مال خرچ کیا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَ اتَّقٰیO وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰیO فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰیO

(سورۃ اللیل' آیت: 5-7)

(ترجمہ:)''تو جس نے عطا کیا اور تقویٰ اپنایا اور بھلی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کیلئے

آسانی مہیا کر دیں گے"۔

ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ یہ ساری سورۃ اللیل شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں نازل ہوئی۔ جب آپ نے امیہ بن خلف سے سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو آپ کی مدحت اور امیہ کی مذمت میں یہ ساری سورت اتری۔ صرف حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ متعدد غلاموں کو بھی آپ نے خرید کر آزاد کیا جو اسلام لائے تھے اور ان کے مشرک آقا ان پر سختیاں کرتے تھے۔ یہی بات مشہور شیعہ مفسر علامہ طبرسی نے یوں بیان کی:

وعن ابن الزبير قال ان الآية نزلت في ابي بكر لانه اشترى المماليك الذين اسلموا مثل بلال و عامر بن فهيرة وغيرهما واعتقهم ۔

(مجمع البیان فی تفسیر القرآن جلد 10 صفحہ 376 سورۃ اللیل مطبوعہ [illegible] بیروت)

(ترجمہ) "یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری' کیونکہ انہوں نے ان غلاموں کو خریدا جو اسلام لے آئے تھے جیسے بلال اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ وغیرہما اور انہیں آزاد کر دیا"۔

اور آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ اسی موقع پر اسی سورۃ اللیل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے الاتقیٰ کا لقب عطا فرمایا اور ان کی افضلیت کو حصہ قرآن بنایا' بہرحال شیعہ مفسر نے بھی مانا کہ اسلام کے انتہائی ابتدائی دور میں نصرتِ اسلام میں سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مال دستِ قدرت نے قبول فرمایا۔ اور قرآن کی زبان میں یہی اسبقیت دلیلِ افضلیت ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۔ (سورۃ الحدید آیت 10)

(ترجمہ) "تم میں سے وہ لوگ برابر نہیں ہیں جنہوں نے فتح سے قبل راہِ خدا میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا' ایسے لوگوں کا درجہ بعد میں مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے والوں سے عظیم تر ہے اور سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے"۔

تو جیسے فتح سے قبل اللہ رب العزت کیلئے مال خرچ کرنے والوں کا درجہ پچھلوں سے بلند ہے' یونہی فتح سے قبل والوں میں سے جس نے جتنا پہلے مالی و جانی قربانی دی' وہ اس قدر دوسروں سے افضل ہے۔

الغرض! افضلیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قرآن کی روشنی میں خود شیعہ مفسر کی تفسیر کے مطابق اظہر من الشمس ہے۔

دلیل پنجم از کتبِ شیعہ: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیلئے زبانِ رسالت سے لقب صدیق

چونکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آواز تصدیقِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اُٹھنے والی تاریخ اسلام کی سب سے پہلی طاقتور آواز تھی، جیسا کہ ہم نے ابھی لکھا تو اسی لیے ان کو لقب صدیق عطا فرمایا گیا اور ان کی تصدیق کو قرآن مجید میں سب سے ممتاز بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (الزمر:۳۳)

(ترجمہ:) ''اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی تو یہی لوگ تقویٰ والے ہیں''۔

ہم پیچھے لکھ چکے ہیں کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''وصدق بہ'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی بات علامہ طبرسی شیعہ نے بھی تسلیم کی، اس نے لکھا:

وقیل الذی جاء بالصدق رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصدق بہ ابو بکر عن ابی العالیۃ والکلبی ۔ (تفسیر مجمع البیان، سورۃ الزمر، جلد 8 صفحہ 399، مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی، بیروت)

(ترجمہ:) ''اور کہا گیا ہے کہ اس آیت میں سچ لے کر آنے والے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جس نے سچ کی تصدیق کی اُس سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں''۔

اور یہی دلیلِ افضلیت ہے، تصدیق تو سب صحابہ نے کی مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں خصوصاً قرآن کیوں اُتارا گیا؟ اسی لیے کہ ان کی تصدیق سب سے اہم تھی، انہی کی تصدیق سے باقی لوگ مائل بہ اسلام ہوئے، گویا بعد والے ہر مؤمن کے ایمان کی بنیاد ایمانِ صدیقِ اکبر ہی بنا۔

اسی لیے ان کو خصوصاً لقب صدیق سے نوازا گیا، چنانچہ مشہور شیعہ مفسر و محدث ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی جو صاحبِ اصولِ کافی شیخ محمد بن یعقوب کلینی کا استاذ ہے، یعنی اہلِ تشیع کا استاذ الشیوخ ہے، اپنی تفسیر قمی میں سورۃ التوبہ کے تحت واقعۂ ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب غارِ ثور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں سمندر کے اندر ہیں اور انصارِ مدینہ ہمارے استقبال کیلئے گھروں سے باہر بیٹھے ہیں، تب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ منظر مجھے بھی دکھائیں:

فمسح علیٰ عینیہ فرآھم فقال لہٗ رسول اللہ ﷺ انت الصدیق ۔

(تفسیر قمی' سورۃ التوبہ' صفحہ 265' مطبوعہ ایران' طبع قدیم)

(ترجمہ:) ''نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی اس منظر کو دیکھنے لگے' تب ان سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم صدیق ہو''۔

اسی لیے امام باقر رضی اللہ عنہ اس شخص پر پھٹکار ڈالتے تھے جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق نہ مانے' چنانچہ مشہور شیعہ سیرت نگار ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح اربلی متوفی 693ھ لکھتا ہے:

عن عروۃ بن عبد اللہ قال سئلتُ ابا جعفر محمد بن علی علیہ السلام عن حلیۃ السیوف فقال لابأس بہٖ قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ قلت فتقول الصدیق؟ قال فوثب وثبۃً واستقبل القبلۃ وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ لہ قولًا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ ۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد2 صفحہ 262' مطبوعہ منشورات الفجر' بیروت)

(ترجمہ:) ''عروہ بن عبداللہ کہتا ہے: میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر رضی اللہ عنہ) سے تلواروں پر زیور لگانے کے بارے میں پوچھا' اُنہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں' ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں؟ عروہ بن عبداللہ کہتا ہے: یہ سن کر حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ (غصہ سے) کھڑے ہو گئے اور قبلہ کو رُخ کر لیا اور تین بار فرمایا: ہاں! وہ صدیق ہیں' ہاں! وہ صدیق ہیں' ہاں! وہ صدیق ہیں اور جو انہیں صدیق نہیں مانتا' اللہ دنیا و آخرت میں اس کی کوئی بات سچی نہ کرے (اس کی کوئی اُمید پوری نہ کرے''۔

یہ کتاب ''کشف الغمہ'' اہلِ تشیع کے ہاں اس قدر معتبر ہے کہ مشہور شیعہ مؤرخ' مفسر و سیرت نگار ملا باقر مجلسی کہتا ہے کہ شانِ اہلِ بیت میں مجھے اس سے بہتر کتاب نظر نہیں آئی۔

(بحار الانوار' جلد اوّل صفحہ 146' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

الغرض! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اسبقیت فی الاسلام کی وجہ سے انہیں زبانِ رسالت نے لقب صدیق عطا فرمایا اور ائمہ اہل بیت کرام نے اس پر پہرہ دیا۔

مشہور شیعہ محدث و مؤرخ ابو منصور احمد بن علی طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے بحث کی' کہنے لگا: حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ چل پڑتے اور ان کے ساتھ تسبیح کہتے تھے' تمہارے نبی کیلئے ایسی صفت کہاں ہے؟ حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے ایسا ہوا ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے یہ صفت ثابت ہے۔ آگے فرمایا:

اذ کنا معه علیٰ جبل حراء اذ تحرك الجبل فقال له قرفانه لیس علیك الا نبی او صدیق او شهید ۔ (احتجاج طبرسی' جلد اوّل صفحہ 220' مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی' بیروت)

(ترجمہ:) ''ایک بار ہم کوہِ حراء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے' اچانک پہاڑ ہلنے لگا' آپ نے اسے فرمایا: ٹھہر جاؤ! تم پر کوئی نہیں مگر نبی' صدیق اور شہید''۔

دلیل ششم از کتبِ شیعہ: غارِ ثور میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمات اور ان کا صلہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وجوہِ افضلیت میں سے غارِ ثور میں ان کی وہ خدمات ہیں جو انہی کے حصہ میں آئیں اور جو قربِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں میسر آیا' کسی اور کو نہ آیا اور قرب ہی وجہِ فضیلت ہے' جتنا قرب زیادہ اتنی فضیلت زیادہ۔

اہل تشیع کے ہاں گیارھویں امام معصوم سیدنا امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہجرت سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام آئے' اللہ کا سلام پہنچایا اور فرمایا:

ان اللّٰـه امرك ان تستصحب ابا بكر فانه ان آنسك وساعدك ووازرك وثبت علی تعاهدك وتقاعدك كان فی الجنة من رفقائك وفی غرفاتها من خلصائك ۔

(تفسیر امام حسن عسکری' صفحہ 435' مطبوعہ منشورات ذوی القربیٰ' تہران' ایران)

(ترجمہ:) ''بے شک اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفر میں اپنا ساتھی رکھیں کہ اگر اُنہوں نے آپ کی مدد و نصرت کی' آپ کا بوجھ اُٹھایا اور آپ سے عقد و عہد پر قائم ہوئے تو وہ جنت میں آپ کے رفقاء میں سے اور غرفاتِ فردوس میں آپ کے قریبی ہم نشینوں میں سے ہوں گے''۔

پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصاً سفر ہجرت میں مدد و نصرت کی' کیسے آپ کا بوجھ اُٹھایا اور آپ کی حفاظت میں اپنی جان لڑائی' وہ ہم قارئین کی خدمت میں کتبِ شیعہ ہی سے

پیش کرتے ہیں:

مشہور شیعہ شاعر و مؤرخ مرزا محمد رفیع مشہدی اپنے اشعار میں واقعۂ ہجرت بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

چنیں گفت راوی کہ سالار دیں — چوں سالم بحفظ جہاں آفریں
ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت — بسوئے سرائے ابو بکر رفت
پئے ہجرت آں نیز استادہ بود — کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
چوں بو بکر زاں حال آگاہ شد — ز خانہ بروں رفت ہمراہ شد
چو رفتند چندیں بد امان دشت — قدوم فلک سائے مجروح گشت
ابو بکر آنکہ بدوشش گرفت — ولے ایں حدیث ست جائے شگفت
گرفتند در جوف آں غار جا — ولے پیش بہا دا بو بکر پا
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید — قبا را بدرید وآں رخنہ چید
بدینگونہ تا شد تمام آں قبا — یکے رخنہ نگرفتہ ما نداز قضا
برآں رخنہ گویند آن یار غار — کفِ پائے خود رانمود استوار

(حملہ حیدری' صفحہ 28' مطبوعہ کتاب فروشی اسلام' تہران' ایران)

(ترجمہ:)''راوی یوں کہتا ہے کہ جب سالار دین ﷺ خدائے جہاں آفریں کی پناہ میں اس قوم پر مکر (مشرکین مکہ) کے چنگل سے نکلے تو سیدھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے' وہ پہلے سے مکمل تیار بیٹھے تھے کیونکہ رسولِ خدا ﷺ نے انہیں پہلے سے خبر دے رکھی تھی' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اس حال سے آگاہ ہوئے تو اسی وقت آپ کے ہمراہ چل پڑے' جب دونوں دامانِ دشت میں اتنی دیر چلے تو آقا ﷺ کے آسمان پر جانے والے قدم مبارک زخمی ہو گئے' تب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیا' تب اُنہوں نے غار میں جا کر پناہ لی اور ابوکر صدیق غار میں پہلے داخل ہوئے اور غار میں جہاں جہاں سوراخ دیکھے وہاں اپنی قمیص پھاڑ کر وہ سوراخ بند کر دیئے' مگر ایک سوراخ باقی رہ گیا تو اس پر اس یارِ غار نے اپنا قدم جما دیا''۔

بہر حال اسی صحبتِ غار پر اللہ تعالیٰ نے ''اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن'' کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے اور صحبتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر نص فرمائی ہے اور اس صحبت کا منکر کافر ہے' تو جس طرح صحبتِ منصوصہ کو غیر منصوصہ پر برتری ہے' یونہی ایسی صحبت کے حامل صحابی کو دیگر سب صحابہ پر برتری ہے۔

دلیل ہفتم از کتبِ شیعہ: ارشادِ رسول ﷺ: مجھے سب سے محبوب شخص ابوبکر ہے

معروف شیعہ سیرت نگار محمد میر خاوند بن خاوند شاہ نے لکھا ہے کہ ایک لشکر پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا گیا' ابوبکر و عمر بھی اس لشکر میں شامل تھے' حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو گمان گزرا کہ شائد ان کا مقام بارگاہِ رسالت میں شیخین سے زیادہ ہے' وہ اس خیال سے کہ شائد انہیں اس پر بارگاہِ رسالت سے صراحت مل جائے' وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور پوچھا:

> یارسول اللہ ﷺ! محبوب ترین خلائق نزد تو کیست؟ فرمود عائشہ' گفت سوال من از رجال است؟ فرمود پدر او' باز پرسید کہ بعد از وے کیست؟ فرمود عمر۔ (تاریخ روضۃ الصفا' جلد دوم صفحہ 38)
>
> (ترجمہ:) ''عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کے نزدیک تمام مخلوق میں سب سے محبوب تر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! اُنہوں نے کہا: میرا سوال مردوں کے بارے میں ہے' آپ نے فرمایا: مردوں میں عائشہ کا باپ مجھے سب سے محبوب تر ہے۔ اُنہوں نے پھر سوال کیا کہ اس کے بعد کون سب سے محبوب تر ہے؟ فرمایا: عمر''۔

روضۃ الصفاء کے بارے میں بعض اہلِ تشیع رائے رکھتے ہیں کہ یہ کتبِ شیعہ میں سے نہیں ہے' مگر یہ بے بنیاد خیال ہے' آقا بزرگ تہرانی نے ''الذریعہ الٰی تصانیف الشیعہ'' میں اسے کتبِ شیعہ میں سے شمار کیا ہے اور شیخ عباس قمی نے الکنیٰ میں صراحت کی ہے کہ یہ کتاب شاہ اسماعیل صفوی امامی کے کہنے پر لکھی گئی' دیکھئے ''الذریعہ الٰی تصانیف الشیعہ'' جلد 11 صفحہ 296' داراحیاء التراث العربی اور الکنیٰ والالقاب' جلد دوم صفحہ 424' مطبوعہ مکتبۃ الصدر' تہران' ایران۔

اور روضۃ الصفا میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ معاذ اللہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتی تھیں کہ اس بڈھے کھوسٹ کو قتل کر دو اور یہ لکھا ہے کہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما جیسے کبار صحابہ کہتے تھے کہ ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں تلوار کے زور پر بیعت لی گئی۔ تو ازواجِ رسول اور

اصحابِ رسول ﷺ کے بارے میں ایسی من گھڑت دل آزاد باتیں کوئی شیعہ ہی کہہ سکتا ہے' تاہم ایسے لوگوں کی زبان و قلم سے بھی کبھی حق بات نکل جاتی ہے یا وہ بطور تقیہ ایسی بات کہہ دیتے ہیں۔ صاحب روضۃ الصفا کی ذکر کردہ یہ حدیث ہم پیچھے بخاری و مسلم کی روایت سے لکھ آئے ہیں' گویا یہ سنی و شیعہ دونوں کی متفق علیہ حدیث کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے رجال میں سب سے محبوب تر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور نساء میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

دلیل ہشتم از کتبِ شیعہ: اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن میں صاحبِ فضل قرار دیا

ہم پیچھے بابِ اوّل میں یہ لکھ آئے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واقعۂ افک کے بعد اپنے قریبی رشتہ دار حضرت مسطح رضی اللہ عنہ پر ان کی غلطی کے باعث ناراضگی فرمائی اور ان کا خرچہ بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری:

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ صلے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O (سورۃ النور' آیت:22)

(ترجمہ:) ''تم میں سے فضل و وسعت والے لوگ یہ قسم نہ اُٹھالیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں' مساکین اور راہِ خدا کے مہاجروں پر مال نہیں خرچ کریں گے' بلکہ وہ معاف کریں اور درگزر سے کام لیں' کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

یہی بات مشہور شیعہ مفسر ملا فتح اللہ کاشانی نے مذکورہ آیت کے تحت یوں لکھی ہے:

ودر بعضے تفاسیر آوردہ اند کہ ابوبکر سوگند خوردہ بود کہ بر پسرِ خالۂ خود یعنی مسطح کہ از فقراء مہاجرین بود و اہل بدر نفقہ نہ کند و مطلقاً باو نیکی ننماید بجہت آنکہ یکے از متکلمانِ افک بود' حق تعالیٰ آیہ فرستاد ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اللخ۔

(تفسیر منہج الصادقین' جلد 6 صفحہ 286' سورۃ النور' مطبوعہ انتشارات اسلامیہ' تہران' ایران)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ''ذو الفضل'' کہہ کر پکارا ہے اور ''منکم'' کہہ کر انہیں تمام اُمت پر ذو الفضل کہا ہے' اس پر امام رازی کی گفتگو بہت لذیذ ہے جو مذکورہ آیت کے تحت اُنہوں نے تفسیر کبیر میں فرمائی ہے اور افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے اثبات میں کوئی شک نہیں چھوڑا۔

دلیل نہم از کتب شیعہ: نبی اکرم ﷺ نے وصال سے قبل اپنا مصلّٰی ابوبکر صدیق کے حوالے کیا

نہج البلاغہ کا مشہور شیعہ شارح شیخ ابراہیم بن حاجی حسین الانبلی درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ میں لکھتا ہے:

فلما اشتد به المرض امر ابا بكر ان يصلّى بالناس وقد اختلف فى صلوته بهم فالشيعة تزعم انه لم يصل بهم الا صلوٰةً واحدةً وهى الصلوٰة التى خرج رسول الله ﷺ منها يتهادى بين على والفضل فقام فى المحراب مقامه وتأخر ابو بكر والصحيح عندى وهو الاكثر الاشهر انها لم تكن آخر الصلوٰة فى حياته ﷺ بالناس جماعة وان ابا بكر صلّى بالناس بعد ذلك يومين ثم مات. (الدرۃ النجفیہ شرح نہج البلاغہ، صفحہ 225، مطبوعہ تہران، ایران)

(ترجمہ:) "جب رسول اللہ ﷺ پر مرض کا شدید حملہ ہوا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اب لوگوں میں اختلاف ہے کہ انہوں نے لوگوں کو کتنی نمازیں پڑھائیں؟ شیعہ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف ایک ہی نماز تھی جس میں رسول اللہ ﷺ حضرت علی اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے سہارے مسجد میں آئے اور ابوبکر صدیق کی جگہ محراب میں کھڑے ہو گئے تھے اور ابوبکر پیچھے ہٹ گئے تھے مگر میرے نزدیک جو صحیح ہے اور وہی اکثر و اشہر قول ہے، یہ ہے کہ یہ ان کی حیاتِ نبویہ میں لوگوں کے ساتھ آخری نماز نہ تھی بلکہ ابوبکر صدیق لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے رہے، اس کے بعد حضور ﷺ کا وصال ہوا"۔

تو شیخ ابراہیم انبلی نے بھی مان لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال سے قبل اپنے مصلائے امامت پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا، اور امام کا حق یہ ہے کہ وہ قرأت، علم، فقہ اور عمل خیر میں سب سے ممتاز تر ہو۔ چنانچہ فروع کافی میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا قول مروی ہے، اُنہوں نے حدیثِ نبوی روایت کی کہ آقا ﷺ نے فرمایا:

يتقدم القوم اقرأهم للقرآن فان كانوا فى القرأة سواءً فاقدمهم هجرةً فان كانوا فى الهجرة سواءً فاكبرهم سنًّا فان كانوا فى السن سواء فليؤمهم
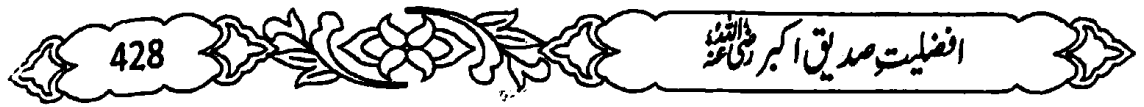
اعلمهم بالسنة وافقههم فی الدین ۔

(فروع کافی' کتاب الصلوٰۃ' باب: من تکرہ الصلوٰۃ خلفہ' صفحہ 194' روایت: 1451' مطبوعہ دارالمجتبیٰ' نجف اشرف)

(ترجمہ:) ''قوم کو نماز وہ پڑھائے جوان اب سے بہتر قاری ہو' اگر قرأت میں برابر ہوں تو جس کی ہجرت سب سے مقدم ہو' اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو جو سب سے عمر رسیدہ ہو' اگر عمر میں برابر ہوں تو قوم کو وہ نماز پڑھائے جو سنتِ نبویہ کا زیادہ جاننے والا اور دین میں سب سے فقیہ تر ہو''۔

ارشادِ رسول ﷺ اور روایت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرأت میں سب سے افضل تھے' ہجرت میں سب سے افضل تھے کیونکہ رفیقِ ہجرت رسول ﷺ تھے اور علم و فضل اور فقاہتِ دین میں سب سے برتر تھے' اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے امامت کیلئے ان کا انتخاب فرمایا' الحمد للہ! حق اس قدر واضح ہے کہ افضلیتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے شیعہ بھی انکار نہیں کر سکتے' ایسے میں اگر کسی دعویدارِ سنّیت کو حق سمجھنے میں دقّت ہے تو اس کی حالت بے حد قابلِ رحم ہے۔

دلیل دھم از کتب شیعہ: اُحد میں ابوسفیان کا پکارنا کہ کیا ابوبکر و عمر ہ زندہ ہیں؟

غزوۂ اُحد کے اختتام پر جب دونوں لشکر الگ الگ کھڑے ہو گئے تو لشکر کفار کے امیر ابوسفیان نے ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر پکارا:

افی القوم محمدؐ یعنی آیا محمد درمیان قوم است؟ پیغمبر فرمود جواب او را نگوئید' دیگر بارہ گفت افی القوم ابن ابی قحافۃ باز پیغمبر فرمود پاسخ او را مگوئید دیگر بارہ گفت افی القوم ابن الخطاب ھم آنحضرت فرمود سخن مگوئید' چوں ابوسفیان پاسخ نشنید مردم خویش را گفت ایں چندتن را کہ نام بردم کشتہ شدہ اند' ازیں سخن طاقت وتاب پسر خطاب برفت' آواز داد کہ اے دشمنِ خدا و رسول سخن بر کذب کردی' خدا ھمہ را برضر رتو زندہ گزاشتہ ست۔

(ناسخ التواریخ حالاتِ پیغمبر ﷺ جلد اوّل صفحہ 370' مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ' تہران' ایران)

(ترجمہ:) ''ابوسفیان نے کہا: کیا لوگوں میں محمد ﷺ موجود ہیں (کیا آپ زندہ ہیں؟) پیغمبر ﷺ نے فرمایا: اسے کوئی جواب نہ دو' اس نے دوبارہ کہا: کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) موجود ہے (زندہ ہے)؟ آپ نے پھر فرمایا: اس کا جواب نہ دو' اس نے

تیسری بار پکار کر کہا: کیا لوگوں میں ابن خطاب (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) موجود ہے (زندہ ہے)؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پھر فرمایا: خاموش رہو! جواب نہ دو! جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے اپنے لوگوں کی طرف رُخ کر کے کہا: یہ جتنے افراد کا میں نے نام لیا ہے قتل ہو چکے ہیں' اس کی یہ بات سن کر ابن خطاب کی طاقت وتاب جواب دے گئی (یارائے ضبط نہ رہا) اور پکار کر کہا: اے دشمنِ خدا اور سول اتم نے جھوٹ کہا' یہ تمام افراد تیرے ضرر کیلئے اللہ نے زندہ رکھے ہیں''۔

یہ واقعہ کتب اہل سنت میں بھی بالتفصیل موجود ہے۔ البدایہ والنہایہ' تاریخ طبری' مدارج النبوۃ' مواہب اللدنیہ وغیرہ سب میں مذکور ہے اور اسے شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر بھی لکھ رہا ہے۔ گویا یہ مابین سنی وشیعہ متفق علیہ ٹھہرا۔ اس میں جائے تدبر وتفکر یہ ہے کہ ابوسفیان جو اس وقت سالارِ لشکر کفار تھا' یہ جانتا تھا کہ مسلمانوں میں سب سے اہم تر شخصیت تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں' آپ کے بعد مسلمانوں میں سے جس کا جنگ میں زندہ رہنا اسلام کیلئے سب سے مفید تر اور کفر کیلئے سب سے مہلک تر ہے وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ والفضلُ ما شھدت بہ الاعداء' یعنی جس فضیلت کا اعتراف دشمن کرے' اس کی حقانیت میں کوئی شک نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اس اُمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے افضل تر مقام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہے۔ اس بات کو ایک کافر بھی سمجھتا ہے' اگر کوئی مسلمان نہ سمجھے تو بہت حیرت کی ہے۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے!

اختتامی کلمات

خلاصۂ گفتگو یہ ہے کہ یہ کتاب لکھ کر ہم نے اس عقیدہ کا تحفظ کیا ہے جو ہمیں قرآن وسنت سے ملا ہے' جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے احادیثِ کثیرہ میں نص فرمائی ہے' جس عقیدہ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجماع فرمایا ہے' جناب مولا مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اس عقیدۂ افضلیت صدیق رضی اللہ عنہ پر سب سے زیادہ زور دیا اور منبر مسجد کوفہ پر کھڑے ہو کر اس موضوع پر طویل خطبات ارشاد فرمائے' اس عقیدہ کو تمام ائمہ اہلِ بیت ہمیشہ بیان کرتے رہے' اس عقیدہ پر ائمہ اربعہ نے اجماع کیا' اس عقیدہ پر محدثین ومفسرین ہمیشہ اجماع نقل کرتے رہے اور اس عقیدہ سے منحرف شخص کو فقہاء نے بدعتی قرار دیا اور اس کے پیچھے نماز مکروہِ تحریمی

قرار دی۔

مگر آج اس عقیدہ پر حملہ کیا گیا ہے اور اس کے منکر کو بھی اہلِ حق اور اہلِ سنت بتایا گیا ہے' حالانکہ اس عقیدہ سے انحراف شیعیت کا پہلا زینہ ہے جو شخص بھی شیعہ ہوتا ہے' سب سے پہلے وہ افضلیتِ شیخین سے انکار کرتا ہے' بلکہ شیعہ مذہب کا وجود ہی انکارِ افضلیتِ شیخین کی بنیاد پر قائم ہوا۔ ہم نے یہ باتیں معتبر تاریخی حوالہ جات سے ثابت کی ہیں' گویا افضلیت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے منکر کو اہلِ سنت کہنا اہلِ سنت میں شیعیت کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ یہ عقیدہ وہ حفاظتی حصار ہے جو کسی سنّی کو شیعہ نہیں ہونے دیتا' جس نے یہ حصار توڑ دیا' اس پر شیعیت کی راہ کھل گئی۔

عبدالقادر شاہ صاحب نے ''زبدۃ التحقیق'' لکھ کر اواخر عمر میں اہلِ سنت کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے۔ اے کاش! وہ ایسا نہ کرتے اور اسی راہ پر قائم رہتے جس پر وہ پہلے چلے آ رہے تھے۔ بہرحال ضروری تھا کہ ان کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا علمی انداز میں ازالہ کیا جاتا' ان کے دلائل کی رکاکت آپ کے سامنے آ چکی ہے۔

اور ہمیں معلوم ہے تفضیلی فرقہ کی جانب سے ہمیں مُبغضِ اہلِ بیت کہا جائے گا' ہمیں بغض علی و آلِ علی کا طعنہ دیا جائے گا' مگر ہمیں حُبِ علی و آلِ علی کیلئے کسی سے سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں' حُبِ اہلِ بیت ہمیں گھٹی میں پلائی گئی ہے اور ہمیں حیرت ہے کہ تفضیلی فرقہ ہمیں بغضِ آلِ رسول کا طعنہ دیتا ہے' جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ خود کثیر سادات علماء کرام کو گالیاں دیتے ہیں' ان کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ اپنے جدِ اعلیٰ مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پیروی میں افضلیتِ صدیقِ اکبر و افضلیتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کا پہرہ دیتے ہیں' وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر تفضیلیوں کی طرح زبانِ طعن دراز نہیں کرتے' تو جن لوگوں کی زبان درازی سے ساداتِ کرام آلِ رسول کی عزت محفوظ نہیں' وہ ہم سے کیا رعایت برتیں گے۔

جبکہ ہمیں یہ تربیت دی گئی ہے کہ سادات کرام کا ہر حال میں احترام قائم رکھا جائے' الّا یہ کہ کوئی دین ہی سے نکل جائے جیسے وہ مدعیانِ سیادت اہلِ تشیع ہیں جو خلفاءِ راشدین واُمہات المؤمنین کو علی الاعلان گالیاں بکتے ہیں' ان کیلئے کوئی احترام نہیں ہے۔

ہم نے عبدالقادر شاہ صاحب کے شبہات کا علمی انداز میں ازالہ کیا ہے مگر ان کے بارے میں تہذیب واخلاق کے منافی ایک لفظ نہیں بولا' نہ ہم اس کا تصور کر سکتے ہیں اور ان سے بھی ہمیں توقع ہے کہ
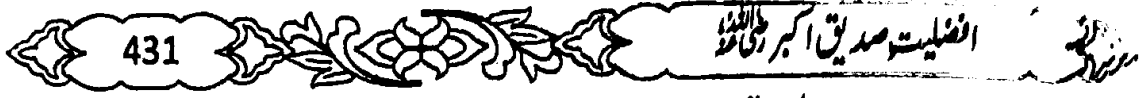
اگر وہ کوئی جواب دینا چاہیں تو علمی و تحقیقی انداز اختیار کریں گے۔

ولکننا نخشٰی منھم ان یؤثروا طُرقًا اخریٰ سوا ذلك .

بہرحال ہمارا کام اور کلام اختتام کو پہنچا' اللہ رب العزت قبول فرمائے۔

وصلّی اللہ علٰی حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین .

☆☆☆☆☆

مآخذ و مراجع

(1) قرآن مجید

کتب تفسیر

(2) تفسیر ابن ابی حاتم' امام عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس بن ابی حاتم متوفی 327ھ' مکتبہ نزار مکہ مکرمہ

(3) تفسیر ابن جریر طبری' امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ دار الکتب العلمیہ' بیروت

(4) معالم التنزیل' امام ابومحمد حسین بن مسعود بغوی متوفی 516ھ' دار الفکر' بیروت

(5) لباب التأویل' امام علاؤالدین علی بن محمد بغدادی معروف بہ خازن متوفی 725ھ' دار الفکر' بیروت

(6) تفسیر کبیر' امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین رازی متوفی 370ھ' دار الحدیث' ملتان

(7) الجامع لاحکام القرآن' امام عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی 668ھ' دار احیاء التراث العربی' بیروت

(8) تفسیر مظہری' قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ متوفی 1225ھ' ندوۃ المصنفین' دہلی

(9) تفسیر القرآن العظیم' ابوالفداء حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی 774ھ' دار المعرفہ' بیروت

(10) روح المعانی' علامہ سید محمود آلوسی بغدادی متوفی 1270ھ' دار احیاء التراث العربی' بیروت

(11) روح البیان' علامہ اسماعیل حقی برسوی متوفی 1137ھ دار احیاء التراث العربی' بیروت

(12) حاشیۃ الصاوی علی الجلالین' شیخ احمد الصاوی المالکی' دار احیاء التراث العربی' بیروت

کتب حدیث

(13) صحیح بخاری شریف' امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ' دار السلام' ریاض

(14) صحیح مسلم شریف' امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ' دار السلام' ریاض

(15) سنن ابی داؤد' امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی 275ھ' دار السلام' ریاض

(16) سنن ترمذی' امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 275ھ' دار السلام' ریاض

(17) سنن نسائی' امام عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ' دار السلام' ریاض

(18) سنن ابن ماجہ' امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی 273ھ' دار السلام' ریاض

(19) مسند احمد بن حنبل' امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ' دار الفکر' بیروت

(20) مشکوٰۃ شریف، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی 742ھ، مکتبہ بشریٰ، کراچی
(21) کنز العمال، علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین متوفی 975ھ، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت
(22) مصنف ابن ابی شیبہ، امام ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ متوفی 235ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(23) مجمع الزوائد، امام نور الدین علی بن ابی بکر متوفی 807ھ، مؤسسۃ المعارف، بیروت
(24) المستدرک علی الصحیحین، امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی 405ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(25) معجم کبیر للطبرانی، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی 360ھ، دار احیاء التراث العربی
(26) معجم اوسط للطبرانی، امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی 360ھ، دار الفکر، بیروت
(27) مسند ابی یعلیٰ، امام ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلی متوفی 307ھ، دار المعرفہ، بیروت
(28) دلائل النبوۃ، امام حافظ ابو نعیم اصفہانی متوفی 430ھ، مکتبہ عربیہ، حلب
(29) سنن کبریٰ، امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی 458ھ، دار المعرفہ، بیروت
(30) سنن دارمی، امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن سمرقندی دارمی متوفی 255ھ، دار الفکر، بیروت

شروحِ حدیث

(31) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ملا علی بن سلطان قاری متوفی 1014ھ، مکتبہ امدادیہ، ملتان
(32) ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، امام شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی 923ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(33) فتح الباری شرح صحیح بخاری، امام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ، دار الحدیث، قاہرہ، مصر
(34) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، امام بدر الدین عینی متوفی 855ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(35) الکاشف عن حقائق السنن، امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی 742ھ، ادارۃ القرآن، کراچی
(36) اشعۃ اللمعات، شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر
(37) معالم السنن شرح سنن ابوداؤد، امام ابو سلیمان حمد بن سلطانی خطابی متوفی 388ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(38) فیض القدیر شرح جامع صغیر، علامہ عبدالرؤف مناوی
(39) شرح صحیح مسلم، امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ، قدیمی کتب خانہ، کراچی

کتبِ سیرت

(40) سیرت ابن ہشام
(41) الاستیعاب فی اسماء الاصحاب، حافظ ابو عمر یوسف بن عبدالبر متوفی 363ھ، دار صادر، بیروت
(42) کتاب فضائل الصحابہ، امام احمد بن حنبل متوفی 241ھ، دار ابن جوزی، بیروت

(43) مواہب لدنیہ' امام احمد قسطلانی متوفی 923ھ' المکتب الاسلامی' بیروت

(44) اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ' امام ابن اثیر جزری متوفی 630ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(45) الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ' امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ' دار صادر بیروت

(46) الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ المبشرہ' امام محب الدین طبری' دار التالیف' مصر

(47) سیر اعلام النبلاء' امام شمس الدین ذہبی متوفی 748ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(48) مدارج النبوۃ' شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ' مکتبہ اعلیٰ حضرت' لاہور

کتب فتویٰ

(49) الحاوی للفتاویٰ' امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(50) المدونۃ الکبریٰ' امام مالک بن انس اصبحی متوفی 179ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(51) حاشیہ درمختار للطحطاوی' امام احمد بن محمد طحطاوی متوفی 1231ھ' دار المعرفہ' بیروت

(52) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762ء' مکتبہ مجتبائی' دہلی

(53) الفتاویٰ الحدیثیہ' امام احمد بن حجر مکی ہیثمی متوفی 974ھ' میر محمد کتب خانہ' کراچی

(54) بہارِ شریعت' صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی متوفی 1367ھ' مکتبۃ المدینہ' کراچی

(55) فتاویٰ مہریہ' فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ متوفی 1356ھ' کتب خانہ درگاہ گولڑہ شریف

(56) تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق' امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی متوفی 743ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(57) فتاویٰ عالمگیری' نخبۃ العلماء الاحناف' مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ

(58) البحر الرائق شرح کنز الدقائق' امام زین الدین الشہیر بہ ابن نجیم متوفی 970ھ' دار احیاء التراث العربی' بیروت

(59) الاشباہ والنظائر' امام زین الدین الشہیر بہ ابن نجیم متوفی 970ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(60) فتح القدیر شرح ہدایہ' امام کمال الدین ابن ہمام متوفی 861ھ' مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ

(61) رد المحتار' علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1231ھ' مصطفیٰ البابی' مصر

(62) ملتقی الابحر' امام ابراہیم بن محمد حلبی متوفی 956ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(63) مجمع الانہر' امام عبد الرحمٰن شیخی زادہ متوفی 1078ھ' دار الکتب العلمیہ' بیروت

(64) فتاویٰ رضویہ' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی 1340ھ' دار الاشاعت' فیصل آباد

کتب عقائد

(65) الصواعق المحرقہ' امام احمد بن حجر ہیتمی مکی متوفی 974ھ' مکتبۃ الحقیقۃ' استنبول
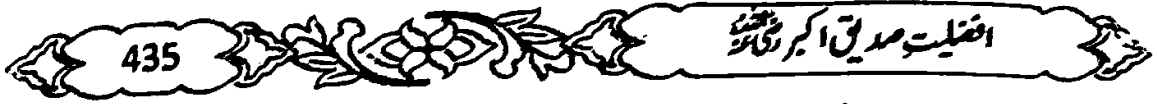
(66) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762ء میر محمد کتب خانہ، کراچی
(67) اعتقاد اھل السنۃ، امام حافظ ابو القاسم ھبۃ اللہ طبری لالکائی متوفی 418ھ، دار طیبہ، مکہ مکرمہ
(68) کتاب السنۃ، امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل، دار ابن رجب، بیروت
(69) کتاب الاعتقاد، امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ، مکتبۃ الیمامہ، بیروت
(70) اصول الدین، امام شیخ سید عبد القادر جیلانی متوفی 561ھ، مرکز جیلانی، استنبول
(71) غنیۃ الطالبین، امام شیخ سید عبد القادر جیلانی متوفی 561ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(72) الفقہ الاکبر، امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(73) شرح الفقہ الاکبر، امام ملا علی بن سلطان قاری متوفی 1014ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(74) شرح عقائد نسفیہ، امام سعد الدین تفتازانی متوفی 790ھ، مکتبہ امدادیہ، ملتان
(75) جامع بیان العلم، امام ابو عمر یوسف بن عبد البر متوفی 463، دار ابن جوزی، بیروت
(76) مرام الکلام فی عقائد الاسلام، امام عبد العزیز پرہاروی، فاروقی کتب خانہ، ملتان
(77) حجۃ اللہ البالغہ، امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1762ء
(78) تکمیل الایمان، شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی 1052ھ، الرحیم اکیڈمی، کراچی
(79) الیواقیت والجواہر، امام عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی متوفی 973ھ، دار الکتب العلمیہ، بیروت
(80) شرح الفقہ الاکبر، امام محی الدین بن بہاء الدین متوفی 956ھ، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی
(81) کتاب التمہید، امام عبد الشکور سالمی، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور
(82) النبراس حاشیہ شرح عقائد، امام عبد العزیز پرہاروی، مکتبہ امدادیہ، ملتان
(83) تحفہ اثنا عشریہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی 1239ھ، اشاعتِ اسلام، دہلی
(84) مطلع القمرین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی متوفی 1340ھ، مکتبہ بہار شریعت، لاہور
(85) اصول الدین، امام ابو یُسر محمد البزدوی متوفی 493ھ، مکتبہ ازہریہ، قاہرہ، مصر
(86) شرح الدرۃ فیما یجب اعتقادہ، علامہ عبد الحق ترکمانی، دار ابن حزم، بیروت
(87) تصفیہ مابین سنی وشیعہ، فاتح قادیانیت پیر سید مہر علی شاہ متوفی 1356ھ کتب خانہ درگاہ گولڑہ شریف

کتبِ تاریخ

(88) تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ، دار المنار، قاہرہ، مصر
(89) البدایہ والنہایہ، حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیر متوفی 774ھ، دار الریان، بیروت

(90) تاریخ مدینہ دمشق' امام حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر متوفی 571ھ' دارالفکر' بیروت

(91) مقدمہ ابن خلدون' علامہ عبدالرحمٰن بن خلدون متوفی 808ھ' مکتبہ تجاریہ' مصر

(92) الملل والنحل' ابوالفتح محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی 548ھ' دارالفکر' بیروت

(93) الکنیٰ والالقاب' شیخ عباس قمی' مکتبہ الصدر' تہران

(94) منتخب التواریخ' محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی' کتاب فروشی اسلامیہ' تہران

(95) الکامل فی التاریخ' امام محمد بن محمد بن اثیر جزری متوفی 630ھ' دارالکتب العربیہ' بیروت

(96) ناسخ التواریخ' مرزا محمد تقی سپہر ایرانی' کتاب فروشی اسلامیہ' تہران

کتب تصوف

(97) الفتوحات المکیہ' امام محی الدین محمد بن علی ابن عربی متوفی 638ھ' دارالکتب العلمیہ' بیروت

(98) الزواجر عن ارتکاب الکبائر' امام ابن حجر مکی ہیتمی متوفی 974ھ' مصطفیٰ البابی' مصر

(99) احیاء علوم الدین' امام محمد بن محمد بن محمد غزالی متوفی 505ھ' داراحیاء الکتب العربیہ' بیروت

(100) سبع سنابل' امام میر عبدالواحد بلگرامی متوفی 1017ھ' مکتبہ نوریہ رضویہ' لاہور

(101) مکتوبات امام ربانی' مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی 1624' مکتبہ نبی بخش' امرتسر

(102) التعرف لبیان مذاہب التصوف' امام ابوبکر بن اسحاق کلاباذی متوفی 380ھ' دارالکتب العلمیہ' بیروت

(103) کشف المحجوب' داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویری متوفی 469ھ

(104) کلیات امدادیہ' حاجی امداداللہ مہاجر مکی متوفی 1317ھ' دارالاشاعت' کراچی

متفرقات

(105) زبدۃ التحقیق' عبدالقادر شاہ صاحب' دارالعلوم قادریہ جیلانیہ' لندن

(106) شرح جامی علی الکافیہ' شیخ عبدالرحمٰن بن احمد جامی متوفی 898ھ' مطبع کریمی' بمبئی

(107) الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ' آقا بزرگ تہرانی' داراحیاء التراث العربی' بیروت

(108) تہذیب التہذیب' امام شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی متوفی 952ھ' داراحیاء التراث العربی' بیروت

☆☆☆☆☆